اُردو

من لا يحضره الفقيه

تالیف

الشیخ الصدوق ابی جعفر محمد بن علی
ابن الحسین بن موسیٰ بن بابویہ القمی
المتوفی ۳۸۱ھ

پیشکش

سید اشفاق حسین نقوی

ناشر
الکساء پبلیشرز
آر-۱۵۹ سیکٹر ۵ بی ۲ نارتھ کراچی

بِسمِ اللہِ الرَّحمٰنِ الرَّحیم

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ

نام کتاب	من لایحضرہ الفقیہ (اردو)
مولف	شیخ الصدوق علیہ الرحمہ
مترجم	سید حسن امداد ممتاز الافاضل (غازی پوری)
تزئین	سید فیضیاب علی رضوی
کمپوزنگ	شگفتہ کمپوزنگ اینڈ گرافکس سینٹر
اشاعت اول	نومبر ۱۹۹۴ء
اشاعت دوئم	جولائی ۱۹۹۶ء

ناشر

الکساء پبلیشرز

آر-۱۵۹ سیکٹر ۵ بی ۲ نارتھ کراچی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فہرست (جلد چہارم)

باب	عنوان	صفحہ
	پیش لفظ	۹
	کچھ مترجم کے بارے میں	۱۵
۱۔	نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی چند منہیات (چند امور جن کے نہ کرنے کی نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہدایت فرمائی)	۲۰
۲۔	جو احادیث عورتوں کی طرف نگاہ کرنے کے متعلق آئی ہیں	۳۱
۳۔	زنا کے متعلق احادیث	۳۳
	کتاب الحدود	
۴۔	زنا کے جرم میں سزاو حدود رجم و شہر بدری کب اور کیا واجب ہے	۳۵
۵۔	اگر کوئی مسافر مجبوری (بیوی یا کنیز نہ ہو) میں زنا کرلے تو اسے رجم نہیں کیا جائے گا	۴۹
۶۔	لواطہ اور سحق کی حد (سزا)	۵۰
۷۔	زنا کے جرم میں غلاموں کی حد (سزا)	۵۱
۸۔	جانور سے بدفعلی کرنے والے کی حد اور سزا	۵۳
۹۔	زنا اور لواطہ کی طرف دلالی کرنے والے کی حد اور سزا	۵۴
۱۰۔	قذف کی حد (عورت پر زنا کی بہتان لگانے کی سزا)	۵۴
۱۱۔	شراب نوشی پر حد (شرعی سزا) اور گانے اور لہو ولعب کے متعلق جو کچھ وارد ہوا ہے	۵۹
۱۲۔	حد سرقہ (چوری کی سزا)	۶۲
۱۳۔	گونگے، بہرے اور اندھے پر حدود جاری کرنا	۶۹
۱۴۔	سود خور کیلئے حد (سزا) ثبوت و گواہی کے بعد	۶۹

باب	عنوان	صفحہ
۱۵۔	مردار خون اور سور کا گوشت کھانے والے کی حد (سزا)	۶۹
۱۶۔	جس شخص پر کئی حدود (سزائیں) مجتمع (جمع) ہو جائیں اس کے متعلق کیا واجب ہے	۷۰
۱۷۔	حدود کے متعلق نادر احادیث	۷۰
	کتاب الدیات (خونبہا)	
۱۸۔	انسانی اعضاء اور اس کے جوڑوں کا خونبہا اور نطفے اور علقہ اور مضغہ کا خونبہا اور ہڈی اور جان کا خونبہا	۷۳
۱۹۔	ناحق کسی کے خون بہانے یا اس کا مال لینے کی حرمت یا ایسا سلوک جو حلال نہیں اور قتل عمد اور خطا سے توبہ	۸۶
۲۰۔	قسامت (قسم)	۹۱
۲۱۔	وہ شخص جو کسی کو زخمی یا قتل کر دے تو اس پر کوئی دیت لازم نہ ہو	۹۴
۲۲۔	قصاص اور دیت کی رقم	۹۶
۲۳۔	وہ شخص جس کی خطا بھی عمد ہے	۱۰۲
۲۴۔	وہ شخص جس کا عمد بھی خطا ہے	۱۰۳
۲۵۔	وہ شخص جس نے حرم کی حد سے باہر کوئی جرم کیا اور بھاگ کر حرم میں پناہ لے لی	۱۰۴
۲۶۔	اس شخص کے لئے حکم جسکو دو آدمیوں یا اس سے زائد نے قتل کر دیا اور قوم ایک کے قتل پر مجتمع ہو جائے	۱۰۴
۲۷۔	عورتوں اور مردوں کے درمیان جراحت و قتل	۱۰۷
۲۸۔	ایک شخص اپنے بیٹے یا اپنے باپ یا ماں کو قتل کر دیتا ہے	۱۰۸
۲۹۔	ایک مسلمان کسی کافر ذمی یا غلام یا غلام مدبر یا غلام مکاتب کو قتل کر دیتا ہے یا وہ لوگ اسکو قتل کر دیتے ہیں	۱۰۹

باب	عنوان	صفحہ
۳۰۔	نفس کی دیت کے علاوہ پوری دیت اور نصف دیت کہاں کہاں لازم ہے	۱۱۵
۳۱۔	انگلیوں، دانتوں اور ہڈیوں کی دیت	۱۱۹
۳۲۔	ایک شخص قتل ہوتا ہے تو اس کے بعض ورثہ معاف کر دینا چاہتے ہیں بعض قصاص لینا چاہتے ہیں اور بعض دیت	۱۲۲
۳۳۔	عاقلہ (یعنی قاتل کے اہل خاندان سے دیت کی وصولی)	۱۲۳
۳۴۔	ایک شخص نے ایک آدمی کو مارا تو اب اس کا پیشاب نہیں رکتا مسلسل جاری ہے اسکے متعلق روایت	۱۲۵
۳۵۔	نطفہ اور علقہ اور مضغہ وعظم (ہڈی) اور جنین (بچہ شکم) کی دیت	۱۲۵
۳۶۔	ایک مسلمان ارض شرک میں رہتا تھا اسے مسلمانوں نے قتل کر دیا اور امام کو بعد میں اطلاع ملی اس کے متعلق حکم	۱۲۷
۳۷۔	ایک شخص نے ایک آدمی کے پیٹ کو کچل دیا اور اس کے کپڑوں میں پاخانہ نکل آیا	۱۲۸
۳۸۔	ایک شخص نے عورت کے ساتھ مجامعت میں زیادتی کی (یعنی آگے کے بدلے پیچھے سے دخول کیا) اور اس پر اتنا دباؤ ڈالا کہ وہ مرگئی	۱۲۸
۳۹۔	گونگے کی زبان کی دیت	۱۲۸
۴۰۔	افضا (عورت کی شرمگاہ پھاڑ دینے) پر کیا واجب ہے	۱۲۹
۴۱۔	اس شخص پر کیا عائد ہوگا جس نے ایک آدمی کے سر پر کھولتا ہوا پانی انڈیل دیا اور اس کے سارے بال جھڑ گئے	۱۲۹
۴۲۔	کسی کی داڑھی کے بال اگر کوئی مونڈ دے تو اس پر کیا عائد ہوگا	۱۲۹
۴۳۔	جو شخص اپنی زوجہ کی فرج (شرمگاہ) کاٹ دے اس پر کیا لازم آتا ہے	۱۳۰
۴۴۔	جو شخص عورت کی شرمگاہ پر لات مارے اور عورت کا خیال ہو کہ اب اس کو حیض نہیں آئے گا تو اس شخص پر کیا لازم آتا ہے	۱۳۰
۴۵۔	انگلیوں کے جوڑ کی دیت	۱۳۱
۴۶۔	انسان کے دونوں بیضوں کی دیت	۱۳۱
۴۷۔	ایک غلام، ایک آزاد مرد، ایک آزاد عورت اور ایک غلام مکاتب چاروں نے مل کر ایک آدمی کو قتل کیا اس کے متعلق حکم	۱۳۱
۴۸۔	وہ شخص جو اپنے غلام کو اتنی سزا دے کہ وہ مرجائے اس کے لئے کیا لازم ہے	۱۳۲
۴۹۔	ولد الزنا کی دیت	۱۳۲
۵۰۔	جو شخص اپنی زمین پر یا کسی اور کی زمین پر کنواں وغیرہ کھودے اور اس میں کوئی انسان گر کر ہلاک ہو جائے اس کے لئے کیا حکم ہے	۱۳۲
۵۱۔	اگر کوئی سواری کسی آدمی کو اپنے پچھلے یا اگلے پاؤں سے گزند پہنچا دے تو اس کے لئے کیا لازم ہے	۱۳۳
۵۲۔	دو آدمیوں نے مل کر ایک آدمی کا ہاتھ کاٹ دیا اس کے لئے کیا حکم ہے	۱۳۴
۵۳۔	وہ شخص جس نے کسی میت کا سر کاٹا اس پر کیا لازم ہے	۱۳۵
۵۴۔	اس طمانچہ کیلئے حکم جس سے چہرہ سیاہ یا ہرا یا سرخ پڑ جائے	۱۳۶
۵۵۔	اس شخص پر کیا لازم ہے جو ایک آدمی کے پاس گیا وہ سو رہا تھا جب وہ اس کی پشت پر پہنچا تو وہ جاگ گیا اور اس نے اس کو قتل کر دیا	۱۳۶
۵۶۔	تین آدمی ایک دیوار کے گرانے میں شریک تھے اور وہ دیوار ان میں سے ایک پر گر گئی اور وہ مر گیا	۱۳۶

باب	عنوان	صفحہ
۵۷۔	ایک آدمی قتل کر دیا جاتا ہے اس پر قرض ہے	۱۳۷
۵۸۔	اس دایہ اور دودھ پلائی کی ضمانت جو بچے پر کروٹ لیکر الٹ پڑے اور وہ مر جائے یا بچے کو کسی دوسری دایہ کہ حوالے کر دے اور وہ اسے لیکر بھاگ جائے	۱۳۷
۵۹۔	اگر کسی شخص کا کتا کسی کو کاٹ لے تو کتے والے کی کیا ذمہ داری ہے	۱۳۸
۶۰۔	ایک ام ولد نے اپنے مالک کو عمداً یا خطاً قتل کر دیا	۱۳۸
۶۱۔	اگر کوئی شخص کسی قوم کے گھر میں آگ لگا دے اور گھر اور اس کے رہنے والے جل جائیں تو اس کی کیا سزا ہے	۱۳۹
۶۲۔	اگر کسی شخص کا بختی (خراسانی اونٹ) بدمستی میں کسی کو قتل کر دے تو اس پر کیا لازم آتا ہے	۱۳۹
۶۳۔	قصاص کو زندہ رکھنے کے لئے کیا لازم ہے	۱۳۹
۶۴۔	ایک چور زبردستی ایک عورت کی شرمگاہ پر قابض ہو جاتا ہے اور اس کے بچے کو قتل کر دیتا ہے	۱۴۰
۶۵۔	ایک عورت اپنے شوہر کے گھر میں کسی شخص کو داخل کر لیتی ہے تو اس کا شوہر اس شخص کو قتل کر دیتا ہے تو عورت اپنے شوہر کو قتل کر دیتی ہے	۱۴۱
۶۶۔	جو شخص عیدوں کی بھیڑ بھاڑ میں یا عرفہ میں یا کسی کنوئیں یا کسی پل پر مر جائے اور نہ معلوم ہو کہ اسے کس نے قتل کیا ہے	۱۴۱
۶۷۔	ایک شخص قتل ہوتا ہے اور اس کے اعضاء متفرق مقامات پر پائے جاتے ہیں	۱۴۲
۶۸۔	شجاج (زخمی) اور اس کے مختلف نام	۱۴۲
۶۹۔	وہ شخص جو کسی آدمی کو قتل کر کے بھاگ جائے اس کے لئے کیا حکم ہے	۱۴۳
۷۰۔	سر کے زخموں اور جراحتوں کی دیت	۱۴۳

باب	عنوان	صفحہ
۷۱۔	دیتوں کے متعلق نادر احادیث	۱۴۴
۷۲۔	وصیت کا سلسلہ حضرت آدمؑ کے وقت سے ہے	۱۴۷
۷۳۔	اللہ تعالیٰ یہ احسان کرتا ہے کہ اپنے بندے پر وفات کے وقت اس کی آنکھ، کان اور عقل کو واپس کر دیتا ہے تاکہ وہ وصیت کر لے	۱۵۱
۷۴۔	وصیت ترک کرنے پر اللہ کی حجت	۱۵۳
۷۵۔	وصیت ہر مسلمان پر فرض ہے	۱۵۳
۷۶۔	زکوۃ میں جو کمی رہ جاتی ہے اسکی تکمیل وصیت سے ہو جاتی ہے	۱۵۳
۷۷۔	ثواب اس شخص کا جو وصیت کرے اور ان میں سے کسی کے ساتھ ناانصافی اور کسی کو ضرر نہ پہنچائے	۱۵۳
۷۸۔	اس شخص کے متعلق جو اپنے ان اقرباء کیلئے وصیت نہیں کرتے جو اس کے مال میں میراث پانے والے نہیں ہیں کم کیلئے وصیت کرے یا زیادہ کیلئے	۱۵۳
۷۹۔	جو شخص موت کے وقت اچھی وصیت نہ کر سکا	۱۵۳
۸۰۔	اس شخص کا ثواب جسکا خاتمہ اچھے قول یا اچھے عمل پر ہو	۱۵۴
۸۱۔	وارثوں کو ضرر پہنچانے کے متعلق جو کچھ حدیث میں ہے	۱۵۴
۸۲۔	وصیت میں عدل اور جور (ظلم)	۱۵۴
۸۳۔	گناہان کبیرہ کے متعلق وصیت میں ظلم و جور	۱۵۴
۸۴۔	کس مقدار میں وصیت کرنا مستحب ہے	۱۵۵
۸۵۔	میت کو اپنے مال میں سے کتنا حق (وصیت) ہے اور وصیت کو نیکی کی طرف پلٹانے کیلئے کیا لازم ہے	۱۵۶
۸۶۔	وصیت نامہ	۱۵۷
۸۷۔	وصیت پر لوگوں کو گواہ بنانا	۱۶۲
۸۸۔	میت کے ترکہ میں سے جو چیز پہلے شروع کی جائے	۱۶۳
۸۹۔	ایک شخص مرجاتا ہے اور اس پر قرض اس کے کفن کی قیمت کے برابر ہے	۱۶۳

باب	عنوان	صفحہ
۹۰۔	وارث کے لئے وصیت	۱۶۴
۹۱۔	وصیت کے قبول کرنے سے انکار	۱۶۴
۹۲۔	عمر کی وہ حد کہ جس پر لڑکا پہنچ جائے تو اسکی وصیت جائز ہے	۱۶۵
۹۳۔	کتابت اور اشارے سے وصیت	۱۶۶
۹۴۔	اپنی وصیت سے پھر جانا	۱۶۷
۹۵۔	وہ شخص جس نے ایک تہائی سے زیادہ کی وصیت کردی اس کے ورثاء گواہ تھے انہوں نے اجازت دیدی کیا ان ورثاء کو حق ہے اس کے مرنے کے بعد وصیت کو توڑیں	۱۶۷
۹۶۔	وصیت کا نافذ کرنا واجب اور اس میں تبدیلی کرنا منع ہے	۱۶۸
۹۷۔	انسان کے اندر جب تک ذرا سی بھی روح ہے وہ اپنے مال کا زیادہ حقدار ہے	۱۶۹
۹۸۔	جو شخص عمداً خودکشی کرلے اس کی وصیت	۱۷۰
۹۹۔	دو آدمیوں کو وصیت کی جاتی ہے اور ان دونوں میں سے ہر ایک ترکہ میں سے نصف لیکر جدا ہو جاتے ہیں	۱۷۰
۱۰۰۔	اپنے مال میں سے تھوڑی شے یا ایک سہم یا ایک جزء یا کثیر کے لئے وصیت	۱۷۱
۱۰۱۔	ایک شخص کسی مال کی وصیت فی سبیل اللہ کرتا ہے	۱۷۲
۱۰۲۔	مرنے والے کی وصیت میں اگر وصی تبدیلی کریگا تو اس کا ضامن رہے گا	۱۷۳
۱۰۳۔	اقرباء اور دوستداروں کے لئے وصیت	۱۷۴
۱۰۴۔	بالغ اور نابالغ دونوں کی وصیت	۱۷۵
۱۰۵۔	وصیت کرنے والے سے پہلے وہ شخص مرجاتا ہے جس کے بارے میں وصیت کی گئی یا جس مال کی وصیت کی گئی اس پر قبضہ کرنے سے پہلے ہی مرجاتا ہے	۱۷۵
۱۰۶۔	غلام کو آزاد کرنے صدقہ کرنے اور حج کیلئے وصیت	۱۷۶
۱۰۷۔	غلام مکاتب اور ام ولد کیلئے وصیت	۱۷۹
۱۰۸۔	ایک شخص نے ایک آدمی کیلئے تلوار یا صندوق یا سفینہ کی وصیت کی	۱۸۰
۱۰۹۔	جس نے کوئی وصیت نہ کی ہو اور اس کے بہت سے ورثاء ہوں تو اس کا ترکہ کس طرح تقسیم یا فروخت ہو	۱۸۱
۱۱۰۔	ایک شخص وصیت کرتا ہے اس کا وصی ایک بات کے سوا سب کو فراموش کردیتا ہے۔ یاد نہیں رکھتا	۱۸۱
۱۱۱۔	میت کا مال اگر فروخت ہو رہا ہے تو اس کا وصی اس کو زیادہ پر خرید سکتا ہے	۱۸۲
۱۱۲۔	باپ کا بیٹے کو میراث سے خارج کردینا کیونکہ اس نے اس کی ام ولد کے ساتھ جماع کیا تھا	۱۸۲
۱۱۳۔	یتیم کا یتیمی سے منقطع ہونا	۱۸۳
۱۱۴۔	وہ شخص جو بالغ ہونے کے بعد بھی اپنا مال لینے سے انکار کردیتا ہے	۱۸۵
۱۱۵۔	وارث کے بالغ ہونے کے بعد بھی وصی نے اس کو اس کا مال دینے سے انکار کیا جس کی وجہ سے وہ شادی نہ کرسکا اور زنا کا مرتکب ہوگیا	۱۸۵
۱۱۶۔	ایک شخص نے وصیت بھی کی اور غلام بھی آزاد کیا جبکہ اس کے اوپر قرض بھی تھا	۱۸۶
۱۱۷۔	مرنے والا قرض سے بری الذمہ ہوجاتا ہے اگر کوئی شخص قرض خواہوں سے ادائیگی کا ضامن ہوجائے	۱۸۷
۱۱۸۔	فروخت شدہ مال بعینہ موجود ہو اور خریدار مرجائے اور اس مال کی قیمت باقی ہو اور کچھ دوسروں کا قرض بھی باقی ہو	۱۸۷
۱۱۹۔	دیت میں سے قرض کی ادائیگی	۱۸۸
۱۲۰۔	عورت کو وصیت کرنا اور وصی بنانا مکروہ ہے	۱۸۸
۱۲۱۔	وصی کے وصی پر وصیت پر عمل کرنے کے متعلق کیا	

باب	عنوان	صفحہ
	لازم ہے	۱۸۸
۱۲۲۔	ایک آدمی ایک شخص کے لئے اپنے مال کے ایک حصے کی وصیت کرتا ہے پھر وصیت کرتے ہوئے خطا قتل ہو جاتا ہے	۱۸۹
۱۲۳۔	ایک شخص نے ایک آدمی کو اپنی اولاد اور اپنے مال کی وصیت کی اور وصیت کے وقت اس کو اجازت دی کہ وہ مال سے کوئی کام کرے اور نفع اس کے اور اس کی اولاد کے درمیان تقسیم ہوگا	۱۸۹
۱۲۴۔	کسی مریض کا اپنے کسی وارث سے قرض لینے کا اقرار	۱۹۰
۱۲۵۔	بعض وارثوں کا غلام کے آزاد ہونے یا قرض کا اقرار	۱۹۱
۱۲۶۔	ایک شخص مر گیا اس پر قرض ہے اور اس کے بال بچے ہیں اور وہ صاحب مال ہے	۱۹۱
۱۲۷۔	وصیت کے متعلق نادر احادیث	۱۹۱
۱۲۸۔	وقف وصدقہ اور عطیہ	۱۹۶
۱۲۹۔	سکنی و عمری اور رقبی	۲۰۴
	کتاب الفرائض ومیراث	
۱۳۰۔	وارثوں میں عول کا باطل ہونا	۲۰۶
۱۳۱۔	صلبی اولاد کی میراث	۲۰۹
۱۳۲۔	والدین کیلئے میراث	۲۱۰
۱۳۳۔	زوج اور زوجہ کے لئے میراث	۲۱۱
۱۳۴۔	اپنی صلبی اولاد اور ماں باپ کے لئے	۲۱۱
۱۳۵۔	شوہر کیلئے میراث اولاد کے ساتھ	۲۱۲
۱۳۶۔	لڑکے کے ساتھ زوجہ کیلئے میراث	۲۱۳
۱۳۷۔	شوہر کے ساتھ لڑکے اور والدین کیلئے میراث	۲۱۳
۱۳۸۔	زوجہ کے ساتھ والدین اور اولاد کیلئے میراث	۲۱۴
۱۳۹۔	زوج اور زوجہ کے ساتھ والدین کیلئے میراث	۲۱۴
۱۴۰	پوتے (بیٹے کے بیٹے) کیلئے میراث	۲۱۶
۱۴۱۔	پوتے کے ساتھ والدین کی میراث	۲۱۶
۱۴۲۔	پوتے کی میراث زوج اور زوجہ کے ساتھ	۲۱۷
۱۴۳۔	ماں باپ اور بھائیوں اور بہنوں کیلئے میراث	۲۱۷
۱۴۴۔	ماں، باپ، شوہر اور بہت سے بھائی بہن کی میراث	۲۱۷
۱۴۵۔	وہ لوگ جس کسی کو میراث سے محجوب نہیں کرتے	۲۱۸
۱۴۶۔	بھائیوں اور بہنوں کیلئے میراث	۲۱۸
۱۴۷۔	زوج اور زوجہ کی میراث بھائیوں اور بہنوں کے ساتھ	۲۲۳
۱۴۸۔	داداؤں اور دادیوں کیلئے میراث	۲۲۴
۱۴۹۔	رشتہ داروں کی میراث	۲۳۰
۱۵۰۔	آزاد کردہ غلاموں کے ساتھ رشتہ داروں کی میراث	۲۴۲
۱۵۱۔	موالی کی میراث	۲۴۴
۱۵۲۔	ان لوگوں کی میراث جو ڈوب کر مر گئے یا ان پر مکان گر پڑا اور دب کر مر گئے اور یہ نہیں معلوم کہ ان میں سے کون پہلے مرا	۲۴۴
۱۵۳۔	وہ بچے جو ماں کے پیٹ میں ہوں یا نوزائیدہ ہوں یا سقط شدہ ہوں ان کی میراث	۲۴۶
۱۵۴۔	ایسے لڑکے یا لڑکی کی میراث جن کی آپس میں شادی ہوگئی تھی اور ان میں سے ایک مر گیا	۲۴۷
۱۵۵۔	طلاق دینے والے مرد اور طلاق پانے والی عورت کی میراث	۲۴۸
۱۵۶۔	ایک شخص نے حالت مرض میں کسی عورت سے نکاح کیا یا طلاق دی تو اس کی میراث	۲۴۸
۱۵۷۔	اس عورت کی میراث جس کا شوہر مر گیا	۲۴۹
۱۵۸۔	میراث مخلوع (عاق شدہ)	۲۴۹
۱۵۹۔	میراث حمیل	۲۵۰
۱۶۰۔	مشکوک اولاد کی میراث	۲۵۰
۱۶۱۔	ایسے لڑکے کی میراث جس کا باپ اس کی ولادت سے	

باب	عنوان	صفحہ
	اقرار کرنے کے بعد انکار کر دیتا ہے	۲۵۱
۱۶۲۔	میراث ولد الزنا	۲۵۲
۱۶۳۔	قاتل کی میراث اور دیت کا کون وارث ہوگا اور کون نہیں ہوگا	۲۵۲
۱۶۴۔	میراث ابن ملاعنہ (متہم بیوی سے پیدا ہونے والی اولاد)	۲۵۵
۱۶۵۔	جو شخص میراث کے وقت اسلام لایا ہو یا آزاد ہوا ہو اس کی میراث	۲۵۸
۱۶۶۔	میراث خنثی (ہیجڑا)	۲۵۸
۱۶۷۔	اس مولود کی میراث جس کے دو (۲) سر ہوں	۲۶۱
۱۶۸۔	گم شدہ شخص کی میراث	۲۶۱
۱۶۹۔	مرتد کی میراث	۲۶۲
۱۷۰۔	ایسے شخص کی میراث جس کا کوئی وارث نہیں	۲۶۳
۱۷۱۔	مختلف قوموں کی میراث	۲۶۳
۱۷۲۔	مملوک (غلام) کی میراث	۲۶۶
۱۷۳۔	غلام مکاتب کی میراث	۲۶۸
۱۷۴۔	مجوسیوں کی میراث	۲۶۹
۱۷۵۔	میراث کے متعلق نادر احادیث	۲۷۱
۱۷۶۔	نوادر۔ اور یہ اس کتاب کا آخری باب ہے (نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وصیتیں حضرت علی ابن ابی طالب علیہ السلام کیلئے)	۲۷۴
۱۷۷۔	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وہ چھوٹے چھوٹے فقرات (جملے) جو اس سے پہلے بیان نہیں کیے گئے	۲۹۴
۱۷۸۔	راویوں کے اسمائے گرامی	۳۲۷

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

پیش لفظ

پروردگار عالم نے سورہ رحمٰن میں ایک جملہ کی تکرار کی ہے اور وہ جملہ ہے "فَبِاَیِّ اٰلَاۤءِ رَبِّکُمَا تُکَذِّبٰنِ (تم دونوں اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ اس کے بعد تم لوگ یہ جملہ کہا کرو۔ لَا بِشَیْءٍ مِّنْ اٰلَائِکَ رَبِّ اُکَذِّبُ (پروردگار ہم تیری کسی نعمت کو نہیں جھٹلا سکتے) بے شک بندے اس کا شکر ادا کرنے کا حق ادا نہیں کرسکتے۔ اس کی نعمتیں بے شمار ہیں جن میں سے ہم کچھ کا ادراک کرسکتے ہیں اور لاتعداد نعمتیں ایسی ہیں جن کا ہم نہ تو ادراک کرسکتے ہیں اور نہ ہی ان کا شمار کرسکتے ہیں۔ اپنی بے بسی اور لاچاری کا اظہار کرنا ہی اس کا شکر ادا کرنے کے برابر ہے۔ ان تمام نعمتوں کے علاوہ اکثر اوقات وہ اپنے بندوں سے ایسے ایسے کام لے لیتا ہے جس کے وہ لوگ بظاہر اہل نظر نہیں آتے۔ ایسے ہی لوگوں میں ہمارا شمار پروردگار عالم نے کروا دیا۔ ہم لوگ علم اور دولت کے اعتبار سے خود کو اس اعزاز کے قابل نہیں سمجھتے۔ مگر اس معبود برحق نے ہمیں مذہب اثناعشری کی بنیادی کتب میں سے **من لا یحضرہ الفقیہ** "کا اردو ترجمہ شائع کرانے کا شرف بخشا۔ اس کے اس فضل و کرم کے لئے ہم جتنا بھی شکر ادا کریں کم ہے۔

من لا یحضرہ الفقیہ چار جلدوں پر مشتمل ہے۔ اس کی جلد اول کا اردو ترجمہ ۱۹۹۴ء میں۔ جلد دوم کا اردو ترجمہ ۱۹۹۵ء میں جلد سوم کا اردو ترجمہ ۱۹۹۶ء میں شائع ہوا اور جلد چہارم کا اردو ترجمہ اس وقت آپ کے ہاتھوں میں ہے۔ پروردگار عالم کی بارگاہ میں ہماری دعا ہے کہ وہ چہاردہ معصومین علیہم السلام کے صدقے میں زیادہ سے زیادہ اہم اور بنیادی کتب کا اردو ترجمہ شائع کرانے کی ہمیں سعادت نصیب کرے اور تمام اراکین کو صحت کلی کے ساتھ طویل عمر عطا کرے۔ آمین ثم آمین۔

بے شک کتب اربعہ مذہب حقہ اثناعشری کی بنیادی کتب ہیں جو احادیث معصومین علیہم السلام کا بہت بڑا ذخیرہ ہیں۔ ان میں پہلی "الکافی" ہے جو محمد بن یعقوب کلینی نے آٹھ (۸ جلدوں میں) لکھی ہے۔ جن کا سن پیدائش ۲۵۰ھ اور سن وفات ۳۲۸ھ ہے (عمر ۷۸ سال)۔ دوسری کتاب "**من لا یحضرہ الفقیہ**" ہے جو جناب شیخ الصدوق نے چار (۴) جلدوں میں لکھی ہے۔ جن کا سن پیدائش ۳۰۶ھ اور سن وفات ۳۸۱ھ ہے (عمر ۷۵ سال) تیسری اور چوتھی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

پیش لفظ

پروردگار عالم نے سورہ رحمٰن میں ایک جملہ کی تکرار کی ہے اور وہ جملہ ہے "فَبِاَیِّ اٰلَاۗءِ رَبِّکُمَا تُکَذِّبٰنِ" (تم دونوں اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ اس کے بعد تم لوگ یہ جملہ کہا کرو " لَا بِشَیْءٍ مِنْ اٰلَاۗئِکَ رَبِّ اُکَذِّبُ (پروردگار ہم تیری کسی نعمت کو نہیں جھٹلا سکتے) بے شک بندے اس کا شکر ادا کرنے کا حق ادا نہیں کرسکتے۔ اس کی نعمتیں بے شمار ہیں جن میں سے ہم کچھ کا ادراک کرسکتے ہیں اور لاتعداد نعمتیں ایسی ہیں جن کا ہم نہ تو ادراک کرسکتے ہیں اور نہ ہی ان کا شمار کرسکتے ہیں۔ اپنی بے بسی اور لاچاری کا اظہار کرنا ہی اس کا شکر ادا کرنے کے برابر ہے۔ ان تمام نعمتوں کے علاوہ اکثر اوقات وہ اپنے بندوں سے ایسے ایسے کام لے لیتا ہے جس کے وہ لوگ بظاہر اہل نظر نہیں آتے۔ ایسے ہی لوگوں میں ہمارا شمار پروردگار عالم نے کروا دیا۔ ہم لوگ علم اور دولت کے اعتبار سے خود کو اس اعزاز کے قابل نہیں سمجھتے۔ مگر اس معبود برحق نے ہمیں مذہب اثناءعشری کی بنیادی کتب میں سے **من لایحضرہ الفقیہ** "کا اردو ترجمہ شائع کرانے کا شرف بخشا۔ اس کے اس فضل و کرم کے لئے ہم جتنا بھی شکر ادا کریں کم ہے۔

من لایحضرہ الفقیہ چار جلدوں پر مشتمل ہے۔ اس کی جلد اول کا اردو ترجمہ ۱۹۹۴ء میں۔ جلد دوم کا اردو ترجمہ ۱۹۹۵ء میں جلد سوم کا اردو ترجمہ ۱۹۹۶ء میں شائع ہوا اور جلد چہارم کا اردو ترجمہ اس وقت آپ کے ہاتھوں میں ہے۔ پروردگار عالم کی بارگاہ میں ہماری دعا ہے کہ وہ چہاردہ معصومین علیہم السلام کے صدقے میں زیادہ سے زیادہ اہم اور بنیادی کتب کا اردو ترجمہ شائع کرانے کی ہمیں سعادت نصیب کرے اور تمام اراکین کو صحت کلی کے ساتھ طویل عمر عطا کرے۔ آمین ثم آمین۔

بے شک کتب اربعہ مذہب حقہ اثناءعشری کی بنیادی کتب ہیں جو احادیث معصومین علیہم السلام کا بہت بڑا ذخیرہ ہیں۔ ان میں پہلی "الکافی" ہے جو محمد بن یعقوب کلینی نے آٹھ (۸ جلدوں میں) لکھی ہے۔ جن کا سن پیدائش ۲۵۰ ھ اور سن وفات ۳۲۸ ھ ہے (عمر ۷۸ سال)۔ دوسری کتاب "**من لایحضرہ الفقیہ**" ہے جو جناب شیخ الصدوق نے چار (۴) جلدوں میں لکھی ہے۔ جن کا سن پیدائش ۳۰۶ ھ اور سن وفات ۳۸۱ ھ ہے (عمر ۷۵ سال) تیسری اور چوتھی

کتب "الاستبصار" اور تہذیب الاحکام ہیں۔ جو چار (۴) اور دس (۱۰) جلدوں میں بالترتیب جناب شیخ طوسی نے لکھی ہیں۔ جن کا سن پیدائش ۳۸۵ ھ اور سن وفات ۴۶۰ ھ ہے (عمر ۷۵ سال) احادیث معصومین علیہم السلام کی تعداد تقریباً چوالیس ہزار (۴۴۰۰۰) سے زیادہ ہے۔ اس سے اندازہ کیا جاسکتا ہے کہ طرح طرح کے مصائب و آلام برداشت کرنے کے باوجود ائمہ طاہرین علیہم السلام اور معزز محدثین کرامؒ (خدا ان کے درجات بلند کرے) اس پر آشوب اور شدید مخالفانہ دور میں دین کی کتنی بڑی خدمت انجام دی ہے۔ یہ ایک عجیب حقیقت ہے کہ ہماری کتب اربعہ کے تمام مؤلفین کے اسماء گرامی "محمد" اور کنیت "ابو جعفر" ہے۔ کتب اربعہ کے اردو تراجم نہ ہونے کی وجوہات ہم نے **من لایحضرہ الفقیہ** "کی جلد اول کے ترجمہ کے پیش لفظ میں لکھی تھیں۔ احادیث معصومین علیہم السلام ہمارے لئے قرآن حکیم کے بعد نص ہیں ان کی اہمیت پر ہم نے اسی کتاب کی دوسری جلد کے اردو ترجمہ کے پیش لفظ میں تفصیل سے روشنی ڈالی ہے۔ جن کا دہرانا مقصود نہیں ہے۔ صرف یاد دہانی کے لئے درج ذیل اشارے کافی ہیں۔ جو ان اقتباسات کے ماخذ ہیں۔ (۱) الشافی جلد اول صفحہ ۳۴۔ طبع ۱۹۸۶ ھ (۲) الشافی۔ جلد اول صفحہ ۸ طبع ۱۹۸۶ء (۳) الشافی جلد اول صفحہ ۲۵۔ طبع ۱۹۸۶ (۴) اصول کافی۔ کتاب ایمان والکفر۔ باب الشرک (مندرجہ بالا حوالے اردو ترجمہ کی کتب کے ہیں) (۵) روضۃ الکافی جلد ۸ صفحہ ۱۲۵۔ ۱۲۶ (۶) احتجاج طبرسی۔ صفحہ ۴۷۰ (۷) اصول کافی۔ کتاب الحجت۔ باب فرض اطاعت ائمہ علیہم السلام (یہ حوالے عربی کتب کے ہیں)۔

اگر اقوال معصومین علیہم السلام عوام الناس کے پاس ہوتے تو یقیناً اسلام تفرقہ بازی کا شکار نہ ہوتا۔ اور امتِ واحدہ ہوتی۔ اب بھی اگر اقوال معصومین علیہم السلام کی جانب عوام متوجہ ہو جائیں تو آپس کے تمام اختلافات ختم ہو سکتے ہیں۔ باب مدینۃ العلم حضرت علی ابن ابی طالب علیہ السلام کی معرفت اپنا فریضہ گردانتے ہوئے مومنین کی خدمت میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ساری دنیا کے مسلمان حضرت علی ابن ابی طالب علیہ السلام کو مشکل کشا۔ اور مظہر العجائب مانتے ہیں مگر چند لوگ منبروں سے حضرت علی علیہ السلام کی کچھ اس طرح تصویر پیش کرتے ہیں جو مولائے کائنات کے شایان شان نہیں ہے اور ایڑی چوٹی کا زور خلافت میں اول اور چوتھی پوزیشن پر صرف کرتے رہتے ہیں۔ اور یہ بات قطعاً نظر انداز کر دیتے ہیں کہ اس حکومت کی عزت و وقعت خود حضرت علی علیہ السلام کی نظر میں کیا ہے۔ اس سلسلے میں نہج البلاغہ سے ایک قول پیش کیا جارہا ہے۔

"عبداللہ ابن عباسؓ سے اپنی پھٹی ہوئی جوتی مرمت کرتے ہوئے حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا **وَاللّٰهِ لَهِيَ اَحَبُّ اِلَيَّ مِنْ اَمْرَتِكُمْ اِلَّا اَنْ اُقِيْمَ حَقًّا اَوْ اَدْفَعَ بَاطِلًا** (اے ابن عباس اگر میرے پیش نظر حق کا قیام اور باطل کا مٹانا نہ ہوتا تو تم لوگوں پر حکومت کرنے سے یہ جوتی مجھے کہیں زیادہ عزیز ہے۔)

(نہج البلاغہ جس کا اردو ترجمہ مفتی جعفر حسین (مرحوم) نے کیا ہے صفحہ ۱۵۴) اس جملہ میں جو خاص اعلان ہے وہ یہ ہے کہ انتقال رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد ۱۱ھ سے ۳۶ھ تک پچیس (۲۵) سال میں باطل قائم ہو کر جڑ پکڑ گیا ہے جس کو اب میں دفع کر کے حق قائم کروں گا۔

مولا علی علیہ السلام کا یہ جملہ "انا النقطة تحت الباء (میں بسم اللہ کے ب کے نیچے کا نقطہ ہوں) تو سب کو یاد ہے مگر اس جملے کے ساتھ اور کیا اعلانات تھے وہ یا تو لوگوں کو معلوم نہیں یا عمداً چھپاتے ہیں۔ سید محمد صالح کشفی (مرحوم) جو اہلسنت کے قابل قدر محقق ہیں نے اپنی کتاب "کوکب دری" (جو شاہجہان کے کہنے پر لکھی گئی تھی) کے صفحہ ۳۵ پر ان اعلانات کا یوں انکشاف کیا ہے کہ حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا"

انا وجه اللّٰه ، انا جنب اللّٰه ، انا يداللّٰه ، انا عين اللّٰه ، انا القران الناطق ، انا البرهان الصادق ، انا للوح المحفوظ ، انا القلم الا علیٰ ، انا آلم ذلک الكتب ، انا كٓهٰيٰعٓصٓ ، انا طٰهٰ انا حاء الحواميم ، انا طاء الطواسين ، انا الممدوح فی هل اتیٰ ، و انا النقطة تحت الباء

(اس واضح کلام کو ترجمہ کی احتیاج نہیں)

اسی کتاب کوکب دری کے صفحہ نمبر ۱۹۳ پر ایک اور حدیث ملاحظہ کیجئے۔ ام المومنین عائشہؓ سے مروی ہے کہ میں نے سنا رسول خدا (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) حضرت علی علیہ السلام سے فرماتے تھے۔ "اے علی (علیہ السلام) تمہارے لئے یہ بات کافی ہے کہ تمہارے دوست کے واسطے مرنے کے وقت افسوس اور پریشانی نہیں۔ اور قبر میں اس کو کسی قسم کی وحشت اور خوف نہیں۔ اور قیامت کے دن اس کو کسی قسم کا اضطرار اور گھبراہٹ نہیں"۔

اللہ کا ارشاد ہے **يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَاُولِي الْاَمْرِ مِنْكُمْ** (اے ایمان لانے والوں اللہ کی اطاعت کرو۔ رسول کا حکم مانو صاحبان امر کا حکم مانو جو تم میں سے ہوں۔) (سورہ نساء آیت نمبر ۵۹) اس حکم کے بعد دین کے معاملے میں قیاس قطعاً حرام ہے۔ اس سلسلے میں ہم مزید آپ کی توجہ علل الشرائع کے باب ۵۴ کی طرف مبذول کراتے ہیں۔ یہاں اس حدیث کا صرف ایک پیراگراف نقل کر رہے ہیں۔

"اس کے بعد حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے امور قیاسات پر محمول نہیں کئے جاسکتے اور جس نے امر الہٰی کو قیاس پر محمول کیا وہ خود ہلاک ہوا اور اس نے دوسروں کو ہلاک کیا۔ چنانچہ پہلی معصیت اور گناہ ابلیس لعین کی انانیت کی وجہ سے ظہور میں آئی جس وقت اللہ تعالیٰ نے ملائکہ کو آدم علیہ السلام کے لئے سجدے کا حکم دیا تو تمام ملائکہ نے سجدہ کیا مگر ابلیس نے سجدے سے انکار کیا تو اللہ تعالیٰ نے پوچھا کہ جب میں نے تجھے حکم سجدہ دیا تو تجھے سجدہ سے کیا امر مانع ہوا۔ تو اس نے

جواب دیا کہ میں ان سے بہتر ہوں۔ مجھے تو نے آگ سے پیدا کیا اور انہیں مٹی سے پیدا کیا۔ چنانچہ اس کا کہنا کہ میں اس سے بہتر ہوں۔ پہلا کفر تھا اس کے بعد اس کا قیاس کہ تو نے مجھے آگ سے پیدا کیا اور انہیں مٹی سے۔ اس کہنے پر اللہ نے اسے اپنے دربار سے نکالا۔ اس پر لعنت کی اور اس کا نام رجیم رکھا اور میں اللہ کے عزوجل کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ جو کوئی شخص اپنے دین میں قیاس کرے گا وہ اللہ کے دشمن ابلیس کے ساتھ جہنم کے سب سے نچلے طبقہ میں ہوگا۔"

امر بالمعروف اور نہی عن المنکر بھی ہر مسلمان پر فرض کئے گئے ہیں کہ جو بات اس کے علم میں آئے وہ اسے دوسروں تک پہنچائے۔ اسی امر کے پیش نظر ہم نے اسی کتاب کی تیسری جلد کے اردو ترجمہ کے پیش لفظ کے بعد ایک نادر دعا جو ہفت ہیکل کے نام سے ہے پیش کی تھی کہ مومنین اس دعا کے ذریعہ ہر آفت و پریشانی سے محفوظ رہیں اور اپنی جان و مال و عزت و آبرو کی حفاظت کریں اس وقت ہم ایک مخصوص نماز یعنی نماز اعرابی پیش کر رہے ہیں جو مفاتیح الجنان (اردو) میں صفحہ نمبر ۱۹۷ کے حاشیہ پر درج ہے۔ اس نماز کا تذکرہ تحفتہ العوام مقبول کے صفحہ ۶۵ پر بھی ہے۔ جس کی توثیق صداقت حقیق سید احمد علی صاحب مجتہد العصر، پرنسپل ناظمیہ عربی کالج۔ لکھنؤنے کی ہے۔ تقریظ صداقت حفیظ جناب محمد بشیر صاحب دام ظلہٗ نے لکھی ہے اور دیباچہ سید نجم الحسن کراروی۔ پشاور نے لکھا ہے۔

مفاتیح الجنان کسی تعارف کی محتاج کتاب نہیں ہے۔ اس کے مؤلف جناب شیخ عباس قمی ہیں۔ اس کا اردو ترجمہ شیخ الجامعہ حجتہ الاسلام جناب اختر عباس صاحب (مرحوم) پرنسپل جامعہ المنتظر۔ لاہور نے کیا اور جسے امامیہ کتب خانہ لاہور نے شائع کیا ہے۔ ہم یہ نماز مع مختصر اسناد مفاتیح الجنان سے صفحہ نمبر 10 پر نقل کر رہے ہیں جو لوگ نماز جمعہ تک پہنچنے کے قابل نہ ہوں وہ اس پر عمل پیرا ہو کر مطلوبہ ثواب حاصل کریں۔

ہم ان حضرات کے بے حد ممنون ہیں جنہوں نے ہماری کوتاہیوں اور خامیوں کے ساتھ ہماری ہمت افزائی کرتے ہوئے ہماری کوششوں کو سراہا اور ایسے ایسے القاب و آداب اور دعائیہ کلمے لکھے جن کے ہم اہل نہیں ہیں۔ بہت سے حضرات نے ہماری شائع کردہ کتب خرید کر طالبان علم، مدرسوں اور لائبریریوں میں ہدیہ کیں اس طرح وہ دہرے ثواب کے مستحق بنے۔ ایک تو ان کتب کو خرید کر ترویج اقوال معصومین علیہم السلام میں شریک ہوئے دوسرے جب تک ان کتب سے لوگ فیض حاصل کرتے رہیں گے ان کو ثواب ملتا رہے گا۔ گویا انہوں نے اپنے لئے ثواب جاریہ کی بنیاد رکھ لی ہے۔ ہم ان تمام مومنین و مومنات کے بھی شکر گزار ہیں جنہوں نے ہمارے اس کام میں کسی نہ کسی طرح مدد کی ہے۔ اور دعا گو ہیں کہ اللہ تعالیٰ ان سب کو اپنی حفظ و امان میں رکھے ان کے درجات دنیا و آخرت میں بلند کرے اور انہیں سوائے غم حسین علیہ السلام کے کوئی اور غم نہ دے۔ ہم ایک خط جو پروفیسر ڈاکٹر اسد اریب صاحب نے لکھا ہے اسے صفحہ نمبر 8 پر شائع کر رہے ہیں۔

من لایحضرہ الفقیہ کی چاروں جلدوں کا اردو ترجمہ عوام الناس کے حوالے کر دیا گیا ہے۔ اس میں جن موضوعات کا احاطہ کیا گیا ہے ان پر اقوال معصومین علیہم السلام موجود ہیں یعنی احکامات طہارت و نجاست، نماز، وضو، غسلِ جنابت، حیض ونفاس، اذان و اقامت، زکوٰۃ، خمس، خراج، جزیہ، قرض، صدقہ، روزہ، فطرہ، اعتکاف، حج سفر، حقوق، قضا، عدالت، شہادت، حق تلفی، سود، وصیت، وکالت، کفالت، حریت، غلامی، کنیزی، سرپرستی، ولایت، کسب معاش، صنعت وہنرمندی، تجارت، مضاربہ، کاشتکاری، مزدوری، عاریت، ودیعت، رھن، شکار، ذبیحہ، نکاح، مہر، حدود، خونبہا، قتل، قسم، قصاص، دیت، وقف، صدقہ، عطیہ، وراثت وغیرہ وغیرہ۔

بعض احباب نے ابتدائی تین جلدوں پر یہ اعتراض اٹھایا تھا کہ ان میں علل الشرائع کی طرح ہر حدیث پر تمام راویوں کے نام کیوں نہیں تو یہ حقیقت ہے کہ ابتدائی جلدوں میں خود جناب شیخ صدوق علیہ الرحمہ نے اس کا التزام نہیں کیا لیکن چوتھی جلد کے آخر میں تمام سلسلہ ہائے اسناد کو پیش کر دیا ہے۔ جن کی تعداد چار سو (۴۰۰) سے کچھ کم ہے۔ غالباً یہ اسناد اگر ہر حدیث کے ساتھ تحریر کئے جاتے تو کتاب کی ضخامت میں خاصا اضافہ ہو جاتا۔ اسی لئے مؤلف جناب شیخ صدوق علیہ الرحمہ نے یہ طریقہ اختیار کیا ہے۔

ہم ہمیشہ اس بات کا اعتراف کرتے ہیں کہ انسان ہر کام میں غلطی کر سکتا ہے کیونکہ وہ غلطی کا پتلا ہے۔ ہم بھی بحیثیت انسان اس بات کا اقرار کرتے ہیں کہ ہم سے غلطیاں ہوتی ہیں اور پروردگار ہماری غلطیوں کو معاف کرتا ہے۔ ہم نے حتی الامکان اس امر کی کوشش کی ہے کہ ان کتب کی اشاعت غلطیوں سے پاک ہو اور پروردگار عالم سے بھی یہی دعا ہے کہ رب العزت ہمارے اس کام کو غلطیوں، کوتاہیوں سے پاک شائع کرادے۔ اس کے باوجود اگر کوئی غلطی اور خامی نظر آئے تو ہماری طرف سے پیشگی معذرت قبول کی جائے اور ازراہ کرم اس کی نشاندہی کر دی جائے تاکہ آئندہ اس کا ازالہ آپ کے شکریہ کے ساتھ کیا جاسکے۔ ہم اپنی اس کوشش کو امام العصر علیہ السلام کی بارگاہ میں نذر کرتے ہیں اور ان کے توسط سے پروردگار عالم سے دعا کرتے ہیں کہ کل مومنین و مومنات کو احکامات محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آل محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر عمل پیرا ہونے کی توفیق عطا فرمائے اور ان کے وسیلے سے ہمیں دنیا وآخرت میں سکون و عافیت عطا فرمائے۔ پروردگار تو ہمیں اس امر کی استطاعت دے کہ ہم غیر معصوم کے احکام کو چھوڑ کر معصومین علیہم السلام کے احکام پر عمل پیرا ہوں اور جہنم سے نجات حاصل کریں۔

اللھم صل علی محمد وآل محمد

احقر

سید اشفاق حسین نقوی

الکساء پبلیشرز

مولانا سید حسن امداد ممتاز الافاضل غازی پوری

بسم اللہ الرحمن الرحیم

کچھ مترجم کے بارے میں

آج سے چند برس پہلے کچھ ہم خیال احباب نے اس امر کی ضرورت محسوس کی کہ ہماری اہم کتب کا ترجمہ اردو میں ہونا چاہیئے، جو اب تک نہیں ہوا۔ لہذا الکسا پبلیشرز کی بنیاد ڈالی گئی اور عربی زبان سے اردو زبان میں ترجمہ کرنے کے لئے اہل علم حضرات کی تلاش کا کام شروع کیا گیا۔ ایک زبان سے دوسری زبان میں ترجمہ آسان، عام فہم اور بامحاورہ کرنا ہر کس و ناکس کا کام نہیں ہے اس کو وہی انجام دے سکتا ہے جو دونوں زبانوں پر عبور رکھتا ہو۔ خوش قسمتی سے ہماری رسائی جناب سید حسن امداد صاحب مدظلہ العالی (ممتاز الافاضل) تک ہو گئی جو ایک مستند اور معروف مترجم ہیں۔ اور ہندوپاک کے معروف علمی خانوادہ سے تعلق رکھتے ہیں۔ ہم نے اپنے خیالات اور گذارشات ان کے سامنے رکھے اور درخواست کی کہ اگر آپ مذہب اثنا عشری کی اہم اور بنیادی کتب کا اردو زبان میں ترجمہ کردیں تو قوم پر آپ کا احسان عظیم ہوگا اور تاقیامت اس کا صلہ آپ کو ملتا رہے گا۔ جناب سید حسن امداد صاحب نے ہماری گزارش سن کر کمال شفقت و محبت سے وعدہ فرمایا کہ وہ ہمارے اس کار خیر میں پوری طرح شریک رہیں گے۔ اور حسب وعدہ انہوں نے سب سے پہلے جناب شیخ صدوق علیہ الرحمہ کی شہرہ آفاق کتاب علل الشرائع کا ترجمہ نہایت عرق ریزی کے ساتھ مکمل کیا جسے ادارہ کی جانب سے ۱۹۹۲ء میں شائع کیا گیا۔ اس کے بعد انہی بزرگ کی کتاب "من لایحضرہ الفقیہ" جو کتب اربعہ میں سے ایک ہے اور چار (۴) جلدوں پر مشتمل ہے کا اردو میں ترجمہ کیا۔ اس وقت اس کتاب کی چوتھی جلد آپ کے ہاتھ میں ہے۔

ان چند سالوں میں ہم نے جناب سید حسن امداد مدظلہ العالی کو بے انتہا مہربان، مشفق، راست گو، بزلہ سنج اور صاف ستھرے کردار کا مالک پایا۔ حرص وہوا، مکروفریب کا کہیں نام ونشان نہ تھا۔ سید حسن امداد صاحب اس قحط الرجال کے زمانے میں مستند صاحبان علم میں شمار کئے جاتے ہیں۔ جب پروردگار عالم کسی کے درجات بلند کرنا اور فائدہ پہنچانا چاہتا ہے تو ایسے افراد سے اچھے اور نیک کام کراتا ہے۔ جو اُن کے لئے نیک نامی، ثواب اور درجات کی بلندی کا باعث بنتے ہیں۔ یہ بات یقین سے کہی جاسکتی ہے۔ کہ جناب سید حسن امداد صاحب کے اعمال کو پروردگار عالم

نے شرف قبولیت بخشا اور ان سے ایسا کام لیا جو تاقیامت ثواب جاریہ کا باعث ہے۔ چنانچہ وہ کتب جو تقریباً ایک ہزار سال سے بھی زیادہ عرصے سے عربی زبان میں موجود مگر محتاج ترجمہ تھیں۔ پروردگار عالم کو یہ کام جناب سید حسن امداد مدظلہ العالی سے لینا تھا اور یہ سعادت کسی اور کے نصیب میں نہ تھی۔ ہماری دعا ہے کہ معبود برحق ان کو صحت کلی کے ساتھ طویل عمر عطا کرے تاکہ وہ زیادہ سے زیادہ دین کی خدمت انجام دے سکیں۔

آباؤاجداد:

سید حسن امداد مدظلہ العالی یکم جولائی ۱۹۱۴ء کو موضع ملناپور، ضلع غازی پور۔ یوپی۔ انڈیا میں پیدا ہوئے۔ آپ نسلاً اور عقیدتاً جعفری ہیں۔ ان کے خاندان میں ایسی ایسی بزرگ ہستیاں گزری ہیں جن کے علم و فضل، زہد و تقویٰ کا شہرہ اپنے دیار میں دور دور تک تھا۔ آپ کے والد جناب سید علی صاحب اعلیٰ اللہ مقامہ۔ ملناپوری۔ پیش نماز و ناظم امور دینیات، کھگڑا اسٹیٹ۔ ضلع پودنیہ۔ بہار۔ آپ کے عم بزرگ اور خسر معظم سید علی مردان صاحب اعلیٰ اللہ مقامہ۔ ازرانی پور۔ امام جمعہ وجماعت شیعہ مسجد، شہر غازی پور۔ یوپی۔ آپ کے پھوپھا ایک مشہور طبیب حاذق سید احمد حسین صاحب ملناپور تھے۔ آپ کے خالو حاجی سید علی انصر صاحب کدلی پور۔ بجولی۔ اعظم گڑھ جو مصنف مسائل جعفریہ منصرم ریاست پیرپور۔ ضلع فیض آباد تھے۔ آپ کے عم زاد برادر محترم و فاضل جید سید محمد صاحب ازرانی پوری۔ ہیڈ مولوی۔ گیانپور ہائی اسکول۔ بنارس اسٹیٹ۔ بنارس۔ یوپی۔ آپ کے دوسرے عم زاد برادر محترم واستاد جناب سید ابن حسن صاحب ممتاز الافاضل ازرانی پوری۔ ہیڈ مولوی آریہ سماج ہائی اسکول۔ شہر بنارس۔ آپ کے پھوپھی زاد بھائی جناب سید محمد علی حسینی صاحب مدظلہ العالی فاضل ناظمیہ عربک کالج لکھنؤ و پیش نماز شیعہ مسجد رانی منڈی۔ الہ آباد۔

آپ کا گھرانہ بہت دولت مند گھرانہ تو نہ تھا مگر بحمد للہ اچھے کھاتے پیتے خوش حال گھرانوں میں شمار کیا جاتا تھا۔ زمینیں اور باغات وغیرہ کافی تھے۔ اگرچہ کہ مغربی تعلیم آسانی سے حاصل کر سکتے تھے مگر خاندانی ماحول کے مطابق آپ کے والد بزرگوار اعلیٰ اللہ مقامہ نے آپ کو جامع المقدمات تک خود عربی کی تعلیم دی۔ پھر ۱۹۲۸ء میں (۱۴ سال کی عمر میں) ناظمیہ عربک کالج لکھنؤ میں داخل کروادیا۔ وہاں ۱۹۳۶ء تک آپ نے عالم۔ فاضل قابل۔ اور ممتاز الافاضل کے درجات طے کئے۔ اسی دوران الہ آباد بورڈ لکھنؤ یونیورسٹی سے اردو فارسی اور عربی کی اعلیٰ اسناد بھی حاصل کرلیں۔ بربنائے ضرورت انگریزی میں میٹرک بھی کرلیا۔ تعلیم سے فراغت کے بعد اعظم گڑھ کے ایک ہائی اسکول میں بحیثیت اردو ٹیچر کی ملازمت اختیار کی۔ تقسیم ہند کے بعد وہاں کے حالات نے اس بات کی اجازت نہیں دی کہ وہاں قیام رکھ سکیں تو ۱۹۵۰ء میں وطن چھوڑ کر پاکستان تشریف لائے۔ اور چند ماہ کے اندر محکمہ تعلیم میں بحیثیت معلم السنہ شرقیہ ملازم ہوگئے۔ جہاں سے ۱۹۷۴ء میں ریٹائرڈ ہوئے اور پنشن پائی۔ اور اب گھر پر رہ کر دین کی خدمت انجام دے رہے ہیں۔

دینی خدمات:

۱۹۷۴ء میں ملازمت، سے فراغت کے بعد تعلیم وتدریس کا سلسلہ تو منقطع ہوگیا مگر کتابوں کا ساتھ نہ چھوٹا۔ خاندانی ماحول کا اثر تھا جس کی وجہ سے طبیعت کا رجحان دین ہی کی طرف رہا۔ دینی کتب و رسائل جو عربی وفارسی میں تھے پڑھنے کا شوق رہا۔ ہماری تمام تراہم اور بنیادی کتب احادیث عربی زبان میں ہیں۔ جو عوام الناس کے لئے نہ ہونے کے برابر ہیں۔ ہمارے بزرگ محدثین نے احادیث معصومین علیہم السلام جمع کرکے ایک بہت بڑا ذخیرہ چھوڑ کر قوم پر احسان عظیم کیا ہے۔ جناب سید حسن امداد صاحب نے ان کتب میں سے چند کا ترجمہ کیا ہے یوں تو آپ کے تراجم کی فہرست بہت طویل ہے جن میں سے بیشتر شائع ہو کر عوام الناس تک پہنچ چکیں ہیں۔ اور بہت سی ابھی تک محروم اشاعت ہیں۔ آپ نے اب تک جن اہم اور ضخیم کتب کے تراجم کئے ہیں اور جو شائع ہو کر عوام تک پہنچ چکے ہیں ان کے نام مندرجہ ذیل ہیں۔

۱۔ بحار الانوار:

علامہ باقر مجلسی نے اسے بہت سی جلدوں میں تحریر کیا ہے۔ جس کی ابھی تک صرف بارہ (۱۲) جلدیں آپ نے ترجمہ کیں ہیں۔

۲۔ علل الشرائع:

جناب شیخ صدوق علیہ الرحمہ نے اسے دو (۲) جلدوں میں تالیف کیا ہے۔ ان دونوں کا ترجمہ آپ نے کیا ہے۔

۳۔ من لایحضرہ الفقیہ

اس کتاب کے مؤلف بھی جناب شیخ صدوق علیہ الرحمہ ہیں جنہوں نے اسے چار (۴) جلدوں میں تالیف کیا ہے۔ اس کا ترجمہ بھی آپ نے کیا ہے۔

شاعری:

آپ بحیثیت شاعر ایک اعلیٰ مقام رکھتے ہیں۔ آپ کے کلام میں عربی شاعری کا لطیف پہلو۔ دین اور ادب کا پرتو۔ استعارہ۔ کنایہ مجاز ومرسل اور تشبیہ وغیرہ پائی جاتی ہیں۔ کردار نگاری۔ زبان کی بندش آپ کے کلام کا نمایاں پہلو ہے۔ آپ کی شاعری مترنم بحروں کا انتخاب ہے۔ شعر گوئی انسان کے محاسن میں سے ایک ہے۔ آپ کی شاعری اور زندگی دونوں اپنے خاندانی ماحول میں پروان چڑھی اور یہی وجہ ہے کہ آپ نے اپنی ذاتی پسند و ناپسند کو بالائے طاق رکھا اور قرآن وسنت کی پسند و ناپسند کو اپنایا۔ جن افراد اور ہستیوں کا ذکر اور تعریف اللہ اور اس کے رسول نے کی انہی افراد اور

ہستیوں کا ذکر اور تعریف آپ نے بھی کی اور وہ افراد خیالی نہیں ہیں۔ بلکہ حقیقی انسان ہیں۔ پروردگار نے ان کے کردار کو اسوہ حسنہ اور ساری انسانیت کے لئے بطور نمونہ پیش کیا ہے۔ آپ نے حکمت و عرفان کے دقیق ترین مسائل پر بھی قلم اٹھایا ہے۔ مثال کے طور پر دو اشعار پیش کر رہا ہوں۔

وہ خط جو نظر آ نہیں سکتا ہے مگر ہے
جو دیکھ لے اس کو وہ بڑا اہل نظر ہے
وہ خط کہ پتہ جس کا کسی نے بھی نہ پایا
وہ خط کہ جہاں دھوپ سے ٹکراتا ہے سایا

"تقدم ولدی" ایک بھرپور نظم ہے۔ جس کا مرکزی خیال حضرت امام حسین علیہ السلام کا حکم ہے۔ اس کے جواز اور پس منظر کی اس سے اچھی عکاسی اردو کے رثائی ادب میں کم یاب ہی نہیں بلکہ نایاب ہے۔ اس میں جتنی گہرائی اور گیرائی پائی جاتی ہے وہ صرف شاعری کے بس کی بات نہیں جب تک کہ مقتل پر پوری نظر نہ ہو۔ مندرجہ ذیل چند بند پیش کر رہا ہوں جو عجیب و غریب تاثر کے حامل ہیں۔

لو وہ دیکھو صف دشمن سے کماں دار بڑھے
دم بدم کرتے ہوئے تیروں کی بوچھاڑ بڑھے
تیغیں تولے ہوئے پیدل بڑھے اسوار بڑھے
سینہ تانے ہوئے اس سمت سے انصار بڑھے
ان پہ آنچ آئے نہ زنہار تقدم ولدی
کربلا ہوچکی تیار تقدم ولدی

وقت یہ وہ ہے کہ تلوار اٹھالیں ہم لوگ
دین حق کو کسی صورت سے بچالیں ہم لوگ
کیوں کسی اور پہ اس بار کو ڈالیں ہم لوگ
کیوں نہ یہ معرکہ خود آپ سنبھالیں ہم لوگ
کھینچ کر نیام سے تلوار تقدم ولدی
کربلا ہوچکی تیار تقدم ولدی

یہ نظم ایک مرتبہ علامہ رشید ترابی (مرحوم) مدظلہ العالی کی حیات میں ان کی خطابت سے پہلے نشتر پارک کی ۹ محرم الحرام کی مجلس میں پڑھی گئی جس نے وہاں قیامت کا سا منظر پیش کر دیا تھا۔ اس نظم کی مقبولیت کا یہ عالم ہے کہ

اس روز سے ذاکر کی خطابت سے پہلے اس نظم کے علاوہ کوئی اور کلام نہیں پڑھا جاسکتا مومنین کچھ اور سننے کو تیار نہیں۔

اولادیں:

پروردگار عالم نے اولاد کی دولت سے بھی نوازا۔ اللہ تعالیٰ نے پانچ لڑکے اور چار لڑکیاں عطا کیں۔ خدا کے فضل سے سب کے سب سعادت مند اور لائق ہیں۔ سارے بچے اعلیٰ تعلیم حاصل کرکے اندرون ملک اور بیرون ملک اعلیٰ عہدوں پر فائز ہیں۔ بلکہ اس وقت تو پوتے، پوتیاں، نواسے، نواسیاں بھی اعلیٰ تعلیم حاصل کرچکے ہیں۔ آپ نے پاکستان میں کسی قسم کا کوئی کلیم نہ داخل کیا اور نہ حاصل کیا۔ اللہ پر بھروسہ کیا جس نے آپ کو ہر طرح کی دولت (عزت، شہرت، سکون قلب) سے نوازا۔ پروردگار عالم نے اپنی دی ہوئی ایک نعمت (سید تنویر احمد) کو واپس لے لیا۔ جس کا صدمہ آپ نے حوصلہ کے ساتھ برداشت کیا۔

اللھم صل علی محمد وآل محمد

سید اشفاق حسین نقوی

الکساء پبلشرز

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

شروع اللہ تعالیٰ کے پاک نام سے جو نہایت مہربان اور رحم کرنے والا ہے

ہر طرح کی حمد اس اللہ کے لئے سزاوار ہے جو تمام جہانوں کا پالنے والا ہے اور اللہ اپنی رحمتیں نازل فرمائے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خاتم النبیین اور ان کے تمام پاک و پاکیزہ اہلبیت پر ۔

باب: نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی چند منہیات (چند امور جن کے نہ کرنے کی نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہدایت فرمائی)

اس کتاب کے مصنف ابو جعفر محمد بن حسین بن موسیٰ بن بابویہ قمی فقیہ مقیم شہر رے نے بیان کیا کہ

(۴۹٦۸) شعیب بن واقد سے روایت ہے انہوں نے حسین بن زید سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے انہوں نے اپنے پدر بزرگوار سے انہوں نے اپنے آبائے کرام علیہم السلام سے انہوں نے حضرت امیرالمومنین علی ابن ابی طالب علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حالت جنابت میں کچھ کھانے کو منع فرمایا ہے اور فرمایا ہے کہ اس سے فقر پیدا ہوتا ہے ۔ اور دانت سے ناخن کترنے کو اور حمام میں مسواک کرنے کو اور مسجد میں بلغم نکالنے کو منع فرمایا ہے ۔ اور چوہے کا جھوٹا کھانے کو منع فرمایا ہے ۔ نیز فرمایا کہ مسجد کو گذرگاہ (راستہ) نہ بناؤ جب تک کہ اس میں دو رکعت نماز نہ پڑھ لو ۔ اور پھلدار درخت کے نیچے یا پانچ راستے میں پیشاب کرنے کو منع فرمایا ہے اور اس سے بھی منع فرمایا ہے کہ کوئی انسان اپنے بائیں ہاتھ سے کچھ کھائے یا کسی شے پر تکیہ لگا کر کھائے ۔ اور مقبروں کو پختہ کرنے اور ان میں نماز پڑھنے کو منع فرمایا ہے ۔ نیز فرمایا ہے کہ جب تم میں سے کوئی کھلے میدان میں غسل کرے تو اس کو چاہیئے کہ وہ اپنی شرمگاہ کو ڈھانک لے ۔ اور تم میں سے کوئی شخص برتن کے قبضہ سے پانی نہ پیے اس لئے کہ وہاں گندگی جمع رہتی ہے ۔

اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ٹھہرے ہوئے پانی میں پیشاب کرنے کو منع فرمایا اس لئے کہ اس سے عقل جاتی رہتی ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک پاؤں میں جوتا پہن کر چلنے کو اور کھڑے ہو کر جوتا پہنے کو منع فرمایا۔ اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس سے بھی منع فرمایا کہ کوئی شخص پیشاب کرے اور اس کی شرمگاہ سورج یا چاند کے سامنے کھلی رہے۔ نیز فرمایا کہ جب تم لوگ پائخانہ کیلئے جاؤ تو قبلہ کی طرف رخ کر کے یا پشت کر کے نہ بیٹھو۔

اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مصیبت کے وقت چیخنے چلّانے کو منع فرمایا۔ اور مرنے والے کیلئے نوحہ و بین کرنے اور اسے کان لگا کر سننے کو منع فرمایا۔ اور عورتوں کو جنازے کے پیچھے پیچھے جانے کو منع فرمایا۔

اور کتاب خدا میں سے کوئی چیز تھوک سے مٹانے یا لکھنے کو منع فرمایا۔

اور اس سے بھی منع فرمایا کہ کوئی شخص عمداً جھوٹا خواب بیان کرے اور فرمایا کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اس کو حکم دیگا کہ جَو میں گرہ لگاؤ مگر وہ اس کو گرہ نہ لگا سکے گا۔ اور تصویر بنانے سے بھی منع فرمایا اور ارشاد فرمایا کہ جو شخص کسی جاندار کی تصویر بنائے گا تو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کو حکم دیگا کہ اب اس میں روح بھی پھونکو مگر وہ روح نہیں پھونک سکے گا۔

اور کسی جاندار کو آگ میں جلانے سے منع فرمایا۔ اور مُرغ کو برا کہنے اور گالی دینے سے منع فرمایا اور کہا کہ یہ تو نماز کے لئے لوگوں کو جگاتا ہے اور اس سے بھی منع فرمایا کہ کوئی شخص اپنے برادر مسلم کے خرید وفروخت میں دخل اندازی کرے اور مجامعت کے وقت باتیں کرنے کو منع فرمایا اور کہا کہ اس سے بچہ گونگا پیدا ہوتا ہے۔

اور فرمایا کہ تم لوگ اپنے گھروں کے کوڑے کو دن ہی دن میں نکال دو رات کو نہ رہنے دو اس لئے کہ یہ شیطان کی نشست گاہ ہے۔

اور فرمایا کہ تم میں سے کوئی شخص اس طرح شب نہ بسر کرے کہ اس کا ہاتھ میل اور گندگی سے آلودہ ہو اگر کوئی ایسا کر ےاور جنون میں مبتلا ہو جائے تو اپنے سوا کسی اور کی ملامت نہ کرے۔ اور اس بات سے بھی منع کیا کہ کوئی شخص جانوروں کے گوبر اور لید اور ہڈی سے استنجاء کرے۔

اور عورت کو شوہر کی اجازت کے بغیر اپنے گھر سے نکلنے کو منع فرمایا اور اگر وہ نکلی تو جب تک گھر واپس نہ آئے آسمان کے تمام فرشتے اور ہر وہ شے جس پر جن وانسان ہو کر گزرتے ہیں اس عورت پر لعنت کرتے رہیں گے۔ اور اس سے منع کیا کہ عورت اپنے شوہر کے سوا کسی دوسرے کیلئے بناؤ سنگھار کرے۔ اگر اس نے ایسا کیا تو اللہ تعالیٰ کو حق ہے کہ وہ اسے آگ سے جلائے اور اس سے بھی منع فرمایا کہ عورت اپنے شوہر کے سوا کسی نامحرم سے پانچ الفاظ سے زیادہ بات کرے وہ بھی اس وقت کہ جب اس سے گفتگو لازم ہو جائے۔ اور اس بات سے بھی منع فرمایا کہ عورت عورت کے ساتھ سوئے ان کے درمیان میں کوئی لحاف یا کپڑا نہ ہو۔ اور اس سے بھی منع کیا کہ ایک عورت دوسری

عورت سے وہ کچھ بیان کرے جو اس کے اور اس کے شوہر کے درمیان تخلیہ میں ہوا ہے۔

اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے منع فرمایا کہ کوئی شخص اپنی زوجہ سے قبلہ رو اور گزرگاہ (چلتے راستہ) کے اوپر مجامعت کرے اور جو ایسا کرے اس پر اللہ اور ملائکہ اور انسان سب کی لعنت۔

اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس سے بھی منع فرمایا کہ کوئی شخص کسی دوسرے شخص سے کہے کہ تم اپنی بہن کا نکاح مجھ سے کردو میں اپنی بہن کا نکاح تم سے کردوں گا۔

اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے منجم وحقّار و رمّال کے پاس جانے سے منع فرمایا اور جو شخص ان کے پاس جائے ان کی باتوں کو سچ سمجھے وہ گویا اس سے کنارہ کش ہوگیا جس کو اللہ نے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نازل فرمایا۔

اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نرد و شطرنج و کوبہ وعطبیہ (طنبور وعود) سے کھیلنے کو منع فرمایا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے غیبت کرنے اور غیبت سننے سے منع فرمایا اور چغل خوری کرنے اور اس کے سننے سے منع فرمایا اور ارشاد کیا کہ قتات یعنی چغلخور جنت میں نہیں جائے گا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فاسقوں کے کھانے کی دعوت قبول کرنے سے منع فرمایا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جھوٹی قسم کھانے سے منع فرمایا اور کہا کہ یہ آبادیوں کو ویران کرکے چھوڑتا ہے اور فرمایا جو شخص کسی مجبوری کے تحت جھوٹی قسم کے ساتھ حلف اٹھائے تاکہ ایک مرد مسلمان کے مال میں کٹوتی ہوجائے تو وہ جب اللہ سے ملاقات کرے گا تو وہ اس پر غضبناک ہوگا مگر یہ کہ وہ توبہ کرے اور اس سے پلٹ جائے۔

اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس دسترخوان پر بیٹھنے کو منع فرمایا جس پر شراب پی جارہی ہو۔

اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے منع فرمایا اس بات سے کہ کوئی شخص اپنی بیوی کو (نہانے کیلئے) حمام میں جانے دے۔ نیز فرمایا کہ تم میں سے کوئی شخص بغیر تہبند باندھے حمام میں نہ جائے۔ نیز آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس گفتگو سے منع فرمایا جو غیر خدا کی طرف دعوت دینے کے لئے ہو۔

اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے منہ پیٹنے (یا منہ پر طمانچہ مارنے) کو منع فرمایا۔ اور سونے چاندی کے برتنوں میں کھانے پینے کو منع فرمایا اور مردوں کے لئے حریر ودیباج و قز کا لباس پہننے کو منع فرمایا لیکن عورتوں کے لئے نہیں۔

اور پھلوں کو فروخت کرنے سے جب تک وہ زرد یا سرخ نہ ہوجائیں منع فرمایا۔ اور محاقلہ یعنی خشک کھجور کو رطب سے اور منقی کو انگور سے اور اسکے مثل جو چیزیں ہیں ان کے فروخت کو منع فرمایا۔

اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نرد (آلہ لہو لعب) کی فروخت اور شراب کی خرید اور شراب نوشی کو منع فرمایا اور کہا

ہے کہ شراب اور اس کا پودا لگانے والے اس کا عرق نچوڑنے والے ۔ اس کو پینے والے ۔ اس کو پلانے والے ، اس کو فروخت کرنے والے اس کو اٹھانے والے اور جس کی طرف اٹھا کر لیجا رہے ہیں ان سب پر اللہ کی لعنت ۔ نیز فرمایا کہ جس نے شراب پی چالیس (۴۰) دن تک اللہ تعالیٰ اس کی نماز قبول نہیں کرے گا اور جو مرگیا اور اس کے پیٹ میں ذرا بھی شراب موجود ہوگی تو اللہ تعالیٰ اس کو اہل جہنم کی پیپ پلائے گا اور وہ پانی پلائے گا جو زنا کار عورتوں کی شرمگاہ سے نکل کر جہنم کے دیگچوں میں جمع ہوتا ہے اور اہل جہنم اس کو پیتے ہیں اور جس سے ان کے پیٹ میں جو کچھ ہے اور چمڑا وغیرہ سب پگھل کر بہہ جاتا ہے ۔

اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سود کھانے اور جھوٹی گواہی دینے اور سود کا حساب کتاب سمجھنے کو منع فرمایا اور ارشاد کیا کہ اللہ تعالیٰ نے لعنت کی ہے سود کھانے والے اور اس کی وکالت کرنے والے اور اس کے تحریر کرنے والے اور اس کے گواہوں پر ۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے منع فرمایا کہ ایک چیز کو نقد اور دوسری چیز کو ادھار ایک ساتھ فروخت کی جائے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کو بھی منع فرمایا کہ ایک شے کو یہ کہہ کر فروخت کیا جائے کہ اگر نقد لینا ہے تو اس قیمت پر اور ادھار لینا ہے تو اس قیمت پر یعنی ایک شے کے دو نرخ اور جو چیز تمہارے پاس موجود نہیں اس کے فروخت کرنے کو منع فرمایا اور اس چیز کی فروخت کو بھی منع فرمایا جو ادائیگی کے وقت نہیں پائی جاتی اور کافر ذمی سے مصافحہ کو منع فرمایا ۔

اور اس بات کو بھی منع فرمایا کہ مسجد میں اشعار اور خاص کر گمراہ کن و باطل اشعار پڑھے جائیں ۔ اور مسجد میں تلوار کھینچنے کو بھی منع فرمایا ۔

اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جانوروں کے منہ پر مارنے کو منع فرمایا ۔

اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس بات سے منع فرمایا کہ کوئی شخص اپنے برادر مسلم کی شرمگاہ پر نظر ڈالے نیز فرمایا کہ جو شخص اپنے برادر مسلم کی شرمگاہ کو غور سے دیکھے گا اس پر ستر ہزار فرشتے لعنت کریں گے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے منع فرمایا کہ کوئی عورت کسی عورت کی شرمگاہ کو دیکھے ۔

اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کھانا ، پانی اور جائے سجدہ کے پھونکنے کو منع فرمایا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قبروں کے درمیان اور راستہ پر اور کھلے میدان میں وادیوں میں اور اونٹ باندھنے کی جگہ اور پشت خانہ کعبہ پر نماز پڑھنے کو منع فرمایا ۔ اور شہد کی مکھی کے مارنے کو منع فرمایا اور جانوروں کے منہ پر نشان کیلئے داغ لگانے کو منع فرمایا اور منع فرمایا کہ کوئی شخص غیر خدا کی قسم کھائے اور جو شخص غیر خدا کی قسم کھائے گا اس کی اللہ کی نظر میں کوئی حقیقت نہیں اور اس سے بھی منع فرمایا کہ کوئی شخص کتاب خدا کے کسی سورے کی قسم کھائے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ

وسلم نے فرمایا کہ جو شخص قرآن کے کسی سورے کی قسم کھائے اس پر اس سورہ کی ہر ایک آیت پر ایک کفارہ قسم لازم ہے خواہ کوئی اپنی قسم پر عمل کرے یا نہ کرے۔

اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے منع فرمایا کہ کوئی شخص کسی سے کہے کہ نہیں تیری جان کی قسم اور فلاں کی جان کی قسم۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مسجد میں حالت جنابت میں بیٹھنے کو منع فرمایا اور اس کو بھی منع فرمایا کہ آدمی رات میں اور دن میں برہنہ رہے اور چہار شنبہ اور جمعہ کے دن مجامعت کو منع فرمایا اور جمعہ کے دن جب امام خطبہ دے رہا ہو اس وقت باتیں کرنے کو منع فرمایا پس جو ایسا کرے وہ لغو کرے گا اور جو لغو کرے گا تو اسکا جمعہ نہ ہوگا۔

اور پیتل اور لوہے کی انگوٹھی پہنے کو منع فرمایا اور انگوٹھی پر کسی جانور کے نقش کو بھی منع فرمایا۔

اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے طلوع آفتاب اور غروب آفتاب اور اسکے ٹھیک سر پر ہونے کے وقت نماز پڑھنے کو منع فرمایا۔ نیز آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان چھ دنوں میں روزہ رکھنے کو منع فرمایا یوم فطر، یوم شک اور یوم نحر اور ایام تشریق (۱۱۔ ۱۲۔ ۱۳ ذی الحجہ)

اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس طرح پانی پینے کو منع فرمایا جس طرح جانور پانی پیتے ہیں نیز فرمایا کہ تم لوگ اپنے ہاتھ سے پانی پیو یہ تمہارا بہترین برتن ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جس کنویں سے پانی پیا جاتا ہے اس میں تھوکنے سے منع فرمایا۔

اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کسی مزدور سے اس وقت تک کام لینے کو منع فرمایا جبتک اس کی اجرت معلوم نہ کر لی جائے۔

اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قطع تعلق کو منع فرمایا اور اگر کسی سے یہ کرنا لازمی اور ضروری ہو تو اپنے بھائی سے تین دن سے زیادہ قطع تعلق نہ کرے اور اگر کوئی اس سے زیادہ دن قطع تعلق کرے تو اس کے لئے جہنم اولی و بہتر ہے۔

اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سونے کو زیادہ سونے پر فروخت کرنے سے منع فرمایا مگر برابر وزن پر کوئی مضائقہ نہیں۔

اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کسی کی مدح کرنے کو منع فرمایا اور ارشاد کیا کہ مدح کرنے والوں کے منہ میں خاک ڈالو۔ اور جو شخص کسی ظالم کی طرف سے مقدمہ کا وکیل بنے یا اسکی اعانت کرے تو پھر جب ملک الموت اس کے پاس آئے گا تو کہے گا کہ تجھے اللہ کی لعنت اور جہنم کی بشارت ہو جو بدترین بازگشت ہے۔ اور فرمایا کہ جو شخص کسی سلطان جائر کی مدح کرے یا کسی لالچ کی بنا پر خود کو سبک بنائے اور اظہار فروتنی کرے تو وہ جہنم میں اس کا مصاحب

ہوگا۔

اور جو شخص دکھاوے اور شہرت کے لئے کوئی عمارت تعمیر کرے تو قیامت کے دن وہ عمارت زمین کے ساتویں طبقہ سے جو بالکل آگ ہی آگ ہوگی اس کے گلے میں طوق کی طرح ڈال دی جائے گی پھر اس کو تہہ تک پہنچنے کے لئے روکنے والا کوئی نہ ہوگا مگر یہ کہ اس نے توبہ کرلی ہو۔تو عرض کیا گیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دکھاوے اور شہرت کے لئے عمارت کیسے بنائے گا؟آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ضرورت بھر سے زیادہ عمارت اپنے پڑوسیوں پر تفوق جتانے اور بھائیوں پر فخر و مباہات کرنے کیلئے۔

اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص کسی مزدور کی مزدوری میں ظلم اور ناانصافی سے کام لے گا اللہ تعالیٰ اس کا عمل حبط کریگا اور جنت کی خوشبو اس پر حرام ہوگی حالانکہ جنت کی خوشبو پانچ سو سال کی مسافت سے سونگھی جاسکتی ہے۔اور جو شخص اپنے پڑوسی کی ایک بالشت زمین کی خیانت کرے گا اللہ تعالیٰ زمین کے ساتویں طبقہ سے اٹھا کر اسکے گلے میں طوق ڈال دے گا اور وہ یہ طوق پہنے ہوئے قیامت کے دن اللہ تعالیٰ سے ملاقات کرے گا۔مگر یہ کہ وہ اس سے توبہ کرے اور اسے پلٹا دے۔

اور آگاہ رہو کہ جو شخص قرآن پڑھے اور اس کو بھلا دے وہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ سے اس طرح ملاقات کرے گا کہ پابند سلاسل و زنجیر ہوگا پھر اللہ تعالیٰ اس پر ہر بھولی ہوئی آیت کی سزا میں ایک سانپ مسلط کر دیگا جو اس کے ساتھ ساتھ جہنم تک پہنچے گا مگر یہ کہ اللہ اس کو معاف کردے۔

جو شخص قرآن پڑھے اس کے بعد کوئی حرام شے پیئے یا اس پر دنیا کی محبت اور اس کی زینت کو ترجیح دے تو وہ اللہ کی ناراضگی اور غصہ کا مستوجب ہوگا مگر یہ کہ وہ توبہ کرے اور آگاہ ہو کہ اگر وہ بغیر توبہ کئے مرگیا تو قیامت کے دن اس کا ہر عذر باطل کردیا جائے گا۔

آگاہ رہو کہ جو شخص کسی مسلمان یا یہودی یا نصرانی یا مجوسی عورت سے زنا کرے خواہ وہ آزاد ہو یا کنیز پھر اس سے توبہ نہ کرے اور مرجائے اور یہ حرکت بار بار کرتا رہے تو اللہ تعالیٰ اس کی قبر میں تین سو (۳۰۰) دروازے کھولے گا جس میں جہنم کے سانپ ، بچھو ، اژدھے نکل نکل کر تاقیامت اس کو ڈستے رہیں گے وہ جلتا رہے گا ۔اور جب وہ قبر سے محشور ہوگا تو اس کی بدبو سے لوگوں کو اذیت ہوگی اور وہ اسی علامت سے پہچانا جائے گا کہ اس نے دار دنیا میں کیا کیا تھا یہاں تک کہ اس کو جہنم میں لے جانے کا حکم صادر ہوگا۔

اور باخبر رہو کہ اللہ تعالیٰ نے حرام کو حرام کیا ہے اور اس کے لئے حدود و سزائیں مقرر کی ہیں اللہ تعالیٰ سے زیادہ کوئی بھی صاحب غیرت نہیں ہے اور اپنی غیرت کی بنا پر اس نے فحش امور کو حرام کیا ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آدمی کو اپنے پڑوسی کے گھر میں جھانکنے کو منع فرمایا ہے اور ارشاد کیا ہے کہ جو شخص اپنے

برادر مسلم کی شرمگاہ کی طرف نظر کرے گا یا اپنی زوجہ کی شرمگاہ کے علاوہ کسی دوسری کی شرمگاہ کی طرف عمداً نظر کرے گا تو اللہ تعالیٰ اس کو ان منافقین کی صف میں داخل کرے گا جو لوگوں کی شرمگاہوں کی جستجو میں لگے رہتے تھے وہ دنیا سے اس وقت تک نہیں جائیگا جب تک اللہ تعالیٰ اس کو رسوا نہ کردے مگر یہ کہ وہ توبہ کرلے ۔

اور فرمایا کہ جو شخص اللہ تعالیٰ کے رزق کی تقسیم پر راضی نہیں اور لمبی چوڑی شکایت کرتا ہے' صبر نہیں کرتا اور جو اللہ نے دیا ہے اس کو کافی نہیں سمجھتا اس کی کوئی نیکی اوپر نہیں جائیگی اور جب اللہ کی بارگاہ میں جائیگا تو اللہ اس پر غضبناک ہوگا مگر یہ کہ وہ توبہ کرلے ۔

اور اس بات کو بھی منع فرمایا ہے کہ کوئی شخص اپنی چال میں اکڑ اور تکبر دکھائے اور فرمایا کہ اگر کوئی شخص کپڑا پہنے اور اس پر فخر و تکبر کرے تو اللہ تعالیٰ اس کو جہنم کے کنارے لیجا کر دھنسا دیگا اور وہ قارون کا ساتھی بن جائیگا اس لئے کہ اسی نے سب سے پہلے تکبر دکھایا اور اللہ تعالیٰ نے اس کو مع اس کے گھر کے زمین میں دھنسا دیا تھا۔ اور جس شخص نے تکبر کیا تو گویا اس نے کبریائی اور جبروت میں اللہ کا مقابلہ کرنا چاہا۔

نیز فرمایا کہ جس شخص نے عورت کے ساتھ اس کے مہر میں ظلم اور ناانصافی کی تو وہ اللہ کے نزدیک زانی شمار ہوگا ۔ اور اللہ تعالیٰ اس سے قیامت کے دن کہے گا کہ میرے بندے میں نے اپنی ایک کنیز کا نکاح تجھ سے ایک عہد پر کیا تھا مگر تو نے اس عہد کو پورا نہیں کیا اور میری کنیز پر ظلم کیا پھر اس کی نیکیوں میں سے نکال کر اس کی عورت کو جتنا اس کا حق بنتا ہے دیدیگا ۔ اسے دینے کے بعد اگر اس کی نیکیوں میں سے کچھ نہیں بچتا تو اس عہد شکنی کی پاداش میں اس کو جہنم میں لیجانے کا حکم دیدیا جائے گا اس لئے کہ عہد کے لئے باز پرس ہوگی ۔

اور گواہی کو چھپانے کے لئے بھی منع فرمایا اور فرمایا کہ جو شخص گواہی چھپائے گا اللہ اسکا گوشت خود اس کو خلائق کے سامنے کھلائے گا چنانچہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے ۔ **ولا تکتموا الشھادۃ و من یکتمھا فانہ آثم قلبہ واللہ بما تعملون علیم** (سورۃ بقرہ آیت ۲۸۳) (گواہی کو نہ چھپاؤ جو اس کو چھپائے گا اس کا دل گنہگار ہوگا اور جو کچھ تم کرتے ہو اس کو اللہ بخوبی جانتا ہے) ۔

نیز فرمایا کہ جو شخص اپنے پڑوسی کو اذیت پہنچائے گا اللہ تعالیٰ اس پر جنت کی خوشبو حرام کردے گا اس کی بازگشت جہنم ہوگی جو بدترین بازگشت ہے اور جو شخص پڑوسی کے حق کو ضائع کرے وہ ہم میں سے نہیں ہے اور جبرئیل علیہ السلام مجھے مسلسل پڑوسیوں کے لئے ہدایت پہنچاتے رہے اور خیال ہوا کہ عنقریب یہ پڑوسیوں کو ایک دوسرے کا وارث بنا دینگے ۔ اور مسلسل غلاموں کے لئے ہدایت لاتے رہے یہاں تک کہ خیال ہوا کہ یہ عنقریب کوئی مدت مقرر کردینگے کہ اتنی مدت کے بعد وہ آزاد ہوگا۔ اور مسلسل شب کے قیام کیلئے ہدایت لاتے رہے یہاں تک یہ کہ خیال ہوا میری امت کے نیکوکار لوگ رات کو نہ سو پائیں گے ۔

آگاہ رہو کہ جس شخص نے کسی فقیر مسلمان کو حقیر و ذلیل کیا اس نے خدا کے حق کو حقیر و ذلیل کیا اور اللہ اس کو قیامت کے دن حقیر و ذلیل کرے گا مگر یہ کہ وہ اس سے توبہ کر لے نیز فرمایا کہ جو شخص مسلمان فقیر کی عزت کرے گا وہ قیامت کے دن اللہ کی بارگاہ میں اس طرح پیش ہوگا کہ اللہ اس سے راضی وخوش ہوگا۔

اور جسے کسی بدکاری اور شہوت کا موقع پیش آئے اور وہ خدا سے ڈرے اور اس سے اجتناب کرے تو اللہ تعالیٰ اس پر جہنم کو حرام کر دیتا ہے۔

اور اسے فزع اکبر (قیامت کے دن کے خوف) سے امان ملے گی اور جس کا اس نے اپنی کتاب میں وعدہ کیا ہے اس کو پورا کرے گا کہ **ولمن خاف مقام ربه جنتان** (سورہ رحمن آیت ۴۶) (اور جو کوئی ڈرا کھڑے ہونے سے اپنے رب کے آگے اس کے لئے دو باغ ہیں۔)

آگاہ رہو کہ جس کے سامنے دنیا اور آخرت دونوں کا موقع پیش آئے اور وہ دنیا کو آخرت پر ترجیح دیدے تو جب وہ قیامت کے دن اللہ کی بارگاہ میں پیش ہوگا تو اس کے پاس کوئی ایسی نیکی نہیں رہے گی جو اس کو جہنم سے بچالے۔ اور جو آخرت کو ترجیح دے اور دنیا کو چھوڑ دے تو اللہ اس سے خوش ہوگا اس کے برے اعمال کو معاف کردے گا۔

اور جو شخص اپنی آنکھوں کو بُری نگاہوں سے بھرے گا اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کی آنکھوں کو آگ سے بھر دیگا مگر یہ کہ وہ اس سے توبہ کرے اور اس سے باز آجائے۔

اور آنجناب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص ایسی عورت سے ہاتھ ملائے جو اس پر حرام ہو تو وہ اللہ کے غضب میں گرفتار ہے اور جو حرام کے لئے کسی عورت کے پیچھے لگا تو وہ شیطان کے ساتھ آگ کی زنجیر میں بندھا اور وہ دونوں جہنم میں پھینک دیئے جائیں گے۔

اور جو شخص کسی مسلمان کو خرید یا فروخت میں دھوکا دے تو قیامت کے دن اس کا حشر یہودیوں کے ساتھ ہوگا کیونکہ وہ خلق میں سب سے زیادہ مسلمانوں کو دھوکا دینے والے ہیں۔

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حکم دیا کہ کوئی شخص اپنے پڑوسی کو کوئی چیز عاریت دینے سے منع نہ کرے اور جو شخص اپنے پڑوسی کو عاریت دینے سے منع کریگا قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اس کو اسکے خیر سے روک دیگا اور اس کو اسکے نفس کا ذمہ دار بنا دیگا۔ اور جس کو اللہ اسکے نفس کا ذمہ دار بنا دیگا اس کا برا حال ہوگا۔

اور آنجناب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جو عورت اپنی زبان سے اپنے شوہر کو اذیت پہنچائے گی تو اللہ تعالیٰ اس کے عمل پر نہ اس کی توبہ قبول کرے گا نہ کوئی کفارہ اور فدیہ نہ کوئی نیکی جب تک کہ وہ اپنے شوہر کو راضی اور خوش نہ کرلے خواہ سارے دن روزہ رکھتی رہے اور ساری رات کھڑی ہو کر عبادت کرتی رہے اور غلام و کنیز آزاد کرے اور راہ خدا میں جہاد کیلئے گھوڑے پر سوار ہی کیوں نہ ہو وہ جہنم میں سب سے پہلے بھیج دی جائے گی۔ اور اسی طرح

مرد اگر وہ اپنی عورت کے لئے ظالم ہے۔ آگاہ ہو جو شخص کسی مرد مسلمان کے رخسار یا منہ پر طمانچہ مارے گا تو قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اسکی ہڈیوں کے جوڑ جوڑ الگ کر دیگا اور زنجیروں میں باندھ کر جہنم میں ڈال دے گا مگر یہ کہ وہ توبہ کرے۔

اور جو شخص شب بسر کرے اور اس کے دل میں اپنے برادر مسلم کی طرف سے کچھ برائی ہے تو اس کی شب اللہ کی ناراضگی میں بسر ہوگی اور اسی حالت میں وہ صبح کرے گا یہاں تک کہ وہ توبہ کرلے۔ اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے غیبت سے منع فرمایا کہ جو شخص کسی مرد مسلم کی غیبت کرے گا (اگر روزہ دار ہے تو) اس کا روزہ باطل ہوجائے گا اور اس کا وضو ٹوٹ جائے گا اور قیامت کے دن اس طرح آئیگا کہ اس کے منہ سے سڑے مُردار کی بدبو آتی ہوگی جس سے اہلِ موقف کو اذیت ہوگی اور اگر وہ توبہ کرنے سے پہلے مرگیا تو وہ اس حالت میں مرے گا کہ جس کو اللہ تعالیٰ نے حرام کیا ہے وہ اس کو حلال کئے ہوئے ہوگا۔

نیز آنجناب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص غصہ ضبط کرے جبکہ وہ اس کے اتارنے پر قدرت رکھتا ہو مگر برداشت کرجائے تو اللہ تعالیٰ اس کو ایک شہید کا ثواب دیگا۔ آگاہ رہو کہ جو شخص کسی مجلس میں اپنے کسی بھائی کی غیبت سنے اور اس کی طرف سے اس کی تردید کرے تو اللہ تعالیٰ اس سے دنیا اور آخرت کے ستر (۷۰) شر کو رد کر دیگا اور جو شخص باوجود قدرت اس کو رد نہ کرے گا اس پر ستر (۷۰) مرتبہ غیبت کرنے والوں کے گناہ کے برابر بوجھ لاد دیا جائے گا۔

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خیانت سے منع کیا ہے اور فرمایا ہے جو شخص دنیا کے اندر کسی کی امانت میں خیانت کرے اور اس کو اس کے مالک کی طرف واپس نہ کرے یہاں تک کہ اس کو موت آجائے تو اس کی موت میری ملت کے سوا کسی دوسری ملت پر ہوگی۔ اور جب اللہ کی بارگاہ میں پیش ہوگا تو اللہ اس پر غضبناک ہوگا۔

اور فرمایا کہ جو کوئی شخص کسی آدمی کے خلاف جھوٹی گواہی دیگا تو وہ منافقین کے ساتھ زبان کے بل جہنم کے سب سے نچلے طبقہ میں لٹکا دیا جائے گا۔ اور جس نے کسی سے خیانت کا مال خریدا یہ جانتے ہوئے کہ یہ خیانت کا مال ہے تو وہ بھی اسی کے مانند ہے جس نے خیانت کی ہے۔

اور جس نے اپنے برادر مسلم کے حق میں سے کچھ بھی روکا تو اللہ تعالیٰ اس پر رزق کی برکت کو حرام کردیتا ہے مگر یہ کہ وہ اس سے توبہ کرے۔

آگاہ رہو جو شخص کوئی بدکاری کی بات سنے اور اسے افشا کردے تو وہ ایسا ہی ہے جیسے وہ خود اس بدکاری میں شامل ہے اور جس شخص کے پاس کوئی مرد مسلمان قرض کی حاجت لے کر آئے اور وہ قرض دینے پر قادر ہو مگر قرض نہ دے تو اللہ تعالیٰ اس پر جنت کی خوشبو تک حرام کردیگا۔

آگاہ رہو کہ جو شخص بد خلق عورت کی بد خلقی پر صبر کرے اور اس پر ثواب کا امیدوار ہو تو اللہ تعالیٰ اس کو شاکرین کا ثواب عطا فرمائے گا۔

اور جو کوئی عورت اپنے شوہر کے ساتھ رفق ونرمی نہ برتے اور اس پر اس قدر بوجھ ڈال دے جسکی وہ قدرت و طاقت نہ رکھتا ہو تو اللہ تعالیٰ اس عورت کی کوئی نیکی قبول نہ کرے گا اور جب وہ اللہ کی بارگاہ میں پہنچے گی تو اللہ اس پر غضبناک ہوگا۔

آگاہ رہو جس شخص نے اپنے برادر مسلم کا اکرام کیا اس نے اللہ تعالیٰ کا اکرام کیا۔

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے منع فرمایا کہ کوئی شخص قوم کی نماز جماعت کی امامت بغیر ان لوگوں کی مرضی کے کرے نیز فرمایا کہ جو شخص کسی قوم کی نماز جماعت کی امامت ان لوگوں کی مرضی سے کرے اور ان لوگوں کے ساتھ اپنی ادائیگی میں میانہ روی سے کام لے اور قیام وقراءت رکوع و سجود وقعود کے ساتھ اچھی طرح نماز پڑھائے تو ساری جماعت کے برابر اس کو ثواب ملے گا اور ان لوگوں کے ثواب میں ذرہ برابر بھی کمی نہ ہوگی۔

نیز فرمایا جو شخص اپنے کسی قرابتدار کے پاس خود بہ نفس نفیس اپنا مال لے کر جائے تاکہ اس کے ساتھ حسن سلوک کرے تو اللہ تعالیٰ اس کو ایک سو (۱۰۰) شہیدوں کا ثواب عطا کرے گا اور اس کے ہر قدم پر اس کے نامہ اعمال میں چالیس (۴۰) ہزار نیکیاں لکھی جائیں گی اور چالیس ہزار گناہ معاف کردئے جائیں گے اور اتنے ہی اسکے درجات بلند کردیئے جائیں گے اور وہ ایسا ہوگا جیسے وہ ایک سو (۱۰۰) سال اللہ کی عبادت صبر اور حساب کے ساتھ کرتا رہا ہو۔

اور جو شخص کسی نابینا انسان کی مدد اس کے دنیاوی کاموں میں سے کسی کام میں کرے اور اگر اس کے کام کے لئے چلنا پڑے تو چلا جائے تاکہ اس کا کام ہوجائے تو اللہ تعالیٰ اس کو نفاق سے براءت اور جہنم سے براءت عطا فرمائے گا اور اس کی دنیاوی حاجتوں میں سے ستر (۷۰) حاجتیں بر لائے گا اور جب تک وہ اس کا کام کرکے نہ پلٹے اللہ تعالیٰ کی رحمتوں میں غرق رہے گا۔

اور جو شخص ایک دن اور ایک رات بیمار پڑے اور اپنی عیادت کرنے والوں سے اس کی شکایت نہ کرے تو اللہ تعالیٰ اس کو حضرت ابراہیم خلیل اللہ کے ساتھ محشور کرے گا یہاں تک کہ وہ پل صراط سے اس طرح گزر جائے گا جس طرح برق چمکتی ہوئی گزرتی ہے اور جو شخص کسی مریض کے لئے دوڑ دھوپ کرے خواہ اس کی ضرورت پوری ہو یا نہ ہو وہ اپنے گناہوں سے اس طرح نکل جائے گا جیسے ابھی اپنی ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا ہے۔ تو انصار میں سے ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرے ماں باپ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر فدا ہوں اگرچہ وہ مریض اپنے گھر والوں میں سے ہو یا نہ ہو اگر اس کی ضرورت پوری کرنے کی کوشش کرے تو اتنا ہی عظیم ثواب ملے گا؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہاں۔

آگاہ ہو اگر کوئی شخص کسی مرد مومن کی دنیاوی تکالیف میں سے کوئی تکلیف دور کرے گا تو اللہ تعالیٰ اس کی بہتر (۷۲) تکالیف آخرت کی اور بہتر (۷۲) تکالیف دنیا کی دور کرے گا جس میں کمترین تکلیف درد قولنج ہے۔

اور اگر کوئی شخص کسی صاحب حق کو اسکا حق دینے میں ٹال مٹول کرے حالانکہ اس کو دینے کی قدرت ہو تو اس پر روزانہ گناہ کا دس فیصد بڑھتا جائیگا۔

آگاہ ہو اگر کوئی شخص کسی سلطان جائر کے سامنے جلاد (کوڑے باز) بن کر کھڑا رہے تو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن آگ کا ایک اژدھا بنادے گا جس کی لمبائی ستر (۷۰) ہاتھ ہوگی اور وہ اس کو اس پر مسلط کر دے گا جہنم کی آگ میں جو ایک بری بازگشت ہے۔

اور جو شخص اپنے کسی بھائی کے ساتھ حسن سلوک کرے اور پھر اس پر احسان جتائے تو اللہ تعالیٰ اس کا عمل حبط کرلے گا اور اسکے اوپر احسان جتلانے کے گناہ کا بوجھ باقی رہ جائے گا اور یہ سعی مشکور نہ ہوگی۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ احسان جتانے والے اور بخیل اور چغلخور پر جنت حرام کر دی گئی ہے یہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

آگاہ رہو کہ جو شخص کچھ صدقہ کرے گا تو اسکے لئے ایک درہم کے عوض جبل احد کے برابر نعمتیں ہونگی اور جو کوئی صدقہ کا مال لے جاکر کسی محتاج کو پہنچائے تو اس کو بھی اتنا ہی ثواب ملے گا جتنا صدقہ نکالنے والے کو ملا ہے اور صدقہ نکالنے والے کے ثواب میں کوئی کمی نہ ہوگی۔

اور جو شخص کسی میت کی نماز جنازہ پڑھے گا تو اس پر ستر (۷۰) ہزار فرشتے درود بھیجیں گے اور اللہ تعالیٰ اسکے اگلے پچھلے گناہ معاف کردے گا اور اگر اس کے دفن تک کھڑا رہے اور اس کی قبر پر مٹی ڈالے تو ہر قدم پر جو اس نے اس سلسلہ میں اٹھایا ہے ایک قیراط ثواب ملے گا اور ایک قیراط جبل احد کے برابر ہوگا۔

آگاہ ہو کہ جسکی آنکھیں خوف خدا سے آبدیدہ ہوجائیں تو اسکے آنسوؤں کے ہر قطرے کے عوض جنت کا ایک قصر ہوگا جو موتیوں اور جواہرات سے جڑا ہوگا اور اس میں وہ وہ سامان ہونگے جن کو نہ کسی آنکھ نے دیکھا ہوگا نہ کسی کان نے سنا ہوگا اور نہ کسی فرد بشر کے قلب کے کسی گوشے میں ہوگا۔

آگاہ رہو جو شخص مسجد میں جماعت میں شرکت کی غرض سے جائیگا تو اسکے ہر قدم پر اس کو ستر (۷۰) ہزار نیکیوں کا ثواب ملے گا اور اتنے ہی اس کے درجات بلند کردیئے جائیں گے۔ اور اگر وہ اسی پر عمل کرتے ہوئے مرگیا تو اللہ تعالیٰ ستر (۷۰) ہزار فرشتوں کو مقرر کردیگا جو اسکی قبر میں اس کے پاس جائیں گے اسے بشارت دینگے تنہائی میں اس کا دل بہلائیں گے اس کے لئے طلب مغفرت کریں گے یہاں تک کہ وہ محشور ہوگا۔

آگاہ رہو کہ جو شخص پورے حساب سے اذان دے اس کی نیت صرف خوشنودی خدا ہو تو اللہ تعالیٰ اس کو چالیس ہزار شہیدوں اور چالیس ہزار صدیقوں کا ثواب عطا کرے گا اور اس کی شفاعت سے میری امت کے چالیس ہزار گنہگار

شامل ہونگے اور جنت میں جائیں گے۔

آگاہ رہو کہ جب موذن کہتا ہے کہ اشھدان لا الہ الا اللّٰہ تو اس پر ستر (۷۰) ہزار فرشتے درود بھیجتے ہیں اور اس کے لئے طلب مغفرت کرتے ہیں اور وہ قیامت کے دن زیر سایہ عرش رہے گا تا اینکہ اللہ تعالیٰ حساب خلائق سے فارغ ہوجائے اور اس کے اشھدان محمداً رسول اللّٰہ کہنے کا ثواب چالیس ہزار فرشتے لکھتے ہیں۔

اور جو نماز جماعت میں صف اول اور پہلی تکبیر کا پابند ہوگا اور کسی مسلمان کو اذیت نہیں دیگا اس کو اللہ تعالیٰ اتنا اجر و ثواب دیگا جتنا دنیا و آخرت کے سارے موذنوں کو دیگا۔

آگاہ رہو جو شخص کسی قوم کا سرخیل و سردار بنا ہوا ہے وہ جب قیامت کے دن میدان حشر میں آئے گا تو اس کے دونوں ہاتھ پس گردن بندھے ہوئے ہونگے اور اگر اس نے ان لوگوں پر احکام خداوندی جاری کئے تو اس کے ہاتھ اللہ کھول دے گا اور اگر اس نے ان لوگوں پر ظلم کیا تھا تو وہ جہنم کی آگ میں ڈال دیا جائے گا اور وہ بدترین بازگشت ہے اور آنجناب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کسی گناہ اور بدی کو حقیر و معمولی نہ سمجھو اگرچہ وہ تمہاری نگاہوں میں کتنی ہی حقیر کیوں نہ ہو۔ اور کسی خیر و نیکی کو کبھی بڑی اور کثیر نہ سمجھو اگرچہ تمہاری نگاہوں میں کتنی ہی بڑی اور کثیر کیوں نہ ہو۔ کیونکہ گناہ کبیرہ استغفار کے بعد کبیرہ نہیں رہ جاتا اور گناہ صغیرہ اصرار (بار بار مرتکب ہونے) سے صغیرہ نہیں رہ جاتا۔

شعیب بن واقد کا بیان ہے کہ میں نے حسین بن زید سے اس حدیث کی طوالت کے متعلق دریافت کیا تو انہوں نے بیان کیا کہ مجھ سے حضرت جعفر بن محمد بن علی بن حسین بن علی بن ابی طالب علیہم السلام نے ارشاد فرمایا کہ میں نے اس حدیث کو اس کتاب سے جمع کیا ہے جس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم املا کراتے اور بولتے گئے تھے اور حضرت علی بن ابی طالب علیہ السلام اس کو اپنے ہاتھ سے لکھتے گئے تھے۔

باب: جو احادیث عورتوں کی طرف نگاہ کرنے کے متعلق آئی ہیں

(۴۹۶۹) ہشام بن سالم سے روایت ہے اور انہوں نے عقبہ سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا نگاہ ابلیس کے زہر میں بجھائے ہوئے تیروں میں سے ایک تیر ہے جو شخص کسی غیر کے لئے نہیں بلکہ اللہ کے لئے اسے ترک کرے گا تو اس کے پیچھے اللہ تعالیٰ ایسا ایمان دیگا جسکا ذائقہ اس کو محسوس ہوگا۔

(۴۹۷۰) ابن ابی عمیر نے کاہلی سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ ایک نظر کے بعد دوسری نظر دل میں شہوت کے بیج بو دیتی ہے اور یہی انسان کے فتنہ میں پڑنے کے لئے کافی ہے۔

(۴۹۷۱) اور اصبغ بن نباتہ نے حضرت علی علیہ السلام سے روایت کی ہے انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اے علی(علیہ السلام)پہلی نگاہ تمہارے لئے (مباح) ہے اور دوسری تمہارے اوپر (ناجائز) ہے تمہارے لئے (مباح) نہیں ہے۔

(۴۹۷۲) ایک مرتبہ ابو بصیر نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کیا کہ ایک شخص کے سامنے سے ہو کر ایک عورت گزری تو وہ اس کے پچھلے حصہ کی طرف دیکھنے لگا۔آپ علیہ السلام نے فرمایا کیا تم لوگوں میں سے کوئی یہ بات پسند کرے گا کہ کوئی شخص تمہاری زوجہ یا تمہاری کسی قرابتدار کو اس طرح دیکھے ؟ میں نے عرض کیا نہیں آپ علیہ السلام نے فرمایا پھر جو بات تم اپنے لئے پسند کرتے ہو وہی دوسرے کے لئے پسند کرو۔

(۴۹۷۳) ہشام و حفص اور حمّاد بن عثمان نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ علیہ السلام نے فرمایا جو لوگ عورتوں کے پچھلے حصے کو تاکتے ہیں اسی طرح ان کی اپنی عورتوں کے سلسلہ میں ان کو مطمئن نہیں رہنا چاہیئے۔

(۴۹۷۴) صفوان بن یحییٰ نے حضرت امام ابوالحسن علیہ السلام سے اللہ تعالیٰ کے اس قول کے متعلق روایت کی ہے **یا ابت استاجرہ ان خیر من استاجرت القوی الامین** (سورۃ قصص آیت ۲۶) (اے ابّا ان کو نوکر رکھ لیجئے کیونکہ آپ جس کو بھی نوکر رکھیں گے ان سب میں بہتر وہ ہے جو مضبوط اور ایماندار ہو۔) آپ علیہ السلام نے فرمایا پھر حضرت شعیب نے اس لڑکی سے کہا اے بیٹی یہ مضبوط ہے یہ تو تم نے پتھر کے اٹھانے سے پہچان لیا لیکن امین ہے یہ تم نے کیسے پہچانا۔تو لڑکی نے جواب دیا اے ابّا میں اسکے آگے آگے چل رہی تھی اس نے کہا نہیں تم میرے پیچھے پیچھے چلو اگر میں راستہ بھٹکوں تو تم مجھے بتا دینا میں اس قوم سے ہوں جو عورتوں کے پیچھے کو نہیں دیکھتے۔

(۴۹۷۵) اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا اے لوگوں (عورتوں پر) نگاہ شیطان کی طرف سے ہوجاتی ہے پس اگر وہ اس نگاہ سے اپنے دل میں کچھ محسوس کرے تو اپنی عورت کے پاس چلا جائے۔

(۴۹۷۶) قاسم بن محمد جوہری نے علی بن ابی حمزہ سے انہوں نے ابی بصیر سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک شخص کے سامنے ایک کنیز پیش ہوئی تاکہ وہ اس کو خرید لے۔آپؑ نے فرمایا کوئی مضائقہ نہیں اگر وہ اس کے محاسن کو دیکھے اور جن اعضا کو دیکھنا مناسب نہیں چھوڑ کر دیکھے۔

باب: زنا کے متعلق احادیث

(۴۹۷۷) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ کسی کے قتل اور خانہ کعبہ کے انہدام اور اپنی منی کو کسی عورت کے اندر بطور حرام ڈالے اس سے زیادہ بڑا گناہ کوئی نہیں جو انسان کرے گا۔

(۴۹۷۸) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ زنا فقر پیدا کرتا ہے اور آبادیوں کو اجاڑ کر کے چھوڑتا ہے

(۴۹۷۹) اور آنجناب علیہ السلام نے فرمایا زمین کسی بات پر اپنے رب سے اتنی فریاد نہیں کرتی جتنی ان تین باتوں پر فریاد کرتی ہے حرام خون جو اس پر بہایا جائے ۔ یا اس پر زنا کے بعد غسل کیا جائے یا طلوع آفتاب سے پہلے اس پر سویا جائے۔

(۴۹۸۰) عبداللہ ابن میمون کی روایت میں حضرت جعفر ابن محمد علیہما السلام سے انہوں نے اپنے پدر بزرگوار علیہ السلام سے روایت کی ہے آپ علیہ السلام نے بیان فرمایا کہ حضرت یعقوب علیہ السلام نے اپنے بیٹے حضرت یوسف علیہ السلام سے کہا کہ اے فرزند زنا ہرگز نہ کرنا اس لئے کہ اگر کوئی چڑا بھی کسی دوسرے چڑے کے جوڑے سے زنا کرتا ہے تو اس کے بال و پر جھڑ جاتے ہیں ۔

(۴۹۸۱) عمرو بن ابی مقدام نے اپنے والد سے انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ بن عمران علیہ السلام پر جو وحی نازل فرمائی اس میں یہ بھی تھا کہ اے موسیٰ بن عمران جس نے زنا کیا اس سے زنا کیا جائے گا خواہ اس کے بعد اس کی نسل میں کیوں نہ کیا جائے اے موسیٰ بن عمران اگر تم معاف کرو گے تو تمہارے گھر والے معاف کئے جائیں گے ۔ اے موسیٰ بن عمران اگر تم چاہتے ہو کہ تمہارے گھر والوں میں خیر کی کثرت ہو تو زنا سے پرہیز کرو۔ اے موسیٰ بن عمران جیسا تم کرو گے ویسے ہی کئے جاؤ گے (یعنی ویسا ہی تمہارے ساتھ ہوگا ۔)

(۴۹۸۲) ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم منبر پر تشریف لے گئے اور فرمایا کہ تین طرح کے لوگ ہیں جن سے اللہ تعالیٰ قیامت کے دن بات نہیں کرے گا ان کی طرف نظر اٹھا کر نہیں دیکھے گا نہ ان کو (حساب سے) پاک کرے گا اور ان کے لئے دردناک عذاب ہے۔ بوڑھا زنا کار، ظالم بادشاہ اور نادار و مفلس اکڑ کر چلنے والا متکبر۔

(۴۹۸۳) اور ابن مسکان کی روایت میں جو انہوں نے محمد بن مسلم سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے کی ہے کہ آپ علیہ السلام نے فرمایا تین طرح کے لوگ ہیں جن سے اللہ تعالیٰ قیامت کے دن بات نہ کرے گا نہ ان کی طرف دیکھے گا۔ اور نہ انہیں حساب سے پاک کرے گا اور ان کے لئے دردناک عذاب ہوگا۔ بوڑھا زنا کار،

دیوث (جو اپنی بیوی سے زنا کرائے) اور وہ عورت جو اپنے شوہر کے بستر پر غیر سے ہمبستری کرے۔

(۴۹۸۳) علی بن اسماعیل میثمی نے بشیر سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے بعض کتابوں میں دیکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ جو شخص میری جھوٹی قسم کھائے گا وہ میری رحمت کو نہیں پائے گا اور زنا کار قیامت کے دن میرے قریب نہیں آئے گا۔

(۴۹۸۵) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا تم اپنے والدین سے حسن سلوک کرو تمہاری اولاد تم سے حسن سلوک کرے گی۔ تم لوگوں کی عورتوں کو معاف کرو تمہاری عورتیں معاف کی جائیں گی۔

(۴۹۸۶) اور ابراہیم بن ابی بلاد کی روایت میں ہے کہ حضرت داؤد علیہ السلام کے زمانہ میں ایک عورت تھی جسکے پاس ایک مرد آیا کرتا تھا اور وہ عورت اپنے پاس اس کا آنا ناپسند کرتی تھی چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اس عورت کے دل میں ایک بات ڈالی اور اس نے اس مرد سے کہا تم جب بھی میرے پاس آتے ہو اس وقت کوئی مرد تمہاری عورت کے پاس جاتا ہے۔ چنانچہ وہ اسی وقت اپنی عورت کے پاس گیا تو دیکھا کہ اس کی عورت کے پاس ایک مرد ہے چنانچہ وہ اس کو پکڑ کر حضرت داؤد علیہ السلام کے پاس لایا اور بولا یا نبی اللہ مجھ پر وہ مصیبت آئی ہے جو کسی پر نہیں آئی ہو گی آنجناب علیہ السلام نے پوچھا وہ کیا؟ اس نے عرض کیا میں نے اس شخص کو اپنی زوجہ کے پاس پایا۔ تو اللہ تعالیٰ نے حضرت داؤد علیہ السلام کی طرف وحی فرمائی جو جیسا کرتا ہے ویسا ہی اس کے ساتھ کیا جاتا ہے۔

(۴۹۸۷) علاء نے محمد بن مسلم سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ جب کوئی زنا کار زنا کرتا ہے تو ایمان کی روح اس سے نکل جاتی ہے اور جب طالب عفو ہوتا ہے تو پھر اس میں داخل ہوجاتی ہے۔ نیز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ زانی زنا کرتے وقت مومن نہیں رہتا اور شرابی شراب پیتے وقت مومن نہیں رہتا اور چور چوری کرتے وقت مومن نہیں رہتا۔ اور حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا کہ میرے پدربزرگوار علیہ السلام فرمایا کرتے تھے کہ جب زانی زنا کرتا ہے تو ایمان کی روح اس سے جدا ہوجاتی ہے میں نے عرض کیا کہ کیا پھر اس میں کچھ باقی بھی رہ جاتی ہے یا ساری کی ساری نکل جاتی ہے؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا نہیں جب وہ زنا کرکے کھڑا ہوتا ہے تو پھر اس میں روح ایمان پلٹ کر آجاتی ہے۔

کتاب الحدود

باب: زنا کے جرم میں سزا و حدود، رجم و شہر بدری کب اور کیا واجب ہے

(۴۹۸۸) قاسم بن محمد نے عبدالصمد بن بشیر سے انہوں نے سلیمان بن ہلال سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ ہمارے بعض اصحاب نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا اور عرض کیا کہ مولا میں آپ علیہ السلام پر قربان ایک مرد ایک عورت کے ساتھ ایک لحاف کے اندر سویا ہے آپ علیہ السلام نے فرمایا کیا وہ محرم ہیں؟ کہا نہیں فرمایا کیا کسی ضرورت و مجبوری کی وجہ سے؟ کہا نہیں۔ فرمایا کہ ان دونوں کو تیس تیس کوڑے لگائے جائیں گے۔ کہا اگر بدفعلی بھی کی تو؟ فرمایا اگر سوراخ کے علاوہ کہیں کیا ہے تو حد جاری کی جائے گی اور اگر سوراخ میں کیا ہے تو اسے کھڑا کیا جائیگا پھر تلوار کی ایک ضرب لگائی جائے گی اب تلوار جتنا کاٹ سکے کاٹے۔ راوی کا بیان ہے کہ میں نے عرض کیا یہ تو قتل ہے۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا ہاں ایسا ہی ہے میں نے عرض کیا ایک عورت دوسری عورت کے ساتھ ایک لحاف میں سوئی ہے۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا کیا وہ محرم ہیں؟ کہا نہیں فرمایا بربنائے ضرورت و مجبوری سوئی ہیں؟ کہا نہیں فرمایا تیس کوڑے اس کو اور تیس کوڑے اس کو لگائے جائیں میں نے عرض کیا مگر اس نے بدفعلی بھی کی۔ یہ سنکر آنجناب علیہ السلام کو بہت شاق ہوا اور تین مرتبہ اُف اُف کہا اور فرمایا کہ حد جاری ہوگی۔

(۴۹۸۹) حمّاد نے حریز سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ ایک مرتبہ حضرت علی علیہ السلام نے ایک مرد کو ایک عورت کے ساتھ ایک لحاف میں سوتے ہوئے پایا تو آپ علیہ السلام نے ان دونوں میں سے ہر ایک کو ایک کم سو (یعنی ننانوے) کوڑے لگائے۔

(۴۹۹۰) محمد بن فضیل نے ابی الصباح کنانی سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے راوی کا بیان ہے کہ میں نے آنجناب علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک مرد اور ایک عورت دونوں ایک لحاف میں پائے گئے فرمایا ان دونوں کو سو (۱۰۰) سو (۱۰۰) کوڑے لگاؤ۔

اس کتاب کے مصنف رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ یہ تمام احادیث متفقۃ المعانی ہیں۔ جب ایک مرد ایک مرد کے ساتھ یا ایک عورت ایک عورت کے ساتھ ایک مرد ایک عورت کے ساتھ ایک لحاف میں پائے جائیں کسی ضرورت و مجبوری کی وجہ سے تو ان دونوں پر کچھ نہیں ہے۔ اور اگر یہ کسی ضرورت کی بنا پر نہیں ہے اور ان دونوں میں سے کوئی بھی مکروہ حالت میں نہیں ہے تو ان دونوں سے ہر ایک کو بطور سزا تیس (۳۰ تیس (۳۰) کوڑے لگائے جائیں گے۔ اور اگر ان دونوں نے زنا کیا ہے اور وہ دونوں غیر شادی شدہ ہیں تو ان دونوں میں سے ہر ایک کو سو (۱۰۰) کوڑے مارے

جائیں گے اور یہ اس وقت کہ جب یہ دونوں زنا کا اقرار کریں یا ان دونوں کے اس فعل پر چار عادل گواہ ہوں۔ اور جب یہ دونوں ایک لحاف میں پائے جائیں اور امام کو معلوم ہو جائے کہ ان دونوں میں سے وہ کچھ ہوا جو حد جاری ہونے کا سبب بنتا ہے لیکن یہ دونوں اسکا اقرار نہیں کرتے، یا انکی زنا پر چار گواہ نہیں قائم ہوئے تو اس میں سے ایک کوڑا کم کردیا جائے گا تاکہ یہ حد کے سو (۱۰۰) کوڑے قرار نہ پائیں بلکہ سزا قرار پائیں۔

(۴۹۹۱) عاصم بن حمید نے محمد بن قیس سے انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ علیہ السلام نے بیان فرمایا کہ حضرت امیرالمومنین علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ کسی مرد یا کسی عورت کو اس وقت تک کوڑے نہیں لگائے جائیں گے جب تک کہ دخول و خروج پر چار گواہ نہ ہوں اور فرمایا کہ اور میں ان چار گواہوں میں سے پہلا بنوں گا میں ڈرتا ہوں کہ اگر ان گواہوں میں سے (کوئی پیچھے ہٹنا چاہے) اور اس خوف سے پیچھے نہ ہٹے کہ اگر پیچھے ہٹا تو اسے کوڑے لگاؤں گا۔

(۴۹۹۲) فضالہ نے داؤد بن ابی یزید سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا وہ بیان فرما رہے تھے کہ ایک مرتبہ اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت سعد بن عبادہ سے دریافت کیا کہ اگر آپ اپنی عورت کے شکم پر کسی مرد کو دیکھیں تو بتائیں کہ آپ کیا کریں گے انہوں نے جواب میں کہا اس کو تلوار سے قتل کر دونگا۔ اتنے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے دولت سرا سے برآمد ہوئے اور دریافت کیا کہ سعد کیا بات ہے؟ تو انہوں نے عرض کیا کہ ان لوگوں نے کہا تھا کہ اگر تم اپنی زوجہ کے شکم پر کسی مرد کو پاؤ تو کیا کرو گے؟ میں نے کہا میں تلوار سے اس کو قتل کر دونگا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا پھر اے سعد چار گواہ کیسے؟ سعد نے کہا یا رسول اللہ میری اپنی آنکھوں کے دیکھنے کے بعد اور اللہ کے علم کے بعد کہ اس نے ایسا کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہاں خدا کی قسم (یہ چار گواہ) تمہاری آنکھوں کے دیکھنے اور اللہ کے علم کے بعد۔ اللہ تعالیٰ نے ہر شے کیلئے ایک حد مقرر کی ہے اور جو اس حد سے تجاوز کرے اس کے لئے بھی حد مقرر کردی ہے۔

(۴۹۹۳) حسن بن محبوب نے ابان سے انہوں نے حلبی سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک زوجہ دار مرد نے ایک عورت سے زنا کیا اور اس پر تین مرد اور دو عورتیں گواہ ہیں آپ علیہ السلام نے فرمایا اس کے اوپر رجم (سنگساری) واجب ہے ہاں اگر اس پر دو مرد اور چار عورتیں گواہ ہوں تو ان کی گواہیاں جائز نہ ہونگی اور اسکو رجم نہ کیا جائے گا اس پر زانی کی حد جاری ہوگی۔

(۴۹۹۴) شعیب نے ابی بصیر سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے بیان فرمایا کہ ایک شخص نے ایک آدمی کی عورت سے نکاح کرلیا تو حضرت علی علیہ السلام نے فیصلہ فرمایا کہ عورت کو سنگسار کیا

جائیگا۔ اور مرد کو حد میں کوڑے لگائے جائیں گے نیز آپ علیہ السلام نے اس شخص سے فرمایا کہ اگر میں جانتا کہ تو نے یہ دیدہ ودانستہ کیا ہے تو میں پتھر سے تیرا سر توڑ دیتا۔

(۴۹۹۵) حضرت امیرالمومنین شراحہ ہمدانیہ کی طرف سے ہو کر گزرے (جس نے حضرت علی علیہ السلام کے سامنے زنا کا اقرار کیا تھا اور سنگسار ہو رہی تھی) اور دیکھا کہ اس قدر اژدحام ہے کہ تقریباً لوگ ایک دوسرے کو قتل کر دینگے تو آپ علیہ السلام نے حکم دیا شراح کو میدان سے واپس لاؤیہاں تک کہ مجمع کم ہو گیا تو نکالی گئی اور دروازہ بند کر دیا گیا اور لوگوں نے اس کو سنگسار کیا اور وہ مر گئی تو حکم دیا کہ دروازہ کھول دو اور اب جو اندر داخل ہوتا وہ اس عورت پر لعنت بھیجتا آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ جب امیرالمومنین علیہ السلام نے یہ دیکھا تو منادی سے ندا کرا دی۔ اے لوگو اس عورت کے متعلق اب اپنی زبان سے کچھ نہ نکالو اس لئے کہ حد جاری ہی اس لئے ہوتی ہے کہ اس کے گناہ کا کفارہ ہو جائے جس طرح قرض ادا کرنیکے بعد پھر قرض ادا ہو جاتا ہے (اسکو مقروض نہیں کہا جاتا)۔

(۴۹۹۶) زرعہ نے سماعہ سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ اگر کوئی شخص زنا کرے اور اس کے کوڑے لگائے جائیں تو امام کیلئے یہ جائز نہیں کہ اس کو اس سرزمین سے جس میں کوڑے لگائے گئے دوسرے ملک کی طرف نکال دے ہاں امام پر لازم ہے کہ اس کو اس شہر سے نکال دے جس میں اس کو کوڑے لگائے گئے ہیں۔

(۴۹۹۷) حمّاد نے حلبی سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ علیہ السلام نے فرمایا بوڑھے اور بوڑھیا کو (اگر زنا کریں) کوڑے بھی لگائے جائیں گے اور وہ رجم بھی کئے جائیں گے۔
بکر (کنوارا) مرد اور باکرہ (کنواری) عورت کو سو کوڑے لگائے جائیں گے اور ان کو ایک سال کیلئے شہر بدر کیا جائیگا اور یہ بدری ایک شہر سے دوسرے شہر میں ہوگی۔ چنانچہ امیرالمومنین علیہ السلام نے دو آدمیوں کو کوفے سے نکال کر بصرہ بھیج دیا تھا۔

(۴۹۹۸) ہشام بن سالم نے سلیمان بن خالد سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ قرآن میں رجم کا حکم ہے؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا ہاں میں نے عرض کیا وہ کیسے؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا **الشیخ والشیخۃ فارجموھما البتۃ فانھا قضیا الشھوۃ** (بوڑھے اور بوڑھی دونوں کو رجم و سنگسار کرو البتہ اس لئے کہ یہ دونوں اپنی خواہشات نفس پوری کر چکے)۔

(۴۹۹۹) علاء نے محمد بن مسلم سے اور انہوں نے دونوں ائمہ میں سے کسی ایک سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا کہ اگر کوئی شخص اپنی عورت کی پیدا لڑکی سے مجامعت کر بیٹھے تو اس پر بھی وہی حد ہے جو زانی پر ہے۔

(۵۰۰۰) حمّاد نے حلبی سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ایک ایسے شخص کے متعلق روایت کی ہے جس نے اپنی کنیز کا نکاح کسی مرد سے کر دیا پھر اس نے اپنی اس کنیز سے مجامعت کی؟ آپؑ نے فرمایا کہ اس کو (زنا

کی) حد میں کوڑے لگائے جائیں گے۔
(۵۰۰۱) محمد بن ابی عمیر نے عبداللہ بن سنان سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ایک ایسی عورت کے متعلق روایت کی ہے جس نے اپنے ہاتھ سے کسی کنیز کی بکارت توڑ دی۔آپ علیہ السلام نے فرمایا اس پر اس کا مہر لازم ہے اور حد میں کوڑے لگائیں جائیں گے۔
(۵۰۰۲) اور دوسری حدیث میں ہے کہ اس کو اسی (۸۰) کوڑے لگائے جائیں گے۔
(۵۰۰۳) اور حلبی کی روایت میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ایک ایسے شخص کے متعلق روایت ہے جس نے اپنی کنیز مکاتبہ کے ساتھ مجامعت کرلی۔آپ علیہ السلام نے فرمایا اگر اس کنیز مکاتبہ نے ایک چوتھائی رقم ادا کردی ہے تو اس شخص پر حد میں کوڑے لگیں گے اور اگر وہ زن دار اور بیوی والا ہے تو اس کو سنگسار کیا جائیگا اور اگر اس کنیز نے ابھی کوئی رقم ادا نہیں کی ہے تو پھر اس شخص پر کچھ نہیں ہے۔
(۵۰۰۴) حسن بن محبوب نے محمد بن قاسم سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص اپنی طلاق زدہ عورت سے عدہ کی مدت ختم ہونے کے بعد ہمبستری کرے اسکو حد میں کوڑے لگائے جائیں گے اور اگر اس مدت عدہ ختم ہونے سے پہلے ہمبستری کی ہے تو یہی اسکا رجوع کرنا ہے۔
(۵۰۰۵) حسن بن محبوب نے ابی ایوب سے انہوں نے سلیمان بن خالد سے انہوں نے ابی بصیر سے اورانہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے ایک ایسے لڑکے کے متعلق جو ابھی بالغ نہیں ہوا دس سال کا ہے اس نے ایک عورت سے زنا کیا تو آپ علیہ السلام نے فرمایا لڑکے کو حد کی تعداد سے ذرا کم کوڑے لگائے جائیں گے اور عورت کو حد کے پورے کوڑے لگائے جائیں گے میں نے عرض کیا اور اگر وہ عورت شوہر دار ہو؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ وہ سنگسار نہیں کی جائیگی اس لئے کہ جس سے اس نے مجامعت کرائی ہے وہ بالغ نہیں ہے اگر بالغ ہوتا تو وہ عورت سنگسار ہوتی۔
(۵۰۰۶) اور یونس بن یعقوب کی روایت میں جوابی مریم سے ہے ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اپنی آخری ملاقات میں دریافت کیا ایک ایسے لڑکے کے متعلق جو ابھی بالغ نہیں ہوا تھا اس نے ایک عورت سے مجامعت یا زنا کیا۔اب ان دونوں کے ساتھ کیا سلوک کیا جائے۔آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ لڑکے کو حد سے کم کوڑے لگائے جائیں گے اور عورت کو حد کے پورے کوڑے لگیں گے۔میں نے عرض کیا ایک لڑکی ہے جو ابھی بالغ نہیں ہوئی ہے وہ ایک مرد کے ساتھ پائی گئی کہ وہ اس سے زنا کررہا تھا۔آپ علیہ السلام نے فرمایا اس نابالغ لڑکی کو حد کی تعداد سے کم کوڑے لگائے جائیں گے اور مرد پر پوری تعداد جاری ہوگی۔
(۵۰۰۷) حسن بن محبوب نے حنان بن سدیر سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ عباد مکی نے مجھے بتایا کہ ایک مرتبہ

سفیان ثوری نے مجھ سے کہا کہ میں دیکھ رہا ہوں کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کے نزدیک تمہاری قدر و منزلت ہے ان سے دریافت کرو کہ ایک شخص نے زنا کیا جبکہ وہ مریض ہے اگر اس پر حد جاری کی جائے تو ڈر ہے کہ مرجائے آپ علیہ السلام اس کے متعلق کیا فرماتے ہیں۔ راوی کا بیان ہے کہ میں نے ان جنابؑ سے دریافت کیا تو آپ علیہ السلام نے مجھ سے فرمایا کہ یہ مسئلہ تم اپنے دل سے پوچھتے یا کسی انسان نے تم سے یہ کہا یہ مسئلہ پوچھ آؤ؟ میں نے عرض کیا سفیان ثوری نے مجھ سے کہا تھا کہ میں یہ مسئلہ آپ علیہ السلام سے پوچھوں آپ علیہ السلام نے فرمایا (اچھا سنو) رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں ایک شخص لایا گیا جس کو مرض استسقا تھا پیٹ پھولا ہوا تھا رانوں کی رگیں نمایاں تھیں اس نے ایک مریضہ عورت سے زنا کیا تھا۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حکم دیا اور کھجور کی شاخ لائی گئی جس میں سو پتیاں تھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس سے مرد کو ایک ضرب لگائی اور اس عورت کو ایک ضرب لگائی اور ان دونوں کو چھوڑ دیا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ کا قول ہے **وخذ بیدک ضغثاً فاضرب بہ ولا تحنث** (سورۃ ص آیت ۴۴) (اے ایوب تم اپنے ہاتھ میں سینکوں کا ایک گٹھا لو اور اس سے اپنی بیوی کو مارو اور اپنی قسم میں جھوٹے نہ بنو)۔

(۵۰۰۸) موسیٰ بن بکر نے زرارہ سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے ارشاد فرمایا اگر کوئی شخص شاخوں کا ایک گٹھا لے یا ایک جڑ جس میں بہت سی شاخیں ہوں اور اس سے ایک ضرب لگائے تو وہ کافی ہے اس کے لئے جس کو وہ جتنی تعداد میں کوڑے لگانے کا ارادہ رکھتا ہے۔

(۵۰۰۹) اور عبداللہ بن مغیرہ و صفوان اور ان کے علاوہ کئی ایک کی روایت میں ہے جو ان لوگوں نے مرفوع کیا ہے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی طرف کہ آپ علیہ السلام نے فرمایا اگر کوئی شادی شدہ زانی زنا کا اقرار کرے تو اس کو سب سے پہلے پتھر امام مارے گا پھر تمام لوگ ماریں گے۔ اور (اگر اس نے اقرار نہیں کیا ہے بلکہ) اس کے زنا پر شہادتیں گزری ہیں تو سب سے پہلے وہ چار گواہ پتھر ماریں گے پھر امام اور پھر تمام لوگ۔

(۵۰۱۰) اور حمّاد نے حلبی سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ حضرت علی علیہ السلام نے ایک ایسے مرد پر حد میں کوڑے مارے جس نے ایک عورت سے حالت نفاس میں اس کے پاک ہونے سے پہلے نکاح کرلیا۔

اس کتاب کے مصنف علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ اگر اس نے حالت نفاس میں صرف نکاح کیا ہوتا دخول نہ کیا ہوتا تو اس پر حد جاری کرنا واجب نہ ہوتا آپؑ نے اس پر حد اس لئے جاری کیا کہ اسی حالت میں اس نے دخول بھی کیا تھا۔

(۵۰۱۱) ابان نے زرارہ سے روایت کی ہے انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا

مرد کو حد میں کھڑا کر کے تازیانے لگائے جائیں اور عورت کو بٹھا کر اور ہر عضو پر تازیانہ لگایا جائے مگر چہرہ اور شرمگاہ کو چھوڑ دیا جائے۔

(۵۰۱۲) اور سماعہ کی روایت میں جو حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ہے کہ زانی کی حد تمام حدوں سے زیادہ شدید ہوگی۔

(۵۰۱۳) بیان کیا مجھ سے طلحہ بن زید نے انہوں نے حضرت جعفر بن محمد سے انہوں نے اپنے پدر بزرگوار علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ حد میں برہنہ نہیں کیا جائے گا اور نہ اس کو کھینچا جائے گا نیز آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ زانی کو اسی حالت میں کوڑے لگائے جائیں گے جس حالت میں پکڑا گیا ہے اگر وہ برہنہ پایا گیا تو برہنہ اور اگر اپنا لباس پہنے پایا گیا تو لباس پہنے ہوئے (کوڑے لگائے جائیں گے۔)

(۵۰۱۴) ابن ابی عمیر نے حفص بن بختری سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے ارشاد فرمایا کہ حضرت امیرالمومنین علیہ السلام کے پاس ایک ایسا شخص لایا گیا جو کسی اور شخص کے بستر پر پایا گیا تھا۔ تو آپؑ نے حکم دیا کہ اس کو بیت الخلاء کی غلاظت میں لتھیڑ دو۔

(۵۰۱۵) اور علی بن ابی حمزہ نے ابی بصیر سے انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے راوی کا بیان ہے کہ میں نے آنجناب علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک شخص نے ایک دن میں کئی مرتبہ زنا کیا آپ علیہ السلام نے فرمایا اگر اس نے ایک ہی عورت سے ایک مرتبہ اس طرح اور ایک مرتبہ کھڑا کر کے زنا کیا تو اس پر ایک ہی حد ہوگی اور اگر اس نے ایک دن میں یا ایک ہی ساعت میں کئی عورتوں سے زنا کیا ہے تو ہر عورت کے بدلے جس سے زنا کیا ہے ایک حد ہوگی۔

(۵۰۱۶) یونس بن یعقوب نے ابی مریم سے انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ علیہ السلام نے بیان فرمایا کہ حضرت امیرالمومنین علیہ السلام کی خدمت میں ایک عورت آئی اور کہا کہ میں نے زنا کیا ہے۔ آپ علیہ السلام نے اس کی طرف سے منہ پھیر لیا پھر وہ پلٹی اور آپ علیہ السلام کے منہ کے سامنے آئی کہا کہ میں نے زنا کیا ہے۔ آپ علیہ السلام نے دوسری طرف منہ پھیر لیا پھر وہ آپ علیہ السلام کے سامنے آئی اور کہا میں نے زنا کیا ہے۔ آپ علیہ السلام نے اس سے پھر منہ پھیر لیا وہ سامنے آئی اور اس نے کہا میں نے زنا کیا تو آپ علیہ السلام نے حکم دیا وہ قید کر لی گئی اور وہ حاملہ تھی تو وضع حمل تک ٹھہرے رہے اس کے بعد آپ علیہ السلام نے حکم دیا اور ایک گڑھا مقام رحبہ میں کھودا گیا اور اس کو نئے کپڑے پہنائے گئے اور اسے اس گڑھے میں کمر سے چھاتی تک داخل کر دیا گیا اور رحبہ کا دروازہ بند کر دیا گیا اور آپ علیہ السلام نے اس کو ایک پتھر مار کر کہا اے اللہ میں تیری کتاب کی تصدیق اور تیرے نبی کی سنت پر عمل کرتے ہوئے (اسے رجم کر رہا ہوں) پھر قنبر کو حکم دیا اس نے بھی ایک پتھر مارا پھر آپؑ گھر میں چلے گئے

اور قنبر کو حکم دیا کہ تم اصحاب محمدؐ کو داخلہ کی اجازت دے دو چنانچہ وہ سب لوگ اندر آئے اور ان سب نے ایک ایک پتھر مارا اور کھڑے ہو گئے انہیں یہ معلوم نہ تھا کہ اپنے اپنے پتھر اٹھا کر دوبارہ ان ہی پتھروں سے ماریں یا نئے پتھروں سے ماریں اور ابھی تک اس میں رمق حیات باقی تھی لوگوں نے قنبر سے کہا تم جا کر اطلاع دو کہ ہم نے اپنے اپنے پتھروں سے مارا لیکن ابھی اس میں رمق باقی ہے اب ہم لوگ کیا کریں؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا تم لوگ اپنے پتھروں سے دوبارہ مارو چنانچہ ان لوگوں نے دوبارہ مارا اور وہ مر گئی تو لوگوں نے کہا اب تو وہ مر بھی گئی اب کیا کیا جائے۔ فرمایا اس کو اس کے وارثوں کے حوالے کر دو اور ان سے کہدو جس طرح وہ اپنے مردوں کو دفن کرتے ہیں اسی طرح اسے بھی دفن کر دیں۔

(۵۰۱۷) سعد بن طریف نے اصبغ بن نباتہ سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ حضرت امیرالمومنین علی ابن ابی طالب علیہ السلام کی خدمت میں ایک شخص آیا اور عرض کیا کہ یا امیرالمومنین میں نے زنا کیا ہے آپ علیہ السلام مجھے پاک کر دیں تو آپ علیہ السلام نے اس کی طرف سے منہ پھیر لیا اور اس سے کہا بیٹھ جاؤ۔ پھر آپؑ نے مجمع کی طرف رخ کیا اور فرمایا کیا تم لوگوں میں سے کوئی یہ نہیں کر سکتا کہ اس طرح کی برائیوں کو جس طرح اللہ چھپاتا ہے تم بھی چھپاؤ۔ اتنے میں وہ شخص کھڑا ہوا اور بولا یا امیرالمومنین میں نے زنا کیا ہے آپ علیہ السلام مجھے پاک کر دیں۔ فرمایا یہ جو کچھ تم کہہ رہے ہو اس کا سبب کیا ہے؟ اس نے کہا صرف طہارت حاصل کرنے کے لئے آپ علیہ السلام نے فرمایا توبہ سے بہتر اور کون سی طہارت ہو سکتی ہے یہ کہہ کر آپ علیہ السلام پھر اپنے اصحاب سے باتیں کرنے لگے اتنے میں وہ شخص پھر اٹھا اور بولا یا امیرالمومنین میں نے زنا کیا ہے آپؑ مجھے پاک کر دیجئے آپ علیہ السلام نے فرمایا اے شخص تو تھوڑا بہت قرآن پڑھتا ہے اس نے کہا جی ہاں۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا اچھا کچھ پڑھو۔ اس نے قرآن پڑھا اور صحیح پڑھا آپ علیہ السلام نے فرمایا تم اپنی نماز، زکوٰۃ کے اندر جو اللہ تعالیٰ کے حقوق تم پر لازم ہیں انہیں جانتے ہو اس نے کہا جی ہاں۔ آپ علیہ السلام نے مسائل پوچھے اور اس نے صحیح جواب دیئے۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا اے شخص تجھے کوئی مرض تو لاحق نہیں یا تیرے سر میں درد یا تیرے بدن میں کوئی شے یا تیرے دل میں کوئی غم تو نہیں ہے؟ اس نے کہا یا امیرالمومنین اس میں سے کچھ بھی نہیں۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا تجھ پر وائے ہو واپس جا میں تجھ سے تنہائی میں پوچھوں گا جس طرح اب میں نے سب کے سامنے پوچھا ہے۔ اور اگر تو پھر واپس نہ آیا تو میں تجھے تلاش بھی نہ کراؤں گا۔ پھر آنجناب علیہ السلام نے اس کے متعلق لوگوں سے دریافت کیا تو معلوم ہوا بالکل صحیح حالت میں ہے اس کو کوئی مرض نہیں یہ خیال غلط ہے۔ چنانچہ وہ شخص دوبارہ آپ علیہ السلام کے پاس آیا اور عرض کیا یا امیرالمومنین میں نے زنا کیا ہے آپ علیہ السلام مجھے پاک کر دیجئے۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا اگر تو میرے پاس پلٹ کر نہ آتا تو میں تجھے تلاش بھی نہ کراتا لیکن اب میں حکم خدا کو ترک بھی نہ کروں گا جس کا جاری کرنا مجھ پر لازم ہے۔ اس کے بعد آپ علیہ السلام نے

مجمع سے خطاب کیا اور کہا اے گروہ مردم اس کے رجم کے لئے جو لوگ یہاں موجود ہیں ان کی طرف سے وہی لوگ کافی ہیں جو تم میں سے یہاں موجود ہیں۔ لہذا میں تم میں سے ہر ایک کو خدا کا واسطہ دیتا ہوں کہ کل ہر شخص اپنے عمامہ سے ڈھاٹا باندھ کر اس طرح آئے کہ ایک دوسرے کو نہ پہچان سکے اور تم لوگ میرے پاس اندھیرے میں طلوع فجر سے پہلے آجاؤ تاکہ کوئی ایک دوسرے کو دیکھ نہ سکے اور ہم لوگ اس کو نہ دیکھ سکیں اور ہم لوگ اسکو سنگسار کریں گے۔ آپ علیہ السلام نے بیان فرمایا کہ دوسرے دن جیسا کہ آپ علیہ السلام نے حکم دیا تھا وہ لوگ سپیدہ سحری کے نمودار ہونے سے پہلے آگئے تو حضرتؑ ان کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا تم لوگوں میں سے اس شخص کو خدا کا واسطہ دیتا ہوں کہ جس پر اس طرح کا حق (حدود رجم کی شکل کا) عائد ہوتا ہے وہ واپس چلا جائے اس لئے کہ اللہ کا حق وہ طلب نہیں کر سکتا جس پر خود اللہ کا اس طرح کا حق باقی ہے۔ راوی کا بیان ہے کہ خدا کی قسم یہ سن کر بہت سے لوگ واپس ہوگئے اور ہمیں اب تک یہ نہ معلوم ہوسکا کہ وہ کون کون لوگ تھے۔ پھر امیرالمومنین علیہ السلام نے اس شخص کو چار پتھر مارے اس کے بعد لوگوں نے پتھر مارے۔

(۵۰۱۸) اور امیرالمومنین علیہ السلام کی بارگاہ میں ایک عورت آئی اور عرض کیا یا امیرالمومنین میں نے زنا کیا ہے آپ علیہ السلام مجھے پاک کردیں اللہ آپ علیہ السلام کو پاک رکھے۔ اس لئے کہ دنیا کا عذاب زیادہ آسان ہے آخرت کے عذاب سے جو کبھی منقطع نہ ہوگا۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا کس چیز سے پاک ہونا چاہتی ہو؟ کہا زنا سے۔ فرمایا تو شوہر دار ہے یا غیر شوہردار۔ عرض کیا شوہر دار ہوں۔ فرمایا (جس وقت تو نے زنا کیا تھا) تیرا شوہر حاضر تھا یا غائب؟ عرض کیا حاضر تھا۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا اچھا انتظار کر تیرے شکم میں جو حمل ہے؟ وہ وضع ہوجائے اس کے بعد آنا۔ جب وہ پلٹ گئی اور اتنی دور چلی گئی کہ آپ علیہ السلام کی بات نہ سن سکے تو فرمایا پروردگار یہ ایک شہادت ہے۔ پھر کچھ دنوں بعد وہ آپ علیہ السلام کے پاس آئی اور کہا وضع حمل ہو چکا آپ علیہ السلام مجھے پاک کر دیجئے تو آپ علیہ السلام نے اس سے تجاہل عارفانہ (سنی ان سنی) فرمایا اور کہا میں تجھے پاک کروں اے کنیز خدا مگر کس بات سے؟ اس نے کہا میں نے زنا کیا تھا اور اب وضع حمل کر چکی لہذا مجھے پاک کر دیجئے فرمایا تو شوہر دار تھی جس وقت تو نے یہ کیا؟ یا غیر شوہردار تھی؟ اس نے کہا اس وقت میں شوہر دار تھی فرمایا اور تیرا شوہر غائب تھا یا حاضر؟ اس نے کہا اس وقت میرا شوہر حاضر تھا آپ علیہ السلام نے فرمایا اچھا بچے کو دودھ پلانے تک واپس جا جب وہ پیچھے پلٹی اور اتنی دور گئی کہ وہ آپ علیہ السلام کی بات نہ سن سکے تو آپ علیہ السلام نے فرمایا اے اللہ یہ دو شہادتیں گزر چکیں پھر جب دودھ پلانے کی مدت تمام ہوئی تو وہ پھر آئی اور عرض کیا یا امیرالمومین میں نے زنا کیا ہے مجھے پاک کر دیجئے۔ تو آپ علیہ السلام نے فرمایا جب تو نے ایسا کیا تھا شوہردار تھی یا غیر شوہر دار؟ اس نے عرض کیا نہیں بلکہ اس وقت میں شوہردار تھی۔ فرمایا تیرا شوہر غائب تھا یا حاضر۔ اس نے کہا میرا شوہر حاضر تھا آپ علیہ السلام نے فرمایا اچھا جا بچے کے سمجھدار ہونے تک اس کی کفالت اور دیکھ

بھال کر تاکہ وہ خود سے کھانے پینے لگے کسی چھت سے نہ گرے یا کسی کنوئیں میں نہ گر پڑے چنانچہ وہ روتی ہوئی پلٹی اور جب وہ اتنی دور چلی گئی کہ آپ علیہ السلام کی آواز نہ سن سکے تو آپ علیہ السلام نے فرمایا اے اللہ یہ تین شہادتیں ہو چکیں ۔ وہ روتی ہوئی جارہی تھی کہ عمرو بن حریث سے اس کی ملاقات ہو گئی انہوں نے پوچھا تو کیوں روتی ہے ؟ اس نے کہا میں امیرالمومنین کے پاس آئی تھی اور عرض کیا تھا کہ مجھے پاک کر دیجئے ۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا اپنا بچہ سنبھال جب تک کہ وہ خود سے کھانے پینے لگے اور کسی چھت سے نہ گرے اور کسی کنوئیں میں نہ گرجائے اور میں ڈرتی ہوں کہ اس اثنا میں مجھے موت نہ آجائے اور میں پاک نہ ہو سکوں ۔ عمرو بن حریث نے کہا واپس جاؤ میں تمہارے بچے کو پال دونگا۔ تو وہ واپس آئی اور امیرالمومنین علیہ السلام کو عمرو بن حریث کی بات بتائی تو آپ علیہ السلام نے فرمایا عمرو بن حریث تیرے بچے کو کیسے پالے گا اس نے عرض کیا امیرالمومنین اب تو آپ علیہ السلام مجھے پاک کر ہی دیں میں نے زنا کیا ہے۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا کیا تو نے جب ایسا کیا تھا شوہر دار تھی اس نے کہا جی ہاں ۔ فرمایا اور تیرا شوہر اس وقت حاضر تھا یا غائب ؟ عرض کیا حاضر تھا ۔ یہ سن کر امیرالمومنین نے اپنا سر آسمان کی طرف بلند کیا اور کہا پروردگار یہ چار شہادتیں اس پر ثابت ہو گئیں اور تو نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنے دین کی باتیں بتائی ہیں اس میں یہ بھی ہے کہ اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جس شخص نے میرے حدود میں سے کسی حد کو معطل کیا اس نے مجھ سے دشمنی کی اور میری حکومت میں مجھ سے مخالفت کی ۔ اے اللہ میں تیری حدود کو معطل کرنے والا نہیں نہ تیری مخالفت اور تجھ سے دشمنی کرنے والا ہوں اور نہ تیرے احکام کو ضائع کرنے والا ہوں بلکہ تیرے حکم کی اطاعت کرنے والا اور تیرے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت کی پیروی کرنے والا ہوں ۔ تو عمرو بن حریث نے آپ علیہ السلام کی طرف دیکھا اور عرض کیا یا امیرالمومنین میں نے اس کے بچے کی کفالت اپنے ذمہ اس لئے لینا چاہی کہ میرا خیال تھا کہ یہ آپ علیہ السلام چاہتے ہیں لیکن جب آپ علیہ السلام اس کو پسند نہیں کرتے تو میں ایسا نہیں کروں گا۔ تو پھر امیرالمومنین علیہ السلام نے اللہ کی چار شہادتوں کے بعد فرمایا ارے تم ذلیل آدمی تم اس کی کفالت کرو گے۔ پھر آپ علیہ السلام اٹھے اور بستر پر تشریف لے گئے۔ اور کہا اے قنبر تم لوگوں کو نمازِ جماعت کے لئے آواز دو لوگ اس قدر جمع ہوئے کہ لوگوں سے مسجد بھر گئی تو آپ علیہ السلام نے فرمایا اے لوگو! تمہارا امام ظہر کے بعد اس عورت کو لے کر پشت کوفہ جائے گا تاکہ اس پر حد جاری کی جائے ان شاء اللہ تعالیٰ ۔ اس کے بعد آپ علیہ السلام منبر سے اتر آئے پھر جب صبح ہوئی تو آپ علیہ السلام اس عورت کو لے کر نکلے اور لوگ بھی اپنا بھیس بدلے ہوئے عماموں سے ڈھاٹے باندھے ہوئے اپنے ہاتھوں میں پتھر لئے ہوئے اپنی رداؤں اور آستینوں کے ساتھ نکلے اور پشت کوفہ تک پہنچے ۔ تو آپ علیہ السلام نے اس کے لئے ایک گڑھا کھودنے کا حکم دیا اور اس کے اندر کمر تک اس عورت کو دفن کر دیا۔ اس کے بعد آپ علیہ السلام اپنے خچر پر سوار ہوئے اور رکاب میں پاؤں جمایا اور اپنی دونوں کلمہ کی انگلیاں اپنے دونوں کانوں میں رکھیں اور باآواز بلند پکار کر کہا **ایھا**

الناس (اے لوگو) اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کو حکم دیا اور نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وہ حکم مجھے دیا کہ جس پر خود اللہ کی طرف سے کوئی حد ہو وہ دوسرے پر جاری نہ کرے لہٰذا اس عورت کی طرح جس پر کوئی حد لازم ہے وہ اس پر حد جاری نہ کرے تو یہ سن کر سارا مجمع واپس چلا گیا اور سوائے امیرالمومنین علیہ السلام اور امام حسن و امام حسین علیہما السلام کے کوئی نہ رہا اور ان ہی تینوں حضرات نے اس پر حد جاری کی اور ان کے ساتھ حد جاری کرنے والا کوئی نہ تھا۔

(۵۰۱۹) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے بیان فرمایا کہ ایک شخص حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کی خدمت میں آیا اور عرض کیا کہ یا روح اللہ میں زنا کر گزرا ہوں مجھے پاک کر دیجئے۔ تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے حکم دیا کہ لوگوں میں اعلان کر دیا جائے کہ فلاں شخص کو پاک کرنے کے لئے سب لوگ آجائیں کوئی باقی نہ رہے۔ جب سب لوگ جمع ہو گئے اور اس شخص کو گڑھے میں پہنچایا گیا تو اس نے آواز دی کہ مجھ پر اللہ کی جانب سے حد یعنی سنگساری نہ کرے وہ جس کے ذمہ کسی قسم کی کوئی حد ہو تو سب لوگ واپس چلے گئے صرف حضرت یحییٰ اور حضرت عیسیٰ علیہما السلام رہ گئے تو حضرت یحییٰ اس کے قریب گئے اور کہا اے گنہگار مجھے کوئی نصیحت کر اس نے کہا اپنے نفس اور اس کی خواہشات کو تنہا نہ چھوڑ ورنہ وہ تجھے ہلاکت میں ڈال دے گا۔ انہوں نے کہا کوئی مزید نصیحت۔ اس نے کہا کسی خطاکار کو اس کی خطا پر طعنہ زنی نہ کرنا۔ انہوں نے کہا کچھ اور۔ اس نے کہا کبھی غصہ میں نہ آنا۔ حضرت یحییٰ علیہ السلام نے فرمایا بس یہی نصیحت ہمارے لئے کافی ہے۔

(۵۰۲۰) اور حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ایک ایسے شخص کے متعلق سوال کیا گیا جو رجم کے لئے لایا جاتا ہے اور فرار ہو جاتا ہے آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ اگر اس نے (زنا کا) خود اقرار کیا ہے تو واپس نہیں لایا جائے گا اور اگر گواہوں نے گواہی دی ہے تو واپس لایا جائے گا۔ اور یہ بھی روایت کی گئی ہے کہ آپ علیہ السلام نے فرمایا اگر اس کو پتھر کی چوٹ کی تکلیف پہنچ چکی ہے تو گڑھے میں واپس نہیں کیا جائے گا اور اگر اس کو پتھر کی چوٹ نہیں لگی ہے تو اس کو واپس کیا جائے گا یہ حدیث صفوان نے متعدد لوگوں سے اور انہوں نے ابی بصیر سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے۔

(۵۰۲۱) اور سکونی کی روایت میں ہے ایک مرتبہ ایک شخص کے زنا پر تین گواہوں نے گواہی دی تو حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا چوتھا گواہ کہاں ہے؟ ان لوگوں نے کہا وہ ابھی ابھی آئے گا تو آپ علیہ السلام نے حکم دیا کہ ان تینوں کو حد میں کوڑے لگاؤ اس لئے کہ حد میں ایک ساعت کے لئے بھی مہلت نہیں ہے۔

(۵۰۲۲) عبداللہ بن سنان نے اسماعیل بن جابر سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے راوی کا بیان ہے کہ میں نے آنجناب علیہ السلام سے روایت کیا محصن کون ہے آپ علیہ السلام نے فرمایا محصن وہ ہے

(۵۰۲۳) اور وھب بن وھب کی روایت میں حضرت جعفر بن محمد علیہما السلام سے انہوں نے اپنے پدر بزرگوار علیہ السلام سے انہوں نے اپنے آبائے کرام علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ ایک مرتبہ حضرت علی ابن ابی طالب علیہ السلام کی خدمت میں ایک شخص پکڑ کر لایا گیا کہ اس نے اپنی زوجہ کی کنیز سے مجامعت کی اور وہ حاملہ ہو گئی تو مرد نے کہا کہ اس نے مجھ کو بخش دیا تھا مگر عورت نے انکار کر دیا تو آپ علیہ السلام نے مرد سے فرمایا کہ تو اس پر گواہ لا کہ اس نے تجھ کو بخشا ہے ورنہ میں تجھے رجم و سنگسار کروں گا۔ جب عورت نے یہ دیکھا کہ میرا شوہر سنگسار ہو جائے گا تو اس نے اعتراف کر لیا تو حضرت علی علیہ السلام نے اس عورت پر بہتان کے جرم میں کوڑے لگوائے۔

مصنف علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ یہ حدیث اسی طرح آئی ہے وھب بن وھب کی روایت میں ہے اور وہ ضعیف ہے لیکن جس حدیث پر میں فتویٰ دیتا ہوں اور اس پر اعتماد کرتا ہوں وہ اس مضمون کی مندرجہ ذیل حدیث ہے۔

(۵۰۲۴) جس کی روایت کی حسن بن محبوب نے علاء سے اور انہوں نے محمد بن مسلم سے اور انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے ایک ایسے شخص کے متعلق جس نے اپنی زوجہ کی غلام زادی سے بغیر اس کی اجازت کے مجامعت کر لی تو اس پر وہی ہے جو زانی پر ہے یعنی سو (۱۰۰) کوڑے لگائے جائیں گے اور اگر کسی کی زوجیت میں آزاد عورت ہے اور اس نے کسی یہودیہ یا نصرانیہ یا کنیز سے زنا کر لیا تو اس کو رجم و سنگسار نہیں کیا جائے گا۔ اور اگر کسی کی زوجیت میں آزاد عورت ہے اور اس نے ایک آزاد عورت سے زنا کیا تو اس کو رجم کیا جائے گا۔

اور فرمایا کہ جس طرح کسی کے پاس کنیز یا متعہ میں کوئی یہودیہ یا نصرانیہ ہو تو اس کو محصن (صاحبِ زوجہ) نہیں بنائے گا اگر وہ ایک آزاد عورت سے زنا کر بیٹھے۔ اسی طرح اگر کوئی یہودیہ یا نصرانیہ کنیز سے زنا کرے اور اس کے تحت کوئی آزاد عورت ہو تو اس پر محصن کی حد نہیں جاری ہوگی۔

(۵۰۲۵) اور محمد بن عمرو بن سعید کی روایت میں ہے کہ جس کو انہوں نے مرفوع کیا ہے کہ ایک عورت حضرت عمر کے پاس آئی اور اس نے کہا یا امیرالمومنین میں نے زنا کیا ہے مجھ پر اللہ کی حد جاری کریں تو انہوں نے اس کو رجم و سنگساری کا حکم دیدیا وہاں حضرت علی علیہ السلام بھی موجود تھے آپ علیہ السلام نے فرمایا مگر اس سے یہ تو پوچھو کہ اس نے کیسے زنا کیا۔ حضرت عمر نے اس سے دریافت کیا تو اس نے بیان کیا کہ ایک مرتبہ ایک صحرا میں تھی کہ مجھے شدید پیاس لگی ناگاہ ایک خیمہ نظر آیا وہاں پہنچی تو اس میں ایک مرد اعرابی ملا میں نے اس سے پانی مانگا تو اس نے پانی دینے سے انکار کیا جب تک کہ میں اس کو اپنے نفس پر قابو نہ دوں۔ میں وہاں سے پلٹ کر بھاگی تو پیاس اور بڑھی اور یہاں تک کہ آنکھیں ڈوبنے لگیں اور زبان سے بات نہیں کی جاتی تھی۔ جب پیاس اس حد کو پہنچی تو میں اس کے پاس گئی اس نے مجھے پانی پلایا اور میرے ساتھ مجامعت کی۔ یہ سن کر حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا اسی کے لئے تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے فمن اضطر غیر باغ ولا عاد فلا اثم علیہ (سورۃ بقرہ آیت ۱۷۳) (پھر جو کوئی بے اختیار ہو جائے نہ

تو نافرمانی کرے اور نہ زیادتی ۔ تو اس پر کچھ گناہ نہیں ۔) وہ مضطر تھی باغی و عادی نہیں تھی لہذا اس کو رہا کر دو تو حضرت عمر نے کہا **لولا علی ھلاک عمر** (اگر علی نہ ہوتے تو عمر ہلاک ہو جاتا) ۔

(۵۰۲۶) ابو بصیر نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آنجناب علیہ السلام سے ایک شخص کے متعلق دریافت کیا گیا کہ جس کے لئے گواہیاں گزر چکیں کہ اس نے زنا کیا ہے پھر وہ بھاگ گیا۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا اگر اس نے (آئندہ کے لئے) توبہ کر لی تو پھر اس پر کچھ نہیں اور اگر توبہ سے قبل امام کے ہاتھ آگیا تو وہ حد جاری کرے گا اور اگر امام کو معلوم ہو جائے کہ فلاں مقام پر ہے تو آدمی بھیج کر پکڑوا لے گا۔

(۵۰۲۷) اور صفوان کی اور ابن مغیرہ کی روایت میں ہے جس کی انہوں نے روایت کی ہے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے کہ آپ علیہ السلام نے فرمایا جب کوئی محصن مرد (زوجہ دار) زنا کا اقرار کرے تو اس کو سب سے پہلے امام رجم کرے گا اس کے بعد اور لوگ اور اگر اس پر گواہیاں گزری ہیں تو سب سے پہلے وہ گواہ اس کے بعد امام اور اس کے بعد تمام لوگ رجم کریں گے۔

(۵۰۲۸) حسن بن محبوب نے یزید کناسی سے روایت کی ہے اس کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک عورت نے اپنے عدہ کے اندر نکاح کر لیا تو آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ اگر اس نے اپنے شوہر کی موت کے بعد عدہ میں چار ماہ دس دن گزرنے سے پہلے نکاح کر لیا ہے تو اس کو رجم نہیں کیا جائے گا بلکہ سو (۱۰۰) کوڑے لگائے جائیں گے اور اگر اس نے عدہ طلاق کے اندر نکاح کیا جس میں اس کا شوہر رجوع کر سکتا تھا تو اس کو رجم کیا جائے گا۔ اور اگر اس نے ایسے عدہ میں نکاح کیا جس میں اس کے شوہر کو رجوع کا حق نہیں ہے تو اس پر زانی غیر محصن کی حد جاری ہو گی ۔

اور اگر نصرانی کسی زن مسلمہ سے زنا کرے اور حد جاری کرنے کے لئے پکڑا جائے اور وہ مسلمان ہو جائے تو اس کا حکم یہ ہے کہ اس کو اتنا مارا جائے کہ وہ مرجائے اس لئے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ **فلما راوا باسنا قالوآ امنا باللہ وحدہ وکفرنا بماکنا بہ مشرکین فلم یک ینفعھم ایمانھم لما راوا باسنا سنة اللہ التی قد خلت فی عبادہ و خسر ھنالک الکافرون** (سورۃ مومن ۸۴-۸۵) (جب ان لوگوں نے ہمارے عذاب کو دیکھ لیا تو کہنے لگے ہم خدائے واحد پر ایمان لائے اور جس چیز کو ہم اسکا شریک بناتے تھے اب ہم ان کو نہیں مانتے ۔ تو جب ان لوگوں نے ہمارا عذاب آتے دیکھ لیا تو اب ان کا ایمان لانا کچھ بھی فائدہ نہیں پہنچا سکتا یہ خدا کی عادت ہے جو اپنے بندوں کے بارے میں سدا سے چلی آئی ہے اور کافر لوگ اس وقت گھاٹے میں رہے)۔

مندرجہ بالا جواب حضرت امام علی النقی علیہ السلام نے بھی دیا جبکہ متوکل نے آپ علیہ السلام کو خط لکھ کر یہ مسئلہ دریافت کیا تھا۔ اسی حدیث کی روایت جعفر بن رزق اللہ نے آنجناب علیہ السلام سے کی ہے۔

(۵۰۲۹) حسن بن محبوب نے علی رئاب سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے ایک ایسے غلام کے متعلق کہ جس نے ایک آزاد عورت سے نکاح کیا پھر وہ آزاد کر دیا گیا اور زنا کا مرتکب ہو گیا۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا وہ آزاد ہونے کے بعد اپنی زوجہ سے مجامعت نہ کر چکا ہو تو رجم نہیں کیا جائے گا۔ میں نے عرض کیا جب وہ آزاد ہو گیا تو کیا اس کی عورت کو اس سے جدا ہونے کا اختیار ہے؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا نہیں وہ اس کے ساتھ رہنے کو راضی ہو چکی تھی جب کہ وہ غلام تھا۔ اور وہ اپنے پہلے نکاح پر باقی رہے گا۔

(۵۰۳۰) اور سکونی کی روایت میں ہے حضرت علی علیہ السلام کی خدمت میں ایک شخص لایا گیا جس پر حد جاری ہوئی تھی مگر اس کے جسم پر بہت زیادہ پھوڑے پھنسیاں تھیں تو آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ اسے ٹھہراؤ تاکہ اس کے زخم اچھے ہو جائیں اس کے زخم کو نہ چھیلو ورنہ تم لوگ اسے مار دو گے۔

(۵۰۳۱) عاصم بن حمید نے محمد بن قیس سے انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے آنجناب علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک شوہر دار عورت نے زنا کیا اور حاملہ ہو گئی اور جب بچہ پیدا ہوا تو چھپا کر قتل کر دیا۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا اس کو سو (۱۰۰) کوڑے لگائے جائیں گے کیونکہ اس نے زنا کیا پھر سو (۱۰۰) کوڑے مزید لگائے جائیں گے کہ اس نے اپنے بچہ کو قتل کیا پھر اس کو رجم کیا جائے گا اس لئے کہ شوہر دار تھی۔

راوی کا بیان ہے کہ میں نے مزید آنجناب علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک عورت شوہر دار نہیں ہے اس نے زنا کیا اور حاملہ ہو گئی جب بچہ پیدا ہوا تو چھپ چھپا کر اپنے بچہ کو قتل کر دیا۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ اس کو سو (۱۰۰) کوڑے لگائے جائیں گے اس لئے کہ اس نے زنا کیا اور مزید سو (۱۰۰) کوڑے لگائے جائیں گے اس لئے کہ اس نے بچے کو قتل کر دیا۔

(۵۰۳۲) ابراہیم بن ہاشم نے محمد بن حفص سے انہوں نے عبداللہ سے یعنی ابن سنان سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے آپ علیہ السلام نے فرمایا جب بوڑھا مرد اور بوڑھی عورت زنا کریں تو ان دونوں کو کوڑے لگائے جائیں گے پھر ان دونوں کو رجم کیا جائے گا سزا کے طور پر اور اگر مردوں میں سے کوئی ادھیڑ عمر کا شخص زنا کرے اور وہ بیوی دار ہو تو اس کو رجم کیا جائے گا کوڑے نہیں لگائے جائیں گے۔ اور اگر کوئی نوجوان زنا کرے تو اس کو سو (۱۰۰) کوڑے لگائے جائیں گے اور ایک سال کے لئے شہر بدر کر دیا جائے گا۔

(۵۰۳۳) اور ابی عبداللہ المومن سے اور انہوں نے اسحاق بن عمار سے روایت کی ہے اس کا بیان ہے کہ میں نے ایک مرتبہ دریافت کیا کہ زنا زیادہ بری بات ہے یا شراب نوشی؟ شراب پر اسی کوڑے اور زنا پر سو (۱۰۰) کوڑے کیوں ہیں؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا اے ابا اسحاق دونوں کی حد ایک ہے لیکن اس کے (بیس کوڑے) زیادہ اس لئے ہیں کہ اس

(۵۰۴۳) حسن بن محبوب نے ابی ایوب سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے سنا ابن بکیر کہہ رہا تھا ان دونوں ائمہ علیہما السلام میں سے کسی ایک سے روایت کرتے ہوئے کہ آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ جو شخص اپنی کسی محرم عورت سے زنا کرے اور جماع کرے تو تلوار کی ایک ضرب اس کو لگائی جائے گی اب تلوار جس قدر بھی کاٹ دے اور اگر اس محرم عورت نے اس کی متابعت بھی کی ہے (اس کی مرضی بھی شامل ہے) تو اس کو بھی تلوار کی ایک ضرب لگائی جائے گی جہاں تک اس تلوار کی کاٹ پہنچ جائے۔ عرض کیا گیا کہ ان دونوں کو تلوار کون مارے گا کوئی مدعی تو نہیں ہوگا۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا اگر یہ مقدمہ امام تک لے جایا گیا تو یہ امام کرے گا۔

(۵۰۴۴) اور جمیل کی روایت میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ آپ علیہ السلام نے فرمایا اس کی عنق (گردن) مار دی جائے گی یا فرمایا اس کی رقبہ (پس گردن) مار دی جائے گی۔

(۵۰۴۵) اور سکونی کی روایت میں ایک ایسے شخص کا مقدمہ حضرت علی علیہ السلام کے سامنے پیش کیا گیا جس نے اپنے باپ کی زوجہ سے مجامعت کر لی تھی تو آپ علیہ السلام نے رجم کیا حالانکہ وہ غیر شادی شدہ تھا محصن نہیں تھا۔

(۵۰۴۶) حسن بن محبوب نے علی بن رئاب سے انہوں نے ابی عبیدہ سے انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے ایک ایسے شخص کے متعلق کہ جس پر حد جاری ہونا واجب تھا اور ابھی کوڑے نہیں لگائے گئے تھے کہ مخبوط الحواس ہوگیا آپ علیہ السلام نے فرمایا اگر وہ صحیح الدماغ تھا اور اس نے اپنی حد واجب کر لی تو اس کی عقل گم ہونے کی کوئی علت نہیں اس پر حد جاری کی جائے گی جس طرح اور جو بھی ہو۔

باب: لواطہ اور سحق کی حد (سزا)

(۵۰۴۷) حمّاد بن عثمان نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے راوی کا بیان ہے کہ میں نے آنجناب علیہ السلام سے عرض کیا کہ ایک مرد نے دوسرے مرد سے بد فعلی کی آپ علیہ السلام نے فرمایا اگر وہ محصن (بیوی والا) ہے تو اس پر قتل ہے اور اگر محصن (بیوی والا) نہیں ہے تو اس پر حد ہے۔ میں نے عرض کیا اور جس نے بد فعلی کرائی ہے اس کے لئے کیا ہے؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا وہ ہر حال میں قتل ہوگا محصن ہو یا غیر محصن۔

(۵۰۴۸) اور ہشام اور حفص بن بختری کی روایت میں ہے کہ چند عورتیں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئیں ان میں سے کسی ایک عورت نے آپ علیہ السلام سے سحق کے متعلق دریافت کیا تو آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ اس کی سزا وہی ہے جو ایک زانی کی سزا ہے اس عورت نے کہا مگر قرآن میں تو اس کا کوئی ذکر نہیں؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا ہاں ہاں اس نے کہا وہ کہاں ہے؟ فرمایا وہ اصحاب رس ہیں۔

(۵۰۴۹) اور سکونی کی روایت میں ہے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور انہوں نے اپنے پدر بزرگوار علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ حضرت علی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ اگر کسی کے لئے یہ سزا وار ہوتا کہ وہ دو مرتبہ رجم کیا جائے تو پھر لوطی کو رجم کیا جاتا۔

(۵۰۵۰) عبدالرحمن بن ابی ہاشم بجلی نے ابی خدیجہ سے روایت کی ہے انہوں نے کہا کہ دو اجنبی عورتوں کا ایک لحاف میں سونا مناسب نہیں ہے مگر یہ کہ ان دونوں کے درمیان کوئی رکاوٹ حائل ہو۔ اگر یہ دونوں ایسا کریں تو ان دونوں کو منع کیا جائے۔ اگر منع کرنے کے باوجود وہ دونوں ایک لحاف میں پائی جائیں تو ان میں سے ہر ایک کو ایک ایک حد جاری کی جائے گی۔ اور اگر تیسری عورت بھی ایک لحاف میں پائی گئی تو حد جاری کی جائے اور ایک لحاف میں چار عورتیں پائی گئیں تو قتل کر دی جائیں گی۔

اور اگر کسی مرد نے اپنی عورت سے جماع کیا اور اس عورت نے مرد کی منی کو اٹھائے رکھا اور اپنی کنیز سے سحق کیا اور کنیز حاملہ ہو گئی تو عورت کو رجم کیا جائے گا اور کنیز پر حد جاری کی جائے گی اور بچہ اپنے باپ سے ملحق ہوگا۔ اس حدیث کی روایت علی بن ابی حمزہ سے انہوں نے اسحاق بن عمار سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے کی ہے۔

باب: زنا کے جرم میں غلاموں کی حد (سزا)

(۵۰۵۱) ابراہیم بن ہاشم نے اصبغ بن اصبغ سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ بیان کیا مجھ سے محمد بن سلیمان مصری نے روایت کرتے ہوئے مروان بن مسلم سے انہوں نے عبید بن زرارہ یا برید عجلی سے، یہ شک محمد کی طرف سے ہے، ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کیا کہ ایک غلام نے زنا کیا۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا اس کو حد کا نصف (پچاس کوڑے) لگائے جائیں۔ میں نے عرض کیا اور اگر اسنے دوبارہ ایسا ہی کیا؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا اس کو اتنے ہی اور لگائے جائیں گے۔ میں نے عرض کیا کہ اور اگر وہ پھر ایسا ہی کرے؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ اس کو نصف حد سے زیادہ نہیں لگایا جائے گا میں نے عرض کیا کہ مگر کیا اسکے کسی فعل پر اس کو رجم کرنا بھی واجب ہوگا؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا ہاں اس کو آٹھویں مرتبہ زنا پر قتل کر دیا جائے گا اگر اس نے آٹھ مرتبہ ایسا کیا میں نے عرض کیا پھر آزاد اور غلام میں فرق کیوں ہے دونوں کا فعل تو ایک ہی ہے؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے غلام پر رحم کھایا کہ اس پر غلامی کا پھندا اور مرد آزاد کے برابر حد جمع ہو جائے۔ پھر فرمایا کہ (آٹھویں مرتبہ قتل کر دینے کے بعد) امام المسلمین پر لازم ہے کہ سہم رقاب سے اس کی قیمت اس کے مالک کو ادا کرے۔

(۵۰۵۲) حسن بن محبوب نے حارث بن احول سے انہوں نے برید عجلی سے انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے ایک کنیز کے لئے جو زنا کرتی ہے آپ علیہ السلام نے فرمایا اس کو نصف حد لگائی جائے گی خواہ اس کا کوئی شوہر ہو یا نہ ہو۔

(۵۰۵۳) ابن محبوب نے علی بن رئاب سے انہوں نے زرارہ سے اور انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ ام ولد (جو اپنے مالک کے تحت تصرف ہو) کی حد بھی کنیز کی حد کے برابر ہے جبکہ اس کے کوئی لڑکا نہ ہو۔

(۵۰۵۴) ابن محبوب نے نعیم بن ابراہیم سے انہوں نے مسمع ابی سیار سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ ام ولد جو بھی جرم حقوق الناس کے سلسلہ میں کرے گی وہ اس کے مالک کے ذمہ ہے اور جو جرم حقوق اللہ کے سلسلہ میں ہے تو وہ اس کے بدن کے ذمہ ہے اور فرمایا اور اسی پر غلاموں کا بھی قیاس کیا جائے گا اور آزاد اور غلام کے درمیان کوئی قصاص نہیں۔

(۵۰۵۵) ابن محبوب نے عبداللہ بن بکیر سے انہوں نے عنبسہ بن مصعب سے روایت کی ہے اس کا بیان ہے کہ میں نے ایک مرتبہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کیا کہ اگر میری کنیز زنا کرے تو کیا مجھے حق ہے کہ میں اس پر حد جاری کروں ؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا ہاں مگر چھپ چھپا کر اس لئے کہ میں تمہارے متعلق بادشاہ وقت سے ڈرتا ہوں۔

(۵۰۵۶) ابراہیم بن ہاشم نے صالح بن سندی سے انہوں نے حسین بن خالد سے انہوں نے حضرت امام علی رضا علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ اس نے آنجناب علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک آدمی کے پاس ایک کنیز ہے کنیز نے مالک سے کہا کہ میں اپنے مکاتبہ سے جتنی رقم ادا کرتی جاؤں گی اس کے حساب سے اتنی ہی آزاد ہوتی جاؤں گی مالک نے ہاں کہہ دیا اور اس نے اپنے مکاتبہ کی بعض رقم ادا کردی پھر اس کے بعد اس کے مالک نے اس سے جماع بھی کیا۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا اگر مالک نے کنیز کو جماع کرنے پر مجبور کیا ہے تو کنیز نے اپنے مکاتبہ کی رقم جتنا حصہ ادا کر دیا ہے اسی حصہ کے بقدر اس پر حد جاری ہوگی اور جتنا حصہ ادا نہیں کیا ہے باقی ہے حد کا اتنا حصہ چھوڑ دیا جائے گا۔ اور اگر وہ کنیز خود اس پر راضی تھی تو وہ خود بھی اس حد میں اس کی شریک ہوگی۔

(۵۰۵۷) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا گیا کہ ایک شخص کو مال غنیمت میں ایک کنیز کہیں سے مل گئی اور اس نے تقسیم مال غنیمت سے قبل اس سے مجامعت کرلی۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا اس کنیز کی قیمت لگوائی جائے گی۔ اور اس قیمت پر وہ کنیز اس کے حوالے کی جائے گی اور مال غنیمت میں سے جو کچھ اس کو ملنے والا ہے اس میں اس کی قیمت گھٹا دی جائے گی اور اس پر حد جاری کی جائے گی اور اس حد میں جتنا اس کنیز میں اس کا حصہ بنتا ہے اتنا

چھوڑ دیا جائے گا۔ تو عرض کیا گیا کہ وہ کنیز بہ قیمت اس ہی کو کیوں دی جائے دوسری کنیز اس کو کیوں نہ دی جائے۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا اس لئے کہ اس سے اس نے مجامعت کی ہے اور ہو سکتا ہے کہ اس کو حمل رہ ہو گیا ہو۔

(۵۰۵۸) سلیمان بن خالد نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ایک ایسے غلام کے متعلق دریافت کیا جو کئی آدمیوں میں مشترک تھا ایک نے اپنے حصہ کی حد تک اس کو آزاد کر دیا پھر وہ غلام ایسے جرم کا مرتکب ہوا کہ جس سے اس پر حد (شرعی سزا) لازم آتی ہے۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا اگر اس غلام نے آزاد ہوتے وقت اپنی قیمت طے کرالی تھی جو وہ آزاد کرنے والے کو ادا کر دے گا تو وہ نصف آزاد ہے اور اس پر آزاد کی نصف حد جاری ہوگی اور غلام کی نصف حد جاری ہوگی اور اگر اس نے قیمت طے نہیں کرائی تھی تو وہ غلام ہی ہے اور اس پر غلام کی حد جاری ہوگی۔

(۵۰۵۹) عباد بن کثیر بصری نے روایت کی ہے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے کہ آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ غلام مکاتب اگر زنا کرتے ہیں تو جس قدر حصہ انہوں نے اپنی مکاتبت کا ادا کیا ہے اس کے مطابق ان پر آزاد کی حد جاری کی جائے گی اور بقیہ اس پر مملوک (غلام) کی حد جاری ہوگی۔

باب: جانور سے بدفعلی کرنے والے کی حد اور سزا

(۵۰۶۰) حسن بن محبوب نے اسحاق بن جریر سے انہوں نے سدیر سے انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے ایک ایسے شخص کے متعلق جس نے کسی جانور سے بدفعلی کی تو آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ اس پر زنا کی حد سے ذرا کم (۹۹) کوڑے لگائے جائیں گے اور وہ جانور کے مالک کو اس کی قیمت ادا کرے گا اس لئے کہ اس نے اس کے مال کو فاسد کر دیا اس کے کام کا نہیں رہا۔ اب اس جانور کو ذبح کر کے جلا دیا جائے گا اور اسے دفن کر دیا جائے گا اگر وہ ان جانوروں سے تھا جس کا گوشت کھایا جاتا ہے۔ اور اگر وہ ان جانوروں میں سے تھا جو صرف سواری کے کام آتا ہے تو وہ مالک کو اس کی قیمت ادا کرے گا اور اس پر حد سے ذرا کم (۹۹) کوڑے لگائے جائیں گے اور اس کو اس شہر سے نکال کر جس میں اس کے ساتھ بدفعلی کی گئی ہے کسی دوسرے شہر میں جس میں لوگ اس کو پہچان نہ سکیں لے جا کر فروخت کر دیا جائے گا تاکہ لوگ اس جانور کے مالک کو عیب نہ لگائیں۔

(۵۰۷۳) ابن محبوب نے ہشام بن سالم سے انہوں نے ابی بصیر سے روایت کی ہے کہ ایک مرتبہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا گیا کہ ایک شخص نے اپنی عورت پر زنا کی تہمت لگائی جبکہ وہ گونگی اور بہری ہے کسی نے کیا کہا وہ نہیں سنتی ۔آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ اگر عورت کے پاس گواہیاں ہیں جو امام کے سامنے پیش ہوں تو اس شخص پر حد میں کوڑے لگائے جائیں گے پھر وہ عورت اس شخص پر کبھی حلال نہ ہوگی اور اگر اس عورت کے پاس کوئی ثبوت و گواہ نہیں ہے تو وہ عورت اس شخص پر حرام نہیں ہے جب تک وہ اس کے ساتھ قیام کرے اور اس کی وجہ سے اس عورت پر کوئی گناہ نہیں ہے ۔

(۵۰۷۴) اور سکونی کی روایت میں ہے کہ حضرت علی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص اپنے لڑکے سے اقرار کے بعد انکار کرے تو اس پر حد میں کوڑے لگائے جائیں گے اور لڑکا اس کو لازماً لینا پڑے گا۔

(۵۰۷۵) اور یونس بن عبدالرحمن نے اپنے بعض راویان حدیث سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی کہ آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ ہر بالغ شخص خواہ وہ مرد ہو یا عورت اگر کسی چھوٹے یا بڑے مرد یا عورت یا کسی مسلمان آزاد یا غلام پر (زنا کی)افترا لگائے تو اس پر جھوٹے اتہام کی حد جاری کی جائے گی۔اور اگر وہ افترا کرنے والا نا بالغ ہے تو اس پر تادیب کی حد جاری کی جائے گی۔

(۵۰۷۶) حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا کہ مجنون پر حد جاری نہیں کی جائیگی جب تک اس کو جنون سے افاقہ نہ ہوجائے اور نہ بچے پر جب تک وہ سمجھدار اور بالغ نہ ہوجائے اور سوتے ہوئے شخص پر جب تک کہ وہ نیند سے بیدار نہ ہوجائے۔

(۵۰۷۷) حسن بن محبوب نے علاء سے اور ابی ایوب نے محمد بن مسلم سے ان دونوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ علیہ السلام نے ایک ایسے شخص کے متعلق فرمایا جس نے اپنی عورت سے مخاطب ہو کر کہا اے زانیہ میں نے تجھ سے زنا کیا ہے ؟آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ اس پر زنا کا بہتان لگانے پر حد جاری ہوگی ۔ لیکن اس کا یہ کہنا کہ میں نے تجھ سے زنا کیا ہے اس پر کوئی حد نہیں ہے مگر یہ کہ وہ امام کے سامنے اپنے نفس کے خلاف چار مرتبہ گواہی دے ۔

(۵۰۷۸) حسن بن محبوب نے نعیم بن ابراہیم سے انہوں نے مسمع ابی یسار سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے ایسے چار شخصوں کے متعلق جنہوں نے ایک عورت کے لئے زنا کی جھوٹی گواہی دی اور ان چاروں میں ایک اس کا شوہر ہے ؟آپ علیہ السلام نے فرمایا ان تین گواہیوں پر جھوٹے الزام پر کوڑے لگائے جائیں گے ۔اور شوہر اپنی عورت سے ملاعنہ کرے گا اس کے بعد دونوں کو جدا کردیا جائے گا پھر وہ عورت اس کے لئے کبھی بھی حلال نہ ہوگی۔

(۵۰۷۹) اور یہ بھی روایت کی گئی کہ شوہر بھی چار گواہوں میں سے ایک ہوگا۔
اس کتاب کے مصنف علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ یہ دونوں حدیثیں متفق المعنیٰ ہیں مختلف نہیں ہیں اور وہ اس طرح کہ جب چار آدمی ایک عورت کے متعلق زنا کی گواہی دیں اور ان چاروں میں سے ایک شوہر بھی ہو اور اس نے لڑکے سے انکار نہ کیا ہو تو وہ چار گواہوں میں سے ایک ہوگا مگر جب شوہر نے لڑکے سے انکار کیا ہو تو پھر ان تین گواہوں پر حد جاری ہوگی اور شوہر اپنی زوجہ سے ملاعنہ کرلے گا اور ان دونوں کو جدا کر دیا جائے گا اور وہ تا ابد اس پر حلال نہ ہوگی اس لئے کہ لعان لڑکے سے انکار کے بغیر نہیں ہوگا۔
اور اگر کوئی غلام کسی آزاد شخص پر زنا کا جھوٹا الزام لگائے تو اس کو اسّی (۸۰) کوڑے لگائے جائیں گے اس لئے کہ یہ حقوق الناس میں سے ہے۔
(۵۰۸۰) حسن بن محبوب نے عبدالرحمن سے انہوں نے عبید بن زرارہ سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا آپ علیہ السلام فرماتے تھے کہ اگر کوئی ایسا شخص میرے پاس لایا جائے جس نے کسی غلام مرد مسلمان پر زنا کا جھوٹا الزام لگایا ہے اور میں اس کے متعلق نیکی کے سوا کچھ نہ جانتا ہوں تو میں اس کو حد میں کوڑے لگاؤں گا۔ آزاد کی حد سے ایک عدد کم کوڑے۔
(۵۰۸۱) اور حسن بن محبوب نے حمّاد بن زیاد سے انہوں نے سلیمان بن خالد سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ آپ علیہ السلام نے بیان فرمایا کہ ایک مرتبہ حضرت علی علیہ السلام سے ایک ایسے غلام مکاتب کے متعلق دریافت کیا گیا جس نے ایک مرد مسلمان پر زنا کا جھوٹا الزام لگایا۔ تو آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ اس کو آزاد مرد کی حد کے برابر اسّی (۸۰) کوڑے لگائے جائیں گے خواہ اس نے اپنے مکاتبہ کی کچھ رقم ادا کردی ہو یا نہ کی ہو۔ آپ علیہ السلام سے عرض کیا گیا کہ اگر وہ مکاتب ہے اور اس نے زنا کیا اور ابھی اپنے مکاتبہ کی کچھ رقم ادا نہیں کی ہے؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ یہ حقِ اللہ ہے اس کے لئے پچاس کوڑے کم کر دیئے جائیں گے اور پچاس لگائے جائیں گے۔
(۵۰۸۲) ابن محبوب نے مالک بن عطیہ سے انہوں نے ابی بصیر سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ ایک عورت نے ایک مرد پر زنا کا جھوٹا الزام لگایا۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا اس عورت کو اسی (۸۰) کوڑے لگائے جائیں گے۔
(۵۰۸۳) محمد بن سنان نے علاء بن فضیل سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے راوی کا بیان ہے کہ میں نے آنجناب علیہ السلام سے عرض کیا ایک شخص لڑکے سے انکار کر رہا ہے جبکہ وہ اس کا اقرار کر چکا تھا۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا اگر وہ لڑکا کسی آزاد عورت سے ہے تو اس کے باپ کو پچاس کوڑے لگائے جائیں گے۔

اور اگر وہ لڑکا کسی کنیز سے ہے تو اس پر کچھ نہیں ہے۔

اور اگر مرد کسی دوسرے مرد سے کہے کہ تو قوم لوط کا عمل کرتا ہے اور مردوں سے نکاح کرتا ہے تو اس کو اسّی (۸۰) کوڑے لگائے جائیں گے۔ اور اسی طرح اگر وہ اس سے کہے کہ مردانے والے اے مفعول تو اس کو قاذف (اتہام لگانے والے) کی حد کے مطابق اسّی (۸۰) کوڑے لگائے جائیں گے۔

اور اگر کوئی شخص چند آدمیوں کے ایک گروہ پر زنا کا کلمۂ واحد سے الزام لگائے (کہ ان لوگوں نے زنا کیا) اور ان لوگوں کے نام نہ لے تو اس پر ایک حد ۸۰ (اسّی) کوڑے جاری ہوگی اور اگر اس نے ایک ایک کا نام لے کر کہا ہے (کہ فلاں، فلاں، فلاں نے زنا کیا ہے) کیا تو ہر ایک کے لئے اس پر ایک ایک حد جاری ہوگی۔ یہ روایت برید عجلی نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے کی ہے نیز یہ بھی کی گئی ہے کہ اور وہ لوگ (جن پر زنا کا الزام لگایا گیا ہے) اگر ایک ایک کر کے متفرق آئیں تو ہر ایک کے لئے اس پر ایک حد جاری ہوگی۔ اور اگر سب اجتماعی طور پر ایک ساتھ آئیں تو اس پر ایک حد جاری کی جائے گی۔

اور اگر ایک شخص نے ایک آدمی پہ زنا کا جھوٹا الزام لگایا اور اس کو حد میں کوڑے مارے گئے اس کے بعد پھر اس نے اس آدمی پر زنا کا جھوٹا الزام لگایا تو اگر وہ یہ کہے کہ میں نے جو الزام لگایا تھا وہ صحیح تھا تو اس کہنے پر اس کو کوڑے نہیں لگیں گے۔ اور اگر کوڑے کھانے کے بعد اس پر زنا کا دوسرا الزام لگایا تو اس پر حد جاری ہوگی اور کوڑے کھانے سے پہلے دس مرتبہ الزام لگائے تو اس پر ایک ہی حد جاری ہوگی۔

(۵۰۸۴) اور حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ جس پر کوئی حد نہیں اس کے لئے کوئی حد نہیں یعنی اگر کوئی مجنوں کسی شخص پر زنا کا الزام لگائے تو مجنوں کیلئے کوئی حد نہیں ہے۔ اور اگر کوئی شخص کسی مجنوں سے کہے کہ اے زانی تو اس شخص کے لئے کوئی حد نہیں ہے۔ یہ روایت ابوایوب نے فضیل بن یسار سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے کی ہے۔

(۵۰۸۵) ہشام بن سالم نے عمّار ساباطی سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ایک ایسے شخص کے متعلق روایت کی ہے جس نے کسی آدمی سے کہا کہ اے زن زانیہ کی اولاد۔ تو آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ اگر اس آدمی کی ماں زندہ ہے اور وہاں موجود ہے پھر وہ اپنا حق طلب کرے تو اس شخص کو اسّی (۸۰) کوڑے لگائے جائیں گے اور وہ وہاں موجود نہیں ہے تو اس کے آنے کا انتظار کیا جائے گا۔ وہ اپنا حق طلب کرے گی اور اگر وہ مرچکی ہے اور اس کے متعلق سوائے خیر و نیکی کے کچھ معلوم نہ ہو تو اس مفتری پر اسّی (۸۰) کوڑے لگائے جائیں گے۔

(۵۰۸۶) ابو ایوب نے حریز سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی راوی کا بیان ہے کہ میں نے آنجناب علیہ السلام سے ایک غصب شدہ عورت کے لڑکے کے متعلق دریافت کیا کہ اس پر ایک شخص افترا کرتا ہے

اور کہتا ہے کہ اے زانیہ کی اولاد تو آپ علیہ السلام نے فرمایا میری رائے میں اس پر حد جاری ہوگی اور اسّی (۸۰) کوڑے لگائے جائیں گے اور جو کچھ اس نے کہا ہے اس سے اللہ کی بارگاہ میں توبہ کرے گا۔

(۵۰۸۷) ابی ولّاد حنّاط سے روایت ہے ان کا بیان ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ ایک مرتبہ حضرت امیرالمومنین علیہ السلام کی خدمت میں دو آدمی لائے گئے جن میں سے ہر ایک دوسرے پر اتہام لگاتا تھا کہ اس نے مجھ سے بدفعلی کی تو آپ علیہ السلام نے ان دونوں پر حد تو نہیں جاری کی مگر ان کو تعزیر میں کوڑے لگائے۔

باب: شراب نوشی پر حد (شرعی سزا) اور گانے اور لہو لعب کے متعلق جو کچھ وارد ہوا ہے

(۵۰۸۸) حلبی نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے اگر کوئی آدمی (نیا نیا) اسلام میں داخل ہو (اور اللہ کی توحید محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رسالت کا) اقرار کرے پھر شراب پیئے، زنا کرے، سود کھائے اور ابھی اس پر حلال حرام واضح نہ ہوا ہو تو اس پر حد جاری نہیں کی جائے گی اگر وہ اس سے واقعاً جاہل تھا مگر یہ کہ اس کے خلاف یہ شہادت گزر جائے کہ اس نے قرآن کے وہ سورے پڑھ لئے تھے جن میں زنا و شراب و سود خوری کا ذکر ہے اور اگر وہ اس سے جاہل ثابت ہوا تو اس کو پڑھایا اور بتایا جائے اور اگر وہ اس پڑھانے اور بتانے کے بعد بھی ایسا کرے تو اس کے کوڑے لگائے جائیں گے اور حد جاری کی جائے گی۔

(۵۰۸۹) اور عمر بن شمر کی روایت میں جابر سے ہے انہوں نے اس روایت کو مرفوع کیا ہے کہ امیرالمومنین علیہ السلام کی خدمت میں ایک مرتبہ نجاشی حارثی شاعر کو لایا گیا کہ اس نے ماہ رمضان میں شراب پی لی ہے تو آپ علیہ السلام نے اس کو اسّی (۸۰) کوڑے لگائے پھر اس کو ایک شب قید میں رکھا اور دوسرے دن اس کو بلایا اور اس کو بیس (۲۰) کوڑے لگائے تو اس نے عرض کیا یا امیرالمومنین علیہ السلام آپ علیہ السلام مجھے اسّی (۸۰) کوڑے شراب نوشی پہ تو لگا چکے اب یہ بیس (۲۰) کوڑے یہ کیا ہے؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا یہ تیری اس جراءت پر کہ تو نے ماہ رمضان میں شراب نوشی کی۔

جو شخص انگور کی یا کھجور کی نشہ آور شراب پیئے اس کو اسّی (۸۰) کوڑے لگائے جائیں گے اور ہر نشہ آور خواہ کثیر ہو یا قلیل حرام ہے اور جو کی شراب بھی اسی منزل پر ہے۔ اور نشہ آور شے کے پینے والے کو خواہ وہ انگور کی شراب پیئے یا کھجور کی اسے اسّی (۸۰) کوڑے لگائے جائیں گے اور اگر (کوڑے لگنے کے بعد) دوبارہ پیئے تو قتل کر دیا جائے گا۔ اور یہ بھی روایت کی گئی ہے کہ چوتھی مرتبہ قتل کیا جائے گا۔

اور اگر کوئی غلام کوئی نشہ آور شراب پیئے تو اس کو چالیس (۴۰) کوڑے لگائے جائیں گے اور آٹھویں بار اس کو قتل کر دیا جائے گا اور میرے والد رضی اللہ عنہ نے اپنے ایک بھیجے ہوئے خط میں مجھے تحریر فرمایا کہ تمہیں معلوم ہو کہ اصل خمر انگور کی ہوتی ہے جب وہ آگ سے متاثر ہو یا بغیر آگ کے متاثر ہو اور نیچے کا حصہ اوپر ہو جائے (یعنی اس میں ابال آجائے) تو وہ خمر یعنی شراب ہے اس کا پینا حلال نہیں ہے جب تک کہ اس کا دو تہائی حصہ جل کر ختم نہ ہو جائے اور ایک تہائی باقی نہ رہ جائے۔ اور اگر وہ آگ کی آنچ دکھائے بغیر نشہ آور ہو جائے تو اسے چھوڑ دو تاکہ وہ بغیر دوسری شے کے ملائے ہوئے خود بخود سرکہ بن جائے۔ اور جب خود بخود سرکہ بن جائے تو اس کا کھانا حلال ہے اور اگر اس کے بعد بھی وہ تبدیل ہو کر شراب بن جائے تو کوئی مضائقہ نہیں اگر اس میں نمک وغیرہ ڈال دیا جائے۔ اور اگر سرکہ میں شراب ڈال دی جائے تو اس کا کھانا جائز نہیں ہے۔ جب تک کہ اس کو کسی برتن میں ڈال کر الگ نہ رکھ دیا جائے تاکہ اس میں ڈالی ہوئی شراب بھی سرکہ نہ بن جائے۔ اور جب سرکہ میں پڑی ہوئی شراب سرکہ بن جائے تو پھر اسے کھایا جائے۔

اور اللہ تعالیٰ نے خمر (انگور کی شراب) کو معین کر کے حرام کیا ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہر شراب کو جو نشہ آور ہو حرام کیا ہے اور خمر اور اس کا پودا لگانے والے۔ اس کی دیکھ بھال کرنے والے۔ اس کو اٹھانے والے اور جس کے پاس یہ اٹھا کر لے جایا جائے اس کو فروخت کرنے والے اور اس کو خریدنے والے اس کی قیمت کھانے والے۔ اس کو نچوڑنے والے۔ اس کو پلانے والے۔ اس کو پینے والے ان سب پر لعنت کی ہے۔

اور اس کے پانچ نام ہیں۔

۱۔ عصیر یہ انگور سے بنتی ہے۔ ۲۔ نقیع یہ منقیٰ سے بنتی ہے۔

۳۔ بتع یہ شہد سے بنتی ہے۔ ۴۔ مرز یہ جَو سے بنتی ہے۔

۵۔ نبیذ یہ کھجور سے بنتی ہے۔

اور شراب ہر بدی کی کنجی ہے۔ اس کا پینے والا بت پرست کے مانند ہے۔ جو اس کو پیئے گا اس کی چالیس (۴۰) دن کی نماز روک رکھی جائے گی اگر اس نے چالیس (۴۰) دن کے اندر توبہ کر لی تو خیر ورنہ توبہ قبول نہ ہوگی اگر اس درمیان میں مر گیا تو جہنم میں ڈال دیا جائے گا۔

(۵۰۹۰) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ تم لوگ شراب خور کی صحبت میں نہ بیٹھو اس لئے کہ لعنت جب نازل ہوگی تو تمام اہل مجلس پر عام ہوگی۔

اور اس گھر میں نماز جائز نہیں جس کے اندر ایک برتن میں شراب رکھی ہوئی ہو۔ اور اس کپڑے میں نماز پڑھنے میں کوئی مضائقہ نہیں جس میں شراب لگی ہوئی ہو کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اس کا پینا حرام کیا ہے اور اس کپڑے میں نماز

پڑھنا حرام نہیں کیا جس میں شراب لگی ہو۔

(۵۰۹۱) اور حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ اگر کوئی شارب الخمر (شراب پینے والا) بیمار پڑے تو تم لوگ اس کی عیادت نہ کرو اگر مر جائے تو اس کے ایمان کی گواہی نہ دو۔ اور اگر وہ کسی امر کی گواہی کے لئے آئے تو اس کی شہادت قبول نہ کرو اور اگر وہ تم لوگوں کے یہاں شادی کا پیغام دے تو اس کے ساتھ اپنی لڑکی نہ بیاہو۔ جس نے اپنی لڑکی کا نکاح شارب الخمر سے کیا اس نے گویا اپنی لڑکی کی زنا کی طرف رہنمائی کی۔ اور جس نے اپنے دین کے مخالف سے اپنی لڑکی کی شادی کی اس نے اپنی لڑکی سے قطع رحم کیا۔ اور جس نے کسی شراب خور کے پاس اپنی امانت رکھی اللہ تعالیٰ اس کا ضامن نہیں ہوگا۔

(۵۰۹۲) اور حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ پانچ باتیں پانچ شخصوں سے محال ہیں (۱) حرمت کسی فاسق سے محال ہے۔ (۲) شفقت کسی دشمن سے محال ہے۔ (۳) نصیحت کسی حاسد سے محال ہے۔ (۴) وفا کسی عورت سے محال ہے۔ (۵) ہیبت کسی فقیر سے محال ہے۔ اور غنا ان چیزوں میں سے ہے جس پر اللہ تعالیٰ نے جہنم کا وعدہ فرمایا ہے اور خدائے عزو جل کا ارشاد ہے **ومن الناس من یشتری لھو الحدیث لیضل عن سبیل اللہ بغیر علم ویتخذ ھا ھزوا اولیک لھم عذاب مھین** (سورہ لقمان ۶) (اور لوگوں میں سے بعض ایسے ہیں جو بے ہودہ قصے کہانیاں خریدتے ہیں تاکہ بغیر سمجھے بوجھے لوگوں کو خدا کی راہ سے بہکا دیں اور آیات خدا سے مسخرا پن کریں ایسے ہی لوگوں کے لئے بڑا رسوا کرنے والا عذاب ہے)۔

(۵۰۹۳) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے قول خدا **فاجتنبوا الرجس من الاوثان واجتنبوا قول الزور** (سورہ الحج ۳۰) (تو تم لوگ ناپاک بتوں سے بچے رہو اور لغو باتیں بنانے سے بچو) آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ **الرجس الاوثان** سے مراد شطرنج ہے اور **قول زور** سے مراد غنا ہے۔

اور نرد شطرنج سے بھی زیادہ شدید ہے اس لئے کہ اس کو لینا کفر اور اس سے کھیلنا شرک اور اس کی تعلیم گناہ کبیرہ۔ اور اس کے کھیلنے والے پر سلام گناہ۔ اور اس کو الٹنے پلٹنے والا جیسے سور کا گوشت کا الٹنے پلٹنے والا ہے اور اس کی طرف دیکھنے والا ایسا ہے جیسے کوئی شخص اپنی ماں کی شرمگاہ کو دیکھے۔ اور نرد بطور جوئے کے کھیلنے والا اس کی مثال ایسی ہے جیسے کوئی شخص سور کا گوشت کھالے اور اس شخص کی مثال جو نرد کو بغیر جوئے کے کھیلے ایسی ہے جیسے کوئی شخص اپنا ہاتھ سور کے گوشت یا اس کے خون میں رکھ دے اور انگوٹھیوں سے اور چودہ گوٹیوں سے کھیلنا بھی جائز نہیں یہ سب اور اس کے مشابہہ جتنی چیزیں ہیں وہ قمار (جوا) ہے یہاں تک کہ لڑکے جو اخروٹ سے کھیلتے ہیں وہ بھی قمار اور جوا ہے۔ اور تم جھانجھ مجیرا بجانے سے بھی پرہیز کرو اس لئے کہ شیطان تمہارے ساتھ رقص کرتا ہے اور فرشتے تم سے نفرت کرتے ہیں۔ اور جس شخص کے گھر میں طنبور چالیس دن باقی رہا وہ اللہ کے غضب کا مستحق ہوگیا۔

(۵۰۹۴) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ ملائکہ نفرت کرتے ہیں ہر بازی اور شرط لگانے سے وہ بازی و شرط لگانے والے پر لعنت بھیجتے ہیں سوائے ٹاپ اور کھر والے جانوروں اور پر و بازو رکھنے والے طائروں ۔ اور تیراندازی پر بازی لگانے کے چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسامہ بن زید کے مقابلہ پر گھوڑا دوڑایا۔

(۵۰۹۵) چنانچہ روایت کی گئی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ناقہ پر سبقت دیدی گئی آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ اس نے زیادتی کی تھی اور کہا تھا کہ میری پشت پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ پر لازم ہے اگر کوئی شے کسی شہ پر تفوق جتائے تو اللہ تعالیٰ اس کو ذلت دیدے گا اور کوئی پہاڑ کسی پہاڑ پر تفوق جتائے گا تو اللہ تعالیٰ ان دونوں سے جو بھی تفوق جتائے گا اس کو پاش پاش کردے گا۔

(۵۰۹۶) اور نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جانوروں میں سے ایک دوسرے پر للکارنے کو منع فرمایا ہے سوائے کتوں کے ۔

(۵۰۹۷) اور ایک مرتبہ ایک شخص نے حضرت علی ابن الحسین علیہما السلام سے ایک خوش الحان کنیز کے خریدنے کے متعلق دریافت کیا تو آپ علیہ السلام نے ارشاد فرمایا تمہارے لئے کوئی مضائقہ نہیں اگر وہ تمہیں جنت یاد دلائے یعنی قراءت قرآن و زہد اور ان صفات کے ساتھ جن کا شمار غنا میں نہیں ہے لیکن غنا تو یہ ممنوع ہے۔

باب: حد سرقہ (چوری کی سزا)

(۵۰۹۸) حضرت ابوالحسن امام رضا علیہ السلام سے روایت کی گئی ہے کہ آپ علیہ السلام نے فرمایا بندہ چوری کرتا رہتا ہے مگر جب اس کے ہاتھ کی دیت (خونبہا) پوری ہوجاتی ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی گرفت کرلیتا ہے۔

(۵۰۹۹) اور سکونی کی روایت میں حضرت جعفر بن محمد علیہ السلام سے اور انہوں نے اپنے پدربزرگوار علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ قحط کے سال میں چور کے ہاتھ نہیں کاٹے جائیں گے یعنی کھانے پینے کی چیزوں کا قحط دوسری چیزوں کا قحط نہیں ۔

(۵۱۰۰) اور غیاث بن ابراہیم کی روایت جو حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ہے انہوں نے اپنے پدربزرگوار علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ حضرت علی علیہ السلام کے پاس کوفہ میں ایک آدمی پکڑ کر لایا گیا کہ اس نے کبوتر کی چوری کی ہے تو اس کے ہاتھ نہیں کاٹے اور فرمایا کہ چڑیوں کی چوری میں ہاتھ نہیں کٹتے۔

(۵۱۰۱) سعد بن طریف نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ حضرت علی علیہ السلام نے لوہے کی خول اور ڈھال جس کا وزن اڑتیس (۳۸) رطل تھا کی چوری میں چور کے ہاتھ کاٹے۔

(۵۴۲) حمّاد نے حلبی سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے ایسے شخص کے متعلق جو ایک آدمی کے پاس آیا اور اس سے کہا کہ فلاں صاحب نے مجھے آپ کے پاس بھیجا ہے تاکہ آپ ان کو فلاں فلاں چیزیں بھیجدیں تو انہوں نے اسے سچا سمجھ کر وہ چیزیں اس کے حوالے کردیں۔ پھر ان صاحب سے ان کی ملاقات ہوئی تو انہوں نے کہا کہ آپ کا بھیجا ہوا شخص میرے پاس آیا تھا میں نے اس کے ہاتھ آپ کے پاس فلاں فلاں چیزیں بھیجدی ہیں۔ ان صاحب نے جواب دیا جی میں نے تو کسی کو آپ کے پاس نہیں بھیجا تھا اور نہ وہ چیزیں ہمارے پاس پہنچیں۔ مگر ان کو (یقین نہیں آیا اور) گمان تھا کہ انہوں نے اس شخص کو بھیجا تھا اور وہ چیزیں بھی ان کو مل گئی ہیں۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ اگر اس امر کا ثبوت مل جائے کہ انہوں نے اس کو نہیں بھیجا تھا تو اس آنے والے کے ہاتھ کاٹے جائیں گے اور اگر اس کا ثبوت نہ ملے تو وہ اللہ کی قسم کھا کر کہے کہ اس نے اس کو نہیں بھیجا تھا ایسی صورت میں فرستادہ سے اس کا مال ادا کرایا جائے گا۔ میں نے عرض کیا اگر یہ سمجھا جائے کہ فرستادہ نے ضرورت اور حاجت کی بنا پر ایسا کیا تھا؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ اس کا ہاتھ کاٹا جائے گا اس لئے کہ اس نے اس شخص کے مال کی چوری کی ہے۔

(۵۴۳) اور ان دونوں ائمہ علیہما السلام میں سے کسی ایک سے روایت کی گئی ہے کہ آپ علیہ السلام نے فرمایا چور کے ہاتھ اس وقت تک نہیں کاٹے جائیں گے جب تک وہ دو مرتبہ چوری کا اقرار نہ کرلے۔ اور پہلی مرتبہ وہ باز آنے کا وعدہ کرے اور چوری نہ کرنے کی ضمانت دے اور جب تک چوری کے گواہ نہ ہوں چور کے ہاتھ نہیں کاٹے جائیں گے۔

(۵۴۴) اور سکونی کی روایت میں ہے اس کا بیان ہے کہ حضرت علی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ ہر وہ مقام کہ جہاں بغیر اجازت داخل ہوا جاتا ہے وہاں اگر کوئی چور چوری کرے تو اس کے ہاتھ نہیں کاٹے جائیں گے یعنی حمام، مسافر خانے پڑاؤ اور مساجد۔

(۵۴۵) اور علاء نے محمد بن مسلم سے انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے آنجناب علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک بچہ چوری کرتا ہے؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا اگر وہ سات سال یا اس سے کم ہے تو اسے رفع دفع کردیا جائے۔ اور اگر سات سال کے بعد وہ پھر چوری کرنے لگے تو اس کی انگلیاں کاٹ دی جائیں گی یا انہیں اس طرح گھس دیا جائے کہ خون نکل آئے اور اس کے بعد چوری کرے تو اس کی انگلیوں میں سے سب سے نچلی انگلی کاٹ دی جائے۔ اس کے بعد اگر پھر چوری کرے اور نو سال کا ہوگیا ہو تو اس کا ہاتھ کاٹ دیا جائے گا اور اللہ تعالیٰ کے معینہ حدود میں سے کسی حد کو ضائع نہیں کیا جائے گا۔

(۵۴۶) اور امیرالمومنین علیہ السلام کی خدمت میں ایک شخص آیا اور اس نے چوری کا اقرار کیا تو آپ علیہ السلام نے اس سے پوچھا تو قرآن، کتابِ خدا میں سے کچھ پڑھ لیتا ہے اس نے کہا جی ہاں سورۃ بقرہ۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا اچھا تو سورۃ بقرہ کے طفیل میں تیرا ہاتھ تجھے بخشتا ہوں اشعث (جو وہیں موجود تھا) بولا کیا آپ علیہ السلام اللہ کے معینہ حدود

میں سے ایک حد کو معطل کر دینگے؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا تجھے کیا معلوم کہ مسئلہ کیا ہے۔ جب گواہیاں گزر جائیں تو امام کو کوئی حق معاف کرنے کا نہیں لیکن جب مجرم اقرار کرے تو امام کے صواب دید پر ہے کہ اگر چاہے عفو کر دے اور چاہے ہاتھ کاٹ دے۔

(۵۱۰۷) اور سکونی کی روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ درختوں پر لٹکے ہوئے پھلوں کی چوری میں ہاتھ نہیں کاٹے جائیں گے اور نہ درختوں کی گوند کی چوری کرنے میں۔

(۵۱۰۸) محمد بن قیس نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ ایک مرتبہ چند نفر آدمیوں نے ایک اونٹ نحر کیا اور اسے کھا گئے ان سے دریافت کیا گیا کہ تم میں سے نحر کس نے کیا تو سب نے اپنے نفس کے خلاف گواہی دی کہ ہم سب نے نحر کیا اور کسی ایک کو مخصوص نہیں کیا کہ اس نے نحر کیا اور اس نے نہیں۔ تو حضرت امیرالمومنین علیہ السلام نے فیصلہ فرمایا کہ ان سب کے داہنے ہاتھ کاٹ دیئے جائیں۔

(۵۱۰۹) یونس نے عبداللہ بن سنان سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے ایک مرتبہ آنجناب علیہ السلام سے عرض کیا کہ ایک شخص نے مال غنیمت میں اتنا چرایا کہ جس پر اس کا ہاتھ کاٹنا واجب ہے۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا یہ دیکھا جائے گا کہ اس کا مال غنیمت میں حصہ کتنا ہے اگر اس نے اپنے حصہ سے کم لیا ہے تو اس کو سزا دی جائے گی اور اس کا حصہ پورا کر دیا جائے گا اور اگر اس نے اپنے حصہ کے برابر ہی لیا ہے تو اس پر کچھ نہیں ہے اور اگر اس نے اپنے حصے سے زائد لیا ہے اور وہ زائد ایک ڈھال کی قیمت کے برابر ہے جو چوتھائی دینار ہے تو اس کا ہاتھ کاٹا جائے گا۔

(۵۱۱۰) اور موسیٰ بن بکر نے زرارہ سے انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے آنجناب علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک شخص نے کرایہ پر ایک گدھا لیا اور کپڑا فروشوں کے پاس گیا اور ان سے کپڑا خریدا اور گدھا ان لوگوں کے پاس چھوڑ دیا؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا گدھا اس کے مالک کو واپس دیدیا جائے گا اور جو کپڑا لے کر بھاگ گیا ہے اس کا پیچھا کیا جائے گا۔ اس پر ہاتھ نہیں کاٹا جائے گا (یہ چوری نہیں بلکہ) خیانت ہے۔

(۵۱۱۱) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ امیرالمومنین علیہ السلام جب کوئی شخص اول (پہلی مرتبہ) چوری کرتا تو اس کا دایاں ہاتھ کاٹتے اور جب دوبارہ چوری کرتا تو اس کا بایاں پاؤں کاٹتے اور جب تیسری مرتبہ چوری کرتا تو اس کو قید میں ڈال دیتے اور اس کا خرچ بیت المال سے دیتے تھے۔

(۵۱۱۲) اور روایت کی گئی ہے کہ اگر وہ قید میں چوری کرتا تو اس کو قتل کر دیتے تھے۔

(۵۱۱۳) اور حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ کم از کم کتنی چوری پر چور کا ہاتھ کاٹا جائے گا؟ آپ

نے فرمایا کہ ایک چوتھائی دینار کی چوری پر۔

(۵۱۱۴) اور ایک حدیث میں ہے کہ ایک دینار کے پانچویں حصہ کی چوری پر۔

اور جب چور کسی شخص کے گھر میں داخل ہو اور کپڑے وغیرہ جمع کرے اور گھر کے اندر مع مال کے پکڑا جائے۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا اگر وہ گھر کے مالک کو مال دیدے تو اسکا ہاتھ نہیں کاٹا جائے گا اور اگر گھر کے دروازے سے مال نکال لے جائے تو اس کا ہاتھ کاٹا جائے گا مگر یہ کہ وہ اپنے گلو خلاصی کی کوئی وجہ پیش کرے (مثلاً یہ کہ مالک نے اس سے خود کہا یا میں نے نہیں کسی دوسرے نے نکالا تھا وغیرہ وغیرہ)۔

اور جب امام چور کا دایاں ہاتھ کاٹنے کا حکم دے اور غلطی سے بایاں ہاتھ کاٹ دیا جائے تو جب اس کا بایاں ہاتھ کٹ گیا تو پھر دایاں ہاتھ نہیں کاٹا جائے گا۔

(۵۱۱۵) اور حسن بن محبوب نے علی بن رئاب سے انہوں نے زرارہ سے انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے ایک ایسے شخص کے متعلق جس نے چوری کی اور اس کا دایاں ہاتھ کاٹ دیا گیا اس کے بعد اس نے پھر چوری کی تو اس کا بایاں پاؤں کاٹ دیا گیا اس کے بعد اس نے تیسری جگہ چوری کی تو آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ امیرالمومنین علیہ السلام ایسے شخص کو ہمیشہ کے لئے قید میں ڈال دیا کرتے تھے اور فرمایا کرتے تھے کہ مجھے اپنے رب سے شرم آتی ہے۔ایسے شخص کو بغیر ہاتھ کے چھوڑدوں جس سے وہ آب دست لیا کرتا ہے۔اور اس کے پاؤں نہ ہو جس سے وہ رفع حاجت کے لئے جاتا ہے آپ علیہ السلام نے فرمایا جب وہ ہاتھ کاٹتے تھے تو جوڑ سے نیچے سے اور جب پاؤں کاٹتے تھے تو جوڑ سے اور انکی رائے یہ نہ تھی کہ حدود میں کوئی چیز معاف کردی جائے۔

(۵۱۱۶) اور حسن بن محبوب نے علی بن حسن بن رباط سے انہوں نے ابن مسکان سے انہوں نے حلبی سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے آپ نے فرمایا کہ جب چور پر حد جاری کردی جائے تو اس کو اس شہر سے نکال کر کسی دوسرے شہر بھیج دیا جائے۔اور جب کوئی شخص چوری کرے اور پکڑا نہ جائے یہاں تک کہ دوسری مرتبہ پھر چوری کرے تو پکڑا جائے اور گواہ آئیں تو اس کی پہلی چوری کی بھی گواہی دیں اور دوسری چوری کی بھی تو پہلی چوری پر اس کا ہاتھ کاٹا جائے گا اور دوسری چوری پر اس کا پاؤں نہیں کاٹا جائے گا۔اس لئے کہ سب گواہوں نے پہلی اور دوسری چوری کی گواہی ایک مقام پر دی قبل اس کے کہ اس کا ہاتھ کاٹے جاتا اگر یہ گواہ پہلی چوری کی گواہی دیتے اور اس کا ہاتھ کٹ جاتا پھر اس کے بعد دوسری چوری کی گواہی دیتے تو اس کا پاؤں بھی کاٹ دیا جاتا۔

(۵۱۱۷) اور حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا جھپٹا مار کر چھین لینے پر ہاتھ نہیں کاٹا جائے گا اور یہی اچھا ہے مگر اس کو تعزیر اور سزا دی جائے گی لیکن جو جھپٹا مار کر لے لے اور اسے چھپا لے اس کا ہاتھ کاٹا جائے گا۔

اور جو کپڑے اتروالے اور چھین لے اس پر ہاتھ کاٹنے کی سزا نہیں ہے اور جیب تراشی پر اگر اس نے قمیض کی

اوپری جیب کاٹی ہے تو ہاتھ نہیں کاٹا جائے گا اور اگر قمیض کے نیچے کی یعنی اندر کی جیب کاٹی ہے تو ہاتھ کاٹا جائے گا اور اگر مزدور کی چوری کی تو اس کے ہاتھ نہیں کاٹے جائیں اور نہ مہمان کی چوری پر اس کے ہاتھ کاٹے جائیں گے اس لئے کہ یہ دونوں موتمن ہیں ان کے سپرد امانت ہے اور یہ بھی روایت کی گئی ہے کہ اگر مہمان نے خود کسی اور کو مہمان بلالیا ہے اور اس نے چوری کی تو اس کا ہاتھ کاٹا جائے گا۔

اور اگر کسی مشلول شخص نے چوری کی ہے تو اسکا دایاں ہاتھ کاٹا جائے گا ہر حال میں جیسے بھی ہو اس کا وہ ہاتھ شل ہو یا صحیح ہو۔ اور اگر دوبارہ چوری کرے تو اس کا بایاں پاؤں کاٹا جائیگا اور اگر تیسری مرتبہ چوری کرے گا تو اس کو قید میں ڈال دیا جائے گا اور اس کا خرچ مسلمانوں کے بیت المال سے دیا جائے گا اور لوگوں سے کنارہ کش کردیا جائے گا۔ اس حدیث کی روایت حسن بن محبوب نے علاء سے انہوں نے محمد بن مسلم سے انہوں نے زرارہ سے انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے کی ہے نیز اس کی روایت حسن بن محبوب نے عبداللہ بن سنان سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے بھی کی ہے۔

اور اگر غلام اپنے مالک کا مال چوری کرے تو اس کا ہاتھ نہیں کاٹا جائے گا اس لئے کہ مالک کے مال نے مالک کے مال کی چوری کی ہے۔ (یعنی غلام اور کنیز بھی مالک کے مال ہیں)۔

(۵۱۱۸) اور گورکن اگر کفن چوری میں مشہور ہے تو اس کا ہاتھ کاٹا جائیگا۔

(۵۱۱۹) اور روایت کی گئی ہے کہ حضرت علی علیہ السلام نے ایک گورکن کا ہاتھ کاٹا تو آپؑ سے عرض کیا گیا کیا آپ علیہ السلام مردہ کی چوری پر بھی ہاتھ کاٹتے ہیں؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا جس طرح ہم اپنے زندوں کا مال چوری کرنے پر ہاتھ کاٹتے ہیں اسی طرح اپنے مردوں کا مال چوری کرنے پر بھی ہاتھ کاٹیں گے۔

(۵۱۲۰) روایت کی گئی ہے کہ ایک مرتبہ حضرت امیرالمومنین کی خدمت میں ایک گورکن کفن چور لایا گیا تو آپ علیہ السلام نے اس کے بال پکڑ کر زمین پر گرا دیا اور فرمایا اے اللہ کے بندو تم لوگ اسے اپنے پاؤں تلے روندو۔ لوگوں نے اسے پاؤں تلے ایسا روندا کہ وہ مر گیا۔

اور کسی کا بھاگا ہوا غلام اگر چوری کرے تو اس کا ہاتھ نہیں کاٹا جائے گا اور اسی طرح مرتد اگر چوری کرے بلکہ غلام سے کہا جائے گا کہ وہ اپنے مالک کے پاس واپس جائے اور مرتد سے کہا جائے گا کہ وہ اسلام میں داخل ہوجائے پس ان دونوں میں سے کوئی ایک بھی اس سے انکار کرے گا تو پہلے چوری میں اس کے ہاتھ کاٹے جائیں گے پھر قتل کردیا جائے گا۔

(۵۱۲۱) اور حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اللہ تعالیٰ کے مندرجہ قول کے متعلق دریافت کیا گیا۔ انما جزاؤا الذین یحاربون اللّٰہ ورسولہ ویسعون فی الارض فساداً ان یقتلوا

او یصلّبوآ او تقطّع ایدیھم و ارجلھم من خلاف او ینفوا من الارض (سورہ مائدہ آیت ۳۳)
[جو لوگ خدا اور اس کے رسول سے لڑتے بھڑتے ہیں اور احکام کو نہیں مانتے اور فساد پھیلانے کی غرض سے ملکوں (ملکوں) دوڑتے پھرتے ہیں ان کی سزا بس یہی ہے کہ (چن چن کر) یا تو کاٹ ڈالے جائیں یا انہیں سولی دیدی جائے یا ہیر پھیر کے ان کے ایک طرف کے ہاتھ اور دوسری طرف کے پاؤں کاٹ دیئے جائیں یا انہیں اپنے وطن کی سرزمین سے شہر بدر کردیا جائے]۔

آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ جب قتل کریں جنگ نہ کریں اور مال نہ لیں تو قتل کئے جائیں گے۔ اور جب جنگ کریں اور قتل کریں تو قتل کئے جائیں اور سولی دی جائے گی۔ اور جب جنگ کریں اور مال لے جائیں اور قتل نہ کریں تو ان کے ہاتھ اور پاؤں کاٹے جائیں گے۔ اور جب وہ صرف جنگ کریں نہ قتل کریں اور نہ مال لیں تو انہیں شہر بدر کردیا جائے گا۔

اور مناسب ہے کہ ان کی شہر بدری سولی اور قتل کے مانند ہو اور دونوں پاؤں میں پتھر باندھ کر سمندر میں ڈال دیا جائے۔

(۵۱۲۲) اور حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ جس شخص کو سولی دی جائے اس کو تین دن بعد سولی کے تختہ سے اتارا جائے اسے غسل دیا جائے اور دفن کردیا جائے۔ اور یہ جائز نہیں کہ تختہ دار پر تین دن سے زیادہ لٹکایا جائے۔

(۵۱۲۳) اور سکونی کی روایت میں ہے جو انہوں نے حضرت جعفر بن محمد علیہما السلام اور انہوں نے اپنے پدر بزرگوار علیہ السلام سے کی ہے کہ حضرت علی علیہ السلام نے ایک شخص کو تین دن تک تختہ دار پر لٹکا رہنے دیا پھر چوتھے دن تختہ دار سے اتارا اس پر نماز جنازہ پڑھی اور اسے دفن کردیا۔

(۵۱۲۴) اور علی بن رئاب نے ضریس سے انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ جو شخص رات کو اسلحہ اٹھائے ہوئے نکلے وہ محارب (چوکیدار) ہے مگر یہ کہ وہ مشکوک لوگوں میں سے نہ ہو۔

(۵۱۲۵) صفوان بن یحییٰ نے طلحہ نہدی سے انہوں نے سورہ بن کلیب سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کیا کہ ایک آدمی اپنے گھر سے مسجد جانے کے ارادے یا کسی اور کام سے نکلتا ہے کہ ناگاہ ایک شخص سامنے آتا ہے اسے مارتا ہے اور اس کے کپڑے چھین لیتا ہے آپ علیہ السلام نے فرمایا تم لوگوں کی طرف سے اس کے متعلق کیا کہتے ہیں؟ میں نے عرض کیا اس کو لوگ علانیہ چھین جھپٹ کہتے ہیں۔ محارب تو مشرکین کے قریوں میں ہوتا ہے آپ علیہ السلام نے فرمایا دونوں میں کس کی حرمت زیادہ ہے دارالسلام کی یا دارشرک کی؟ میں نے کہا دارالسلام کی۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا وہ لوگ اس آیت کے اہل ہیں انما جزاؤا

الذین یحاربون اللّٰہ و رسولہ (سورہ مائدہ آیت ۳۳) یہی سزا ہے ان کی جو لڑائی کرتے ہیں اللہ سے اور اس کے رسول سے۔ (آیت اور اس کا ترجمہ حدیث ۵۱۲۱ میں گزر چکا ہے)۔

(۵۱۲۶) طریف بن سنان ثوری سے روایت کی گئی ہے اس کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک شخص نے ایک آزاد عورت کو چرایا اور اس کو کسی کے ہاتھ فروخت کر دیا آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ اس میں چار حدود (شرعی سزائیں) ہیں۔ پہلی یہ کہ اس نے چوری کی اس کا ہاتھ کاٹا جائے گا دوسرے یہ کہ اس نے اس سے مجامعت کی اس پر زنا کی حد جاری ہو گی۔ اور جس نے اس کو خریدا ہے اگر اس نے باوجود علم اس سے مجامعت کی تو اگر وہ عورت والا ہے تو رجم کیا جائے گا اور اگر عورت والا نہیں ہے تو اس پر حد میں کوڑے لگیں گے اور اگر اس کو علم نہ تھا تو اس پر کچھ نہیں اور اگر اس عورت سے جبریہ کیا تو اس پر کچھ نہیں اور اگر وہ اس کے لئے راضی ہو گئی تھی تو اس پر بھی حد میں کوڑے لگیں گے۔

(۵۱۲۷) محمد بن عبداللہ بن ہلال نے اپنے باپ سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے آنجناب علیہ السلام سے عرض کیا مجھے بتائیں کہ چور کا دایاں ہاتھ اور بایاں پاؤں کیوں کاٹا جاتا ہے دایاں ہاتھ اور دایاں پاؤں کیوں نہیں کاٹا جاتا؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا کتنا اچھا سوال کیا۔ اگر دایاں ہاتھ اور دایاں پاؤں کاٹ دیا جائے تو بائیں جانب گر پڑے گا کھڑا نہ ہو سکے گا۔ اور جب دایاں ہاتھ اور بایاں پاؤں کاٹا جائے گا تو سیدھا اور معتدل کھڑا ہو گا۔ راوی کا بیان ہے کہ میں نے عرض کیا وہ کیسے کھڑا ہو سکا پاؤں تو کٹا ہوا ہو گا؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا پاؤں اس طرح نہیں کٹے گا جس طرح تم سمجھتے ہو اس کا پاؤں کعب سے کٹے گا قدم (ایڑی وغیرہ) چھوڑ دیا جائے گا جس سے وہ کھڑا ہو اور نماز پڑھے اللہ کی عبادت کرے میں نے عرض کیا اور ہاتھ کہاں سے کٹے گا؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا چاروں انگلیاں کاٹی جائیں گی انگوٹھا چھوڑ دیا جائے گا تاکہ وہ نماز میں اس سے سہارا لے اور نماز کے لئے اپنا چہرہ دھولے۔

(۵۱۲۸) اسحاق بن عمّار نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے ایک ایسے شخص کے متعلق جس نے کسی باغ سے کھجور کا گچھا چرایا جس کی قیمت دو درہم ہے؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا اس کی سزا میں اس کا ہاتھ کاٹا جائے گا۔

(۵۱۲۹) علی بن رئاب نے ضریس کناسی سے اور انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے اگر غلام اپنی پہلی چوری کا اقرار امام کے سامنے کرے تو اس کا ہاتھ کٹے گا۔ اور کنیز بھی اگر اپنی چوری کا اقرار امام کے سامنے کرلے گی تو اس کا ہاتھ بھی کٹے گا۔

مصنف علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ غلام جس کے متعلق معلوم ہو کہ اس سے اس کا ارادہ اپنے مالک کو ضرر پہنچانا ہے تو اگر وہ چوری کا اقرار بھی کرے تو اس کا ہاتھ نہیں کاٹا جائے گا ہاں اگر اس کی چوری کے دو گواہ ہوں تو ہاتھ کاٹ

دیا جائے گا۔

(۵۱۳۰) اس کی روایت کی ہے حسن بن محبوب نے ابی ایوب سے انہوں نے فضیل بن یسار سے ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا وہ ارشاد فرما رہے تھے کہ جب کوئی مملوک (غلام) اپنی چوری کا خود اقرار کر لے تو اس کا ہاتھ نہیں کاٹا جائے گا ہاں اگر دو گواہ اس کی چوری کی گواہی دیں تو اس کا ہاتھ کاٹا جائے گا۔

باب: گونگے، بہرے اور اندھے پر حدود جاری کرنا

(۵۱۳۱) یونس نے اسحاق بن عمّار سے روایت کی ہے کہ انہوں نے کہا کہ ان دونوں ائمہ علیہما السلام میں سے کسی ایک سے گونگے، بہرے اور اندھے پر حد جاری کرنے کے متعلق دریافت کیا گیا تو آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ انہوں نے جو کچھ کیا وہ سمجھ کر کیا تو ان پر حد جاری کی جائے گی۔

باب: سود خور کے لئے حد (سزا) ثبوت و گواہی کے بعد

(۵۱۳۲) اسحاق بن عمّار و سماعہ نے ابو بصیر سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے آنجناب علیہ السلام سے دریافت کیا کہ سود خوار کی ثبوت و گواہی کے بعد کیا حد (سزا) ہے آپ علیہ السلام نے فرمایا اس کی تادیب (ڈانٹ ڈپٹ) کی جائے گی اور دوبارہ سود کھایا تو پھر تادیب کی جائے گی اور اس کے بعد پھر سود کھایا تو قتل کر دیا جائے گا۔

باب: مردار خون اور سور کا گوشت کھانے والے کی حد (سزا)

(۵۱۳۳) اسحاق بن عمّار نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ مردار خون اور سور کا گوشت کھانے والے کی تادیب کی جائے گی اور اس نے پھر کھایا تو پھر تادیب کی جائے گی میں نے عرض کیا اور اگر اس نے تیسری بار پھر کھایا؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا تادیب کی جائے گی اور اس کو قتل نہیں کیا جائے گا۔

باب: جس شخص پر کئی حدود (سزائیں) جمع ہو جائیں اس کے متعلق کیا واجب ہے

(۵۱۳۴) علی بن رئاب نے زرارہ سے انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ جس شخص پر کئی حدود جمع ہو جائیں جس میں قتل بھی ہو تو اس پر ان حدود سے شروع کیا جائے گا جو قتل سے کم ہیں اس کے بعد اس کو قتل کیا جائے گا۔

باب: حدود کے متعلق نادر احادیث

(۵۱۳۵) سلیمان بن داؤد منقری نے حفص بن غیاث سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ حد کون جاری کرے بادشاہ یا قاضی؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا حد جاری کرنا امام کا کام ہے یا اس شخص کا جس کو امام مقرر کرے۔
(۵۱۳۶) روایت کی گئی ہے کہ ایک شخص ایک آدمی کو حضرت امیرالمومنین علیہ السلام کی خدمت میں لے کر آیا اور عرض کیا امیرالمومنین اس آدمی کا گمان ہے کہ اس کو میری ماں کے ساتھ خواب میں احتلام ہوا ہے۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا خواب سایہ کے مانند ہے اگر تم چاہو تو میں اس کے سایہ کو کوڑے لگا دوں۔ پھر آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ مگر میں اس کو سزا دوں گا تاکہ وہ آئندہ مسلمانوں کو اذیت نہ پہنچائے۔
(۵۱۳۷) اور روایت کی گئی ہے کہ ایک مرتبہ امیرالمومنین علیہ السلام کے قریب دو لڑکے آئے ان دونوں کے ہاتھ میں دو تختیاں تھیں ان دونوں نے عرض کیا یا امیرالمومنین آپ علیہ السلام منتخب کریں کہ ہم دونوں میں سے کس کا خط بہتر ہے۔ آپؑ نے فرمایا اس معاملہ میں ناانصافی ایسی ہی ہے جیسے احکام میں ناانصافی کی جائے۔ تم دونوں اپنے استادوں کو میرا پیغام پہنچا دو کہ اگر انہوں نے تم دونوں کو تین مرتبہ سے زیادہ مارا تو قیامت کے دن اس کا قصاص ہوگا۔
(۵۱۳۸) صفوان بن یحییٰ نے یونس سے انہوں نے حضرت ابوالحسن ماضی علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ علیہ السلام نے فرمایا سارے گناہان کبیرہ کرنے والے جب ان پر دو مرتبہ حد جاری ہو جائے تو تیسری مرتبہ اگر وہ لوگ وہی گناہ کبیرہ کریں تو انہیں قتل کر دیا جائے گا۔
(۵۱۳۹) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا جس شخص پر ہم نے اللہ کی حدوں میں سے کوئی حد جاری کی اور وہ مر گیا تو اس کی دیت (خونبہا) ہم پر نہیں ہوگی اور جس پر ہم نے حقوق الناس کے متعلق حدوں میں سے کوئی حد جاری کی اور وہ مر گیا تو اس کی دیت ہم پر ہوگی۔

(۵۱۴۰) حسن بن محبوب نے عبداللہ بن سنان سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ علیہ السلام نے بیان فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں ایک شخص آیا اور عرض کیا کہ میری ماں اپنی طرف کسی بڑھنے والے ہاتھ کو نہیں روکتی (ہر ایک سے زنا کراتی رہتی ہے) آپ علیہ السلام نے فرمایا پھر اس کو گھر میں پابند کردو۔ اس نے کہا میں نے یہ بھی کیا آپ علیہ السلام نے فرمایا پھر اس کے پاس جو بھی آئے اس کو روک دو۔ اس نے عرض کیا میں نے یہ بھی کرلیا۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا پھر اس کو قید کردو اس لئے کہ اللہ تعالیٰ کے محرمات سے بچانے سے بہتر اور کوئی حسن سلوک نہیں ہے جو اس کے ساتھ تم کرو۔

(۵۱۴۱) حسن بن محبوب نے علی بن رئاب سے انہوں نے ضریس سے انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ علیہ السلام نے فرمایا حق اللہ کے متعلق جو حدود ہیں اس کو امام کے سوا کوئی دوسرا معاف نہیں کرسکتا لیکن حقوق الناس کے متعلق جو حدود ہیں اس کو امام کے سوا اگر کوئی معاف کرتا ہے تو کوئی مضائقہ نہیں۔

(۵۱۴۲) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا گیا کہ ایک شخص نے عورت سے کہا کہ اے زانیہ تو عورت نے پلٹ کر کہا کہ تو تو مجھ سے بھی بڑا زانی ہے۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا اس عورت پر حد جاری ہوگی اس لئے کہ اس نے مرد پر زنا کا الزام لگایا لیکن اسی عورت کا خود اپنے متعلق زنا کا اقرار تو اس پر حد جاری نہ ہوگی جب تک وہ امام کے سامنے چار مرتبہ اس کا اقرار نہ کرے۔

(۵۱۴۳) اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ کوئی والی و حاکم جو اللہ تعالیٰ اور یوم آخر پر ایمان رکھتا ہے اس کے لئے یہ جائز نہیں کہ کسی کو دس (۱۰) کوڑے سے زیادہ مارے سوائے حد (شرعی) کے۔

اور تادیب کے لئے مملوک کو تین سے پانچ کوڑے لگانے کی اجازت دی گئی ہے۔ اور جو شخص اپنے مملوک پر وہ حد جاری کرے جو اس پر واجب نہیں ہے تو اس کا کفارہ سوائے اس کو آزاد کرنے کے اور کچھ نہیں ہے۔

(۵۱۴۴) اور زیاد بن مروان قندی کی روایت میں اس سے ہے جس نے اسکا تذکرہ اس سے کیا اور اس نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی کہ آپؑ نے فرمایا قحط کے سال میں کھانے کی چیزوں کی چوری پر مثلاً روٹی اور گوشت اور ککڑی کی چوری پر کسی چور کے ہاتھ نہیں کاٹے جائیں گے۔

(۵۱۴۵) آدم بن اسحاق نے عبداللہ بن محمد جعفی سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں حاضر تھا کہ ہشام بن عبدالملک کا ایک خط آپ علیہ السلام کے پاس آیا ایک ایسے شخص کے متعلق دریافت کرنے کے لئے کہ جس نے ایک عورت کی قبر کھودی اس کا کفن اتار لیا اور اس سے مجامعت کی۔ یہاں لوگ اس کے متعلق اختلاف رکھتے ہیں ایک گروہ کہتا ہے کہ اسکو قتل کردو ایک گروہ کہتا ہے کہ اسے آگ میں جلادو۔ تو آپؑ نے اس کے جواب میں تحریر فرمایا کہ مردہ کی حرمت بھی زندہ کی حرمت کے مانند ہے چونکہ اس نے اس

عورت کی قبر کھودی ہے اور اس کا کفن اتارا ہے اس لئے اس پر حد جاری کی جائے گی یعنی ہاتھ کاٹا جائے گا اور اس پر زنا کی حد بھی جاری ہوگی اگر وہ عورت رکھتا ہے تو اس کو رجم کیا جائے گا اور اگر عورت نہیں رکھتا تو اس کو سو (۱۰۰) کوڑے مارے جائیں گے۔

(۵۱۴۶) حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تم لوگ شبہ کی وجہ سے حدود کو ہٹا دو اور حد میں کوئی سفارش کوئی کفالت اور کوئی قسم نہیں ہے۔

(۵۱۴۷) اور سکونی کی روایت میں حضرت جعفر ابن محمد علیہما السلام سے اور انہوں نے اپنے پدر بزرگوار علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ ایک مرتبہ حضرت علی علیہ السلام کے پاس ایک شرابی لایا گیا تو آپ علیہ السلام نے اسے قرآن پڑھنے کا حکم دیا اس نے پڑھ دیا تو آپ علیہ السلام نے اس کی چادر لی اور دوسرے لوگوں کی چادروں میں رکھ دیا اور اس سے کہا تو اس میں سے اپنی چادر چن کر نکال وہ نہیں نکال سکا تو آپ علیہ السلام نے اس پر حد جاری کی۔

(۵۱۴۸) اور ابو ایوب نے حلبی سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ علیہ السلام نے بیان فرمایا کہ کتاب علی علیہ السلام میں ہے کہ آپ علیہ السلام تازیانہ لگاتے تھے تو نصف تازیانہ بھی اور اس کا جزو بھی یعنی حدود کے اندر جب کوئی نابالغ لڑکا یا نابالغ لڑکی آتی تھی۔ اور آپ علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے حدود میں سے کسی حد کو معطل نہیں کرتے تھے۔ تو آپ علیہ السلام سے پوچھا گیا کہ وہ آدھا تازیانہ یا اس کا جز کیسے لگاتے تھے؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا وہ تازیانہ کو درمیان سے پکڑتے اور مارتے یا ایک تہائی سے پکڑتے اور مارتے ان کی عمر اور سن کے مطابق اور اللہ تعالیٰ کے حدود میں سے کسی حد کو باطل نہیں کرتے تھے۔

(۵۱۴۹) اور امیرالمومنین علیہ السلام نے ایک مرتبہ لوگوں کو خطبہ دیا اور فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے حدود کی بھی حد مقرر کردی ہے اس سے آگے نہ بڑھو اور فرائض بھی فرض کئے ہیں اس میں کمی نہ کرو۔ اور بہت سی چیزوں کے متعلق خاموشی اختیار کی ہے اس لئے نہیں کہ وہ بھول گیا تو تم لوگ اس میں تکلیف نہ کرو یہ تم لوگوں پر اللہ کی مہربانی ہے اسے قبول کرو۔ پھر حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا کہ حلال بھی بیان ہو چکا اور حرام بھی بیان ہو چکا اب ان دونوں کے درمیان شبہات رہ گئے۔ تو اب جس کو گناہ کا شبہ ہو اس کو ترک کرتا ہے جب اس پر واضح ہوجائے گا تو اور زیادہ ترک کرے گا اور گناہوں کی اللہ تعالیٰ نے حد بندی کردی ہے مگر جو اس کے پاس جائے گا تو ممکن ہے کہ اس میں داخل ہوجائے۔

کتاب الدیات (خونبہا)

باب: انسانی اعضاء اور اس کے جوڑوں کا خونبہا اور نطفے اور علقہ اور مضغہ کا خونبہا اور ہڈی اور جان کا خونبہا

(۵۱۵۰) حسن بن علی بن فضال نے ظریف بن ناصح سے انہوں نے عبداللہ بن ایوب سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ مجھ سے حدیث بیان کی حسین رواسی نے روایت کرتے ہوئے ابن ابی عمیر طبیب سے ان کا بیان ہے کہ میں نے یہ روایت حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کے سامنے پیش کی تو آپ علیہ السلام نے فرمایا ہاں یہ حدیث صحیح ہے حضرت امیرالمومنین علیہ السلام اپنے عمال کو یہی ہدایت فرماتے تھے ان کا بیان ہے کہ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا کہ ہر وہ ہڈی کہ جس میں گودا ہو اس کے لئے ایک فریضہ دیت مقرر ہے جب وہ ٹوٹنے کے بعد جڑ جائے بغیر کسی ناہمواری اور بغیر کسی عیب کے تو آپ علیہ السلام نے اس کا فریضہ دیت چھ (۶) اجزا پر قرار دیا ہے۔ نیز زخموں اور عورت کے پیٹ کے بچے اور پلکوں کی جڑ یا ہاتھ کا لنجا ہو جانا اور تمام اعضاء اور انگوٹھا ان سب میں سے ہر ایک جز کے لئے چھ فریضہ دیت ہیں جنین (عورت کے پیٹ کے بچے) کیلئے ایک سو (۱۰۰) دینار قرار دیا ہے انسان کی منی جنین بننے تک اس کے پانچ اجزاء ہیں اور جب جنین بن جائے تو اس میں روح داخل ہونے سے پہلے اس کی دیت ایک سو دینار ہے۔

اور نطفہ کی دیت بیس (۲۰) دینار قرار دی اور وہ اس طرح کہ جب مرد اپنی عورت سے مباشرت کرے اور اپنے نطفہ کو الگ گرا دے مگر عورت یہ نہ چاہتی ہو تو امیرالمومنین علیہ السلام نے اس کی دیت بیس (۲۰) دینار قرار دیا یعنی جنین کی دیت کا پانچواں حصہ اور علقہ کی دیت دو (۲) خمس یعنی چالیس دینار اور یہ حکم عورت کے لئے ہے کہ جب وہ ماری پیٹی جائے اور علقہ گرا دے پھر مضغہ کی دیت ساٹھ (۶۰) دینار ہے اگر وہ اس طرح مار پیٹ پر مضغہ گرا دے۔

پھر عظم (ہڈی پیدا) ہونے پر اسی (۸۰) دینار قرار دیا اگر عورت (مار پیٹ پر) گرا دے پھر جنین کے لئے سو (۱۰۰) دینار ہے اگر دشمن لوگوں پر حملہ آور ہو اور اس طرح عورتوں کے پیٹ سے بچے گر جائیں۔

اور عورتوں پر بھی دیت کے لئے یہی واجب ہے جو وہ خود اپنا بچہ ساقط کردیں یا دوسری عورت مار پیٹ کر گرا دے پھر جب بچہ پیدا ہو جائے اور رونے لگے اور کوئی دشمن ان لوگوں پر شب خون مار کر بچوں کو قتل کردے تو ان بچوں کی دیت مقتول لڑکوں کی ایک ہزار (۱۰۰۰) دینار اور مقتولہ لڑکیوں کی اسی حساب سے پانچ سو (۵۰۰) دینار ہے۔

لیکن اگر کوئی عورت قتل کر دی جائے اور وہ پورے دن کی حاملہ ہو اور اس کا بچہ ساقط نہ ہو اور یہ نہ معلوم ہو

کہ اس کے شکم میں بچہ لڑکا ہے یا لڑکی ہے اور یہ بھی نہ معلوم ہو کہ اس عورت کے مرنے کے بعد یہ بچہ مرا ہے یا اس سے پہلے تو اس کی دیت کے دو حصے ہونگے نصف لڑکے کی دیت اور نصف لڑکی کی دیت ۔ اور اس عورت کی دیت پوری اور کامل ہو گی ۔

اور آپ علیہ السلام نے مرد کی منی کے متعلق حکم فرمایا کہ جب وہ عورت کے ساتھ مباشرت کرے اور اپنی منی باہر گرا دے اور عورت یہ نہ چاہتی ہو تو جنین کے سو (۱۰۰) دینار دیت کے پانچویں کے نصف یعنی دس (۱۰) دینار دیت ہوگی اور اگر اس نے مباشرت میں اندر منی گرائی اور کسی وجہ سے ساقط ہو گئی تو اس کی دیت بیس (۲۰) دینار ہوگی اور جنین اور علقہ کے زخمی ہونے کی دیت وہی قرار دی گئی ہے جو آدمی کی دیت یعنی سو (۱۰۰) دینار ہے ۔ اور جنین کے زخمی ہونے کی دیت سو (۱۰۰) دینار کے حساب سے جو مرد اور عورت کے زخمی ہونے کی دیت ہوتی ہے یعنی پورے سو (۱۰۰) دینار ۔

اور آپ علیہ السلام نے جسد و بدن کی دیت کے متعلق حکم دیا اور اس کے چھ (۶) اجزاء قرار دیئے ۔ نفس ، بصر ، سمع ، کلام ، آواز میں نقص جیسے آواز کا بیٹھ جانا یا ناک میں بولنے لگنا ۔ اور ہاتھ اور پاؤں کا شل ہو جانا اس حکم پر قیاس کر کے اور ان میں سے ہر ایک کے ساتھ قسم کا بھی حکم دے دیا دیت جس حد تک پہنچے اس کے مطابق ۔ نفس کی دیت اگر عمداً ہے تو پچاس آدمیوں کی قسم ۔ اگر خطا ہے تو پچیس (۲۵) آدمیوں کی قسم ۔ اور جن زخموں کی دیت ایک ہزار (۱۰۰۰) دینار پہنچتی ہے اس میں چھ آدمیوں کی قسم اور اگر اس سے کم دیت پہنچتی ہے تو اسی حساب سے چھ آدمیوں کی قسم میں بھی کمی ۔ اور نفس و سماعت وبصارت اور عقل اور آواز کسی طرح کی خواہ بیٹھ جائے یا ناک میں بولنے لگے اور ہاتھوں اور پاؤں کا نقص یہی آدمی کے چھ اعضاء ہیں جن کی دیت میں قسم ہے ۔ نفس کی دیت ایک ہزار (۱۰۰۰) دینار اور ناک کی ایک ہزار (۱۰۰۰) دینار ۔ اور آواز کے نقص پر خواہ بیٹھ جائے یا ناک میں بولنے لگے ایک ہزار (۱۰۰۰) اور دونوں ہاتھوں کے مثل لنج ہونے کی ایک ہزار (۱۰۰۰) دینار ۔ پوری سماعت کے چلے جانے پر ایک ہزار (۱۰۰۰) دینار ۔ پوری بصارت کے چلے جانے پر ایک ہزار (۱۰۰۰) دینار ۔ دونوں پاؤں کے مجبور ہو جانے پر ایک ہزار (۱۰۰۰) دینار اور دونوں ہونٹ اگر جڑ سے کٹ جائیں ایک ہزار (۱۰۰۰) دینار اور پشت اگر اوپر نکل آئے کبڑی ہو جائے تو ایک ہزار (۱۰۰۰) دینار اور آلہ تناسل کی دیت ایک ہزار (۱۰۰۰) دینار اور زبان اگر جڑ سے کاٹ دی جائے تو ایک ہزار (۱۰۰۰) دینار اور دونوں فوطوں کے لئے ایک ہزار (۱۰۰۰) دینار ۔

اور تمام اعضاء کی جراحت کے لئے دیت قرار دی سر اور چہرہ سے لے کر سارے جسم سماعت وبصارت و آواز و عقل ، دونوں ہاتھ دونوں پاؤں کٹ جانے ، ٹوٹ جانے ، پھٹ جانے زخم اور دمبل پھٹ جانے ، خون نکل آنے ہڈی سرک جانے یا اس میں سوراخ ہو جانے ان سب میں سے جو بھی ہو جائے اس پر دیت ہے ۔

پس جو ہڈی ٹوٹ جائے پھر بغیر کسی کجی اور بغیر کسی عیب کے جڑ جائے اور کوئی ہڈی اپنی جگہ سے نہ ہٹے تو اس

کی دیت (سابق میں) معلوم ہو چکی اور اگر ہڈی ظاہر ہو مگر اپنی جگہ سے نہ ہٹے تو اس کے ٹوٹنے کی دیت اور ہڈی ظاہر ہونے کی دیت ۔ اور ہر ہڈی جو ٹوٹ جائے اس کی دیت سابق میں معلوم ہوئی ۔ اور ہڈی اپنی جگہ ہو تو اس کی دیت ہڈی ٹوٹنے کی دیت کے نصف ہے ۔ اور ہڈی ظاہر ہو جانے کی دیت ہڈی ٹوٹنے کی دیت کے ایک چوتھائی ہے جو ان مقامات کی ہو جس کو لباس چھپائے ہوئے ہو کلائی اور انگلیوں کی نہ ہو ۔ اور وہ زخم جو اچھا نہ ہوتا ہو اس کی دیت وہاں کی ہڈی کی دیت کی ایک تہائی ہے ۔ اور اگر کسی کی کسی ایک آنکھ کو گزند پہنچا ہو تو اس کا اندازہ اس طرح کیا جائے گا کہ اس کی گزند رسیدہ آنکھ پر ایک انڈا باندھ دیا جائے گا اور صحیح آنکھ کی منتہائے نظر کو دیکھا جائے گا ۔ پھر صحیح آنکھ کو چھپا دیا جائے گا اور گزند رسیدہ آنکھ کی منتہائے نظر کو دیکھا جائے گا اور اس کی دیت اس کے حساب سے دی جائے گی اور قسم بھی اس کے ساتھ چھ اجزاء پر مشتمل ہوگی ۔ اگر اس کی نظر کا چھٹا حصہ متاثر ہوا ہے تو وہ ایک اکیلا قسم کھائے گا تب اس کو اتنے کی دیت دی جائے گی ۔ اور اگر ایک تہائی بصارت متاثر ہوئی ہے تو وہ خود قسم کھائے گا اور اس کے ساتھ ایک اور آدمی قسم کھائے گا اور نصف بصارت متاثر ہوئی ہے تو وہ بھی قسم کھائے گا اور اس کے ساتھ دو اور آدمی قسم کھائیں گے ۔ اور اگر دو تہائی بصارت متاثر ہوئی ہے تو وہ بھی قسم کھائے گا اور اس کے ساتھ تین آدمی قسم کھائیں گے اور اگر پانچ حصہ میں سے چار حصہ بصارت متاثر ہوئی ہے تو وہ اور اس کے ساتھ چار آدمی قسم کھا کر کہیں گے اور اس کی پوری بصارت ہی متاثر ہوئی تو وہ اور اس کے ساتھ پانچ آدمی قسم کھائیں گے اور یہ ہے قسم آنکھ کے متعلق ۔

نیز امام علیہ السلام نے فرمایا کہ اگر کوئی ایسا نہ ہو جو اس کے ساتھ قسم کھائے اور اس کے کہنے پر کہ کتنی بصارت گئی ہے بھروسہ نہ ہو تو اس سے کئی بار قسم لی جائے گی اگر اس کا چھٹا حصہ بصارت کا دعویٰ ہے تو وہ ایک مرتبہ قسم کھا کر کہے اور ایک حصہ بصارت جانے کا دعویٰ ہے تو دو مرتبہ قسم کھا کر کہے اور نصف جانے کا دعویٰ ہے تو تین مرتبہ قسم کھا کر کہے اور اگر دو (۲) تہائی بصارت جانے کا دعویٰ ہے تو چار مرتبہ قسم کھا کر کہے اور چھ حصوں میں سے پانچ حصہ بصارت جانے کا دعویٰ ہے تو پانچ مرتبہ قسم کھا کر کہے اور پوری بصارت جانے کا دعویٰ ہے تو چھ مرتبہ قسم کھا کر کہے تو اس کو دیت دیدی جائے گی اور اگر وہ قسم کھانے سے انکار کرے تو اس کو دیت کا اتنا ہی حصہ دیا جائے گا جس حصہ تک وہ قسم کھا کر کہتا اور اس کی سچائی پر بھروسہ کیا جائے گا اور والی و حاکم سوال کر کے قسم میں ثبوت دیت و قصاص و خونبہا میں اس کی مدد کرے گا ۔

اور اگر اس کی سماعت کو کچھ گزند پہنچا ہے تو اسی طرح اس کے لئے بھی کسی چیز کو کھٹ کھٹایا جائے گا تاکہ اس کی سماعت کی منتہیٰ معلوم ہو جائے اور اس سے اندازہ کر لیا جائے گا اور اس کے لئے قسم بھی اسی طرح ہوگی کہ اس کی سماعت کتنی کم ہو گئی ہے اور اگر اس کا ڈر ہو کہ وہ جھوٹ کہے گا تو اس کو چھوڑ دیا جائے گا یہاں تک کہ وہ غافل ہو جائے پھر اسے آواز دی جائے گی اگر وہ سن لیتا ہے تو حاکم کے سامنے اس کا مقدمہ دوبارہ پیش ہوگا اور حاکم اپنی رائے پر

عمل کرے گا اور جو کچھ اس نے کیا اس میں سے کچھ کم کردیگا۔

اور اگر ران یا بازو میں کوئی نقص آگیا ہے تو اس کے صحیح ران یا صحیح بازو کو دھاگے سے ناپا جائے گا۔ اور اس کے نقص شدہ ران یا بازو کی پیمائش کی جائے گی اور اس سے معلوم کرلیا جائے گا کہ کتنا نقص آیا ہے اس کے ہاتھ یا اس کی ران میں اور اگر پنڈلی یا کلائی میں کوئی گزند ہے تو ران اور بازو سے اندازہ کرلیا جائے گا اور حاکم اس کی ران اور بازو کو دیکھے گا۔

اور آنجناب علیہ السلام نے ایک شخص کی کنپٹی (آنکھ اور کان کے درمیان) کے متعلق فرمایا کہ جب وہاں گزند پہنچے اور وہ بغیر مڑے ہوئے ملتفت نہ ہوسکے تو آپ علیہ السلام نے نصف دیت یعنی پانچسو (۵۰۰) دینار کا فیصلہ فرمایا اور اگر اس میں کمی ہے تو اسی حساب سے دیت میں بھی کمی ہوگی۔

اور آنکھ کی اوپر کی پلک پر اگر گزند پہنچے تو فیصلہ فرمایا کہ اس کی آنکھ کی دیت کی ایک تہائی یعنی ایک سو سٹھ (۱۶۶) دینار اور ایک دینار کا دو تہائی ہوگا۔ اور اگر آنکھ کے نیچے کی پلک پر گزند پہنچا ہے اور کٹ گئی ہے تو اسکی دیت آنکھ کی نصف برابر یعنی دو سو پچاس (۲۵۰) دینار ہوگی اور اگر ابرو کو نقصان پہنچا ہے جس سے اس کے سارے ابرو کے بال جاتے رہیں تو اس کی دیت آنکھ کی دیت کے نصف ہوگی یعنی دو سو پچاس (۲۵۰) دینار اور جس قدر گزند پہنچا ہے اسی کے حساب سے اس میں کمی ہوگی۔

اور اگر (روثہ) ناک کا بڑا حصہ کٹ گیا ہے تو اس کی دیت پانچ سو (۵۰۰) دینار یعنی دیت کا نصف ہوگا۔

مصنف علیہ الرحمہ فرماتے ہیں روثہ سے مراد ناک کے نیچے کا نرم حصہ بانسے کو چھوڑ کر ہے۔

اور اس میں کوئی سوراخ ہو جائے اتنا کہ کسی تیر یا کسی نیزے سے بھی بند نہ ہوسکے تو اس کی دیت تین سو تینتیس (۳۳۳) دینار اور ایک دینار کا ایک تہائی ہے اور اگر سوراخ ہو مگر اچھا ہو کر درست اور مندمل ہوجائے تو اس کی دیت ناک کے نرم حصہ (روثہ) کی دیت کے پانچویں حصہ کے برابر یعنی ایک سو (۱۰۰) دینار ہوگی اب اس میں جتنا گزند رہ گیا ہے اسی کے حساب سے دیت ہوگی۔ اور اگر سوراخ نتھنے میں خیشوم تک ہے (جو دونوں نتھنوں کے درمیان حائل ہے تو اس کی دیت ناک کی روثہ کی دیت کا دسواں حصہ ہے اس لئے کہ یہ نصف ہے اور دونوں نتھنوں کے درمیان کے بانسہ کی دیت پچاس (۵۰) دینار ہے۔ اور اگر پھینکی ہوئی کوئی چیز ایک نتھنے اور بانسے کو توڑتی ہوئی دوسرے نتھنے تک پہنچ جائے تو اس کی دیت ایک سو چھیاسٹھ (۱۶۶) دینار اور ایک دینار کا دو تہائی ہے۔

اور اگر کسی کا اوپری ہونٹ جڑ سے کٹ جائے تو اس کی دیت پانچسو (۵۰۰) دینار یعنی نصف دیت ہے اور اب جس قدر اس میں سے کٹے اسی حساب سے اس کی دیت ہوگی۔ اور اگر اوپر کا ہونٹ پھٹ جائے اور دانت ظاہر ہوجائیں پھر اس کی دوا کی جائے اور اچھا ہوجائے اور برابر مندمل ہوجائے تو اس کے زخم کی دیت کا حکم ہونٹ کی دیت کا پانچواں حصہ یعنی

ایک سو (۱۰۰) دینار ہے اور اس میں سے جو کٹے گا اس کے حساب سے اس کی دیت ہوگی۔
اور اگر ٹکڑے ٹکڑے ہو جائے اور شکل قبیح (بھدی) ہوجائے تو اس کی دیت ایک سو چھیاسٹھ (۱۶۶) دینار اور ایک دینار کی دو تہائی ہوگی۔
مصنف علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ شتر ہونٹ کا نیچے سے پھٹنا ہے خواہ وہ پیدائشی ہو یا کسی چیز سے چوٹ لگی ہو اگر ایسا ہوگا تو اس کو شفہ شتراء (ہونٹ پھٹا) کہا جائے گا۔
اور نیچے کا ہونٹ جب جڑ سے کٹ جائے تو اس کی دیت کامل دیت کی دو تہائی ہوگی یعنی چھ سو چھیاسٹھ (۶۶۶) دینار اور ایک دینار کا دو تہائی اور اب جس قدر کٹے گا اسی کے حساب سے اس کی دیت ہوگی اور اگر پھٹ جائے ایسا کہ دانت ظاہر ہوجائیں پھر اچھا ہوجائے اور زخم مندمل ہوکر برابر ہوجائے تو اس کی دیت ایک سو تینتیس (۱۳۳) دینار اور ایک دینار کی ایک تہائی ہوگی اور اگر اس طرح زخمی ہو جائے کہ اچھا ہونے کے بعد بھی ظاہر بہ ظاہر بد شکل ہو جائے تو اس کی دیت تین سو تینتیس (۳۳۳) دینار اور ایک تہائی ہوگی۔
راوی کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے اس کے متعلق دریافت کیا تو آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ ہم لوگوں تک یہ حدیث پہنچی کہ امیرالمومنین علیہ السلام نیچے کے ہونٹ کو اوپر کے ہونٹ پر فضیلت دیتے تھے اس لئے کہ یہ دانتوں کے ساتھ پانی اور کھانے کو روکے رکھتا ہے اس لئے اس کی دیت بھی زیادہ رکھی ہے۔
اور رخسار میں اگر اتنا بڑا سوراخ ہو جائے کہ اندر کا منہ نظر آنے لگے تو اس کی دیت ایک سو (۱۰۰) دینار ہے اور اگر رخسار کا زخم اچھا ہوجائے مندمل اور برابر ہو جائے مگر اس کا نشان ظاہر اور بدشکل ہو تو اس کی دیت پچاس (۵۰) دینار ہے۔ اور اگر دونوں رخساروں میں سوراخ ہو تو اس کی دیت ایک سو (۱۰۰) دینار اور یہ اس دیت کا نصف ہے جس میں اندر کا منہ نظر آتا ہے۔
اور اگر کوئی چلایا ہوا تیر اور اس کا پیکاں ہڈی میں در آئے اور ٹھڈی تک پہنچ جائے تو اس کی دیت ایک سو پچاس (۱۵۰) دینار ہے جس میں سے پچاس (۵۰) دینار اس کے ہڈی ظاہر ہونے کی وجہ سے ہے اور اگر دھنس گیا ٹھڈی تک نہیں پہنچا ہے تو اس کی دیت سو (۱۰۰) دینار ہے اور چہرے میں کسی مقام پر بھی زخم لگے اور ہڈی ظاہر ہو تو اس کی دیت پچاس (۵۰) دینار ہوگی اور اگر اس کی شکل بری ہو گئی ہے تو اس بدشکل کا فدیہ زخم کی دیت کا ایک چوتھائی اور اگر زخم میں ہڈی ظاہر نہیں ہے اور اچھا ہوگیا مگر دونوں رخساروں پر اس کے نشان ہیں تو اس کی دیت دس (۱۰) دینار ہے اور اگر چہرے پر کوئی شگاف ہے تو اس کی دیت اسّی (۸۰) دینار ہے اور اگر اس میں کچھ گوشت کٹ کے گر گیا ہے مگر ہڈی ظاہر نہیں ہوئی اور ایک درہم یا اس سے کچھ زائد کے برابر ہے تو اس کی دیت تیس (۳۰) دینار ہے۔
اور زخم اگر جسم کے کسی حصے میں ہے اور ہڈی ظاہر ہے تو اس کی دیت چالیس (۴۰) دینار ہے اور سر کے کسی

حصے میں ہے تو پچاس (۵۰) دینار اور اگر وہاں کی کوئی ہڈی ہٹ گئی ہے تو اس کی دیت ایک سو پچاس (۱۵۰) دینار ہے اور اگر سر کی ہڈی میں کوئی سوراخ ہو جائے جس کو مامومہ کہتے ہیں تو اس کی دیت پوری دیت کی ایک تہائی یعنی تین سو تینتیس (۳۳۳) دینار اور ایک دینار کا ایک تہائی ہے۔

اور دانتوں میں ہر دانت کی دیت پچاس (۵۰) دینار قرار دی ہے اور سارے دانتوں کو برابر قرار دیا اور اس سے پہلے ثنیہ (سامنے کے اوپر نیچے کے دو دو دانت) کی دیت پچاس (۵۰) دینار قرار دی گئی تھی اور اس کے علاوہ دانتوں میں رباعیہ (ثنیہ کے بعد والے اوپر نیچے کے دو دو دانت) کی دیت چالیس (۴۰) دینار قرار دی اور کچلی کے دانت تیس (۳۰) دینار اور ڈاڑھ کے دانت کے پچیس (۲۵) دینار اور اگر دانت کے ارد گرد سیاہ ہو جائے مگر گرے نہیں تو اس کی دیت بھی گرے ہوئے دانت کی دیت کے برابر پچاس (۵۰) دینار ہیں اور اگر شگافتہ ہو جائے مگر گرے نہیں تو اس کی دیت پچیس (۲۵) دینار ہے اور اس میں سے جس قدر ٹوٹ جائے تو پچاس (۵۰) میں سے اس کے حساب سے دیت ہوگی اور اگر سیاہ ہونے کے بعد گر جائے تو اس کی دیت پچیس (۲۵) دینار ہے اور اگر وہ سیاہ ہو اور پھٹ جائے تو اس کی دیت بارہ (۱۲) دینار اور نصف دینار ہے۔ اب جو اس میں سے ٹوٹ جائے تو پچیس (۲۵) دینار میں سے اسی کے حساب سے اس کی دیت ہوگی۔

اور ہنسلی کی ہڈی اگر ٹوٹ جائے پھر بغیر کسی عیب و بغیر کسی کجی کے جڑ جائے تو اس کی دیت چالیس (۴۰) دینار ہے اور اگر ہڈی پھٹ جائے تو اس کی دیت اس کے ٹوٹنے کی دیت کے ۴/۵ یعنی بتیس (۳۲) دینار ہے اور اگر ہڈی ظاہر ہو جائے تو اس کی دیت پچیس (۲۵) دینار ہے اگر یہ ٹوٹ جائے تو اسکی دیت ۵/۸ یعنی پچیس (۲۵) دینار ہے۔ اور اگر کوئی ہڈی اپنے مقام سے کھسک جاتی ہے تو اس کی دیت ٹوٹنے کی دیت کا نصف یعنی بیس (۲۰) دینار اور اگر اس میں سوراخ ہو گیا ہے تو اس کی دیت ٹوٹنے کی دیت کی ایک چوتھائی یعنی دس (۱۰) دینار ہے۔

اور مونڈھا اور کندھا اگر ٹوٹ جائے تو اس کی دیت ہاتھ کی دیت کا پانچواں حصہ یعنی سو (۱۰۰) دینار ہے اور اگر کاندھے میں شگاف پڑ جائے تو اس کی دیت اس کے ٹوٹنے کی دیت کے پانچ حصوں میں سے چار حصہ یعنی اسّی (۸۰) دینار ہے اور اگر وہ ہڈی ظاہر ہو جائے تو اس کی دیت اس کے ٹوٹنے کی دیت کا ایک چوتھائی یعنی پچیس (۲۵) دینار ہے اور اگر کوئی ہڈی اپنے مقام سے ہٹ گئی ہے تو اس کی دیت ایک سو پچھتر (۱۷۵) دینار ہے جس میں سے سو (۱۰۰) دینار ٹوٹنے کے ہیں اور پچاس (۵۰) دینار ہڈی کے اپنی جگہ سے ہٹ جانے کے ہیں اور پچیس (۲۵) ہڈی ظاہر ہونے کے ہیں اور اگر سوراخ ہے تو اس کی دیت اس کے ٹوٹنے کی دیت کے ایک چوتھائی یعنی پچیس (۲۵) دینار ہے اور اگر کوٹ دیا جائے اور اس کے بعد ناہموار جڑ جائے تو اس کی دیت نفس کی دیت کی ایک تہائی ہے یعنی تین سو تینتیس (۳۳۳) دینار اور ایک تہائی دینار ہے اور اگر ہڈی کا جوڑ جدا ہو گیا ہو تو اس کی دیت تیس (۳۰) دینار ہے۔

اور بازو اگر ٹوٹنے کے بعد جڑ جائے اور ناہموار نہ جڑے اور بے عیب ہو تو اس کی دیت ہاتھ کی دیت کا پانچواں حصہ ایک سو (۱۰۰) دینار ہے اور ہڈی ظاہر ہونے کی دیت اس کے ٹوٹنے کی دیت کی ایک چوتھائی یعنی پچیس (۲۵) دینار اور ہڈی کے اپنے مقام سے ہٹ جانے کی دیت اس کے ٹوٹنے کی دیت کی نصف ہوگی یعنی پچاس (۵۰) دینار اور اس کے اندر سوراخ ہونے کی دیت اس کی ٹوٹنے کی دیت کی ایک چوتھائی یعنی پچیس (۲۵) دینار ہوگی۔

اور کہنی اگر ٹوٹ جائے اور ہموار جڑے اس میں کوئی عیب نہ ہو تو اس کی دیت ایک سو (۱۰۰) دینار ہے اور یہ ہاتھ کی دیت کا پانچواں حصہ ہے اور پھٹ جائے تو اس کی دیت اس کی ٹوٹنے کی دیت کا پانچ حصوں میں سے چار حصہ ہے یعنی اسی (۸۰) دینار اور اگر ہڈی ظاہر ہے تو اس کی دیت اس کے ٹوٹنے کی دیت کی چوتھائی پچیس (۲۵) دینار ہے۔

اور اگر اپنے مقام سے ہڈی ہٹ جائے تو اس کی دیت ایک سو پچہتر (۱۷۵) دینار ہے ٹوٹنے کی وجہ سے سو (۱۰۰) دینار ہڈی اپنے مقام سے ہٹ جانے کی وجہ سے پچاس (۵۰) دینار اور ہڈی ظاہر ہونے کی وجہ سے پچیس (۲۵) دینار اور اگر اس میں کوئی سوراخ ہے تو اس کی دیت اس کے ٹوٹنے کی دیت کی ایک چوتھائی یعنی پچیس (۲۵) دینار ہے۔ اور اگر کہنی کھل جائے اور ناہموار ہوجائے تو اس کی دیت نفس کی دیت کے ایک تہائی کے برابر تین سو تینتیس (۳۳۳) دینار اور ایک دینار کا ایک تہائی ہے اور اگر جوڑ الگ ہوگیا تھا تو اس کی دیت تیس (۳۰) دینار ہے۔ اور ہاتھ کی دوسری کہنی کے لئے بھی اسی کے برابر دیت ہے۔

اور ساعد (ہاتھ یا کلائی) اگر ٹوٹ جائے پھر بغیر کسی ناہمواری بغیر کسی عیب کے جڑ جائے تو اس کی دیت نفس کی دیت کی ایک تہائی یعنی تین سو تینتیس (۳۳۳) دینار اور ایک دینار کا ایک تہائی ہے۔ اگر ہاتھ کی دو ہڈیوں میں سے ایک ہڈی ٹوٹ جائے تو اس کی دیت ہاتھ کی دیت کا پانچواں حصہ یعنی ایک سو (۱۰۰) دینار ہے اور ان دونوں سے اگر گٹے کی ایک ہڈی ٹوٹ جائے تو اس کی دیت پچاس (۵۰) دینار ہے اور اگر دونوں ٹوٹ جائیں تو سو (۱۰۰) دینار ہے اور اگر کلائی کی دونوں ہڈیوں میں سے ایک ہڈی پھٹ جائے تو اس کی دیت کلائی کی ایک ہڈی کی دیت کا ۵ \ ۴ حصہ یعنی چالیس (۴۰) دینار ہے اور اس کی ہڈی ظاہر ہونے کی دیت اس کے ٹوٹنے کی دیت کا ۴ \ ۱ یعنی پچیس (۲۵) دینار ہے۔ اور اس کی ہڈی ہٹ جانے کی دیت ایک سو (۱۰۰) دینار ہے اور یہ ہاتھ کی دیت کا ۵ \ ۱ ہے اور اس کے اندر گڑھا پڑ جانے کی صورت میں اس کی دیت اس کے ٹوٹنے کی دیت کا ۴ \ ۱ یعنی پچیس (۲۵) دینار ہے۔ اور اس کے اندر گڑھا پڑ جانے کی دیت ہڈی ظاہر ہونے کی دیت کا نصف یعنی ساڑھے بارہ دینار ہے اور سوراخ ہوجانے کی دیت پچاس (۵۰) دینار ہے اور اگر ایسا زخم ہوجائے کہ اچھا نہ ہو رہا ہو تو اس کی دیت کلائی کی دیت کی ایک تہائی تینتیس (۳۳) دینار اور ایک دینار کا ایک تہائی (۱/۳) دینار ہے اور یہ اس کی ایک تہائی دیت ہے۔

اور پنجے اور کلائی کا جوڑ اگر کھل دیا جائے اور ہموار اور بغیر کسی عیب کے جڑ جائے تو اس کی دیت ہاتھ کی دیت کا

ایک تہائی ہے ۔ (یعنی ایک سو چھیاسٹھ (۱۶۶) دینار اور ایک دینار کا دو تہائی)
(اور خلیل بن احمد نے کہا ہے کہ رسغ کلائی اور پنجے کے جوڑ کو کہتے ہیں اور تیرانی کی کتاب خلق الانسان میں ہے کہ رسغ م۔ گردن دست کو کہتے ہیں) ۔

اور ہتھیلی ٹوٹ جائے اور پھر ہموار اور بغیر کسی عیب کے جڑ جائے تو اس کی دیت ہاتھ کی دیت کا پانچواں یعنی ایک سو (۱۰۰) دینار ہے اور اگر ہتھیلی جدا ہو جائے تو اس کی دیت ہاتھ کی دیت کی ایک تہائی کے برابر یعنی ایک سو چھیاسٹھ (۱۶۶) دینار اور ایک دینار کا دو تہائی (۳\۲-۱۶۶) دینار ہے اور ہڈی ظاہر ہونے کی دیت ہاتھ کے ٹوٹنے کی دیت کے ایک چوتھائی یعنی پچیس (۲۵) دینار ہے اور ہڈی کے جگہ چھوڑ دینے کی دیت ایک سو اٹھتر (۱۷۸) دینار یعنی اس کے ٹوٹنے کی دیت کے نصف اور اس کے اندر سوراخ ہو جانے اور بند نہ ہونے کی دیت ہاتھ کی دیت کا پانچواں حصہ ہے یعنی ایک سو (۱۰۰) دینار اور اگر سوراخ ہو گیا ہے تو اس کی دیت اس کے ٹوٹنے کی دیت کا ایک چوتھائی یعنی پچیس (۲۵) دینار ہے ۔

اور انگلیوں کی دیت اور وہ ہڈی جو ہتھیلی میں انگوٹھے کی ہے اگر قطع ہو جائے تو اس کی دیت ہاتھ کی دیت کی ایک تہائی ایک سو چھیاسٹھ دینار اور ایک دینار کا دو تہائی (۳\۲-۱۶۶) دینار ہے اور انگوٹھے کی ہڈی جو ہتھیلی کے اندر ہے جو جڑ جاتی ہے تو اس کی دیت انگوٹھے کی دیت کا پانچواں حصہ تینتیس دینار اور ایک تہائی ۳\۱-۳۳ دینار ہے جب کہ اس کا جوڑ درست و ثابت ہو جائے ۔ اور اس کے پھٹنے کی دیت چھبیس (۲۶) دینار اور ایک دینار کی دو تہائی ہے اور ہڈی ظاہر ہونے کی دیت آٹھ (۸) دینار اور ایک دینار کا تہائی ہے ۔ اور اس کی ہڈی کے اپنی جگہ چھوڑ دینے کی دیت سولہ (۱۶) دینار اور ایک دینار کا دو تہائی اور اس کے اندر سوراخ کی دیت آٹھ (۸) دینار اور ایک دینار کا ایک تہائی یعنی ہڈی کے جگہ چھوڑنے کی دیت کا نصف اور ہڈی کے ظاہر ہونے کی دیت ہڈی کے جگہ چھوڑنے کا نصف یعنی آٹھ (۸) دینار ایک تہائی دینار اور اس کے جدا ہونے کی دیت دس (۱۰) دینار ہے ۔
اور انگوٹھے کے اوپر کا جوڑ اگر ٹوٹ جائے پھر بغیر کسی ناہمواری اور بغیر کسی عیب کے جڑ جائے تو اس کی دیت سولہ (۱۶) دینار اور ایک دینار کا دو تہائی ۔ اور اگر اس میں ہڈی ظاہر ہو گئی ہے تو چار (۴) دینار اور ایک دینار کا چھٹا حصہ ۶/۱ اور اس میں سوراخ ہونے کی دیت چار دینار اور ایک دینار کا چھٹا حصہ ۔ اس کے اندر شگاف کی دیت تیرہ (۱۳) دینار اور ایک تہائی دینار اور ہڈی کے اپنی جگہ چھوڑنے کی دیت پانچ (۵) دینار اور جو اس میں سے کٹ جائے تو اپنی منزل پر اسی حساب سے دیت ہوگی ۔

اور دیگر انگلیوں کی دیت تو ہر انگلی کی دیت ہاتھ کی دیت کا چھٹا حصہ یعنی تراسی (۸۳) دینار اور ایک تہائی دینار ۔ اور انگوٹھے کو چھوڑ کر دیگر چار انگلیوں کی ہر پور کی دیت بیس (۲۰) دینار اور ایک دینار کا دو تہائی اور ہر پور کی ہڈی ظاہر

ہونے کی دیت چار دینار اور ایک دینار کا چھٹا حصہ اور ہر پور کی جگہ چھوڑنے کی دیت آٹھ (۸) دینار اور ایک تہائی دینار۔
اور چاروں انگلیوں کا ہر جوڑ جو ہتھیلی سے متصل ہے اس کے ٹوٹنے پر سولہ (۱۶) دینار اور ایک دینار کا دو تہائی دیت ہے اور ان میں سے ہر پور کے شگاف کی دیت تیرہ (۱۳) دینار اور ایک تہائی دینار ہے اور اگر ہتھیلی میں ایسا زخم جو اچھا نہیں ہورہا ہے تو اس کی دیت تینتیس (۳۳) دینار اور ایک تہائی دینار ہے اور ہڈی کے اپنی جگہ سے ہٹ جانے کی دیت آٹھ (۸) دینار اور ایک تہائی دینار ہے۔ اور ہڈی ظاہر ہونے کی صورت میں چار (۴) دینار اور ایک دینار کا چھٹا حصہ ہے۔ اس کے اندر سوراخ ہوجانے پر چار دینار اور ایک دینار کا چھٹا حصہ ہے۔ اور جوڑ کے الگ ہوجانے پر پانچ (۵) دینار۔
اور چاروں انگلیوں میں سے بیچ کی انگلی کا جوڑ اگر کٹ جائے تو اس کی دیت پچپن (۵۵) دینار اور ایک تہائی دینار ہے اور اس کے ٹوٹ جانے پر گیارہ دینار (۱۱) اور ایک تہائی دینار ہے۔ اور پھٹ جانے پر آٹھ (۸) دینار اور نصف دینار۔ اور ہڈی ظاہر ہونے پر ایک دینار اور ایک دینار کا دو تہائی۔ اور ہڈی کے اپنی جگہ چھوڑ دینے پر پانچ (۵) دینار اور ایک تہائی اور اس میں سوراخ ہونے پر دو (۲) دینار اور ایک دینار کا دو تہائی اور جوڑ کے جدا ہونے پر تین (۳) دینار اور ایک دینار کا دو تہائی۔
اور چاروں انگلیوں کا اوپر والا جوڑ اگر کٹ جائے تو ستائیس (۲۷) دینار اور نصف دینار اور ایک دینار کے دسویں حصہ کا ایک چوتھائی اور اس کے ٹوٹنے پر پانچ (۵) دینار اور دینار کے پانچ حصوں میں سے چار حصہ اور اس کے اندر سوراخ ہونے پر ایک دینار اور ایک دینار کا ایک تہائی۔ اور جوڑ کے جدا ہونے پر ایک دینار اور دینار کے پانچ حصوں میں سے چار حصہ اور ہر انگلی کے ناخن پر پانچ (۵) دینار۔
اور ہتھیلی جب ٹوٹ جائے پھر بغیر کسی ناہمواری اور عیب کے جڑ جائے تو اس کی دیت چالیس (۴۰) دینار ہے اور شگاف کی دیت اس کے ٹوٹنے کی دیت کے پانچ حصوں میں سے چار حصے یعنی بتیس (۳۲) دینار ہے اور ہڈی ظاہر ہونے کی دیت پچیس (۲۵) دینار اور ہڈیوں کے اپنی جگہ چھوڑ دینے کی بیس (۲۰) دینار و نصف دینار اور اس میں سوراخ ہونے کی دیت اس کے ٹوٹنے کی دیت کی چوتھائی یعنی دس (۱۰) دینار اور اس میں زخم ہونے کی دیت جو اچھا نہ ہو تیرہ (۱۳) دینار اور ایک دینار کا ایک تہائی۔
اور سینہ اگر کوٹ دیا جائے اور اس کے دونوں حصے دوہرے ہوجائیں (جھک جائیں) تو اس کی دیت پانچسو (۵۰۰) دینار ہے اور اگر ایک طرف کا سینہ دہرا ہوتا ہے تو اس کی دیت دو سو پچاس (۲۵۰) دینار اور اگر سینے کے ساتھ دونوں کاندھے دہرے ہوئے اور جھکتے ہیں تو ان کی دیت ایک ہزار دینار ہے اور اگر سینے کے شق ہونے کے ساتھ اگر ایک بازو دہرا ہوگیا ہے تو اس کی دیت پانچسو (۵۰۰) دینار ہے اور اگر سینے کی ہڈی ظاہر ہو تو اس کی دیت پچیس (۲۵) دینار اور دونوں کاندھوں اور پشت کی ہڈی ظاہر ہونے کی دیت پچیس (۲۵) دینار ہے اور اگر اس کی وجہ سے آدمی ایسا

ٹیڑھا ہو جائے کہ ادھر ادھر نہ گھوم سکے تو اس کی دیت پانچسو (۵۰۰) دینار ہے اور اگر ریڑھ کی ہڈی ٹوٹ جائے پھر بغیر کسی ناہمواری اور بغیر کسی عیب کے جڑ جائے تو اس کی دیت سو (۱۰۰) دینار ہے اور اگر ناہموار جڑے تو اس کی دیت ایک ہزار دینار ہے۔

اور پسلیوں میں جو پسلیاں قلب کے پاس ہیں اگر ان میں سے ایک پسلی ٹوٹ جائے تو اس کی دیت پچیس (۲۵) دینار اور اس کے پھٹ جانے کی ساڑھے بارہ دینار اور ہڈی کے اپنی جگہ چھوڑ دینے کی ساڑھے سات دینار اور ہڈی ظاہر ہونے کی دیت اس کے ٹوٹنے کی دیت کے ایک چوتھائی اور اس میں سوراخ کی دیت بھی اسی کے مانند ہے۔ اور پسلی کی وہ ہڈیاں جو دونوں بازوں سے ملی ہوئی ہیں ان میں سے ہر ہڈی اگر ٹوٹ جائے تو اس کی دیت دس (۱۰) دینار اور اس کے پھٹ جانے کی دیت سات (۷) دینار، ہڈی کے جگہ چھوڑ دینے پر پانچ (۵) دینار اور ہڈی ظاہر ہونے کی صورت میں اس کی دیت اس کے ٹوٹنے کی دیت کی ایک چوتھائی یعنی ڈھائی دینار اور اگر ان میں سے کسی ہڈی میں سوراخ ہو جائے تو اس کی دیت ڈھائی دینار اور اگر کوئی نیزہ اندر جوف تک پہنچ جائے تو اس کی دیت جان کی دیت کی تہائی یعنی تین سو تینتیس دینار اور ایک دینار کا ایک تہائی ہے اور اگر دونوں جانب تیر یا نیزہ سے آر پار سوراخ ہوگیا ہے اور شگاف میں رہ گیا تو اس کی دیت چار سو تینتیس (۴۳۳) دینار اور ایک دینار کا تہائی دینار ہے۔

اور کان اگر کاٹ دیا جائے تو اس کی دیت پانچ سو (۵۰۰) دینار اور جس قدر اس میں سے کٹے اسی کے حساب سے اس کی دیت ہوگی۔

اور سرین (چوتڑ) اگر ٹوٹ جائے پھر بغیر کسی ناہمواری اور بغیر کسی عیب کے جڑ جائے تو اس کی دیت دونوں پاؤں کی دیت کا پانچواں حصہ یعنی دو سو (۲۰۰) دینار ہے اور اگر سرین شگفتہ ہوجائے تو اس کی دیت ایک سو ساٹھ (۱۶۰) دینار یعنی اس کے ٹوٹنے کی دیت کا ۵ \ ۴ دینار ہے۔ اور اگر اس کی ہڈی ظاہر ہوجائے تو اس کی دیت ٹوٹنے کی دیت کا ایک چوتھائی یعنی پچاس (۵۰) دینار ہے اور اس کی ہڈیوں کی جگہ چھوڑنے کی دیت ایک سو پچھتر (۱۷۵) دینار ہے اس میں ٹوٹنے کی دیت سو (۱۰۰) دینار اور ہڈیوں کے جگہ چھوڑنے کی دیت پچاس (۵۰) دینا اور ہڈی ظاہر ہونے کی دیت پچیس (۲۵) دینار ہے اور جوڑ جدا ہونے کی دیت تیس (۳۰) دینار ہے۔ اور اگر دونوں سرین ٹوٹ جائیں اور ناہموار ہوجائیں تو اس کی دیت تین سو تینتیس (۳۳۳) دینار اور ایک تہائی دینار ہے۔

اور اگر ران ٹوٹ جائے پھر بغیر کسی ناہمواری اور بغیر کسی عیب کے جڑ جائے تو اس کی دیت دونوں پاؤں کی دیت کا پانچواں حصہ یعنی دو سو (۲۰۰) دینار ہے اور اگر ران ناہموار ہوجائے تو اس کی دیت تین سو تینتیس (۳۳۳) دینار اور ایک تہائی دینار ہے یعنی نفس کی دیت کا ایک تہائی۔ اور ران کے پھٹ جانے کی دیت اس کے ٹوٹنے کی دیت کا پانچ حصوں میں سے چار حصہ ہے یعنی ایک سو ساٹھ (۱۶۰) دینار ہے۔ اور اگر اس میں کوئی زخم ہوجائے جو اچھا نہ ہوتا ہو

تو اس کی دیت اس کے ٹوٹنے کی دیت کا تہائی یعنی چھیاسٹھ (۶۶) دینار اور ایک دینار کا دو تہائی ہے اور اس کی ہڈی ظاہر ہونے کی دیت اس کے ٹوٹنے کی دیت کا ایک چوتھائی یعنی پچاس (۵۰) دینار ہے اس کی ہڈی کے اپنی جگہ چھوڑ دینے کی دیت اس کے ٹوٹنے کی دیت کا نصف یعنی دو سو (۲۰۰) دینار ہے اور اس میں سوراخ ہونے کی دیت اس کا ایک چوتھائی یعنی پچاس (۵۰) دینار ہے۔

اور گھٹنے اگر ٹوٹ جائیں پھر بغیر ناہمواری اور بغیر عیب کے جڑ جائیں تو اس کی دیت دونوں پاؤں کی دیت کا پانچواں یعنی دو سو (۲۰۰) دینار ہے اور اگر وہ پھٹ جائے تو اس کی دیت اس کے ٹوٹنے کی دیت کے پانچ حصوں میں سے چار حصہ ہے یعنی ایک سو ساٹھ (۱۶۰) دینار۔ اور ہڈی ظاہر ہونے کی دیت اس کے ٹوٹنے کی دیت کی ایک چوتھائی یعنی پچاس (۵۰) دینار ہے اور اس کی ہڈیوں کے اپنی جگہ چھوڑنے کی دیت ایک سو پچہتر (۱۷۵) دینار ہے اسی میں اس کے ٹوٹنے کی دیت سو (۱۰۰) دینار اور ہڈیوں کے اپنی جگہ چھوڑنے کی پچاس (۵۰) دینار اور ہڈی ظاہر ہونے کی پچیس (۲۵) دینار ہے اور اس میں سوراخ ہونے کی دیت اس کے ٹوٹنے کی دیت کی ایک چوتھائی پچاس (۵۰) دینار ہے۔ اور اگر وہ کوٹ دی جائے اور وہ ناہموار ہو جائے تو اس کی دیت نفس کی دیت کی ایک تہائی یعنی تین سو تینتیس (۳۳۳) دینار اور ایک دینار کی ایک تہائی ہے اور اگر اس کا جوڑ جدا ہو جائے تو اس میں ٹوٹنے کی دیت کے تین اجزاء یعنی تیس (۳۰) دینار ہیں۔

اور پنڈلی (ساق) اگر ٹوٹ جائے پھر بغیر کسی ناہمواری اور بلا کسی عیب کے جڑ جائے تو اس کی دیت دونوں پاؤں کی دیت کا پانچواں حصہ ہے یعنی دو سو (۲۰۰) دینار اور اس کے پھٹ جانے کی دیت اس کے ٹوٹنے کی دیت کے پانچ حصوں میں سے چار حصہ یعنی ایک سو ساٹھ (۱۶۰) دینار اور اس کی ہڈی ظاہر ہونے کی دیت اس کے ٹوٹنے کی دیت کی ایک چوتھائی یعنی پچاس (۵۰) دینار اور اس کی ہڈیوں کی اپنی جگہ چھوڑ دینے کی دیت اس کے ٹوٹنے کی دیت کی ایک چوتھائی یعنی پچاس (۵۰) دینار اور اس میں سوراخ کی دیت اس کی ہڈی ظاہر ہونے کی دیت کا نصف پچیس (۲۵) دینار اور اس کے کانے ہونے کی دیت اس کے ٹوٹنے کی دیت کا ایک چوتھائی یعنی پچاس (۵۰) دینار اور اس میں ایسا زخم جو اچھا نہ ہو اس کی دیت تینتیس (۳۳) دینار اور اگر پنڈلی ناہموار ہو جائے تو اس کی دیت جان کی دیت کا ایک تہائی یعنی تین سو تینتیس اور ایک دینار کی ایک تہائی ہے۔

اور کعب (یعنی پنڈلی اور پاؤں کا جوڑ یعنی مدعا) اگر کوٹ دیا جائے پھر وہ بغیر کسی ناہمواری اور بغیر کسی عیب کے جڑ جائے تو اس کی دیت دونوں پاؤں کی دیت کا ایک تہائی یعنی تین سو تینتیس (۳۳۳) اور ایک تہائی دینار ہے۔

اور قدم اگر ٹوٹ جائے پھر بغیر ناہمواری اور بغیر کسی عیب کے جڑ جائے تو اس کی دیت دونوں پاؤں کی دیت کا پانچواں حصہ ہے یعنی دو سو (۲۰۰) دینار اور اس میں سوراخ کی دیت اس کے ٹوٹنے کی دیت کی ایک چوتھائی یعنی پچاس (۵۰) دینار اور انگلیوں کی وہ ہڈی جو انگوٹھے کے لئے قدم میں ہے اس کی دیت دونوں پاؤں کی دیت کی ایک تہائی یعنی

تین سو تینتیس (۳۳۳) دینار اور ایک تہائی دینار ہے۔

اور انگوٹھے کی وہ ہڈی جو قدم سے ملی ہوئی ہے اس کی ٹوٹنے کی دیت انگوٹھے کی دیت کا پانچواں حصہ ہے یعنی چھیاسٹھ (۶۶) دینار اور ایک دینار کا دو تہائی اور اس کے پھٹ جانے کی دیت چھبیس (۲۶) دینار اور ایک دینار کا دو تہائی اور ہڈی ظاہر ہونے کی دیت آٹھ دینار اور ایک تہائی دینار اور ہڈیوں کے اپنی جگہ چھوڑ دینے کی دیت چھبیس (۲۶) دینار اور ایک دینار کا دو تہائی اور اس میں سوراخ ہونے کی دیت آٹھ (۸) دینار اور ایک دینار کا تہائی ہے اور جوڑ چھوڑ دینے کی دیت دس (۱۰) دینار ہے۔

اور انگوٹھے کا اوپر والا دوسرا جوڑ جس میں ناخن ہوتا ہے اس کی دیت سولہ (۱۶) دینار اور ایک دینار کا دو تہائی۔ اور اس کی ہڈی ظاہر ہوجانے کی دیت چار (۴) دینار اور ایک دینار کا چھٹا حصہ اور ہڈی کے اپنی جگہ چھوڑ دینے کی دیت آٹھ (۸) دینار اور ایک تہائی دینار اور اس میں سوراخ ہونے کی دیت چار (۴) دینار اور ایک دینار کا چھٹا حصہ اور پھٹ جانے کی دیت تیرہ (۱۳) دینار اور ایک دینار کا ایک تہائی اور جوڑ کے جدا ہونے کی دیت پانچ (۵) دینار ہے۔

اور اس میں سے ہر انگلی کی دیت ایک پاؤں کی دیت کا ایک تہائی یعنی تراسی (۸۳) دینار اور ایک دینار کا ایک تہائی۔ اور انگوٹھے کے علاوہ چار انگلیوں کی پوروں کی دیت کے لئے ہر پور کے ٹوٹنے کی دیت سولہ (۱۶) دینار اور ایک تہائی دینار اور ان میں سے ہر پور کی ہڈی ظاہر ہونے کی دیت چار (۴) دینار اور ایک دینار کا چھٹا حصہ اور ان میں ہر پور کی ہڈی کے اپنی جگہ چھوڑ دینے کی دیت آٹھ (۸) دینار اور ایک تہائی دینار۔ اور اس کے پھٹ جانے کی دیت تیرہ (۱۳) دینار اور ایک تہائی دینار۔ اور ان میں سے ہر پور میں سوراخ ہونے کی دیت چار (۴) دینار ایک دینار کا چھٹا حصہ اور قدم میں ایسا زخم اور گڑھا جو نہ بھرے اور اچھا نہ ہو اس کی دیت تینتیس (۳۳) دینار اور ایک دینار کا ایک تہائی ہے۔

اور انگلیوں کے وہ جوڑ جو قدم سے متصل ہیں ان کے ٹوٹنے کی دیت سولہ (۱۶) دینار اور ایک تہائی دینار ہے اور اس کے پھٹ جانے کی دیت تیرہ (۱۳) دینار اور ایک تہائی دینار اور ان میں سے ہر پور کی ہڈی کی اپنی جگہ چھوڑنے کی دیت آٹھ (۸) دینار اور ایک تہائی دینار اور ہر پور کی ہڈی کے ظاہر ہونے کی دیت چار (۴) دینار اور ایک دینار کا چھٹا حصہ۔ اور اس میں سوراخ ہوجانے کی دیت چار (۴) دینار اور ایک دینار کا چھٹا حصہ اور جوڑ کے جدا ہونے کی دیت پانچ (۵) دینار ہے۔

اور چاروں انگلیوں کا درمیانی جوڑ اگر کٹ جائے تو اس کی دیت پچپن (۵۵) دینار اور ایک دینار کا دو تہائی ہے اور اس کے ٹوٹنے کی دیت گیارہ (۱۱) دینار اور ایک دینار کا دو تہائی اور اس کے پھٹ جانے کی دیت آٹھ (۸) دینار اور ایک دینار کے پانچ (۵) حصوں میں سے چار حصہ اور اس کی ہڈی ظاہر ہونے کی دیت دو (۲) دینار اور ہڈی کے اپنی جگہ چھوڑ دینے کی دیت پانچ (۵) دینار اور ایک دینار کا دو تہائی اور جوڑ جدا ہونے کی دیت تین (۳) دینار اور ایک دینار کا دو

تہائی اور اس میں سوراخ ہونے کی دیت دو دینار اور دو تہائی دینار ہے۔

اور چاروں انگلیوں کے اوپری جوڑ جس میں ناخن ہوتا ہے اگر کٹ جائے تو اس کی دیت ستائیس (۲۷) دینار اور ایک دینار کے پانچ حصوں میں چار حصہ اور اس کے ٹوٹ جانے کی دیت پانچ (۵) دنار اور ایک دینار کے پانچ حصوں میں سے چار حصہ ہے۔ اور اس کی ہڈی پھٹ جانے کی دیت چار (۴) دینار اور ایک دینار کا پانچواں حصہ اور اس کی ہڈی ظاہر ہونے کی دیت ایک (۱) دینار اور ایک دینار کا ایک تہائی ہے اور ہڈی کے اپنی جگہ چھوڑ دینے کی دیت دو (۲) دینار اور ایک دینار کا پانچواں حصہ اور اس میں سوراخ ہونے کی دیت ایک (۱) دینار اور ایک دینار کا ایک تہائی ہے۔ اور جوڑ جدا ہوجانے کی دیت ایک (۱) دینار اور ایک دینار کے پانچ حصوں میں سے چار حصہ ہے اور ہر ناخن کی دیت دس (۱۰) دینار ہے۔

اور آنحضرت علیہ السلام نے فتویٰ دیا کہ مرد کے پستان کے کنارے کی دیت پوری دیت کا آٹھواں حصہ یعنی ایک سو پچیس (۱۲۵) دینار ہے اور مرد کے خصیہ کی دیت پانچسو (۵۰۰) دینار ہے نیز فرمایا کہ اگر مرد کو ایسی چوٹ پہنچے کہ اس کے دونوں خصیئے پھول جائیں تو اس کی دیت چار سو (۴۰۰) دینار ہے اور اگر دونوں پاؤں کو اتنا چوڑا کرکے چلنے لگے کہ جو چلنا مفید نہ ہو تو اس کی دیت نفس کی دیت کے پانچ حصوں میں سے چار حصہ ہے یعنی آٹھ سو (۸۰۰) دینار ہے اور اگر اس کی وجہ سے پشت کبڑی ہوجائے تو اس وقت پوری دیت یعنی ایک ہزار (۱۰۰۰) دینار ہے۔

اور ان میں سے ہر شے میں چھ (۶) آدمیوں کی قسم ہے جہاں تک اس کی دیت پہنچے۔

نیز آپ علیہ السلام نے فرمایا اگر پیڑو کچل دیا جائے اس طرح کہ اندرونی جلد پھٹ جائے اور ایک بیضہ آماس کر آئے (سوج جائے) تو اس کی دیت دو سو (۲۰۰) دینار یعنی پوری دیت کا پانچواں حصہ ہے۔ اور خنجر یا تیر سے اس کے اطراف کوئی سوراخ ہو جائے تو اس کی دیت پاؤں کی دیت کا دسواں حصہ ہے یعنی سو (۱۰۰) دینار۔

نیز فرمایا کہ اگر کسی شخص کا باپ کسی معاملہ میں اس کو سزا دے اور اس میں عیب پیدا ہوجائے یا کٹ جائے یا کوئی اور چوٹ آجائے تو اس کے لئے کوئی قصاص نہیں ہے اس کے لئے دیت ہوگی قصاص نہ ہوگا۔ اور اگر کسی عورت کو اس کا شوہر مارے پیٹے اور اس میں عیب پیدا ہوجائے تو اس کے شوہر کو اس عیب کا تاوان دینا ہوگا اور اس پر کوئی قصاص نہ ہوگا۔

اور آپ علیہ السلام نے فرمایا اگر کوئی مرد اپنی زوجہ کو ایسی ایڑ لگائے کہ اس کی شرمگاہ سے کوئی ایسی چیز باہر نکل آئے جو مانع مباشرت ہو تو اس عورت کے لئے نصف دیت یعنی دو سو پچاس (۲۵۰) دینار ہے۔

اور آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ اگر کوئی شخص کسی لڑکی کی بکارت اپنی انگلی سے توڑے اور اس کا مثانہ پھٹ جائے کہ وہ پیشاب نہ کرسکے تو اس کے لئے نصف دیت کا ایک تہائی یعنی ایک سو (۱۶۶) چھیاسٹھ دینار اور ایک دینار کا

دو تہائی ہے اور اس مرد پر اس لڑکی کو مہر ادا کرنا ہوگا جس قدر اس لڑکی کی قوم کا مہر ہوتا ہے اور ہمارے اکثر اصحاب کی روایت میں ہے کہ اس کو پوری دیت ملے گی۔

باب: ناحق کسی کے خون بہانے یا اس کا مال لینے کی حرمت یا ایسا سلوک جو حلال نہیں اور قتل عمد اور خطا سے توبہ

(۵۱۵۱) زرعہ نے سماعہ سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب حجۃ الوداع میں مناسک پورے کر چکے تو مقام منیٰ میں کھڑے ہوئے اور فرمایا اے لوگو جو کچھ میں کہتا ہوں اس کو اچھی طرح سنو اور سمجھو اس لئے کہ کیا پتہ اس سال کے بعد اس مقام پر شاید میں تم لوگوں سے ملاقات نہ کر سکوں۔ پھر فرمایا اچھا بتاؤ سب سے زیادہ حرمت کا کون سا دن ہے؟ لوگوں نے کہا آج کا دن ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پوچھا اور سب سے زیادہ حرمت کا کون سا مہینہ ہے؟ لوگوں نے کہا کہ یہ مہینہ۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دریافت کیا اور سب سے زیادہ حرمت کا کون سا شہر ہے؟ لوگوں نے کہا یہ شہر۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا پھر تم لوگوں کی جان اور تم لوگوں کا مال بھی تم لوگوں کے لئے اسی طرح حرمت رکھتا ہے جس طرح تم لوگوں کے لئے آج کا دن تم لوگوں کے لئے یہ مہینہ اور تم لوگوں کے لئے یہ شہر حرمت رکھتا ہے۔ اور اس دن تک کے لئے جس دن تم لوگ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں پہنچو گے اور وہ تم لوگوں سے تمہارے اعمال کی بازپرس کرے گا بتاؤ کیا میں نے اللہ کا حکم تم لوگوں تک پہنچا دیا؟ لوگوں نے کہا جی ہاں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا پروردگار تو بھی گواہ رہنا اور (اے لوگو سنو) جس کسی کے پاس کسی کی کوئی امانت ہو وہ امانت اس کو دیدے اس لئے کہ کسی مرد کا خون بہانا کسی کے لئے حلال نہیں اور نہ اس کا مال بغیر اس کی مرضی کے لہذا تم لوگ اپنے نفسوں پر ظلم نہ کرنا۔ اور میرے بعد تم لوگ پھر پلٹ کر کافر نہ ہو جانا۔

(۵۱۵۲) محمد بن ابی عمیر نے منصور بزرج سے انہوں نے ابی حمزہ ثمالی سے انہوں نے حضرت علی ابن الحسین علیہما السلام سے روایت کی ہے کہ آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تم لوگ اپنے ہاتھوں کے بل بوتے پر غرور کر کے کسی کا خون نہ بہاؤ اس لئے کہ اس کے لئے بھی اللہ کے پاس ایک قاتل ہے جس کو موت نہیں آئے گی۔ لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ وہ قاتل کون ہے جس کو موت نہیں آئے گی؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ جہنم۔

(۵۱۵۳) ہشام بن سالم نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ

ایک مرد مومن کو اس کے دین میں وسعت اور کشادگی ملتی ہے جب تک وہ کسی کا ناحق اور حرام خون نہ بہائے نیز فرمایا کسی مومن کو عمداً قتل کرنے والے کو توبہ کی توفیق نہیں ملتی۔

(۵۱۵۴) حمّاد بن عثمان نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ قیامت کے دن لوگ حساب میں مشغول ہونگے کہ اتنے میں ایک آدمی ایک شخص کے پاس آئے گا اور اس کو خون میں تھیڑ دے گا وہ پوچھے گا کہ اے بندہ خدا میرا تیرا کیا جھگڑا؟ وہ کہے گا کہ فلاں دن تو نے میرے خلاف ایک جملہ کہا تھا اسی پر میں قتل کردیا گیا۔

(۵۱۵۵) اور علاء کی روایت میں ثمالی سے ہے کہ انہوں نے کہا اگر کوئی شخص کسی آدمی کو ایک کوڑا مارے گا تو اللہ تعالیٰ اس کو آگ کے کوڑے سے مارے گا۔

(۵۱۵۶) اور جمیل نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے لعنت کی ہے اس شخص پر جو مدینہ میں کوئی حادثہ کرے یا حادثہ کرنے والے کو پناہ دے میں نے پوچھا کہ وہ حادثہ کیا؟ تو آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ قتل۔

(۵۱۵۷) اور ابن ابی عمیر نے متعدد افراد سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا کہ جو شخص کسی مومن کے خلاف آدھے فقرہ سے بھی اعانت کرے گا تو وہ قیامت کے دن اس طرح آئے گا کہ اس کی پیشانی پر لکھا ہوا ہوگا کہ یہ اللہ کی رحمت سے مایوس ہے۔

(۵۱۵۸) ابان نے ابی اسحاق ابراہیم صیقل سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے مجھے بتایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی تلوار کے پرتلہ میں ایک صحیفہ پایا گیا جس میں تحریر تھا کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کا سب سے زیادہ سرکش اور نافرمان وہ شخص شمار ہوگا جو اس کو قتل کردے جو اس کو قتل نہ کرنا چاہتا ہو۔ اس کو مارے جو اس کو مارنا نہ چاہتا ہو اور جو اپنے موالیوں کو چھوڑ کر کسی اور سے تولّا رکھتا ہو تو وہ اس چیز کا منکر اور کافر ہے جو اللہ تعالیٰ نے محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر نازل فرمایا ہے۔ اور جو شخص کوئی حادثہ کر بیٹھے یا کسی حادثہ کرنے والے کو پناہ دے اللہ تعالیٰ اس کے کسی صرف (توبہ) وعدل (فدیہ) کو قیامت کے دن قبول نہ کرے گا۔ پھر فرمایا کیا تمہیں معلوم ہے کہ آنحضرت کے اس قول کا کہ **من تولیٰ غیر موالیہ** (جو اپنے موالیوں کو چھوڑ کر کسی اور سے تولّا رکھے) کا کیا مطلب ہے؟ میں نے عرض کیا اس کا کیا مطلب؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ اس سے مراد اپنے اہل دین ہیں (اور ایک نسخہ میں اہل دین کی جگہ اہل بیت ہے) امام جعفر صادق علیہ السلام کے اس قول میں صرف سے مراد توبہ ہے اور عدل سے مراد فدیہ اور بدلہ ہے۔

(۵۱۵۹) حنان بن سدیر نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اللہ تعالیٰ کے اس قول کے متعلق روایت کی ہے

انه من قتل نفساً بغير نفس او فسا دفي الارض فكا نما قتل الناس جميعاً (سورۃ مائدہ آیت ۳۲) (کہ جو کوئی قتل کرے ایک جان کو بلا عوض جان کے یا بغیر فساد کرنے کے ملک میں تو ایسا ہے گویا اس نے تمام انسانوں کو قتل کر دیا) آپ علیہ السلام نے فرمایا جہنم کی ایک وادی ہے کہ اگر کوئی شخص تمام انسانوں کو قتل کردے تو وہ اس میں رہے گا اور اگر کوئی شخص ایک آدمی کو بھی قتل کردے تو وہ بھی اس میں رہے گا۔

(۵۱۶۰) اور روایت کی گئی ہے کہ جہنم میں ایک ایسی جگہ بنائی گئی ہے کہ وہاں کے رہنے والوں پر شدت عذاب کی انتہا ہوگی اور اگر کوئی تمام انسانوں کو قتل کردے تو وہ اس جگہ ڈال دیا جائے گا۔ تو عرض کیا گیا کہ اور اگر کوئی (ایک کے بعد) دوسرے کو بھی قتل کردے؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا پھر اس پر دو گنا عذاب ہوگا۔

(۵۱۶۱) علاء نے محمد بن مسلم سے اور انہوں نے دونوں ائمہ علیہما السلام میں سے کسی ایک سے روایت کی ہے آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جو شخص اپنے مال کی حفاظت میں قتل ہوجائے وہ شہید ہے راوی کا بیان ہے کہ آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ اگر ایسے موقع پر میں ہوں تو مال کو چھوڑ دوں گا اور اس سے جنگ و مقابلہ نہ کروں گا۔

(۵۱۶۲) ابن ابی عمیر نے محسن بن احمد سے انہوں نے عیسیٰ ضعیف سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک شخص نے ایک آدمی کو قتل کردیا اب اس کے لئے توبہ کی کیا صورت ہو؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا (اس کے وارثوں کو) اپنے نفس پر قدرت دے ۔ میں نے عرض کیا مگر وہ ڈرتا ہے کہ وہ لوگ اس کو قتل کردینگے ۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا ان لوگوں کو خونبہا اور دیت دیدے میں نے عرض کیا مگر وہ ڈرتا ہے کہ اگر اس نے یہ کیا تو ان لوگوں کو معلوم ہو جائے گا (کہ میں قاتل ہوں) تو آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ پھر کوئی عورت ان کی زوجیت میں دیدے۔ میں نے عرض کیا مگر اس کو ڈر ہے کہ کہیں وہ عورت ان لوگوں کو اس پر مطلع نہ کردے؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا پھر وہ دیت کو نظر میں رکھے اور دیت کی رقم ایک تھیلی میں ڈالے اور نماز کے اوقات کو دیکھتا رہے اس وقت تھیلی ان کے گھر میں ڈال آئے۔

(۵۱۶۳) حسن بن محبوب نے ابی ولّاد حنّاط سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا وہ فرمارہے تھے کہ جو شخص اپنے آپ کو عمداً قتل (خود کشی) کرے تو وہ ہمیشہ کے لئے جہنم میں رہے گا۔

(۵۱۶۴) حسن بن محبوب نے عبداللہ بن سنان اور ابن بکیر سے اور ان دونوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ آنجناب علیہ السلام سے دریافت کیا گیا کہ اگر کوئی مومن کسی مومن کو عمداً قتل کردے تو کیا اس کے لئے توبہ ہے؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا اگر اس نے اس کو اس کے ایمان کی بنا پر قتل کیا ہے تو

اس کے لئے کوئی توبہ نہیں ہے۔ اور اگر اس نے غصہ میں آکر قتل کیا ہے یا دنیاوی معاملات میں کسی سبب سے قتل کیا ہے تو اس کی توبہ یہ ہے کہ اس کا قصاص دیا جائے اور اگر اس قتل کا کسی کو علم نہ ہو تو قاتل خود مقتول کے ورثاء کے پاس جائے اور ان کے سامنے قتل کا اعتراف کرے اگر وہ لوگ اس کو معاف کردیں اور قتل نہ کریں تو ان کو اس کی دیت خونبہا دے اور ایک غلام آزاد کرے دو مہینے متواتر روزہ رکھے اور ساٹھ (۶۰) مسکینوں کو کھانا کھلائے اللہ کی بارگاہ میں توبہ کے لئے۔

(۵۱۶۵) ابن ابی عمیر نے سعید ازرق سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ایک ایسے شخص کے متعلق دریافت کیا جو ایک مرد مومن کو قتل کردیتا ہے آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ اس سے کہا جائے گا کہ تو کونسی موت مرنا چاہتا ہے اگر تو چاہے تو یہودی کی موت اگر چاہے تو نصرانی کی موت اور اگر چاہے تو مجوسی کی موت۔

(۵۱۶۶) جابر نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے بیان فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا ارشاد ہے کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ سب سے پہلے خون کا فیصلہ کرے گا چنانچہ حضرت آدم علیہ السلام کے دونوں لڑکے (ہابیل اور قابیل) کھڑے ہونگے اور ان کے درمیان فیصلہ کرے گا۔ پھر وہ لوگ جو ان دونوں کے قریبی عہد (زمانے) کے ہیں جن کے خون کا مقدمہ ہے یہاں تک کہ لوگوں میں سے کوئی ایسا باقی نہ رہے گا۔ مقتول اپنے قاتل کے ساتھ آئے گا اس کے چہرے سے خون ٹپک رہا ہوگا اور اللہ تعالیٰ اس سے کہے گا کہ تو نے اس کو قتل کیا اور قاتل اللہ کے سامنے کوئی بات نہ چھپا سکے گا۔

(۵۱۶۷) حمّاد نے حلبی سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ایک ایسے شخص کے متعلق روایت کی ہے جس نے کسی کے غلام کو عمداً قتل کردیا۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ وہ اس کی قیمت کا تاوان ادا کرے گا اور اس کی سخت پٹائی کی جائے گی۔ نیز آپ علیہ السلام نے ایک ایسے شخص کے متعلق فرمایا جس نے خود اپنے غلام کو قتل کردیا۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ وہ ایک غلام آزاد کرے گا اور دو مہینے متواتر روزہ رکھے گا اور ساٹھ (۶۰) مسکینوں کو کھانا کھلائے گا اس کے بعد اللہ تعالیٰ سے توبہ کرے گا۔

(۵۱۶۸) عثمان بن عیسیٰ اور زرعہ نے سماعہ سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے آنجناب علیہ السلام سے ایک ایسے شخص کے متعلق دریافت کیا جس نے کسی مرد مومن کو عمداً قتل کردیا کہ کیا اس کے لئے توبہ ہے؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا نہیں جب تک وہ اس کی دیت اس کے وارثوں کو ادا نہ کرے اور ایک غلام آزاد نہ کرے اور دو مہینے متواتر روزہ نہ رکھے اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں گڑگڑا کر توبہ واستغفار نہ کرے جب وہ ایسا کرلے گا تو مجھے امید ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کی توبہ قبول کرے گا۔ میں نے عرض کیا کہ میں آپ علیہ السلام پر قربان اگر اس کے پاس کوئی مال نہ ہو جس سے وہ اس کی دیت ادا کرے آپ علیہ السلام نے فرمایا پھر

وہ مسلمانوں سے بھیک مانگ کر اس کے گھر والوں کو اس کی دیت ادا کرے۔

(۵۱۶۹) قاسم بن محمد جوہری نے کلیب اسدی سے روایت کی ہے اس کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک شخص ماہ حرام میں قتل کر دیا جاتا ہے اس کی دیت کیا ہوگی؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا ایک پوری دیت اور ایک تہائی دیت۔

(۵۱۷۰) محمد بن ابی عمیر نے منصور بن یونس سے انہوں نے ابی حمزہ سے انہوں نے دونوں ائمہ علیہما السلام میں سے کسی ایک سے روایت کی ہے کہ آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہیں سے تشریف لائے تو عرض کیا گیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جھنیہ (ایک جگہ کا نام) میں ایک مقتول پڑا ہوا ہے یہ سن کر آپ علیہ السلام اٹھ کھڑے ہوئے اور ان کی مسجد میں پہنچے اور لوگ اس کے متعلق سن سن کر آرہے تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس جمع ہوگئے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پوچھا اس شخص کو کس نے قتل کیا؟ لوگوں نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہم لوگ نہیں جانتے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا مسلمانوں کا ایک مقتول مسلمانوں کے سامنے ہو اور مسلمان یہ کہیں کہ ہم نہیں جانتے کہ کس نے قتل کیا ہے۔ اس ذات کی قسم جس نے مجھے حق کے ساتھ مبعوث کیا ہے اگر تمام اہل آسمان اور تمام اہل زمین جمع ہو جائیں اور ایک مرد مسلمان کے قتل میں شریک ہوں یا اس کے قتل پر راضی ہوں تو اللہ تعالیٰ ان سب کو ناک کے بل جہنم میں ڈال دے گا۔ یا فرمایا کہ ان کے منہ کے بل۔

(۵۱۷۱) اور سماعہ نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اللہ تعالیٰ کے اس قول کے متعلق دریافت کیا کہ **و من يقتل مومنا متعمدا فجزاوه جهنم** (سورۃ نساء آیت ۹۳) (جو شخص کسی مومن کو عمداً قتل کرے اس کی جزا جہنم ہے) آپ علیہ السلام نے فرمایا جو شخص کسی مومن کو اس کے دین کے معاملہ پر قتل کرے تو یہ عمداً قتل ہے جس کے متعلق اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں کہا ہے اور اس کے لئے بڑا عذاب فراہم ہے میں نے عرض کیا اور اگر ایک شخص کا ایک شخص سے کسی بات پر جھگڑا ہو جائے اور وہ تلوار نکال کر اس کو مار دے اور اس کو قتل کر دے آپ علیہ السلام نے فرمایا یہ وہ قتل عمداً نہیں ہے جس کے متعلق اللہ تعالیٰ نے کہا ہے۔

(۵۱۷۲) حمّاد بن عیسیٰ نے ابی سفاتج سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اللہ تعالیٰ کے اس قول کے متعلق دریافت کیا **و من يقتل مومنا متعمدا فجزاوه جهنم** (سورۃ نساء آیت ۹۳) (جو شخص کسی مومن کو عمداً قتل کرے اس کی سزا جہنم ہے) آپ علیہ السلام نے فرمایا اگر اللہ تعالیٰ اس کو اس کی سزا دے تو جزا جہنم ہے اور اگر کسی کی شفاعت سے اس کو بخش دے تو یہ اور بات ہے۔

(۵۱۷۳) اور روایت ابراہیم بن ابی البلاد میں اس شخص سے ہے جس نے ان سے روایت بیان کی اور اس نے حضرت

امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ علیہ السلام نے بیان فرمایا کہ امیرالمومنین علیہ السلام کے عہد میں ایک راست گو عورت تھی جس کو اُمِّ فَتّان کہا جاتا تھا اصحاب امیرالمومنین میں سے ایک شخص اس کے پاس آیا تو اسے کچھ فکر مند پایا تو پوچھا کہ کیا بات ہے تم مجھے کچھ فکر مند سی نظر آرہی ہو؟ اس نے کہا میں نے اپنی مالکہ کو دفن کیا تو زمین نے اس کو دو مرتبہ باہر پھینک دیا۔ اس شخص کا کہنا ہے کہ وہ امیرالمومنین کی خدمت میں حاضر ہوا اور یہ واقعہ بیان کیا تو آپ علیہ السلام نے فرمایا زمین تو یہودی اور نصرانی کو بھی قبول کر لیتی ہے اس کو کیا ہوا ہے سوائے اس کے کہ وہ عذاب الہیٰ میں مبتلا ہے۔ پھر فرمایا کہ لیکن اگر کسی مرد مسلمان کے قبر کی مٹی لیکر قبر پر ڈال دی جائے تو وہ اپنی قبر میں قرار پا جائے گی۔ اس شخص کا بیان ہے کہ یہ سن کر اُمِّ فَتّان کے پاس آیا اس سے یہ بیان کیا تو اس نے ایک مرد مسلمان کے قبر کی مٹی لی اور اپنی مالکہ کی قبر پر ڈال دی اور وہ اپنی قبر میں قرار پا گئی۔ پھر میں نے اس سے پوچھا یہ تمہاری مالکہ کرتی کیا تھی۔ اس نے کہا کہ یہ مردوں کی بڑی شوقین تھی جب اس کے کوئی بچہ پیدا ہوتا تو وہ اپنے بچہ کو تنور میں ڈال دیا کرتی تھی۔

(۵۱۷۴) علی بن حکم نے فضیل بن سعدان سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی تلوار کے پرتلہ میں ایک صحیفہ تھا جس میں تحریر تھا کہ اللہ اور ملائکہ اور تمام انسانوں کی لعنت اس شخص پر جو ایسے آدمی کو قتل کر دے جو اس کے قتل کا ارادہ نہ رکھتا ہو۔ اس آدمی کو مارے جو اس کے مارنے کا ارادہ نہ رکھتا ہو یا دین میں کوئی نئی بات ایجاد کرے یا ایجاد کرنے والے کو پناہ دے اور خدائے بزرگ و برتر کا انکار ہے حسب سے انکار کرنا خواہ پستی کی وجہ سے کیوں نہ ہو۔

باب: قسامت (قسم)

(۵۱۷۵) حسن بن محبوب نے علی بن رئاب سے انہوں نے ابی بصیر سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے تم لوگوں کے مالی مقدمات کے متعلق جو حکم دیا ہے اس کے برعکس تم لوگوں کے خون کے مقدمات کے لئے دیا ہے۔ تم لوگوں کے مالی مقدمات کے متعلق یہ حکم دیا ہے ثبوت اور گواہی مدعی کے ذمہ ہے اور قسم مدعا علیہ کے ذمہ۔ اور تم لوگوں کے خون کے مقدمات کے متعلق یہ حکم دیا ہے قسم مدعی کے ذمہ ہے اور صفائی کا ثبوت اور گواہی مدعا علیہ کے ذمہ ہے تاکہ ایک مرد مسلمان کا خون رائیگاں نہ جائے۔

(۵۱۷۶) منصور بن یونس نے سلیمان بن خالد سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ

السلام نے ارشاد فرمایا کہ ایک مرتبہ عیسیٰ بن موسیٰ نے مجھ سے دریافت کیا اور ابن شبرمہ بھی ان کے ساتھ تھا کہ ایک مقتول کسی قوم کی سرزمین و سرحد میں پایا جاتا ہے۔ تو میں نے ان سے بیان کیا کہ ایک مرتبہ انصار نے خیبر کی نہروں میں سے ایک نہر پر ایک شخص کو مقتول پایا۔ تو انصار نے کہا کہ یہودیوں نے ہمارے آدمی کو قتل کیا ہے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان سے کہا کہ کیا تم لوگوں کے پاس اس کا کوئی ثبوت و گواہی ہے؟ انہوں نے کہا نہیں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا پھر تم لوگ قسم کھا کر یہ کہہ سکتے ہو؟ ان لوگوں نے کہا جس چیز کو ہم لوگوں نے دیکھا نہیں اس کے متعلق کیسے قسم کھائیں گے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا مگر یہودی تو قسم کھاتے ہیں۔ انصار نے کہا یہودی ہمارے مقتول کے لئے قسم کھاتے ہیں؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا پھر نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے پاس سے اس مقتول کا خونبہا ادا کر دیا۔ تو ابن شبرمہ نے کہا اچھا اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خونبہا ادا نہ کرتے تو اس وقت کے لئے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کیا رائے تھی؟ تو میں نے کہا جو کچھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کیا اس کے متعلق تو میں کچھ نہ کہوں گا اگر آپ کچھ نہ کرتے تو۔ راوی کا بیان ہے کہ میں نے عرض کیا کہ پھر قسم کس پر ہوتی؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ مقتول کے وارثوں پر۔

(۵۱۷۷) محمد بن سہل نے اپنے باپ سے انہوں نے اپنے بعض شیوخ سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ امیرالمومنین علیہ السلام سے دریافت کیا گیا کہ ایک شخص چند لوگوں کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا کہ ان ہی لوگوں کے ساتھ رہتے ہوئے مر گیا۔ یا ایک شخص کسی قبیلہ میں یا لوگوں کے گھر پر مردہ پایا گیا تو ان لوگوں پر اس کے وارثوں نے دعویٰ کر دیا۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا ان لوگوں پر قصاص نہیں ہے مگر اس کا خون بھی ضائع نہیں کیا جائے گا۔ ان لوگوں پر اس کی دیت لازم ہے۔

(۵۱۷۸) موسیٰ بن بکر نے زرارہ سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ قسم اس لئے قرار دے دی گئی ہے کہ جو شخص بدی میں مشہور ہے اور اس پر عداوت کا اتہام ہے اس پر دباؤ پڑے اور اگر لوگ اس کے خلاف گواہی دیں تو ان کی شہادت کو جائز سمجھا جائے۔

(۵۱۷۹) قاسم بن محمد نے علی بن ابی حمزہ سے انہوں نے ابی بصیر سے روایت کی ہے انہوں نے کہا کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے قسم کے متعلق دریافت کیا کہ اس کی ابتداء کہاں سے ہوئی تو آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ اس کی ابتداء رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے ہی سے ہو گئی تھی۔ جب فتح خیبر کے بعد انصار میں سے ایک شخص اپنے ساتھیوں سے چھوٹ گیا تو لوگ اس کی تلاش میں نکلے تو اس کو اپنے خون میں لتھڑا ہوا مقتول پایا۔ تو انصار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں آئے اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ ہمارے ساتھی کو یہودیوں نے قتل کر دیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ پھر تم میں پچاس (۵۰) آدمی قسم کھا کر گواہی دیں

کہ اس کو یہودیوں نے قتل کیا ہے۔ انصار نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیا ہم لوگ اس بات کی قسم کھائیں جس کو ہم لوگوں نے دیکھا نہیں ہے ؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا پھر یہودی قسم کھائیں گے (کہ ہم نے قتل نہیں کیا) انصار نے کہا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہودیوں کی قسم کو سچا کون سمجھے گا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا پھر میں تمہارے آدمی کی دیت ادا کروں گا۔ میں نے عرض کیا پھر اس میں کیسے فیصلہ ہوگا ؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے خون کی عظمت و اہمیت کے پیش نظر اس کے لئے وہ حکم دیا ہے جو حقوق الناس میں سے کسی شے کے لئے نہیں دیا۔ اور وہ اس طرح کہ اگر کوئی شخص کسی آدمی پر دس ہزار درہم یا اس سے کم وبیش کا دعویٰ کرے تو مدعی پر قسم نہیں ہے بلکہ مدعا علیہ پر قسم ہے۔ لیکن اگر کوئی شخص کسی قوم پر خون کا دعویٰ کرے کہ ان لوگوں نے قتل کیا ہے۔ تو قسم مدعی پر ہے مدعا علیہ کے سامنے۔ اور مدعی کے لئے یہ لازم ہے کہ وہ پچاس (۵۰) آدمیوں کو پیش کرے جو قسم کھا کر یہ کہیں کہ فلاں نے فلاں کو قتل کیا ہے تو جس کے خلاف حلف کے ساتھ قتل کے جرم کی گواہی ہے اس کو مدعی کے حوالہ کردیا جائے گا۔ اب وہ لوگ چاہیں تو اس کو معاف کردیں اور چاہیں تو قتل کردیں اور چاہیں دیت قبول کرلیں۔ اور اگر مدعی کی طرف سے لوگ قسم نہ کھائیں تو مدعا علیہ پر لازم ہے کہ ان میں سے پچاس (۵۰) آدمی قسم کھا کر کہیں کہ ہم لوگوں نے نہ قتل کیا ہے اور نہ قاتل کو جانتے ہیں اگر یہ لوگ ایسا کریں گے تو اس قریہ کے لوگ جس میں یہ مقتول پایا گیا ہے اس کی دیت ادا کریں گے۔ اور وہ مقتول صحرا میں پایا گیا ہے تو اس کی دیت بیت المال سے دی جائے گی۔ اس لئے کہ حضرت امیرالمومنین علیہ السلام فرمایا کرتے تھے کہ کسی مرد مسلمان کا خون رائیگاں نہیں کیا جائے گا۔

(۵۱۸۰) اور سماعہ نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک قریہ یا دو قریوں کے درمیان ایک آدمی مقتول پایا جاتا ہے آپ علیہ السلام نے فرمایا اس کی پیمائش کی جائے گی وہ جس قریہ سے زیادہ قریب ہوگا وہ اس کا ضامن ہوگا۔

(۵۱۸۱) زرارہ نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ قسم لوگوں کے احتیاط کے لئے ہے تاکہ جب کبھی کوئی فاسق کسی شخص کو دھوکا دے کر ایسی جگہ قتل کرنے کا ارادہ کرے جس کو کوئی نہ دیکھ سکے تو وہ اس سے ڈرے (کہ قسم کھانی پڑے گی) اور وہ قتل سے باز رہے۔

باب: وہ شخص جو کسی کو زخمی یا قتل کر دے تو اس پر کوئی دیت لازم نہ ہو

(۵۱۸۲) حماد بن عیسیٰ نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (اپنی ازواج کے) کسی حجرے میں تھے کہ ایک شخص نے دروازے کے شگاف سے جھانکا اور اس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہاتھ میں گیہوں پیٹ کر صاف کرنے کی ایک لکڑی تھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اگر قریب ہوتا تو اسی سے تیری آنکھ پھوڑ دیتا۔

(۵۱۸۳) قاسم بن محمد جوہری نے علی ابن ابی حمزہ سے انہوں نے ابی بصیر سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک شخص لوگوں کے گھروں میں جھانکتا تھا تاکہ ان کی عورتوں کو دیکھے تو ان لوگوں نے اس کو پتھر مار کر قتل کر دیا یا زخمی کر دیا یا اس کی آنکھ پھوڑ دی۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا اس کی کوئی دیت نہیں ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حجرے میں ایک شخص شگاف در سے جھانک رہا تھا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک نیزہ لے کر آئے تاکہ اس کی آنکھ پھوڑ دیں تو وہ بھاگا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آواز دی اے خبیث ٹھہر میں اس سے تیری آنکھ پھوڑ دوں۔

(۵۱۸۴) اور حضرت امام محمد باقر و امام جعفر صادق علیہما السلام نے فرمایا کہ جو قصاص میں قتل ہوا اس کی کوئی دیت نہیں۔

(۵۱۸۵) ہشام بن سالم نے سلیمان بن خالد سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ جس نے پہلے حملہ کیا پھر اس پر حملہ کر دیا گیا تو اس کے لئے کوئی قصاص نہیں ہے۔

(۵۱۸۶) علاء نے محمد بن مسلم سے اور انہوں نے دونوں ائمہ علیہما السلام میں سے کسی ایک سے روایت کی ہے ایک ایسے شخص کے متعلق کے وہ کسی آدمی پر گر جاتا ہے اور آدمی مر جاتا ہے۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا اس پر کچھ نہیں ہے۔

(۵۱۸۷) محمد بن فضیل نے ابی صباح کنانی سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ امیر المومنین علیہ السلام کے عہد میں کچھ لڑکے اپنی جگہ پگڑیوں یا رومالوں سے کوڑے بنا کر (گوپھن) کھیل رہے تھے ان میں سے ایک نے اپنے کوڑے سے اپنے ساتھی کو مارا اور اس کے آگے کے چار دانت ٹوٹ گئے۔ یہ مقدمہ امیر المومنین علیہ السلام کے سامنے پیش ہوا تو مارنے والے نے گواہیاں پیش کیں کہ اس نے مارتے وقت کہہ دیا تھا کہ خبردار بچو۔ تو امیر المومنین علیہ السلام نے اس سے قصاص کو معاف کر دیا اور فرمایا کہ جس نے یہ کہہ دیا کہ خبردار تو اس کا عذر قابل قبول ہے۔

(۵۱۸۸) صفوان بن یحییٰ نے عبداللہ بن سنان سے روایت کی ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو ایک شخص کے متعلق فرماتے ہوئے سنا کہ وہ ایک عورت پر حرامکاری کی نیت سے جھپٹا تو اس عورت نے ایک پتھر کھینچ کر مارا جو اس کو لگا اور قتل ہوگیا۔آپ علیہ السلام نے فرمایا اس عورت پر کچھ (دیت یا قصاص) نہیں ہے یہ اس کے اور اللہ کے درمیان کا معاملہ ہے۔یہ مقدمہ اگر امام عادل کے سامنے پیش ہوگا تو وہ (ثبوت و گواہ کے بعد) اس کے خون کو رائیگاں کردے گا۔

(۵۱۸۹) حماد نے حلبی سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ علیہ السلام نے فرمایا جو بھی شخص کسی آدمی کی طرف اس کے مارنے کے لئے بڑھے اور وہ آدمی اپنا دفاع کرے اور وہ شخص زخمی یا قتل ہوجائے تو اس آدمی پر کچھ نہیں ہے۔

(۵۱۹۰) حسن بن محبوب نے علی بن رئاب سے انہوں نے ابی بصیر سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک شخص نے کسی پاگل اور مجنوں کو قتل کردیا تو آپ علیہ السلام نے فرمایا اگر اس مجنوں نے اس پر حملہ کیا تھا اور اس نے اپنا دفاع کیا اور اسے قتل کردیا تو اس پر نہ قصاص ہے اور نہ دیت ہے۔اور اس مجنوں کے وارثوں کو بیت المال مسلمین میں سے اس کی دیت دی جائے گی۔آپ علیہ السلام نے فرمایا اور اگر اس مجنوں کے حملہ کئے بغیر اس نے مجنوں کو قتل کردیا تو اس سے قصاص نہ لیا جائے اس کے لئے کوئی قصاص نہیں ہے اور میری رائے یہ ہے کہ قاتل مجنوں کے وارثوں کو اس کی دیت ادا کرے اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں استغفار اور توبہ کرے۔

(۵۱۹۱) جعفر بن بشیر نے معلّی ابی عثمان سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے آنجناب علیہ السلام سے دریافت کیا ایک شخص پر ایک گھوڑا چڑھ دوڑا وہ چاہتا تھا کہ اسے اپنے سموں کے نیچے لیلے وہ شخص اس سے ڈرا اور اس نے گھوڑے کو ڈانٹا تو وہ مع اپنے سوار کے بدکا اور سوار کو گرا دیا اور سوار زخمی وغیرہ ہوگیا۔آپ علیہ السلام نے فرمایا اس شخص پر اس کی کوئی ذمہ داری نہیں اس نے تو اپنے بچاؤ کے لئے اس کو ڈانٹا تھا یہ اس کی مجبوری تھی (اس پر کوئی قصاص و دیت نہیں)۔

(۶۱۹۲) حسن بن محبوب نے ابی ایّوب سے انہوں نے محمد بن مسلم سے انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ ایک مومن کی عورت دوسرے مومن پر حرام ہے۔نیز آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ اگر کوئی شخص کسی مومن کے گھر میں جھانکے تو اس کی دونوں آنکھیں پھوڑنا اس حالت میں اس مومن پر حلال ہے۔اور اگر کوئی شخص کسی مومن کے گھر میں بلا اجازت گھس آئے تو اس حالت میں اس کا خون اس مومن پر اور جو شخص کسی نبی مرسل کی نبوت سے انکار کرے اور اسے جھٹلائے تو اس کا خون مباح ہے۔راوی کا بیان ہے کہ میں

نے عرض کیا کہ آپ علیہ السلام کی رائے میں جو شخص آپ لوگوں میں سے کسی امام سے انکار کرے اس کا کیا حال ہوگا؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا جو شخص کسی امام سے انکار کرے اس نے اللہ سے براءت کر دی اور اس سے بری اور اس کے دین سے بری ہے وہ کافر ہے اور اسلام سے مرتد ہے کیونکہ امام اللہ کی طرف سے ہے اس کا دین اللہ کا دین ہے اور جو اللہ کے دین سے براءت کرے وہ کافر ہے اور اس کا خون اس وقت میں مباح ہے لیکن یہ کہ وہ اپنے عقیدہ کی طرف پلٹ آئے اور جو کچھ اس نے کہا ہے اس سے اللہ کی بارگاہ میں توبہ کرے۔ نیز فرمایا کہ جو شخص کسی مومن پر ٹوٹ پڑے اسے جان سے مارنے یا اس کا مال لوٹنے کے ارادے سے تو اس وقت اس مومن کے لئے اس کا خون مباح ہے۔

(۵۱۹۳) ابن فضّال نے ابن بکیر سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ ایک شخص ایک آدمی کے اوپر گر پڑا تاکہ اس کو قتل کر دے مگر اوپر والا ہی مرگیا۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا نیچے والے پر کچھ نہیں ہے۔

باب: قصاص اور دیت کی رقم

(۵۱۹۴) ہشام بن سالم نے سلیمان بن خالد سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک شخص ڈنڈے سے پیٹا گیا اور اس وقت تک نہیں چھوڑا گیا جب تک وہ قتل نہیں ہوگیا۔ کیا قاتل کو مقتول کے وارثوں کے حوالے کر دیا جائے گا۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا ہاں مگر قاتل کو (ورثاء کے ظلم کا نشانہ بننے کے لئے) نہ چھوڑا جائے کہ وہ مقتول کے ناک کان کاٹیں یا کوئی اور حرکت کریں بلکہ اس کو جلد تلوار کے گھاٹ اتار دیا جائے۔

(۵۱۹۵) فضل بن عبدالملک نے آنجناب علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ جب کوئی شخص کسی کو لوہے سے مارے تو یہ قتل عمداً ہے۔ راوی کا بیان ہے کہ میں نے آنجناب علیہ السلام سے دریافت کیا اس قتل خطاء کے لئے جس میں دیت اور کفارہ ہے کیا وہ شخص ہے جو کسی کو مارتا ہے مگر قتل کا عمداً ارادہ نہیں کرتا آپ علیہ السلام نے فرمایا ہاں میں نے عرض کیا پھر اگر کوئی شخص کوئی چیز پھینکے اور کسی کو لگ جائے آپ علیہ السلام نے فرمایا یہ قتل خطا ہے اس میں کوئی شک نہیں اس پر دیت اور کفارہ ہے۔

(۵۱۹۶) نضر نے عبداللہ بن سنان سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ اگر کوڑا مار کر یا پتھر مار کر یا ڈنڈے مار کر کسی کو قتل کیا جائے تو یہ قتل خطا بہت مشابہہ بقتل عمد ہے اور اس کی دیت بھی غلیظ اور گہری ہوگی یعنی ایک سو (۱۰۰) اونٹ جس میں چالیس (۴۰) ثنیہ اور بازل کے

درمیان یعنی چھ (۶) اور آٹھ (۸) سال کے درمیان کی حاملہ اونٹنیاں اور تیس (۳۰) عدد حقہ (تین سالہ) اور تیس (۳۰) عدد ابنتہ لبون (دودھ پیتی ہوئی اونٹ کی بچیاں) اور قتل خطا میں تیس (۳۰) عدد حقہ اور تیس (۳۰) عدد ابنتہ لبون اور بیس (۲۰) مخاض (دودھ میں ہبتلا اونٹنیاں) اور بیس (۲۰) اونٹ کے نر دودھ پیتے بچے۔ اور ہر اونٹ کی قیمت چاندی کے سکوں میں سے ایک سو بیس (۱۲۰) درہم یا دس (۱۰) دینار۔ اور بکریوں میں ہر ایک اونٹ کی قیمت (کے بدلے) بیس (۲۰) بکریاں۔

(۵۱۹۷) معاویہ بن وھب نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے قتل عمد کی دیت کے متعلق دریافت کیا تو آپ علیہ السلام نے فرمایا ایک سو (۱۰۰) نر اونٹ جو پانچ سال پورے کرکے چھٹے سال میں داخل ہوئے ہوں اور اگر یہ نہ ہوسکے تو ہر ایک اونٹ کے بدلے بیس (۲۰) عدد بکرے۔

(۵۱۹۸) حسن بن محبوب نے خضر صیرفی سے انہوں نے برید عجلی سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک شخص نے ایک آدمی کو عمداً قتل کر دیا ابھی اس پر حد جاری نہیں ہوئی اور نہ ابھی صحیح شہادت پیش ہوئی تھی کہ وہ پاگل ہو گیا اور اس کی عقل جاتی رہی پھر اس کے پاگل ہونے کے بعد دوسرے لوگوں نے گواہی دی کہ اس نے اس کو قتل کیا ہے۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ اگر وہ لوگ یہ گواہی دیں کہ جس وقت اس نے قتل کیا تھا وہ صحیح الذہن تھا اس کی عقل میں کوئی خرابی اور فساد نہ تھا تو وہ قتل کیا جائے گا اور اگر یہ گواہی نہ دیں تو اگر قاتل کے پاس مال ہو تو اس میں سے مقتول کے وارثوں کو اس کی دیت ادا کر دی جائے گی اور اس کے پاس کچھ مال نہ ہو تو مسلمانوں کے بیت المال سے اس کی دیت ادا کی جائے گی اور مرد مسلم کا خون رائیگاں نہیں کیا جائے گا۔

(۵۱۹۹) اور سلیمان بن خالد نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک شخص نے ایک دایہ دودھ پلانے والی اجرت پر رکھی اور اپنا لڑکا اس کے حوالہ کر دیا اور وہ لڑکا اس دایہ کے پاس رہا پھر دایہ چلی گئی اور اس نے دوسری جگہ مزدوری تھام لی اب وہ دایہ لڑکے کو لے کر غائب ہو گئی نہیں معلوم کہ اس نے لڑکے کے ساتھ کیا کیا اور دایہ سے بدلہ نہیں لیا جاتا۔ آپؑ نے فرمایا اس کی دیت کامل ہوگی۔

(۵۲۰۰) حسن بن محبوب نے حسن بن حیؑ سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک شخص کہیں مقتول پایا گیا اتنے میں دو شخص مقتول کے وارثوں کے پاس آئے ایک نے کہا کہ میں نے اس کو عمداً قتل کیا ہے دوسرے نے کہا میں نے اس کو خطأً قتل کیا ہے۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا اگر اس کے وارث نے قتل عمداً کا دعویٰ کرنے والے سے دیت حاصل کر لی ہے تو قتل خطا کا دعویٰ کرنے والے پر کچھ نہیں ہے اور اگر اس نے قتل خطا کا دعویٰ کرنے والے سے دیت وصول کر لی ہے تو پھر قتل عمد کا دعویٰ کرنے والے پر کچھ

نہیں ہے۔

(۵۲۰۱) حسن بن محبوب نے عبدالرحمن بن حجاج سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے ابن ابی لیلیٰ کو کہتے ہوئے سنا وہ کہہ رہے تھے کہ زمانہ جاہلیت میں دیت سو (۱۰۰) اونٹ تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کو برقرار رکھا پھر آپ علیہ السلام نے دیت میں گائے دینے والوں پر دو سو گائیں فرض کیں اور بکریوں کی شکل میں دینے والوں پر ایک ہزار بکریاں۔ حُلّوں کی شکل میں دیت دینے والوں پر ایک سو حُلّے فرض کئے عبدالرحمن کا بیان ہے کہ ابن ابی لیلیٰ نے جس کی روایت کی تھی اس کو میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے بیان کیا تو آپ علیہ السلام نے فرمایا حضرت علی علیہ السلام فرمایا کرتے تھے کہ دیت ایک ہزار (۱۰۰۰) دینار ہے اور ہر ایک دینار کی قیمت دس (۱۰) درہم ہے سونے کا کام کرنے والوں پر ایک ہزار (۱۰۰۰) دینار چاندی کا کام کرنے والوں پر دس ہزار درہم ۔ شہر والوں کے لئے دس ہزار ۔ دیہات والوں کے لئے دیت ایک سو (۱۰۰) اونٹ اور اہل اطراف کے لئے دو سو (۲۰۰) گائیں یا ایک ہزار (۱۰۰۰) بکریاں۔

(۵۲۰۲) اور کلیب بن معاویہ نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا ۔ آپ علیہ السلام فرماتے تھے کہ جو شخص ماہ حرام میں کسی کو قتل کرے اس پر ایک دیت اور ایک دیت کی تہائی واجب الادا ہے۔

(۵۲۰۳) ابان نے زرارہ سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا ۔ آپ علیہ السلام فرماتے تھے کہ اگر کوئی شخص ماہ حرام میں کسی کو قتل کرے تو وہ حرام کے مہینوں میں دو ماہ پے در پے روزہ رکھے۔

(۵۲۰۴) حسن بن محبوب نے ابی ولّاد سے روایت کی ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک شخص نے ایک مرد مسلمان کو قتل کر دیا لیکن اس مقتول کا مسلمانوں میں کوئی والی و وارث نہیں ہے اگر ہیں تو وہ کافران ذمی ہیں جو اس کے قرابتدار ہیں ۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ امام پر لازم ہے کہ وہ اس کے خاندان والوں میں سے جو اس کے قرابتدار ہیں ان پر اسلام پیش کرے ان میں سے جو بھی اسلام لائے وہ اس کا والی و وارث ہے قاتل اس کے حوالے کر دیا جائے گا وہ چاہے تو اس کو قتل کرے اور چاہے معاف کرے اور چاہے دیت وصول کرے ۔ اگر اس کے قرابتداروں میں سے کوئی اسلام نہ لایا تو پھر امام اس کا والی ہوگا وہ چاہے تو اس کو قتل کرے اور چاہے اس کی دیت وصول کر کے مسلمانوں کے بیت المال میں ڈال دے اس لئے کہ اگر اس مقتول کے ذمہ کوئی تاوان ہے تو وہ امام کے ذمہ ہے لہذا اس کی دیت بھی وہی وصول کرے گا۔ میں نے عرض کیا اور اگر امام اس کو معاف کر دے ؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا یہ حق تو سارے مسلمانوں کا ہے امام اس کو معاف نہیں کرے گا۔ وہ یا تو اس کو قتل کر دے گا یا دیت لے لیگا۔

(۵۲۰۵) ابن محبوب نے علی بن رئاب سے انہوں نے عبداللہ بن سنان سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے ایک ایسے شخص کے متعلق کہ جس نے ایک آدمی کو دھکا دیا تو وہ دوسرے آدمی پر گرا اور وہ مرگیا۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا دیت اس آدمی پر ہے جو اس پر گرا ہے اور وہ مرگیا ہے وہ مقتول کے وارثوں کو ادا کرے گا۔ نیز فرمایا اور وہ جس کو دھکا دیا ہے وہ دھکا دینے والے سے دیت وصول کرے گا۔ اور اگر کوئی گزند پہنچا ہے تو وہ اس کی دیت بھی دھکا دینے والے سے وصول کرے گا۔

(۵۲۰۶) ابن محبوب نے ابی ولاد سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے آپ علیہ السلام نے بیان فرمایا کہ حضرت امیرالمومنین علیہ السلام فرماتے تھے کہ قتل خطا کی دیت کا مطالبہ تین سالوں میں ہوگا اور قتل عمد کا مطالبہ ایک سال میں کیا جائے گا۔

(۵۲۰۷) جعفر بن بشیر نے معلّی ابی عثمان سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے آنجنابؑ سے قول خدا **فمن تصدّق به فهو كفارة له** (سورۃ مائدہ آیت ۴۵) (جو مظلوم ظالم کو معاف کردے تو یہ اس کے گناہوں کا کفارہ ہوگا) آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ اس کے گناہوں کا کفارہ اسی قدر ہوگا جتنا اس نے قتل عمد کو معاف کیا ہے اور قتل عمد کے اندر آدمی کے بدلے آدمی قتل ہوگا۔ مگر یہ کہ وہ اس کو معاف کردے یا دیت قبول کرلے اور قتل عمد سے شدید مشابہت میں تینتیس (۳۳) عدد حقہ (تین سالہ اونٹ) اور چونتیس (۳۴) عدد جذعہ (دو سالہ اونٹ) اور تینتیس (۳۳) عدد ثنیہ خلفہ (چھ سالہ) اونٹنیاں جو نر کی تلاش میں ہوں۔ اور قتل خطائے مغلظ میں اگر بکریاں دینی ہیں تو ایک ہزار نر بکرے اور یہ نہ ہوسکے تو اونٹ۔

(۵۲۰۸) ابن محبوب نے ابی ایوب سے انہوں نے حریز سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے آنجناب علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک شخص نے ایک آدمی کو عمداً قتل کردیا یہ مقدمہ والی و حاکم کے سامنے پیش کیا گیا تو حاکم نے اس کو قتل کرنے کے لئے مقتول کے حوالے کردیا تو کچھ لوگ جھپٹے اور قاتل کو مقتول کے وارثوں سے چھڑا لے گئے۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا میری رائے یہ ہے کہ جو لوگ اسے مقتول کے وارثوں سے چھڑا لے گئے ان کو اس وقت تک قید میں رکھا جائے جب تک وہ قاتل کو پیش نہ کریں۔ تو عرض کیا گیا کہ اور اگر یہ لوگ قید میں ہوں اور قاتل مرجائے؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا اگر قاتل مرجائے تو پھر ان لوگوں پر دیت ہے جو وہ مقتول کے وارثوں کو ادا کریں گے۔

(۵۲۰۹) ہشام بن سالم نے زیاد بن سوقہ۔ اور انہوں نے حکم بن عتیبہ سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے عرض کیا کہ آپ علیہ السلام قتل عمد اور قتل خطا اور جراحتوں کے متعلق کیا فرماتے ہیں تو آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ قتل خطاء قتل عمد کے مانند نہیں۔ قتل عمد (کے بدلے) میں قتل

ہے اور جراحتوں میں قصاص ہے اور قتل خطاء اور جراحتوں میں دیت ہے۔ راوی کا بیان ہے کہ پھر آپ علیہ السلام نے فرمایا اے حکم اگر خطا قاتل کی ہے یا خطا جارح (زخمی کرنے والے) کی اور وہ بدوی ہے تو وہ خطا جو اس بدوی نے کی ہے اس کی دیت اس کے سرپرستوں پر ہے ان بدوؤں کی طرف سے اور اگر جارح کسی قریہ کا رہنے والا ہے تو اس نے جو خطا کی ہے اس کی دیت اس کے ان سرپرستوں پر ہے جو قریہ کے رہنے والے ہیں۔

(۵۲۱۰) ابن محبوب نے علی بن رئاب سے انہوں نے زرارہ سے انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے ایک ایسے شخص کے متعلق روایت کی ہے جس نے ایک مرد آزاد کو حکم دیا کہ فلاں شخص کو قتل کردو اور اس نے اس کو قتل کردیا۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا جس نے قتل کیا ہے اس کو قتل کیا جائے گا اور جس نے قتل کا حکم دیا ہے اس کو تا عمر قید کردیا جائے گا یہاں تک کہ وہ اس میں مرجائے۔

(۵۲۱۱) ابن محبوب نے علی بن رئاب سے انہوں نے ابی عبیدہ سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک شخص نے اپنی ماں کو قتل کردیا آپ علیہ السلام نے فرمایا وہ ماں کی وراثت نہیں پائے گا اور اس کے قتل کے جرم میں قتل ہوگا ذلت کے ساتھ اور میرا تو خیال یہ ہے کہ اس کا قتل بھی اس کے گناہ کا کفارہ نہیں بنے گا۔

(۵۲۱۲) ابن محبوب نے علی بن رئاب سے انہوں نے زرارہ سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے ایک مرتبہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک شخص نے ایک آدمی کو حرام مہینوں میں خطأً قتل کردیا۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا اس پر دیت اور حرام مہینوں میں دو ماہ تک متواتر روزہ رکھنا لازم ہے۔ میں نے عرض کیا مگر اس میں تو ایام عید اور ایام تشریق بھی آئیں گے؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا مگر وہ اس میں بھی روزہ رکھے گا اس لئے کہ اس کی ادائیگی اس پر لازم ہے۔

(۵۲۱۳) ابان کی روایت جو زرارہ سے ہے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ اس پر پوری دیت اور ایک دیت کی ایک تہائی لازم ہے۔

(۵۲۱۴) ظریف بن ناصح نے علی ابن ابی حمزہ سے انہوں نے ابی بصیر سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا اگر کوئی شخص کسی کو مٹی کا برتن یا پختہ اینٹ مارے اور وہ مرجائے تو اس کا یہ قتل عمداً ہوگا۔

(۵۲۱۵) ابن ابی عمیر نے ہشام بن سالم اور متعدد اشخاص سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آنجناب علیہ السلام سے دریافت کیا گیا کہ ایک عورت پر مرد نے سختی کا برتاؤ کیا اور اب اس کا خیال ہے کہ وہ عورت اس کے اس سخت برتاؤ سے مرگئی۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ اس کی دیت کامل ہوگی مگر مرد قتل

نہیں کیا جائے گا۔

(۵۲۱۶) ابراہیم بن ہاشم کی نوادر میں ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا گیا کہ ایک مرد نے عورت کے ساتھ سختی کا برتاؤ کیا یا عورت نے مرد کے ساتھ سختی کا برتاؤ کیا پھر ایک نے دوسرے کو قتل کر دیا۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا ان دونوں پر کچھ نہیں ہے۔

(۵۲۱۷) داؤد بن سرحان نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے ان دو شخصوں کے متعلق کہ جنہوں نے مل کر ایک آدمی کو قتل کر دیا۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ اگر مقتول کے ورثا چاہیں کہ ان کی دیت ادا کر کے ان دونوں کو قتل کریں تو وہ قتل کر لیں۔

(۵۲۱۸) اور سماعہ نے ابی بصیر سے اور انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے اللہ تعالیٰ کے اس قول کے متعلق دریافت کیا **فمن عفی له من اخیه شی فاتباع بالمعروف** (سورۃ بقرہ آیت ۱۷۸) (پس جس قاتل کو اس کے ایمانی بھائی طالب قصاص کی طرف کر دیا جائے تو اسے بھی اس کے قدم بہ قدم نیکی کرنا اور خوشی سے خون بہا ادا کرنا چاہیئے) اس آیت میں شے سے کیا مراد ہے؟ فرمایا یہ وہ شخص ہے جو دیت قبول کرے تو اللہ تعالیٰ نے حکم دیا جو اس کا حق ہے اسے خوش اسلوبی سے وصول کرے اس کو پریشان نہ کرے۔ اور جس پر ادا کرنا لازم ہے اس کے لئے حکم ہے اس کے ساتھ ظلم نہ کرے اور اگر آسانی کے ساتھ ادا کر سکتا ہے تو نیکی کے ساتھ ادا کر دے میں نے عرض کیا کہ پھر اس کے ساتھ اللہ تعالیٰ کا یہ قول **فمن اعتدی بعد ذلک فله عذاب الیم** (سورۃ بقرہ آیت ۱۷۸) (اب اس کے بعد جو بھی زیادتی کرے گا اس کے لئے دردناک عذاب ہے) آپ علیہ السلام نے فرمایا اس سے مراد وہ شخص ہے جو دیت قبول کر لیتا ہے پھر مصالحت کر لیتا ہے اور اس کے بعد اگر قاتل کو مثلہ کر دیتا ہے یعنی ناک کان کاٹ لیتا ہے یا قتل کر دیتا ہے۔

(۵۲۱۹) داؤد بن سرحان نے حضرت ابی عبداللہ امام جعفر صادق علیہ السلام سے ایک ایسے شخص کے متعلق روایت کی ہے جو اپنے سر پر کوئی سامان اٹھائے ہوئے تھا وہ ایک انسان سے ٹکرایا اور وہ مر گیا یا اس میں سے کچھ سامان ٹوٹ گیا۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا وہ اس کا امانت دار اور ضامن ہے۔

(۵۲۲۰) محمد بن اسلم نے علی بن ابی حمزہ سے انہوں نے حضرت ابوالحسن موسیٰ بن جعفر علیہما السلام سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے آنجناب علیہ السلام سے عرض کیا مولا میں آپ علیہ السلام پر قربان ایک شخص نے ایک آدمی کو عمداً یا خطأً قتل کر دیا اور اس کے ذمہ کسی کا قرض اور مال ہے مقتول کے ورثاء نے ارادہ کیا کہ قاتل کو معاف کر دیں۔ آپؑ نے فرمایا اگر وہ معاف کر دیتے ہیں تو مقتول کے ذمہ دار ہونگے۔ میں نے عرض کیا اور اگر وہ لوگ (معاف نہ کریں بلکہ) اس کے قتل کا ارادہ کریں؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا اگر اس نے عمداً قتل کیا ہے تو قاتل کو

قتل کیا جائے گا اور امام اس کا قرض قرض داروں کے سہم سے ادا کرے گا۔ میں نے عرض کیا عمداً قتل کیا ہے اور مقتول کے وارثوں نے قاتل سے خون بہا پر صلح کرلی تو قرض کس کے ذمہ ہوگا؟ اس کی دیت میں سے وارثوں پر یا امام پر؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا وہ لوگ اس کی دیت میں سے اس کا قرض ادا کریں گے جس پر ان لوگوں نے صلح کی ہے اس لئے کہ مقتول اپنی دیت کا دوسروں سے زیادہ حقدار ہے۔

(۵۲۲۱) اور ابن بکیر کی روایت میں ہے ان کا بیان ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ وہ شخص جو کسی آدمی کو چھوٹی یا بڑی چیز سے عمداً قتل کرے تو اس پر قصاص (یعنی قتل) لازم ہے۔

(۵۲۲۲) بزنطی نے عبداللہ بن سنان سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ایک ایسے شخص کے متعلق روایت کی ہے جس نے ایک آدمی کے سر پر ڈنڈا مارا تو اس کی زبان بھاری ہوگئی۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا اس کے سامنے حروف تہجی پیش کئے جائیں گے جس حرف کو وہ فصاحت کی زبان سے ادا کرسکے اس پر کچھ نہیں اور جس حرف کو وہ فصاحت سے ادا نہ کرسکے اس پر اس کو دیت دینا لازم ہے اور وہ اٹھائیس (۲۸) حروف ہیں۔

باب: وہ شخص جس کی خطا بھی عمد ہے

(۵۲۲۳) حسن بن محبوب نے ہشام بن سالم سے انہوں نے ابی بصیر سے انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ آپ علیہ السلام سے دریافت کیا گیا کہ ایک نابالغ لڑکے اور ایک عورت دونوں نے مل کر ایک شخص کو قتل کردیا۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ عورت کی اور نابالغ لڑکے کی خطا بھی عمد ہے اگر مقتول کے ورثاء چاہیں تو دونوں کو قتل کردیں اور لڑکے کے ورثاء کو پانچ ہزار درہم واپس کریں اور اگر لڑکے کو قتل کرنا چاہیں تو قتل کریں اور عورت لڑکے کے وارثوں کو ایک چوتھائی دیت دے گی اور اگر مقتول کے ورثاء عورت کو قتل کرنا چاہیں تو قتل کردیں اور لڑکا عورت کے وارثوں کو ایک چوتھائی دیت دے۔ اور اگر مقتول کے ورثاء چاہیں تو دیت لے لیں ایسی صورت میں لڑکے پر نصف دیت اور عورت پر نصف دیت ہوگی۔

(۵۲۲۴) ابن محبوب نے ابی ایوب سے انہوں نے ضریس کناسی سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک غلام اور ایک عورت نے مل کر ایک شخص کو خطاً قتل کردیا۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ عورت کی خطا اور غلام کی خطا بھی عمد کے مانند ہے پس اگر مقتول کے ورثاء چاہیں کہ دونوں کو قتل کریں تو دونوں کو قتل کردیں۔ اور فرمایا کہ اگر غلام کی قیمت پانچ ہزار درہم سے زیادہ ہے تو پانچ ہزار سے جو زائد ہے وہ غلام کے مالک کو ادا کریں۔ اور اگر چاہیں کہ عورت کو قتل کریں تو اسے قتل کردیں اور غلام

کو لے لیں تو ایسا کریں۔ لیکن اگر غلام کی قیمت پانچ ہزار درہم سے زائد ہے تو پانچ ہزار سے جو زائد ہے وہ غلام کے مالک کو ادا کریں اور غلام کو لے لیں یا یہ کہ اس غلام کا مالک اس کی دیت دیدے اور غلام کی قیمت پانچ ہزار درہم سے کم ہے تو پھر ان کے لئے غلام کے سوا اور کچھ نہیں ہے۔

(۵۲۲۵) ابو اسامہ نے عبداللہ بن سنان سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ ایک عورت نے ایک مرد کو عمداً قتل کر دیا تو اس کے متعلق آپ علیہ السلام نے فرمایا اگر مقتول کے گھر والے چاہیں کہ عورت کو قتل کریں تو قتل کر دیں جو جرم کرتا ہے اس کی سزا اس کی ذات ہی پر ہوتی ہے۔

(۵۲۲۶) سکونی نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ایک ایسے لڑکے اور ایک مرد کے متعلق روایت کی ہے کہ وہ دونوں ایک شخص کے قتل پر مجتمع ہوئے اور اسے قتل کر دیا تو آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ امیرالمومنین علیہ السلام کا ارشاد ہے جو لڑکا پانچ بالشت کا ہو جائے تو اس سے قصاص لیا جائے گا اور اس کے لئے قصاص دیا جائے گا لیکن اگر وہ پانچ بالشت کا نہیں ہوا ہے تو دیت کا فیصلہ ہوگا۔

باب: وہ شخص جس کا عمد بھی خطا ہے

(۵۲۲۷) حسن بن محبوب نے ہشام بن سالم سے انہوں نے عمّار ساباطی سے انہوں نے ابی عبیدہ سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک اندھے نے عمداً ایک صحیح سالم شخص کی آنکھ پھوڑ دی تو آپ علیہ السلام نے فرمایا اے ابو عبیدہ اندھے آدمی کا عمد بھی خطا کے مانند ہے اس میں اس کے مال سے دیت دی جائے گی اگر اس کے پاس مال نہیں ہے تو اس کی دیت امام پر لازم ہے اور ایک مسلمان کا حق رائیگاں نہیں جائے گا۔

(۵۲۲۸) اسماعیل بن ابی زیاد نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ محمد بن ابی بکر رضی اللہ عنہ نے ایک مرتبہ حضرت امیرالمومنین علیہ السلام کو خط لکھ کر دریافت کیا کہ ایک مجنون شخص نے عمداً ایک آدمی کو قتل کر دیا تو امیرالمومنین علیہ السلام نے اس مجنون کی قوم پر دیت قرار دے دی اور مجنون کی عمد و خطا دونوں کو برابر قرار دیا۔

باب: وہ شخص جس نے حرم کی حد سے باہر کوئی جرم کیا اور بھاگ کر حرم میں پناہ لے لی

(۵۲۲۹) ابن ابی عمیر نے ہشام بن حکم سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے ایک ایسے شخص کے متعلق کہ جس نے حرم کے باہر جرم کیا پھر بھاگ کر حرم میں پناہ لے لی۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا اس پر حد جاری نہیں کی جائے گی مگر اس کو نہ کھانا دیا جائے گا اور نہ پانی۔ نہ اس سے بات کی جائے گی نہ اس سے خرید و فروخت۔ جب ایسا کیا جائے گا تو ہو سکتا ہے کہ وہ حرم سے باہر نکل آئے اور اس پر حد جاری کی جائے۔ اور اگر کوئی شخص حرم کے اندر جرم کرے تو حرم کے اندر ہی اس پر حد جاری کی جائے گی اس لئے کہ اس نے خود حرم کا احترام نہیں کیا۔

باب: اس شخص کے لئے حکم جس کو دو آدمیوں یا اس سے زائد نے قتل کر دیا اور قوم ایک کے قتل پر مجتمع ہو جائے

(۵۲۳۰) قاسم بن محمد نے ابان سے انہوں نے فضیل بن یسار سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے عرض کیا کہ دس (۱۰) آدمیوں نے مل کر ایک آدمی کو قتل کر دیا؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا اگر مقتول کے ورثاء چاہیں تو ان سارے دس (۱۰) آدمیوں کو قتل کر دیں اور دیت کے نو حصوں کا نقصان اٹھائیں۔ اور اگر چاہیں تو ان میں سے ایک آدمی کو چن لیں اور اسے قتل کر لیں اور باقی نو (۹) آدمیوں میں سے ہر ایک دیت کا دسواں حصہ مقتول کے وارثوں کو ادا کر دے۔ اور فرمایا کہ پھر والی و حاکم ان نو (۹۰) آدمیوں کو سزا دیگا اور انہیں قید کر دیگا۔

(۵۲۳۱) حمّاد نے حلبی سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ حضرت امیر المومنین علیہ السلام نے دو ایسے آدمیوں کے متعلق فیصلہ فرمایا کہ جن میں سے ایک نے ایک شخص کو پکڑے رکھا اور دوسرے نے اس شخص کو قتل کر دیا۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا قاتل کو قتل کیا جائے گا اور دوسرے کو قید کر دیا جائے گا۔ کہ وہ اسی قید میں مرجائے جس طرح اس نے اس شخص کو مرتے دم تک پکڑے رکھا۔

(۵۲۳۲) اور آپ علیہ السلام نے ان دس (۱۰) آدمیوں کے متعلق فیصلہ فرمایا جنہوں نے مشترکہ طور پر ایک شخص کو قتل کر دیا۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا مقتول کے ورثاء ان میں سے ایک آدمی کو چن لیں اور اگر چاہیں تو اسے قتل کرلیں اور مقتول کے ورثاء باقی نو (۹) آدمیوں میں سے ہر آدمی سے دیت کے دسویں حصہ کا مطالبہ کریں۔

(۵۲۳۳) اور امیرالمومنین علیہ السلام نے ان چھ (۶) آدمیوں کے متعلق فیصلہ فرمایا جو پانی میں اترے ان میں سے ایک آدمی غرق ہو گیا تو ان میں سے تین آدمیوں نے دو آدمیوں کے خلاف گواہی دی کہ ان دونوں نے اس کو ڈبویا ہے اور ان دو آدمیوں نے ان تین آدمیوں کے خلاف گواہی دی کہ ان تینوں نے اس کو ڈبویا ہے تو آپ علیہ السلام نے ان سب پر دیت کو لازم کر دیا۔ دو آمیوں پر دیت کے پانچ حصوں میں سے تین حصہ اس لئے کہ ان کے خلاف تین آدمیوں نے گواہی اور تین آدمیوں پر دیت کے پانچ حصوں میں سے دو حصے اس لئے کہ ان کے خلاف دو آدمیوں نے گواہی دی ہے۔

(۵۲۳۴) اور امیرالمومنین علیہ السلام نے ان چار آدمیوں کے متعلق فیصلہ فرمایا جو شیر کے شکار کے گڑھے میں جھانک رہے تھے کہ ان میں سے ایک گرنے لگا تو اس نے دوسرے کو پکڑ لیا اور دوسرا گرنے لگا تو اس نے تیسرے کو پکڑ لیا اور تیسرا گرنے لگا تو اس نے چوتھے کو پکڑلیا یہاں تک کہ ایک نے دوسرے کو شیر پر گرالیا تو آپ علیہ السلام نے پہلے کے متعلق یہ فیصلہ کیا کہ یہ تو شیر کا شکار ہوگا اس کے ورثاء دوسرے کے ورثاء کو دیت کا ایک تہائی ادا کریں۔ اور دوسرے کے ورثاء تیسرے کے ورثاء کو دیت کا دو تہائی ادا کریں اور تیسرے کے ورثاء چوتھے کے ورثاء کو پوری دیت ادا کریں۔

(۵۲۳۵) عمرو بن ابی مقدام سے روایت کی گئی ہے ان کا بیان ہے کہ بیت الحرام کے پاس میں مشاہدہ کر رہا تھا کہ ایک شخص ابوجعفر دوانیقی کو پکار کر کہہ رہا تھا (جب کہ وہ طواف میں معروف تھا) کہ اے امیرالمومنین یہ دو آدمی میرے بھائی کو رات کے وقت اس کے گھر سے بلا کر لے گئے پھر وہ واپس نہیں آیا اور خدا کی قسم مجھے نہیں معلوم کہ میرے بھائی کے ساتھ ان دونوں نے کیا کیا دوانیقی نے ان دونوں سے پوچھا کہ تم دونوں نے اس کے ساتھ کیا کیا۔ ان دونوں نے جواب دیا امیرالمومنین ہم دونوں نے اس سے بات کی اس کے بعد وہ اپنے گھر چلا گیا۔ دوانیقی نے کہا اچھا تم دونوں کل اسی مقام پر بعد نماز عصر مجھ سے ملو اور حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے جبکہ وہ آپ کا ہاتھ پکڑے ہوئے تھا کہا اے جعفر تم ان لوگوں کا فیصلہ کرو۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا نہیں تم خود ان کا فیصلہ کرلو۔ دوانیقی نے کہا تم کو میرے حق کی قسم تم ان کا فیصلہ کرو۔ چنانچہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام تشریف لائے تو آپ علیہ السلام کے لئے سرکنڈوں کا ایک مصلیٰ ڈال دیا گیا آپ علیہ السلام اس پر بیٹھ گئے۔ پھر مدعی و مدعا علیہ آئے اور وہ آپ علیہ السلام کے سامنے بیٹھے آپ نے مدعی سے کہا بولو تم کیا کہتے ہو؟ اس نے عرض کیا فرزند رسول یہ دونوں رات کو میرے بھائی کے پاس آئے اور اس کو اس کے گھر سے بلا کر لے گئے پھر خدا کی قسم وہ واپس نہیں آیا۔ اور خدا کی قسم مجھے نہیں معلوم

کہ ان دونوں نے میرے بھائی کے ساتھ کیا کیا۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا اچھا تم دونوں کیا کہتے ہو؟ ان دونوں نے کہا فرزند رسول ہم دونوں نے اس سے بات کی پھر وہ اپنے گھر واپس چلا گیا۔ تو امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا اے غلام لکھو **بسم اللہ الرحمن الرحیم** رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص رات کو کسی کے گھر جائے اور اس کو اس کے گھر سے اپنے ساتھ لے جائے تو وہ اس کا ضامن ہے جب تک کہ وہ گواہیاں نہ پیش کرے کہ اس نے اس کو اس کے گھر واپس کردیا ہے۔ اے غلام اس ایک کو ان دونوں میں سے الگ لے جا اور اس کی گردن مار دے۔ اس نے عرض کیا فرزند رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں نے اس کو قتل نہیں کیا بس میں اس کو پکڑے ہوئے تھا کہ یہ آیا اور اس نے اس کو چھری مار کر قتل کیا۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرزند ہوں اے غلام اس دوسرے کو لے جا اور اس کی گردن مار دے اس نے عرض کیا فرزند رسول میں نے اس کو مارا پیٹا نہیں بس ایک وار میں میں نے اس کو قتل کیا ہے۔ پس (امام علیہ السلام نے) مقتول کے بھائی کو حکم دیا اس نے اس کی گردن ماری پھر دوسرے کے لئے حکم دیا اس کے دونوں پہلوؤں پر ضرب لگائی گئی پھر اس کو قید میں ڈالنے کا حکم دیا اور اس کے محضرنامہ پر لکھ دیا کہ یہ تا عمر قید رہے گا اور ہر سال اس کو پچاس کوڑے لگائے جائیں گے۔

(۵۲۳۶) سکونی نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے آپ علیہ السلام نے فرمایا ایک گروہ تھا جو شراب پی کر نشہ میں آتا تھا اور ان کے پاس چھریاں ہوتی تھیں جس سے وہ ایک دوسرے کو زخمی کرتے تھے لوگوں نے یہ مقدمہ حضرت امیرالمومنین علیہ السلام کے سامنے پیش کیا تو آپ علیہ السلام نے ان سب کو قید کردیا ان میں سے دو مرگئے اور دو زندہ رہے تو مقتولین کے ورثاء نے آکر عرض کیا یا امیرالمومنین ان دونوں سے ہمارے دونوں آدمیوں کے خون کا بدلہ (قصاص) دلوائیں۔ آپ علیہ السلام نے لوگوں سے پوچھا تم لوگوں کی اس میں کیا رائے ہے لوگوں نے کہا ہماری رائے تو یہ ہے ان دونوں سے قصاص ہونا چاہیئے آپ علیہ السلام نے فرمایا ہوسکتا ہے وہ دونوں ہی مرگئے ہوں جنھوں نے ایک دوسرے کو قتل کیا ہو لوگوں نے کہا اس کا تو پتہ نہیں حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا میں ان مقتولین کی دیت چاروں قبیلوں پر رکھتا ہوں۔ پھر آپ علیہ السلام نے مقتولین کی دیت میں سے مجروحین کی دیت نکال لی۔

(۵۲۳۷) اور امیرالمومنین علیہ السلام سے مرفوع روایت کی گئی ہے تین آدمیوں کے متعلق کہ ان میں سے ایک نے ایک شخص کو پکڑے رکھا دوسرے نے اس کو قتل کردیا اور تیسرا دیدبانی (رکھوالی) کرتا تھا۔ آپ علیہ السلام نے دیدبانی کرنے والے کو حکم دیا کہ لوہے کی گرم سلاخ سے اس کی آنکھیں پھوڑ دی جائیں۔ جس نے اس کو پکڑے رکھا اس کو قید میں ڈال دیا جائے تاکہ قید میں مرجائے۔ اور جس نے قتل کیا تھا اس کو قتل کرنے کا حکم دیدیا۔

(۵۲۳۸) اور آپ علیہ السلام نے فیصلہ دیا ایک ایسے شخص کے متعلق جس نے اپنے غلام کو حکم دیا کہ وہ فلاں آدمی کو قتل کردے ۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ غلام تو اس کی تلوار یا اس کے کوڑے کے مانند ہی ہے ۔ غلام کے مالک کو قتل کیا جائے اور غلام کو مرتے دم تک قید میں ڈال دیا جائے ۔

باب: عورتوں اور مردوں کے درمیان جراحت و قتل

(۵۲۳۹) عبدالرحمٰن بن حجاج نے ابان بن تغلب سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کیا آپؑ کا کیا حکم ہے اس شخص کے متعلق کہ جس نے عورت کی انگلیوں میں سے ایک انگلی کاٹ دی اس کی دیت کتنی ہوگی آپ علیہ السلام نے فرمایا دس (۱۰) اونٹ ۔ میں نے عرض کیا اور اگر دو انگلیاں کاٹے ؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا پھر بیس (۲۰) ۔ میں نے عرض کیا اور اگر تین انگلیاں کاٹے ؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا پھر تیس (۳۰) ۔ میں نے عرض کیا اور اگر چار انگلیاں کاٹے ؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا پھر بیس (۲۰) ۔ میں نے عرض کیا سبحان اللہ تین انگلیاں کاٹے تو تیس (۳۰) اور چار انگلیاں کاٹے تو بیس (۲۰) یہ بات جب میں عراق میں تھا تو ہم لوگوں کے پاس پہنچی تھی تو اس شخص سے ہم نے براءت کا اظہار کیا تھا اور ہم لوگوں نے کہا تھا یہ کسی شیطان کا قول ہے ۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا اے ابان ٹھہرو جلدی نہ کرو ۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہی حکم ہے عورت مرد کے ساتھ دیت میں تین (۳) تک برابر کی شریک ہوتی ہے اور جب تین (۳) تک پہنچ گئے تو عورت کی دیت گھٹے گی اور نصف پر آجائے گی (یعنی ۴ \ ۲) اے ابان تم نے یہ بات ہم سے لپنے قیاس سے لی ہے اور سنت میں قیاس دین کو مٹا دیتا ہے ۔

(۵۲۴۰) جمیل اور محمد بن حمران نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ کیا عورت اور مرد کے درمیان قصاص ہے ؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا ہاں زخموں میں قصاص ہے جب تک زخم تین (۳) تک پہنچے دونوں کی دیت برابر ہے اور جب تین (۳) کی تعداد سے آگے بڑھے گی تو مرد کی دیت اوپر جائیگی اور عورت کی دیت نیچی ہو جائے گی ۔

(۵۲۴۱) ابوبصیر نے دونوں ائمہ علیہما السلام میں سے کسی ایک سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے میں نے آنجناب علیہ السلام سے عرض کیا ایک مرد نے عورت کو قتل کردیا ۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ عورت کے گھر والے اگر چاہیں کہ مرد کو قتل کردیں تو اس کی نصف دیت دے کر قتل کریں ورنہ پوری دیت قبول کریں ۔

(۵۲۴۲) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ایک ایسی عورت کے متعلق فرمایا جس نے لپنے شوہر کو عمداً قتل کردیا ۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ اگر مرد کے گھر والے عورت کو قتل کرنا چاہیں تو قتل کردیں اور جو بھی جرم کرتا

ہے وہ اپنے نفس سے زیادہ نہیں کرتا۔

(۵۲۴۳) محمد بن سہل بن لیسع نے اپنے باپ سے انہوں نے حسین بن مہران سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے آنجناب علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک عورت حاملہ تھی کہ اس کے یہاں ایک چور آیا اور اس پر جھپٹ پڑا اور اس کے شکم میں جو بچہ تھا اس کو قتل کردیا پھر وہ عورت اس چور پر جھپٹی اور اسے قتل کردیا۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا عورت نے جو اس چور کو قتل کیا تو اس پر کچھ نہیں ہے اور اس کے بچہ کی دیت مقتول چور کے خاندان والے ادا کریں گے۔

باب: ایک شخص اپنے بیٹے یا باپ یا ماں کو قتل کردیتا ہے

(۵۲۴۴) قاسم بن محمد نے علی بن ابی حمزۃ سے انہوں نے ابی بصیر سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے اگر کوئی باپ اپنے بیٹے کو قتل کردے تو اس کے بدلے اس کو قتل نہیں کیا جائے گا۔ اور بیٹا اگر اپنے باپ کو قتل کردے تو اس کے بدلے میں بیٹا قتل کردیا جائے گا اور اگر دو آدمیوں میں سے ایک آدمی دوسرے کو قتل کردے تو وہ ایک دوسرے کے وارث نہیں بنیں گے۔

(۵۲۴۵) محمد بن قیس نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے ایک ایسے شخص کے متعلق کہ جس نے اپنی ماں کو قتل کردیا تو آپ علیہ السلام نے فرمایا اگر اس نے اس کو خطاً قتل کیا ہے تو اس کی میراث میں اس کا حصہ ہے اور اگر عمداً قتل کیا ہے تو اس کی میراث میں اس کا کوئی حصہ نہیں ہے۔

(۵۲۴۶) عمر بن شمر نے جابر سے انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے ایک ایسے شخص کے متعلق روایت کی ہے جو اپنے بیٹے یا اپنے غلام کو قتل کردیتا ہے آپ علیہ السلام نے فرمایا وہ اس کے بدلے قتل نہیں کیا جائے گا لیکن اس کو ضرب شدید لگائی جائے گی اور اپنی جائے پیدائش سے (یعنی وطن سے) نکالا جائے گا۔

(۵۲۴۷) علی بن رئاب نے ابی عبیدہ سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک شخص نے اپنی ماں کو قتل کردیا آپ علیہ السلام نے فرمایا وہ اپنی ماں کی میراث نہیں پائے گا اور اس کے بدلے قتل کیا جائے گا وہ انتہائی ذلیل ہے اور میں نہیں سمجھتا کہ اس کا قتل بھی اس کے گناہ کا کفارہ بنے گا۔

باب: ایک مسلمان کسی کافر ذمی یا غلام یا غلام مدبر یا غلام مکاتب کو قتل کر دیتا ہے یا وہ لوگ اس کو قتل کر دیتے ہیں

(۵۲۴۸) حسن بن محبوب نے علی بن رئاب سے انہوں نے محمد بن قیس سے انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ کسی مسلمان کو کسی ذمی کے قتل کرنے یا زخمی کرنے کے جرم میں قتل نہیں کیا جائے گا بلکہ اس مسلمان سے اس ذمی کے لئے تاوان لیا جائے گا جس قدر اس نے اس ذمی کے ساتھ زیادتی کی ہے ذمی کی دیت کے مقدار میں یعنی آٹھ سو (۸۰۰) درہم۔

(۵۲۴۹) ابن مسکان نے ابی بصیر سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا یہودی و نصرانی اور مجوسی کی دیت (خون بہا) کے متعلق تو آپ علیہ السلام نے فرمایا یہ سب برابر ہیں آٹھ سو۔ آٹھ سو۔ راوی کا بیان ہے کہ میں نے عرض کیا میں آپؑ پر قربان اگر یہ مسلمانوں کے ملک میں فواحش کا ارتکاب کرتے ہوئے پکڑے جائیں تو کیا ان پر حد جاری ہوگی؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا ان لوگوں پر بھی مسلمانوں کے احکام جاری ہونگے۔

(۵۲۵۰) ابن ابی عمیر نے سماعہ بن مہران سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے آپ علیہ السلام نے بیان فرمایا کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خالد بن ولید کو بحرین بھیجا تو جب وہاں انہیں یہود و نصاریٰ و مجوس کے خونی مقدمات کا سابقہ پڑا تو انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خط لکھا کہ میرے سامنے قوم یہود و نصاریٰ کے خون کے مقدمات آئے تو میں نے آٹھ آٹھ سو دیت کا فیصلہ دیا لیکن قوم مجوس کے خونی مقدمات آئے تو ان کے متعلق تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے کوئی ہدایت نہیں فرمائی تھی (میں ان کے متعلق کیا کروں) تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں خط لکھا کہ ان کی دیت بھی یہود و نصاریٰ کی دیت کے مانند ہے وہ بھی اہل کتاب ہیں۔

(۵۲۵۱) حسن بن محبوب نے علی بن رئاب سے انہوں نے ضریس کناسی سے انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے ایک نصرانی کے متعلق روایت کی ہے جس نے ایک مسلمان کو قتل کر دیا مگر جب وہ پکڑا گیا تو مسلمان ہو گیا اب اس کے بدلہ میں اس کو قتل کروں؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا ہاں۔ عرض کیا گیا اور اگر وہ اسلام نہ لائے؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ اس کو مقتول کے وارثوں کے حوالے کیا جائے اگر وہ لوگ چاہیں تو اسے قتل کریں چاہیں تو معاف کر دیں چاہیں تو غلام بنائیں اور اگر اس کا کوئی ذاتی مال ہے تو اس کو اور اس کے مال کو مقتول کے وارثوں کو دیدیا جائے گا۔

(۵۲۵۲) قاسم بن محمد نے علی بن ابی حمزہ سے انہوں نے ابی بصیر سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ یہود و نصاریٰ کی دیت چار ہزار (۴۰۰۰) درہم ہے اور مجوسی کی دیت آٹھ سو (۸۰۰) درہم ہے۔آپ علیہ السلام نے فرمایا لیکن یہ کہ مجوسیوں کی بھی ایک کتاب ہے جس کو جاماسف کہتے ہیں۔

(۵۲۵۳) اور یہ بھی روایت کی گئی ہے کہ یہودی و نصرانی کی دیت چار ہزار (۴۰۰۰) درہم ہے اس لئے کہ یہ سب اہل کتاب ہیں۔

(۵۲۵۴) عبداللہ بن مغیرہ نے منصور سے انہوں نے ابان بن تغلب سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ یہودی و نصرانی اور مجوسی کی دیت بھی وہی ہے جو مسلمانوں کی دیت ہے۔

مصنف علیہ الرحمہ فرماتے ہیں یہ احادیث حالات کے اختلاف کی وجہ سے مختلف ہیں ایک حالت کے لئے مختلف نہیں ہیں۔جب تک یہودی اور نصرانی اور مجوسی اس معاہدہ پر قائم رہیں کہ وہ ظاہرہ شراب نہ پئیں گے، زنا نہ کریں گے سود خوری نہ کریں گے مردار اور سور کا گوشت نہ کھائیں گے، بہنوں سے نکاح نہ کریں گے۔اور ماہ رمضان میں دن کے وقت ظاہرہ طور پر اکل و شرب (کھانا پینا) نہ کریں گے، مسلمانوں کی مسجدوں پر چڑھنے سے اجتناب کریں گے، رات کو مسلمانوں کی آبادی سے ہٹ کر نکلنے کا راستہ استعمال کریں گے اور خرید و فروخت اور دیگر ضروریات کے لئے دن کو جائیں گے تو اس کے باوجود جو شخص ان میں ایک کو بھی قتل کرے گا اس پر چار ہزار (۴۰۰۰) درہم (دیت) ہوگا اور ہمارے مخالفین نے حدیث کے ظاہر کو لے لیا اور حالات کا لحاظ نہیں کیا۔اور جب امام نے ان کو امان دے دی ان لوگوں سے عہد لے لئے اور وعدہ استوار کر لیا اور ان لوگوں کی ذمہ داری قبول کرلی اور ان شرائط پر جسکا ذکر پہلے ہو چکا ہے وہ کار بند رہیں اور عہد کو نہ توڑیں اور جزیہ دینے کا اقرار کریں اور اسے ادا کرتے رہیں تو جو شخص بھی ان میں سے کسی کو خطأً بھی قتل کرے گا اس پر ایک مسلمان کے برابر دیت ہوگی۔اور اس کی تصدیق درج ذیل حدیث سے ہوتی ہے۔

(۵۲۵۵) جس کی روایت کی ہے حسین بن سعید نے فضالہ سے اور انہوں نے ابان سے انہوں نے زرارہ سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے کہ آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ جن کی ذمہ داری رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دی ہے ان کی دیت کامل ہوگی۔زرارہ کہتے ہیں یہی وہ بات ہے جسے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے بھی فرمایا ہے اور یہی وہ لوگ ہیں جن کی ذمہ داری کا وعدہ دیا گیا ہے۔اور جو شخص امام کے حکم کے خلاف ان میں سے کسی ایک کو عمداً قتل کرے تو اس کے لئے قتل ہے یہ ذمی کی حرمت کی وجہ سے نہیں بلکہ امام المسلمین کے حکم کے خلاف کرنے کی وجہ سے ہے۔

(۵۲۵۶) جیسا کہ روایت کی ہے علی بن حکم نے ابی المغرا سے انہوں نے ابی بصیر سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے کہ آپ علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ جب کوئی مسلمان کسی نصرانی کو قتل کردے اور نصرانی کے گھر والے اس کو قتل کرنا چاہیں تو قتل کرلیں مگر دونوں دیتوں میں جو فرق ہے اسے ادا کردیں۔ اور اسی طرح اگر ایک مسلمان ان لوگوں کے قتل کا عادی ہوگیا ہے تو وہ قتل کر دیا جائے امام کے حکم کے خلاف کرنے کی وجہ سے خواہ وہ لوگ مسلمانوں سے کھلم کھلا دشمنی اور دھوکہ فریب کیوں نہ کرتے ہوں۔

(۵۲۵۷) اور علی بن حکم نے ابان سے انہوں نے اسماعیل بن فضل سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے مجوس ویہود ونصاریٰ کے خون کے متعلق دریافت کیا کہ کیا اگر کوئی شخص ان میں سے کسی کو قتل کردے تو اس پر کچھ ہے جب کہ یہ لوگ مسلمانوں سے بغض اور کینہ رکھتے ہیں اور ان سے کھلی دشمنی کا اظہار کرتے ہیں۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا نہیں مگر یہ کہ یہ ان لوگوں کے قتل کا عادی ہو۔ نیز میں نے آنجنابؑ سے ایک ایسے مسلمان کے متعلق دریافت کیا جو ذمیوں اور اہل کتاب کے ہاتھوں قتل ہوگیا جب کہ اس نے ان لوگوں کو قتل کیا تھا آپ علیہ السلام نے فرمایا نہیں مگر یہ کہ وہ اس کا عادی ہو تو اس کو نہ چھوڑا جائے کہ ان لوگوں کو قتل کرے پس ذلت کے ساتھ قتل کیا جائے۔

اور جب یہود ونصاریٰ اور مجوس ان شرائط کی پابندی نہ کریں جن پر ان سے عہد کیا گیا اور جن کا میں نے اوپر ذکر کردیا ہے تو اگر کسی نے ان میں سے کسی ایک کو بھی قتل کردیا تو اس پر آٹھ سو (۸۰۰) درہم دیت ہوگی اور ان کے بدلے کوئی مسلمان قتل یا زخمی نہیں کیا جائے گا جیسا کہ میں نے اس باب کی ابتداء میں لکھ دیا ہے اور اس کے علاوہ اور صورتوں میں امام کے خلاف اور اس کے حکم کو نہ ماننا یہ دونوں اس کے قتل کا سبب بنیں گے جیسا کہ ایلاء کرنے والے کے لئے حکم ہے کہ جب چار ماہ بعد ٹھہرے اور امام اس کو حکم دے کہ یا کفارہ دیکر عورت کی طرف رجوع کرے یا اس کو طلاق دیدے اور نہ وہ کفارہ ادا کرکے رجوع کرے اور نہ طلاق دے تو چونکہ اس نے مسلمان کے امام کا حکم نہیں مانا اس لئے اس کی گردن مار دی جائے گی۔

(۵۲۵۸) اور نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جس نے ہمارے ذمیوں کو اذیت دی اس نے مجھے اذیت دی تو جب ان ذمیوں کو اذیت دینا نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اذیت دینا ہے تو پھر ان لوگوں کا قتل نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اذیت کا سبب کیسے نہ ہوگا۔

اور اس سے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مطلب فاطمہ زہرا صلوات اللہ علیہا سے تھا کہ جب میرے ذمیوں کو جو اذیت دے گا وہ مجھے اذیت دے گا اور اپنے ظلم سے باز نہ آئے گا تو پھر جو شخص میری بیٹی جو اکلوتی ہے اور میرا ایک جز ہے اور تمام اولین وآخرین کی عورتوں کی سردار ہے اس کو اذیت پہنچانا میری اذیت کا سبب کیسے نہ بنے گا اسی کی

مطابقت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جس نے اس (میری دختر) کو اذیت دی اس نے مجھے اذیت دی جس نے اس کو غضبناک و ناراض کیا اس نے مجھ کو غضبناک و ناراض کیا جس نے اس کو خوش و مسرور کیا اس نے مجھ کو خوش و مسرور کیا۔

(۵۲۵۹) ابن محبوب نے علی بن رئاب سے انہوں نے برید عجلی سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک مسلمان نے ایک نصرانی کی آنکھ پھوڑ دی ؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ ذمی کی آنکھ کی دیت چار سو (۴۰۰) درہم ہے یہ اس کے لئے ہے جس کی جان کی دیت آٹھ سو (۸۰۰) درہم ہے۔

(۵۲۶۰) عثمان بن عیسیٰ نے سماعہ سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا اگر کسی آزاد شخص کو غلام نے قتل کیا ہے تو غلام کو قتل کر دیا جائے گا لیکن اگر کسی آزاد شخص نے غلام کو قتل کیا ہے تو آزاد شخص قتل نہیں کیا جائے گا وہ اس کی قیمت ادا کرے گا اور اس کو ضرب شدید لگائی جائے گی تاکہ دوبارہ ایسا نہ کرے۔

(۵۲۶۱) حمّاد نے حلبی سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ علیہ السلام نے فرمایا ایک ایسے شخص کے متعلق جس نے اپنے مملوک کو عمداً قتل کر دیا آپ علیہ السلام نے فرمایا مجھے تعجب ہے وہ ایک غلام آزاد کرے دو مہینے پے در پے روزہ رکھے ساٹھ (۶۰) مسکینوں کو کھانا کھلائے پھر اس کے بعد اس کی توبہ ہوگی۔

(۵۲۶۲) حمران نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے ایک ایسے شخص کے متعلق دریافت کیا جس نے اپنے مملوک کو مارا اور وہ اس کی مار سے مرگیا۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا وہ ایک غلام آزاد کرے۔

(۵۲۶۳) یحییٰ بن ابی العلاء نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ ایک غلام ایک آزاد شخص کو قتل کر دے تو یہ مقتول کے گھر والوں پر ہے کہ وہ چاہیں تو اسے قتل کر دیں اور چاہیں تو اسے اپنا غلام بنا کر رکھیں۔

(۵۲۶۴) اور حضرت امیرالمومنین علیہ السلام نے ایک ایسے غلام مکاتب کے متعلق فیصلہ فرمایا جو قتل کر دیا گیا تھا۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ حساب کیا جائے گا جتنی رقم اس نے ادا کر دی ہے اتنی اس کی آزاد کی دیت ہوگی اور جتنا حصہ ادا نہیں کیا ہے اتنے حصہ کی غلام کی دیت ہوگی اور غلام کے گھر والے سوائے اس کی جان کے اور کوئی نقصان نہیں اٹھائیں گے۔

(۵۲۶۵) ابن محبوب نے علی بن رئاب سے انہوں نے فضیل بن یسار سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ایک ایسے غلام کے متعلق روایت کی ہے جس نے ایک مرد آزاد کو زخمی کر دیا۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا اگر وہ مرد آزاد چاہے تو اس سے قصاص لیلے اور اگر چاہے تو وہ غلام کو لیلے اگر زخم کی دیت اس کی قیمت کے بقدر ہے اور

اگر زخم کی دیت اس کی قیمت کے برابر نہیں ہے تو اس کا مالک اس کی دیت ادا کرے اور اگر مالک دیت ادا کرنے سے انکار کرے تو اس آزاد و مجروح شخص کے لئے زخم کی دیت کے بقدر غلام میں سے اس کا حق ہے اور باقی مالک کا ہے غلام فروخت کر دیا جائے گا اور شخص مجروح اپنا حق لے کر باقی اس کے مالک کو دیدے گا۔

(۵۲۶۶) حسن بن محبوب نے عبدالعزیز عبدی سے انہوں نے عبید بن زرارہ سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے ایک ایسے شخص کے متعلق کہ جس نے ایک غلام کا ایسا سر پھاڑا کہ ہڈی ظاہر ہو گئی۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ اس پر غلام کی قیمت کا بیسواں حصہ ہے۔

(۵۲۶۷) ابن محبوب نے علی بن رئاب سے انہوں نے زرارہ سے انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے ایک ایسے غلام کے متعلق کہ جس نے دو آدمیوں کو مجروح کر دیا۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا اگر ان کے زخموں کو دیت غلام کی قیمت کے برابر ہے تو وہ ان دونوں آدمیوں کا ہے۔ عرض کیا گیا کہ اور اگر اس غلام نے ایک شخص کو صبح کے وقت زخمی کیا اور دوسرے کو دن کے آخری حصے میں۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا اگر ابھی حاکم وقت نے پہلے زخمی کے متعلق کوئی فیصلہ نہیں کیا ہے تو پھر یہ دونوں کا ہے اور اگر والی وحاکم نے مجروح اول کے حق میں فیصلہ کر دیا اور اس کے جرم کے عوض اس کے حوالے کر دیا اور اس کے بعد اس نے جرم کیا ہے اس کا یہ جرم اخیر پر ہوگا۔

(۵۲۶۸) علی بن رئاب نے حلبی سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ اگر کوئی آزاد شخص کسی غلام کو قتل کرے تو مالک کو اس کی قیمت ادا کرے گا اور اس کو تادیبی سزا دی جائے گی عرض کیا گیا کہ اگر اس غلام کی قیمت بیس (۲۰) ہزار ہو؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ آزاد کی دیت سے غلام کی قیمت تجاویز نہیں کرے گی۔

(۵۲۶۹) سکونی کی روایت میں ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ حضرت امیرالمومنین علیہ السلام کا ارشاد ہے غلاموں کا زخم بھی قیمت میں آزاد لوگوں کے زخم کے مانند ہے۔

(۵۲۷۰) ابن محبوب نے ابو محمد والبثی سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ کچھ لوگوں نے کسی کے غلام پر ایسے جرم کا دعویٰ کیا کہ (اس کی دیت) اس کی قیمت پر احاطہ کرلیتی ہے اور غلام اس کا اقرار کرلیتا ہے آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ غلام کے لئے یہ جائز نہیں کہ وہ اپنے مالک کے خلاف اقرار کرے۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا ہاں اگر وہ لوگ اپنے دعویٰ پر گواہ و ثبوت پیش کریں تو پھر وہ لوگ غلام کو لے لیں گے یا پھر اس کا مالک ان لوگوں کو اس کی دیت ادا کرے گا۔

(۵۲۷۱) ابن محبوب نے ہشام بن سالم سے انہوں نے ابی بصیر سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک غلام مدبر نے عمداً ایک آزاد مرد کو قتل کر دیا۔ آپ علیہ

السلام نے فرمایا اس کے عوض وہ قتل کردیا جائے۔ میں نے عرض کیا اور اگر اس نے خطأً قتل کیا ہو۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا پھر وہ مقتول کے وارثوں کے حوالہ کردیا جائے گا وہ ان لوگوں کا غلام ہوگا اگر وہ لوگ چاہیں تو اس کو اپنا غلام بنائے رکھیں اور اگر چاہیں تو اس کو فروخت کردیں اور انہیں اس کے قتل کا حق نہیں ہے۔ پھر فرمایا اے ابو محمد مدبر مملوک ہوتا ہے۔

(۵۲۷۲) ابن محبوب نے ابی ایوب سے انہوں نے محمد بن مسلم سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک غلام مکاتب نے خطأً ایک آدمی کو قتل کردیا۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا اگر اس کے مالک نے مکاتب بناتے وقت یہ شرط کرلی تھی کہ اگر وہ رقم کی ادائیگی سے عاجز رہا تو پھر غلامی کی طرف پلٹ آئے گا تو بمنزلہ مملوک کے ہے اس کو مقتول کے وارثوں کے حوالے کردیا جائیگا اگر وہ لوگ چاہیں تو اس کو غلام بنا کر رکھیں اور اگر چاہیں تو اسے فروخت کردیں۔ اور اگر اس کے مالک نے مکاتبت کرتے وقت یہ شرط نہیں رکھی تھی اور اس نے مکاتبت کی رقم کا کچھ حصہ ادا کردیا تھا تو حضرت علی علیہ السلام فرمایا کرتے تھے کہ وہ اپنی مکاتبت کی رقم جس قدر ادا کرچکا ہے وہ اتنا حصہ آزاد ہے اور امام پر لازم ہے کہ مقتول کے وارثوں کو جس قدر حصہ ادا کرکے وہ آزاد ہوا ہے وہ امام ادا کرے اور کسی مسلمان کا خون رائیگاں نہ جائے۔ اور میری نظر میں یہ ہے کہ مکاتبت کا جتنا حصہ اس نے ادا نہیں کیا اتنا حصہ وہ مقتول کے وارثوں کا غلام رہے گا اور اس کی عمر بھر وہ اس سے خدمت لیتے رہیں گے ان کو فروخت کرنے کا حق نہیں ہے۔

(۵۲۷۳) اور ابن محبوب نے علی بن رئاب سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے ایک ایسے شخص کے متعلق جس نے اپنے غلام کو ایک سواری پر سوار کیا اور اس نے ایک آدمی کو کچل دیا۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا یہ نقصان اس کا مالک بھرے گا۔

(۵۲۷۴) اور ابن محبوب نے علی بن رئاب سے انہوں نے ابی ورد سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک شخص نے ایک غلام کو خطأً قتل کردیا۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا اس پر اس کی قیمت ادا کرنا لازم ہے مگر اس کی قیمت دس ہزار (۱۰۰۰۰) درہم سے تجاوز نہیں کرے گی۔ میں نے عرض کیا غلام تو مرگیا اب اس کی قیمت کون لگائے گا۔ فرمایا اگر اس کے مالک کے پاس گواہ ہیں کہ قتل کے دن اس کی قیمت اتنی تھی تو اس کا قاتل اس کے لئے گرفتار ہوگا۔ اور اگر مالک کے پاس گواہ و شاہد نہ ہوں تو جس نے اس کو قتل کیا ہے اس کے حلفیہ بیان پر قیمت کا تعین ہوگا وہ چار مرتبہ اللہ کو گواہ کرکے کہے گا کہ اس کی قیمت اس سے زیادہ نہ تھی جتنی میں نے قیمت لگائی ہے اگر وہ اس حلف سے انکار کرے تو یہ حلف غلام کے مالک پر پلٹ جائے گا۔ اور مالک کو وہ رقم دے دی جائے گی جس پر اس نے حلف اٹھایا ہے مگر اس کی قیمت دس ہزار (۱۰۰۰۰) درہم سے تجاوز نہ کرے گی۔ اور

اگر وہ غلام مومن تھا تو اس کا قاتل اس کی پوری قیمت ادا کرے گا نیز ایک غلام آزاد کرے گا اور دو مہینے پے در پے روزہ رکھے گا اور ساٹھ (۶۰) مسکینوں کو کھانا کھلائے گا اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں توبہ کرے گا۔

(۵۲۷۵) ابن محبوب نے ابی ولّاد سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک غلام مکاتب نے کسی آزاد مرد پر کسی جرم کا ارتکاب کیا تو آپ علیہ السلام نے فرمایا اگر اس نے اپنے مکاتبہ میں کچھ رقم ادا کردی ہے تو اس رقم میں سے بقدر اس کے جرم کے اس مرد آزاد کو یہ دیدی جائیگی اور اگر وہ رقم اس کے جرم کے برابر نہیں ہے تو جس نے اس کو مکاتب کیا ہے اس سے وہ رقم لی جائے گی۔ میں نے عرض کیا اور اگر اس نے کسی غلام پر اس جرم کا ارتکاب کیا ہو؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا اتنی ہی اس غلام کے مالک کو وہ رقم دیدی جائے گی جس کو اس مکاتب نے زخمی کیا ہے اور مکاتب اور غلام کے درمیان قصاص نہیں ہوگا جبکہ اس مکاتب نے اپنے مکاتبہ کی کچھ رقم ادا کردی ہو اور اگر اس نے اپنے مکاتبہ کی کوئی رقم ادا نہیں کی ہے تو اس سے اس غلام کے لئے قصاص لیا جائے گا یا یہ کہ اس مکاتب کا مالک اس کا تاوان برداشت کرے گا اس لئے کہ جب تک اس نے مکاتبہ کی کوئی رقم ادا نہیں کی ہے وہ اس کا غلام ہے۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا اور زنِ مکاتبہ کی اولاد اپنی ماں کے مانند ہے۔ اگر وہ کنیز ہے تو وہ بھی غلام اور اگر وہ آزاد ہوئی ہے تو یہ بھی آزاد۔

باب: نفس کی دیت کے علاوہ پوری دیت اور نصف دیت کہاں کہاں لازم ہے

(۵۲۷۶) سکونی کی روایت میں ہے کہ امیرالمومنین علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ کسی لڑکے کا عضو تناسل کاٹنے پر پوری دیت اور کسی عنی (نامرد) کے عضو تناسل کاٹنے پر بھی پوری دیت ہے۔

(۵۲۷۷) اور عبداللہ بن میمون نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور انہوں نے اپنے پدر بزرگوار علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ حضرت امیرالمومنین علیہ السلام کے پاس ایک شخص پکڑ کر لایا گیا جس نے ایک آدمی کو ایسا مارا کہ اس کی آنکھ کی روشنی کم ہوگئی۔ آپ علیہ السلام نے اس کے ہم سن چند آدمی بلوائے اور انہیں کوئی چیز دکھائی پھر دیکھا کہ اس شخص کی بصارت کتنی کم ہوئی ہے پھر جتنی اس کی روشنی کم ہوئی اسی کے حساب سے اس کو دیت دلوائی۔

(۵۲۷۸) موسیٰ بن بکر نے حضرت امام عبدالصالح علیہ السلام سے روایت کی ہے ایک ایسے شخص کے متعلق جس نے ایک آدمی کو ڈنڈے سے مارا اور ڈنڈا اس وقت تک نہیں روکا جب تک وہ مر نہ گیا۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا اس کو مقتول کے ورثاء کے حوالہ کردیا جائے لیکن اسے نہ چھوڑا جائے تاکہ وہ لوگ طرح طرح سے مارنے کا لطف اٹھائیں بلکہ

اس پر تلوار کا وار کیا جائیگا۔

(۵۲۷۹) ابن مغیرہ نے عبداللہ بن سنان سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے آپ علیہ السلام نے فرمایا ہاتھ کی دیت پچاس (۵۰) اونٹ ہے اگر پورا ہاتھ کٹ کر الگ نہ ہو تو اس کے علاوہ جو زخم آئے ہوں تو اس کا فیصلہ تم میں سے صاحبان عدل کریں گے اور اللہ تعالیٰ نے جو احکامات نازل کئے ہیں اس کے مطابق جو لوگ فیصلہ نہ کریں گے تو وہی کافر ہیں۔

(۵۲۸۰) محمد بن قیس نے دونوں ائمہ علیہما السلام میں سے کسی ایک سے ایک ایسے شخص کے متعلق روایت کی ہے جس نے ایک آدمی کی آنکھ پھوڑی اس کی ناک اور کان کاٹے پھر اسے قتل کر دیا۔آپ علیہ السلام نے فرمایا اگر ان سب کو کاٹ کر جدا کر دیا تو اس کا اس سے قصاص لیا جائے اس کے بعد اس کو قتل کیا جائے۔اور اگر اس نے اس پر صرف ضرب لگائی ہے اور اس سے ان میں سے کوئی چیز کٹ گئی تو پھر اس کی صرف گردن ماری جائی گی قصاص نہیں لیا جائیگا۔

(۵۲۸۱) ابن محبوب نے ابی ایّوب سے انہوں نے برید عجلی سے انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے آپ علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ گونگے کی زبان، اندھے کی آنکھ اور مرد خصی و آزاد کے عضو تناسل اور اس کے دونوں بیضوں کی دیت ایک تہائی ہے اور کسی لڑکے کے عضو تناسل کی دیت کامل ہو گی۔

(۵۲۸۲) ابن محبوب نے اسحاق بن عمّار سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا وہ فرماتے تھے کہ حضرت امیرالمومنین علیہ السلام نے فیصلہ فرمایا ایک ایسے شخص کے متعلق کہ جس کو پاخانہ اور پیشاب کے مقام کے درمیان ایسی ضرب لگائی گئی کہ اب نہ اس کا پاخانہ رکتا ہے اور نہ پیشاب۔ کہ اس کے لئے کامل دیت ہے۔

(۵۲۸۳) ابن محبوب نے جمیل بن صالح سے انہوں نے ابی عبیدہ حذّاء سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک شخص نے ایک آدمی کے سر پر خیمہ کی لکڑی سے ایک ایسی ضرب لگائی کہ اس کا سر پھٹ گیا اور چوٹ اس کے دماغ تک پہنچی جس سے اس کی عقل جاتی رہی۔آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ اگر وہ شخصِ مضروب نہ نماز کو سمجھتا ہے نہ یہ کہ اس نے کیا کہا اور اس سے کیا کہا گیا تو ایک سال انتظار کیا جائے اگر اس کے دوران وہ مرگیا تو مارنے والے سے قصاص لیا جائے گا۔اور اگر وہ اس اثناء میں نہیں مرا اور اس کی عقل نہیں پلٹی تو مارنے والے کے مال سے اس کی عقل جانے کی دیت لی جائے گی۔ راوی کا بیان ہے کہ میں نے عرض کیا پھر اس کا سر پھٹنے کے متعلق آپ علیہ السلام کے نزدیک کچھ ہے۔آپ علیہ السلام نے فرمایا نہیں اس لئے کہ اس نے صرف ایک ضرب لگائی اور اس کی ایک ضرب نے دو گزند پہنچائے اس لئے دو گزندوں کی کڑی سزا اس کیلئے پوری دیت ہے اور اگر وہ دو ضربیں لگاتا اور دو گزند پہنچاتا تو اس کا ایک جرم شمار ہوتا خواہ وہ ضربیں کسی طرح بھی ہوتیں مگر یہ کہ

اس میں اس کی موت مواقع ہوجاتی تو مارنے والے سے پہلی ضرب کا قصاص لیا جاتا اور دوسری کو چھوڑ دیا جاتا۔ اور اگر وہ تین ضربیں یکے بعد دیگرے لگاتا اور تین چوٹیں پہنچاتا تو یہ اس کا ایک ہی جرم لازم آتا خواہ وہ تین چوٹیں کسی طرح بھی لگتیں جب تک کہ اس میں موت نہ واقع ہوجاتی تو اس سے قصاص لیا جاتا آپ علیہ السلام نے فرمایا اور اگر وہ دس (۱۰) ضربیں لگاتا تو وہ سب ایک جرم شمار ہوتا جب تک کہ اس سے موت نہ واقع ہوجاتی۔

(۵۲۸۴) ابن محبوب نے ہشام بن سالم سے انہوں نے حبیب سجستانی سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے دریافت کیا ایک شخص نے دو آدمیوں کے دائیں ہاتھ کاٹ دیئے۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا اس شخص کا دایاں ہاتھ پہلے آدمی کے دائیں ہاتھ کے عوض کاٹا جائے گا پھر اس کا بایاں ہاتھ دوسرے آدمی کے دائیں ہاتھ کے عوض کاٹا جائے گا۔ میں نے عرض کیا مگر امیرالمومنین علیہ السلام تو دایاں ہاتھ اور بایاں پاؤں کاٹتے تھے؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ وہ ایسا اس وقت کرتے جب حقوق اللہ کے لئے لازم ہوتا مگر اے حبیب! حقوق الناس میں قصاص میں ہاتھ کے بدلے ہاتھ ان سے لئے جائیں گے اگر کاٹنے والے کے ہاتھ ہوں اور پاؤں اس وقت جب کاٹنے والے کے دونوں ہاتھ نہ ہوں میں نے عرض کیا اس کے پاؤں چھوڑ دیئے جائیں اور اس پر دیت کیوں لازم ہوجائے؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا اس پر دیت اس وقت لازم ہوگی جب کاٹنے والا کسی کا ہاتھ کاٹے اور اب کاٹنے والے کے نہ دونوں ہاتھ ہوں اور نہ دونوں پاؤں تو اس وقت اس پر دیت لازم ہوگی اس لئے کہ اس کے پاس وہ چیز نہیں جس سے قصاص لیا جائے۔

(۵۲۸۵) ابن ابی عمیر نے قاسم بن عروہ سے انہوں نے ابن بکیر سے انہوں نے زرارہ سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ ایک ہاتھ کے قطع ہونے میں نصف دیت اور دونوں ہاتھ کے قطع میں پوری دیت ہے اور اسی طرح دونوں پاؤں کے قطع ہونے میں۔ اور عضو تناسل کے لئے جب حشفہ یا اس کے اوپر سے کٹے تو دیت ہے اور ناک کے لئے جب اس کا اگلا نرم حصہ یعنی مارن کٹے تو اس میں دیت ہے۔
(اس کتاب کے مصنف علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ میں نے ابن اعرابی کی کتاب صفت خلق انسانی میں دیکھا ہے کہ مارن جو غضروف سے نرم ہو اور غضروف ہڈی کے مانند ایک سفید اور نرم شے ہے جو مارن میں ہوتی ہے اور مارن سب کی سب غضروف ہوتی ہے) اور دونوں لبوں کی پوری دیت ہے اور دونوں آنکھوں کی دیت پوری اور ان میں سے ایک کی نصف دیت ہے۔

(۵۲۸۶) ابن محبوب نے ابی جمیلہ سے انہوں نے ابان بن تغلب سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ علیہ السلام نے فرمایا نیچے کے لب کی دیت چھ ہزار (۶۰۰۰) اور اوپر کے لب کی دیت چار ہزار (۴۰۰۰) ہے اس لئے کہ نیچے کا لب پانی کو سنبھالے رکھتا ہے۔

(۵۲۸۷) محمد بن قیس نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ حضرت امیرالمومنین علیہ السلام نے ایک ایسے شخص کے متعلق فیصلہ فرمایا جس کی ایک آنکھ پر چوٹ لگ گئی تھی کہ ایک شتر مرغ کا انڈا لیا جائے اور اس کو دور لے جایا جائے اور اس کو صحیح آنکھ سے اتنی دور لیجایا جائے کہ وہ نہ دیکھ سکے تاکہ اس کی نظر کی انتہا معلوم ہوجائے پھر اس کی چوٹ کھائی آنکھ کی نظر کی انتہا معلوم کی جائے اور اس حساب سے اس کی دیت دی جائے۔

(۵۲۸۸) ابن ابی عمیر نے ہشام بن سالم سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ ہر وہ عضو کہ جو انسان میں دو دو ہیں اس کی دیت پوری ہوگی اور ان میں سے ایک کی دیت نصف ہوگی۔ اور جو عضو انسان میں ایک ہے اس کی دیت پوری ہوگی۔

(۵۲۸۹) ابن محبوب نے عبدالوہاب بن صباح سے انہوں نے علی بن ابی حمزہ سے انہوں نے ابی بصیر سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے۔ آپ علیہ السلام نے ایک ایسے شخص کے متعلق فرمایا کہ جس کے کان میں درد محسوس ہوا تو اس نے دعویٰ کیا کہ میرے ایک کان کی سماعت میں کچھ نقص آگیا ہے۔ تو آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ جس کان میں چوٹ لگی اس کو خوب اچھی طرح باندھ کر بند کر دیا جائے اور صحیح کان کو کھلا رہنے دیا جائے اور اس کے منہ کے آگے گھنٹی بجائی جائے اور اس سے کہا جائے کہ سنو اور جہاں سے گھنٹی کی آواز اس کو نہ سنائی دے وہاں نشان لگادیا جائے پھر اس گھنٹی کو اس کے پس پشت لے جاکر بجایا جائے اور جہاں سے گھنٹی کی آواز سننے وہاں نشان لگادیا جائے۔ پھر ان دونوں کے فاصلے کی پیمائش کی جائے اگر دونوں کا فاصلہ برابر ہے تو وہ صحیح کہتا ہے پھر اس گھنٹی کو لے کر اس کے دائیں جانب جایا جائے اور بجائی جائے اور جہاں سے اس کو آواز اس کی سنائی نہ دے وہاں نشان لگایا جائے پھر اس گھنٹی کو لے کر اس کے بائیں جانب جایا جائے اور بجایا جائے جہاں سے اس کی آواز اس کو نہ سنائی دے وہاں نشان لگایا جائے پھر ان دونوں کے فاصلے کی پیمائش کی جائے اگر دونوں کا فاصلہ برابر ہے تو سمجھا جائے کہ وہ سچ کہتا ہے پھر اس کے متاثرہ کان کی پٹی کھول دی جائے اور اس کے دوسرے کان کو پٹی باندھ کر خوب اچھی طرح بند کر دیا جائے پھر اس کے سامنے سے گھنٹی بجائی جائے اور جہاں سے آواز نہ سنائی دے وہاں نشان بنا دیا جائے پھر اسی طرح صحیح کان کی مرتبہ۔ پھر صحیح کان اور متاثرہ کا فرق معلوم کیا جائے اسی کے حساب سے اس کی قیمت لگائی جائے۔

(۵۲۹۰) ابن محبوب نے اپنے باپ سے انہوں نے حماد بن زیاد سے انہوں نے سلیمان بن خالد سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے آنجناب علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک شخص نے ایک آدمی کے کان کی ایک ہڈی میں گزند پہنچایا تو اس نے دعویٰ کیا کہ ساری سماعت جاتی رہی۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا اس کو سال کا وقت دیا جائے گا اور اس پر دو عادل شخص دیدبان مقرر کر دیئے جائیں اگر وہ

دونوں اگر گواہی دیں کہ وہ سنتا اور جواب دیتا ہے تو پھر اس کو دیت کا کوئی حق نہیں ہے اور اگر وہ دونوں اسکا پتہ نہ چلا سکے تو پھر خود اس مدعی سے حلف لے کر دیت دیدی جائے گی۔ میں نے عرض کیا اور اگر وہ دیت ملنے کے بعد سننے لگے؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا پھر تو یہ وہ چیز ہے کہ جو اللہ تعالیٰ نے اس کو عطا کر دی ہے۔

راوی کا بیان ہے کہ میں نے آنجناب علیہ السلام سے دریافت کیا آنکھ کے متعلق ایک شخص کہتا ہے کہ مجھے اس سے نظر نہیں آتا آپ علیہ السلام نے فرمایا اس کو بھی ایک سال دیا جائے گا او رایک سال کے بعد اس سے حلف لیا جائے گا کہ اسے نظر نہیں آتا پھر اس کی دیت اس کو دیدی جائے گی۔ میں نے عرض کیا اور اگر اس کے بعد وہ دیکھنے لگے؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا پھر یہ وہ چیز ہے جو اللہ نے اس کو عطا کر دی ہے۔

(۵۲۹۱) اور سکونی کی روایت میں ہے کہ امیرالمومنین علیہ السلام کا فیصلہ ہے کہ جب ریڑھ کی ہڈی ٹوٹ جائے تو اس کی پوری دیت ہے۔

(۵۲۹۲) اور ہشام بن سالم نے سلیمان بن خالد سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ اگر کسی شخص کے کولہے کی ہڈی ٹوٹ جائے اور وہ اپنا کولہا نہ سنبھال سکے تو اس کی دیت کیا ہے آپ علیہ السلام نے فرمایا اس کی پوری دیت ہے۔ نیز راوی کا بیان ہے کہ میں نے آنجناب علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک شخص کم سن لڑکی سے مجامعت کر بیٹھا اور اس کی شرمگاہ پھٹ گئی اور جب وہ اس منزل پر آئے گی تو اس کے بچہ نہ ہوگا۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا اس کے لئے کامل دیت ہے۔

(۵۲۹۳) حمّاد نے حلبی سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے آنجناب علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک شخص نے ایک کم سن لڑکی سے شادی کر کے اس سے مجامعت کی اور اس کی شرمگاہ کو پھاڑ دیا۔ آپؑ نے فرمایا جب تک وہ زندہ ہے اس کا نان و نفقہ اس پر لازم ہے۔

(۵۲۹۴) سکونی کی روایت میں ہے اس کا بیان ہے کہ امیرالمومنین علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ جس دن بادل چھائے ہوئے ہوں اس دن آنکھ (کی بینائی) کا اندازہ نہیں لگایا جاسکتا۔

باب: انگلیوں دانتوں اور ہڈیوں کی دیت

(۵۲۹۵) عثمان بن عیسیٰ نے سماعہ سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے آنجناب علیہ السلام سے انگلیوں کے متعلق دریافت کیا کہ کیا ان میں سے بعض بعض پر دیت کے لئے فضیلت رکھتی ہے؟ آپؑ نے فرمایا کہ وہ سب دیت میں برابر ہیں۔

(۵۲۹۶) عاصم بن حمید نے ابی بصیر سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے آنجناب علیہ السلام سے دریافت کیا کہ اگر دانت اور ہاتھ عمداً توڑ دیئے جائیں تو ان دونوں کی دیت ہے یا قصاص؟ آپؑ نے فرمایا قصاص۔ راوی کا بیان ہے کہ میں نے عرض کیا اور اگر لوگ اس کی دیت دو گنی کردیں؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا وہ لوگ جس پر راضی کرلیں وہ اس کے لئے ہے۔

(۵۲۹۷) اور ابن بکیر کی روایت میں زرارہ سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ علیہ السلام نے انگلی کے متعلق فرمایا کہ اگر انگلی جڑ سے کاٹ دی جائے یا شل یعنی بے جان کردی جائے تو اس کی دیت دس (۱۰) اونٹ ہے۔

(۵۲۹۸) اور جمیل کی روایت ہمارے بعض اصحاب سے ہے انہوں نے دونوں ائمہ علیہما السلام میں سے کسی ایک سے روایت کی ہے کہ آپ علیہ السلام نے بچے کے دانت کے متعلق کہ کسی شخص نے مارا اور وہ ٹوٹ گیا پھر دوسرا دانت اگ آیا فرمایا کہ اس میں قصاص نہیں ہے دیت ہے اور ایسے شخص کے متعلق آپ علیہ السلام نے فرمایا جس کا ہاتھ ٹوٹ گیا پھر اچھا ہوگیا اس کا قصاص نہیں ہے دیت ہے اور جمیل نے دریافت کیا کہ بچے کے دانت اور ہاتھ توڑنے کی کیا دیت ہے؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا تھوڑی بہت آپ علیہ السلام نے اس میں معینہ رقم نہیں بتائی۔

(۵۲۹۹) ابن محبوب نے عبداللہ بن سنان سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ علیہ السلام نے فرمایا دونوں ہاتھوں اور دونوں پاؤں کی انگلیاں دیت میں سب برابر ہیں۔ اور دانت کے متعلق فرمایا کہ اگر اس پر مار دیا جائے تو اس کو ایک سال تک دیکھا جائے اگر وہ گر جاتا ہے تو مارنے والا پانچسو (۵۰۰) درہم دیت دے گا اور گرا نہیں سیاہ پڑ گیا تو اس کی دو تہائی دیت دے گا۔

(۵۳۰۰) اور امیر المومنین علیہ السلام نے ان دانتوں کے متعلق فرمایا جن پر دیت تقسیم ہوتی ہے کہ وہ اٹھائیس (۲۸) عدد ہیں سولہ دانت منہ کے پچھلے حصہ میں ہیں اور بارہ (۱۲) دانت منہ کے اگلے حصہ میں ہے۔ اگلے دانتوں میں سے ہر دانت کی دیت جبکہ وہ ٹوٹ کر گر پڑے تو پچاس (۵۰) دینار ہے اس طرح (بارہ دانتوں کے) چھ سو (۶۰۰) دینار ہوئے اور پچھلے حصے کے دانت جب ٹوٹ کر گر پڑیں تو اگلے دانت کی نصف دیت ہے یعنی پچیس (۲۵) دینار تو اس طرح سے چار سو (۴۰۰) دینار ہوئے اور یہ سب مل کر ایک ہزار دینار ہوئے۔ اب اگر کسی کے منہ میں اس سے کم ہے تو اس کی کوئی دیت نہیں اور اگر اس سے زیادہ ہے تو اس کی کوئی دیت نہیں۔

اس کتاب کے مصنف علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ اگر سارے دانت ٹوٹ جائیں تو اصل خلقت کے دانت جو اٹھائیس (۲۸) عدد ہیں ان کے علاوہ جو زائد ہیں ان کی کوئی دیت نہ ہوگی مگر زائد انفرادی طور پر اکیلے ٹوٹ جائیں تو اس کی دیت اس اصلی دانت سے جو اس سے ملا ہوا ہے اس کی دیت کا ایک تہائی ہوگا۔

(۵۳۰۱) ابن محبوب نے علی بن رئاب سے انہوں نے فضیل بن یسار سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے ایک مرتبہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک شخص نے کسی کے ہاتھ پر مارا تو اس کے گٹے کی دونوں ہڈیاں ٹوٹ گئیں۔ آپؑ نے فرمایا اگر ہتھیلی خشک ہوجائے یا ہتھیلی کی انگلیاں شل اور بے جان ہوجائیں تو اس میں ہاتھ کی دیت کا دو تہائی ہے اور فرمایا کہ اور اگر بعض انگلیاں بے جان ہوجائیں اور بعض باقی رہیں تو ہر وہ انگلی جو شل اور بے جان ہوئی ہے اس کی دیت دو تہائی ہے نیز فرمایا کہ یہی حکم پنڈلی اور پاؤں کا بھی ہے جب پاؤں کی انگلیاں شل اور بے جان ہوجائیں۔

(۵۳۰۲) اور محمد بن یحییٰ خزاز نے غیاث بن ابراہیم سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ علیہ السلام نے فرمایا اگر زائد انگلی کٹ جائے تو اس کی دیت صحیح انگلی کی دیت کا ایک تہائی ہے۔

(۵۳۰۳) ابن محبوب نے اسحاق بن عمار سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے آپ علیہ السلام نے بیان فرمایا حضرت امیرالمومنین علیہ السلام نے انگلیوں کے زخموں کے متعلق فیصلہ فرمایا کہ اگر ہڈی ظاہر ہوجائے تو اس انگلی کی دیت کا دسواں حصہ بشرطیکہ مجروح کا قصاص لینے کا ارادہ نہ ہو۔

(۵۳۰۴) اور ابن محبوب نے ہشام بن سالم سے انہوں نے زیاد بن سوقہ سے انہوں نے حکم بن عتیبہ سے روایت کی ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے عرض کیا کہ اللہ تعالیٰ آپ علیہ السلام کا بھلا کرے بعض آدمیوں کے منہ میں بتیس (۳۲) دانت ہوتے ہیں اور بعض کے اٹھائیس (۲۸) تو دانتوں کی دیت کتنے پر تقسیم کی جائے؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا اصل خلقت کے تو صرف اٹھائیس دانت ہیں بارہ دانت منہ کے اگلے حصہ میں اور سولہ (۱۶) دانت اس کے پچھلے حصہ میں تو ان ہی پر دانتوں کی دیت تقسیم کی جائے گی۔ اگلے حصہ کے دانتوں پر دانت اگر ٹوٹ جائے اور باقی نہ رہے تو اس کی دیت پانچسو (۵۰۰) درہم ہے اور یہ بارہ (۱۲) دانت ہیں اور ان سب کی دیت چھ ہزار (۶۰۰۰) درہم ہوئے اور ڈاڑھ کہ ہر ڈاڑھ کی دیت اگر وہ ٹوٹ جائے اور باقی نہ رہ جائے تو اس کی دیت پچیس (۲۵) درہم ہے اور یہ سولہ (۱۶) دانت ہیں اس طرح ان سب کے چار ہزار (۴۰۰۰) درہم ہوئے لہذا اگلے پچھلے تمام دانتوں کی مجموعی دیت دس ہزار (۱۰۰۰۰) درہم ہوئی۔ اور اتنے ہی دانت وضع کیے گئے ہیں اٹھائیس (۲۸) سے جو دانت زیادہ ہیں ان کی کوئی دیت نہیں ہے اور جو اس سے کم ہیں ان کی بھی کوئی دیت نہیں ہے اسی طرح کا لکھا ہوا میں نے امیرالمومنین علیہ السلام کی کتاب میں پایا ہے۔ حکم کا بیان ہے کہ میں نے عرض کیا کہ دیت تو آج کل سے پہلے اونٹوں گایوں اور بھیڑ بکریوں کی شکل میں لی جاتی تھی۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا ہاں اسلام سے پہلے صحراؤں اور دیہاتوں میں یہی ہوتا تھا۔ مگر جب اسلام کا ظہور ہوا اور لوگوں میں سکوں کی کثرت ہوگئی تو امیرالمومنین علیہ السلام نے اس کو سکوں میں تقسیم فرما دیا۔ حکم کا بیان ہے کہ میں نے عرض کیا آپ علیہ السلام کی کیا رائے ہے جو لوگ آج کل صحراؤں اور بیابانوں میں

رہتے ہیں ان سے دیت کیا لیا جائے سکہ یا اونٹ؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا اونٹ بھی سکہ ہی کے مانند ہیں بلکہ یہ تو دیت میں سکہ سے بھی بہتر ہے۔ وہ لوگ دیت خطا میں ایک سو (۱۰۰) اونٹ لیا کرتے تھے فی اونٹ ایک سو (۱۰۰) درہم کے حساب سے اس طرح دس ہزار (۱۰۰۰۰) درہم ہوجاتے تھے میں نے عرض کیا وہ اونٹ کس سن کے ہوتے تھے؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا وہ سب ایک سال کے نر اونٹ ہوتے تھے۔

باب: ایک شخص قتل ہوتا ہے تو اس کے بعض ورثاء معاف کرنا چاہتے ہیں بعض قصاص لینا چاہتے ہیں اور بعض دیت

(۵۳۰۵) جمیل بن درّاج کی روایت میں ہے ان کا بیان ہے کہ امیرالمومنین علیہ السلام نے فیصلہ فرمایا ایک ایسے شخص کے متعلق جو قتل ہوا اور اس کے دو (۲) وراث ہیں ایک نے قاتل کو معاف کردیا اور دوسرا چاہتا ہے کہ وہ قاتل کو قتل کرے آپ علیہ السلام نے فرمایا وہ قتل کرے مگر قصاص میں جو قتل ہوگا اس کے وارثوں کو نصف دیت دے۔

(۵۳۰۶) حسن بن محبوب نے ابی ولّاد حنّاط سے روایت کی ہے اس کا بیان ہے کہ میں نے ایک مرتبہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک آدمی قتل کردیا گیا اس کے (وارثوں میں) باپ ماں اور لڑکا ہے۔ لڑکا کہتا ہے کہ میں اپنے باپ کے قاتل کو قتل کرنا چاہتا ہوں دوسرا (یعنی باپ) کہتا ہے کہ میں اسے معاف کرتا ہوں تیسرا (یعنی ماں) کہتی ہے کہ میں دیت لوں گی۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا لڑکے کو چاہیے کہ وہ مقتول کی ماں کو دیت کا چھٹا حصہ دے اور قاتل کے وارثوں کو دیت کا چھٹا حصہ باپ کا حق دے جس نے معاف کردیا ہے۔

(۵۳۰۷) اور حسن بن محبوب نے ابی ولّاد سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک شخص کو قتل کردیا گیا اس کی اولادیں ہیں کچھ چھوٹی اور کچھ بڑی۔ آپ علیہ السلام کی کیا رائے ہے اگر بڑی اولادیں اس کو معاف کردیں۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا پھر وہ قاتل قتل نہیں ہوگا مگر بڑی اولادوں کو اپنا حصہ معاف کرنا جائز ہے۔ جب اس کی چھوٹی اولادیں بڑی ہونگی تو ان کو حق ہے کہ دیت میں سے اپنے حق کا مطالبہ کریں۔ اور یہ بھی روایت کی گئی ہے کہ اگر وارثوں میں سے ایک بھی خون معاف کردے تو پھر قصاص نہیں رہ جائے گا۔

باب: عاقلہ

یعنی قاتل کے اہل خاندان سے دیت کی وصولی

(۵۳۰۸) حسن بن محبوب نے مالک بن عطیّہ سے انہوں نے اپنے باپ سے انہوں نے سلمہ بن کہیل سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ حضرت علی ابن ابی طالب علیہ السلام کی خدمت میں ایک شخص پکڑ کر لایا گیا جس نے ایک آدمی کو خطأً قتل کر دیا تھا تو آپ علیہ السلام نے اس سے پوچھا تمہارے خاندان والے اور تمہارے قرابتدار کون لوگ ہیں؟ اس نے عرض کیا اس شہر میں میرا کوئی خاندان والا اور کوئی قرابتدار نہیں ہے۔ فرمایا تم کس شہر کے رہنے والے ہو؟ اس نے عرض کیا میں موصل کا رہنے والا ہوں، میں وہیں پیدا ہوا میرے قرابتدار اور خاندان والے وہیں ہیں۔ امیرالمومنین علیہ السلام نے معلوم کیا تو کوفہ میں اس کا کوئی قرابتدار اور کوئی خاندان والا نہ تھا تو موصل میں اپنے عامل کو خط لکھا اما بعد فلاں بن فلاں جس کا حلیہ یہ ہے نے مسلمانوں میں سے ایک مسلمان کو خطأً قتل کر دیا ہے اور اس کا بیان ہے کہ میں موصل کا رہنے والا ہوں اور وہاں اس کے قرابتدار اور اہل خاندان ہیں اس کو میں اپنے قاصد فلاں بن فلاں کے ساتھ تمہارے پاس بھیج رہا ہوں جس کا حلیہ یہ ہے جب یہ دونوں ان شاء اللہ پہنچیں اور میرا خط پڑھو تو اس کی تفتیشِ احوال کرو اور یہ معلوم کرو کہ مسلمانوں میں سے اس کے قرابتدار کون ہیں جن میں وہ پیدا ہوا ہے جب تمہیں اس کے مسلمان قرابتدار مل جائیں تو انہیں اپنے پاس جمع کرو پھر ان میں دیکھو کہ کون کون ازروئے قرآن اس کی وراثت پائے گا اور محجوب نہیں ہوگا تو ان سب پر دیت لازم کردو اور ان سے تین (۳) سال میں وصول کرو۔ اور اگر اس کے قرابتداروں میں سے کوئی ایسا نہ ہو کہ جس کا سہم کتاب خدا میں نہ رکھا گیا ہو اور اس کے اقربا نسب میں برابر ہوں تو اس کی دیت سارے قرابتداروں پر تقسیم کردو باپ کی طرف سے قرابتداروں پر بھی اور ماں کی طرف سے قرابتداروں پر بھی۔ ماں کی طرف سے قرابتداروں پر دیت کا ایک تہائی اور اگر ماں کی طرف سے کوئی قرابتدار نہ ہو تو باپ کی طرف سے جتنے مسلمان مرد اور بالغ ہوں ان پر تقسیم کردو۔ اور ان سے تین (۳) سالوں کے اندر یہ دیت وصول کرو اور اگر نہ اس کے باپ کی طرف سے کوئی قرابتدار ہو اور نہ ماں کی طرف سے کوئی قرابتدار ہو تو یہ دیت تمام اہل موصل پر تقسیم کردو جن میں وہ پیدا ہوا ہے اور نشو نما پائی ہے اور اس میں ان لوگوں کے سوا کسی غیر اہل شہر کو داخل نہ کرو اور ان سے تین (۳) سال کے اندر دیت وصول کرو ہر ایک سال میں ایک تہائی تاکہ وہ تین (۳) سال میں ان شاء اللہ پوری ہوجائے اور اگر فلاں بن فلاں کا اہل موصل میں کوئی قرابتدار نہ ہو اور نہ وہ موصل کا رہنے والا ہو وہ جھوٹ کہتا ہو تو اس کو میرے قاصد کے ساتھ ان شاء اللہ واپس کردو اس لئے کہ پھر میں اس کا ولی ہوں اور میں اس کی طرف سے اس کی دیت ادا کروں گا اور ایک مسلمان کا خون رائیگاں نہیں جائے گا۔

(۵۳۰۹) حسن بن محبوب نے ابی ولّاد سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ کافران ذمی کے درمیان اگر وہ ایک دوسرے کو قتل یا زخمی کریں تو کوئی مضائقہ نہیں بلکہ ان کی دیت ان کے اموال سے وصول کی جائے گی اور ان کا کوئی مال نہیں تو ان کی دیت امام المسلمین کی طرف آئے گی اس لئے کہ یہ لوگ اس کو جزیہ ادا کرتے ہیں جس طرح ایک غلام کے جرم کا تاوان اس کا مالک ادا کرتا ہے۔ فرمایا کہ یہ کافران ذمی بھی امام المسلمین کے غلام ہیں ان میں سے جو بھی اسلام لایا وہ آزاد ہو گیا۔

(۵۳۱۰) حسن بن محبوب نے ایّوب سے انہوں نے محمد بن مسلم سے انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ حضرت علی علیہ السلام اگر کوئی پاگل یا مجنوں عمداً یا خطأً کوئی جرم کر دیتا تو اس کی دیت اس کے اہل خاندان پر عائد کرتے تھے۔

(۵۳۱۱) اور امیرالمومنین علیہ السلام نے فرمایا کہ اہل خاندان صرف اس کی دیت کے ضامن ہونگے جس پر گواہیاں گزر جائیں اور کوئی شخص اگر اعتراف کرے تو خاص اسی کے مال سے دیت عائد ہوگی اور اہل خاندان سے کچھ نہیں لیا جائے گا۔

(۵۳۱۲) حسن بن محبوب نے علی بن ابی حمزہ سے انہوں نے ابی بصیر سے بیان کیا کہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا کہ اگر کوئی عمداً جرم کرے یا جرم کا اقرار کرے یا صلح کرے تو اہل خاندان پر اس کی دیت کی کوئی ذمہ داری نہیں ہے۔

(۵۳۱۳) علاء نے محمد حلبی سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک شخص نے ایک آدمی کو کدال سے مارا تو اس کی آنکھیں نکل کر چہرے پر لٹک آئیں مضروب (جس کو مارا گیا) ضارب (مارنے والا) پر جھپٹا اور اسے قتل کر دیا تو حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ ان دونوں نے حد سے تجاوز کیا میری رائے نہیں ہے کہ جس نے قتل کیا ہے اس سے قصاص لیا جائے اس لئے کہ اس نے جس وقت اس کو قتل کیا وہ اندھا ہو چکا تھا اور اندھے کا جرم خطا میں شمار ہوتا ہے اس کے خاندان والوں پر لازم ہے کہ اس کی دیت تین (۳) سال میں ادا کریں ہر سال دیت کا ایک حصہ اور اگر اس اندھے کا کوئی کنبہ اور خاندان نہیں ہے تو اس کی دیت اس اندھے کے مال میں سے تین (۳) سال میں وصول کی جائے اور وہ اندھا اپنی آنکھوں کی دیت ضارب کے ورثاء سے وصول کرے۔

باب: ایک شخص نے ایک آدمی کو مارا تو اب اس کا پیشاب نہیں رکتا مسلسل جاری ہے اس کے متعلق روایت

(۵۳۱۴) اسحاق بن عمار سے روایت ہے کہ انہوں نے بیان کیا کہ ایک آدمی نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا اور اس وقت میں وہاں حاضر تھا کہ ایک شخص نے ایک آدمی کو مارا تو اب اس کا پیشاب نہیں رکتا مسلسل جاری رہتا ہے۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا اگر اس کا پیشاب رات تک جاری رہتا ہے تو اس پر پوری دیت ہے اور اگر دوپہر تک جاری رہتا ہے تو اس پر دیت کا دو تہائی اور اگر دن بلند ہونے تک تو ایک تہائی دیت ہے۔

(۵۳۱۵) غیاث بن ابراہیم نے حضرت جعفر بن محمد علیہما السلام سے اور انہوں نے اپنے پدربزرگوار علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ حضرت علی علیہ السلام نے ایک ایسے شخص کے متعلق فیصلہ فرمایا جس کو کسی نے مارا تو اس کو سلسل البول (پیشاب کا نہ رکنا) ہو گیا تو آپ علیہ السلام نے اس کو کامل دیت کا حکم دیا۔

باب: نطفہ اور علقہ اور مضغہ و عظم (ہڈی) اور جنین (بچۂ شکم) کی دیت

(۵۳۱۶) محمد بن اسماعیل بن بزیع نے صالح بن عقبہ سے انہوں نے سلیمان بن صالح سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا کہ نطفہ کی دیت بیس (۲۰) دینار ہے علقہ کی چالیس (۴۰) دینار اور مضغہ کی ساٹھ (۶۰) دینار اور عظم یعنی ہڈی کے اسی (۸۰) دینار اور اگر اس ہڈی پر گوشت چڑھ جائے تو سو (۱۰۰) دینار پھر ولادت تک یہی سو (۱۰۰) دینار ہیں اور جب ولادت ہو گئی تو اس کی دیت کامل ہے۔

(۵۳۱۷) محمد بن اسماعیل نے یونس شیبانی سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کیا کہ اگر نطفہ میں سے ایک قطرہ خون نکل آئے؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ اس پر نطفہ کی دیت کا دسواں حصہ ہے یعنی بائیس (۲۲) دینار ہے۔ میں نے عرض کیا دو قطرے خون نکل آئے؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا پھر چوبیس (۲۴) دینار عرض کیا اور اگر تین (۳) قطرے؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا پھر چھبیس (۲۶) دینار عرض کیا اور اگر چار (۴) قطرے ٹپک پڑیں؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا پھر اٹھائیس (۲۸) دینار اور پانچ قطروں پر تیس (۳۰) دینار پھر اگر نصف سے زائد آگیا تو انہی قطروں کے حساب سے یہاں تک کہ وہ علقہ ہو جائے۔ اور جب علقہ ہو جائے تو اس کی دیت چالیس (۴۰) دینار ہے۔

(۵۳۱۸) محمد بن اسماعیل نے ابو شبل سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں حاضر تھا اور حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام یونس شیبانی کو دیتیں بتا رہے تھے۔ میں نے عرض کیا اور اگر نطفہ خون آلود خارج ہوا؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا پھر تو وہ علقہ بن گیا اگر خون صاف ہے تو اس کی دیت چالیس (۴۰) دینار ہے اور اگر خون سیاہ ہے تو اس پر کوئی دیت نہیں سوائے سزا اور تعزیر کے اس لئے کہ جو خون صاف ہے وہ بچے کے لئے ہے اور جو خون کالا ہے وہ کہیں اور اندر سے ہے۔

ابو شبل نے کہا کہ علقہ میں کبھی گوشت کی رگوں کے مانند کچھ ہوتا ہے؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا اس کی دیت بیالیس (۴۲) یعنی دسواں حصہ ہے میں نے عرض کیا چالیس کا دسواں حصہ تو چار ہے؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا مضغہ کا دسواں حصہ ہے اس لئے کہ اس میں سے دسواں حصہ چلا گیا اور جس قدر اس میں سے جائے گا دیت بھی بڑھے گی یہاں تک کہ ساٹھ (۶۰) تک پہنچ جائے۔ میں نے عرض کیا کہ میں نے دیکھا ہے کہ مضغہ میں ایک گرہ ہوتی ہے خشک ہڈی کے مانند آپ علیہ السلام نے فرمایا یہی وہ ہڈی جس سے ابتدا ہوتی ہے اس کی دیت چار (۴) دینار ہے اگر اس سے زیادہ ہے اس پر چار (۴) زیادہ ہوتے جائیں گے یہاں تک کہ اسی (۸۰) تک پہنچ جائے اور اسی طرح جب ہڈی پر گوشت چڑھ جائے تو اس کی دیت بھی ایسی ہی ہوگی۔ میں نے عرض کیا اور اگر کوئی عورت کو مکا مارے اور پیٹ کا بچہ گر جائے اور اس کو نہیں معلوم کہ وہ زندہ گرا یا مردہ آپؑ نے فرمایا افسوس اے ابو شبل جب پانچ مہینے گزر جاتے ہیں تو اس میں حیات آجاتی ہے اور وہ پوری دیت کا مستوجب ہوتا ہے۔

(۵۳۱۹) اور محمد بن ابی عمیر کی روایت میں محمد بن ابی حمزہ سے ہے اور انہوں نے داؤد بن فرقد سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے آپ علیہ السلام نے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں ایک عورت آئی اور اس نے ایک اعرابی کے خلاف دعویٰ کیا کہ اس نے ذرا دھمکایا تو میرے پیٹ کا بچہ گر گیا۔ اعرابی نے کہا کہ گرتے وقت رویا نہ تھا وہ زندہ نہ تھا اور اس طرح پر کوئی دیت نہیں ہوتی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس سے کہا اے بات بنانے والے خاموش رہ تجھ پر لڑکا ہو یا لڑکی ایک غرّہ لازم ہے۔

(۵۳۲۰) جمیل بن درّاج نے عبید بن زرارہ سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کیا کہ غرّہ سو (۱۰۰) دینار کا ہوتا ہے اور دس (۱۰) دینار کا بھی آپ علیہ السلام نے فرمایا پچاس (۵۰) کا۔

(۵۳۲۱) حسن بن محبوب نے علی بن رئاب سے انہوں نے ابی عبیدہ سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ایک عورت کے متعلق روایت کی ہے وہ حاملہ تھی اس نے کوئی دوا پی لی تاکہ بچہ ساقط ہوجائے اور بچہ ساقط ہو گیا۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا اگر اس کی ہڈی بن چکی ہے اور اس پر گوشت چڑھ چکا ہے اور کان اور آنکھ نمودار ہو چکے ہیں تو اس عورت پر پوری دیت ہے جو وہ اس کے باپ کو ادا کرے گی۔ اور فرمایا کہ اگر وہ محض علقہ یا مضغہ ہے تو اس پر

چالیس (۴۰) دینار ہے یا ایک غرّہ ہے جو وہ اس کے باپ کو دیگی میں نے عرض کیا اور وہ عورت اپنے بچے کی میراث نہیں پائے گی اس کی دیت میں سے ؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا نہیں اس نے اس کو قتل کیا ہے۔

(۵۳۲۲) حسن بن محبوب نے نعیم بن ابراہیم سے انہوں نے عبداللہ بن سنان سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ایک شخص کے متعلق روایت کی ہے جس نے کسی قوم کی کنیز کے پیٹ کے بچے کو قتل کر دیا۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا اگر وہ بچہ پیٹ میں مرگیا تو اس کے مارنے کے بعد اس پر اس کی دیت اس کنیز کی قیمت کے دسویں حصہ کا نصف ہے اور اگر اس نے اس کنیز کو مارا اور بچہ زندہ گرا اور مرگیا تو اس پر اس کنیز کی قیمت کا دسواں حصہ ہے۔

(۵۳۲۳) اور سماعہ نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ایک ایسے شخص کے متعلق دریافت کیا جس نے اپنی لڑکی کو مارا وہ حاملہ تھی چنانچہ بچہ مردہ ساقط ہوا تو اس عورت کے شوہر نے اس پر دعویٰ کر دیا تو عورت نے اپنے شوہر سے کہا کہ اگر اس ساقط شدہ بچے کی کچھ دیت ہے اور اس کی میراث میں کچھ میرا حصہ ہے تو اپنی میراث اپنے باپ کو دیتی ہوں ۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا اگر اس عورت نے اپنے باپ کو دیدیا ہے تو اس کے باپ کے لئے جائز ہے۔

(۵۳۲۴) حسین بن سعید نے محمد بن فضیل سے روایت کی ہے اس کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام ابو الحسن علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک چور ایک عورت کے پاس آیا وہ حاملہ تھی وہ اس پر جھپٹ پڑا تو اس کے پیٹ میں جو کچھ تھا وہ ساقط ہو گیا۔ اتنے میں عورت اس پر جھپٹی اور اس نے اس چور کو قتل کر دیا۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا چور کا خون رائیگاں گیا (اسکی کوئی دیت نہ ہوگی) اور اس مقتول چور پر اس کے بچے کی دیت لازم ہے۔

باب: ایک مسلمان ارض شرک میں رہتا تھا اسے مسلمانوں نے قتل کر دیا اور امام کو بعد میں اطلاع ملی اس کے لئے حکم

(۵۳۲۵) ابن ابی عمیر نے اپنے بعض اصحاب سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے ایک ایسے شخص کے متعلق جو مشرکین کے ملک میں رہتا تھا مسلمانوں نے اس کو قتل کر دیا جس کا علم امام کو بعد میں ہوا۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ اس کی جگہ ایک مومن بندہ آزاد کر دیا جائے اس کے متعلق اللہ تعالیٰ کا قول ہے **فان کان من قوم عدو لکم وھو مومن فتحریر رقبۃ مومنۃ** (سورۃ نساء آیت ۹۲) (پھر اگر مقتول تھا ایسی قوم میں سے کہ وہ تمہارے دشمن ہیں اور خود وہ مسلمان تھا تو آزاد کرے گردن ایک مسلمان کی ۔)

باب: ایک شخص نے ایک آدمی کے پیٹ کو کچل دیا اور اس کے کپڑوں میں پائخانہ نکل آیا

(۵۳۲۶) سکونی کی روایت میں ہے کہ ایک شخص حضرت علی علیہ السلام کے سامنے پیش کیا گیا کہ اس نے ایک آدمی کے پیٹ کو ایسا کچلا کہ اس کے کپڑوں میں پائخانہ نکل آیا۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ پھر وہ بھی اس کے پیٹ کو ایسا کچلے کہ اسکے پائخانہ نکلے یا وہ ایک تہائی دیت ادا کرے۔

باب: ایک شخص نے عورت کے ساتھ مجامعت میں زیادتی کی (یعنی آگے کے بدلے پیچھے دخول کیا) اور وہ اس پر اتنا ڈٹا کہ وہ مر گئی

(۵۳۲۷) حسن بن محبوب نے حارث بن محمد سے انہوں نے زید سے انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے ایک ایسے شخص کے متعلق روایت کی کہ جس نے اپنی عورت کے دبر میں مجامعت کی اور اس پر ایسا ڈٹا رہا کہ وہ عورت اس کی وجہ سے مر گئی۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا اس پر پوری دیت ہے۔

باب: گونگے کی زبان کی دیت

(۵۳۲۸) حسن بن محبوب نے ہشام بن سالم سے انہوں نے ابی بصیر سے انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ آل زرارہ کے کسی شخص نے آنجناب علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک شخص نے ایک گونگے آدمی کی زبان کاٹ دی۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا اگر وہ ماں کے پیٹ ہی سے گونگا پیدا ہوا تھا تو اس پر زبان کی پوری دیت ہے اور اگر وہ باتیں کرتا تھا مگر کسی تکلیف یا کسی آفت کی وجہ سے وہ گونگا ہو گیا تھا تو جس نے اس کی زبان کاٹی ہے اس پر زبان کی ایک تہائی دیت ہے۔

باب: افضاء (عورت کی شرمگاہ پھاڑ دینے) پر کیا واجب ہے

امیرالمومنین علی ابن ابی طالب علیہ السلام نے ایک عورت جس کا افضاء کیا گیا اس کو دیت کا حکم دیا۔

(۵۳۲۹) نوادرالحکمت میں ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ایک ایسے شخص کے متعلق فرمایا جس کی عورت نے اس کی کنیز کا اپنے ہاتھوں سے افضاء کر دیا۔ تو آپ علیہ السلام نے حکم دیا کہ اس کنیز کی قیمت لگوائی جائے کہ صحیح ہونے پر اس کی قیمت کیا تھی اور اب افضاء کئے جانے پر اس کی قیمت کیا ہے اور صحیح اور عیب کے درمیان جو فرق ہے اس کا اس عورت سے تاوان دلایا جائے اور اس کو مجبور کیا جائے۔ وہ اس کنیز کو اپنے پاس رکھے اس لئے کہ وہ مردوں کے قابل نہیں رہی۔

باب: اس شخص پر کیا عائد ہوگا جس نے ایک آدمی کے سر پر کھولتا ہوا پانی انڈیل دیا اور اس کے سارے بال جھڑ گئے

(۵۳۳۰) جعفر بن بشیر نے ہشام بن سالم سے انہوں نے سلیمان بن خالد سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کیا کہ ایک شخص نے ایک آدمی کے سر پر کھولتا ہوا پانی انڈیل دیا اور اس کے سر کے بال ایسے جھڑے کہ اب وہ کبھی نہ اگیں گے۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا اس پر کامل دیت ہے۔

(۵۳۳۱) اور سلمہ بن تمام سے روایت ہے کہ ایک شخص نے ایک آدمی کے سر پر شوربہ سے بھری ہوئی دیگچی الٹ دی اس کے سارے بال جھڑ گئے وہ دونوں جھگڑتے ہوئے حضرت علی علیہ السلام کے پاس گئے۔ آپ علیہ السلام نے اس کو سال بھر کا وقت دیا مگر بال نہ اگے تو آپ علیہ السلام نے اس کو دیت کا حکم دیا۔

باب: کسی کی ڈاڑھی کے بال اگر کوئی شخص مونڈے تو اس پر کیا عائد ہوگا

(۵۳۳۲) سکونی کی روایت میں ہے کہ امیرالمومنین علیہ السلام نے فیصلہ فرمایا کہ اگر کسی کی ڈاڑھی کو کوئی شخص مونڈ دے اور پھر نہ اگے تو اس پر پوری دیت ہے اور اگر اگ آئے تو پھر ایک تہائی دیت ہے۔

باب: جو شخص اپنی زوجہ کی فرج (شرمگاہ) کاٹ دے تو اس پر کیا لازم آتا ہے

(۵۳۳۳) حسن بن محبوب نے عبدالرحمٰن بن سیابہ سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے آپ علیہ السلام نے فرمایا کتاب علی علیہ السلام میں تحریر ہے کہ اگر کوئی شخص اپنی عورت کی فرج کاٹ دے تو میں اس عورت کو اس کی دیت دلواؤں گا اور وہ اس کو اس کی دیت نہ دے اور وہ عورت مطالبہ کرے تو عورت اس کی شرمگاہ کاٹے گی۔

باب: جو شخص عورت کی شرمگاہ پر لات مارے اور عورت کا خیال ہو کہ اب اس کو حیض نہیں آئے گا تو اس شخص پر کیا لازم آتا ہے

(۵۳۳۴) حسن بن محبوب نے اپنے بعض راویوں سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے ایک ایسے شخص کے متعلق کہ جس نے ایک عورت کی شرمگاہ پر لات ماری ۔ عورت کا خیال ہے کہ اب اس کو حیض نہیں آئے گا حالانکہ اس سے پہلے اس کو حیض عادت کے مطابق ٹھیک ٹھیک آتا تھا۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا وہ ایک سال تک انتظار کرے اگر اس کو حیض پھر سے آئے تو ٹھیک ورنہ اس عورت کے حیض کی خرابی اور اس کے رحم کے بانجھ ہوجانے کی بنا پر اس شخص کو ایک تہائی دیت دینی پڑے گی۔

(۵۳۳۵) حسن بن محبوب نے ہشام بن سالم سے انہوں نے ابی بصیر سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے عرض کیا آپ علیہ السلام کی کیا رائے ہے ایک شخص نے ایک جوان عورت کے پیٹ پر مارا اور اس کا رحم بانجھ ہوگیا اور اس کے حیض میں خرابی پیدا ہوگئی اور اس نے یہ بیان کیا کہ اس کو حیض آنا بند ہوگیا ہے اس سے پہلے اس کو عادت کے مطابق برابر حیض آتا تھا۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا ایک سال تک انتظار کرے اگر اس کا رحم ٹھیک ہوجائے اور اسے اس کی عادت کے مطابق حیض آنے لگے تو ٹھیک ورنہ اس عورت سے حلف لینے کے بعد اس کو مارنے والے سے اس عورت کے حیض میں خرابی اور رحم کے بانجھ ہونے کی وجہ سے دیت کا ایک تہائی دلوایا جائے گا۔

باب: انگلیوں کے جوڑ کی دیت

(۵۳۳۶) سکونی کی روایت میں ہے کہ امیرالمومنین علی ابن ابی طالب علیہ السلام نے انگوٹھے کو چھوڑ کر دوسری انگلیوں کے ہر جوڑ کے لئے اس انگلی کی دیت کا فیصلہ کیا کرتے تھے۔ اور انگوٹھے کے ہر جوڑ کے لئے انگوٹھے کی دیت کا نصف اس لئے کہ اس میں دو ہی جوڑ ہوتے ہیں۔

مصنف علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ دیت کو عقل اس لئے کہتے ہیں کہ پہلے دیت میں اونٹ دیتے اور وہ لیجاکر مقتول کے ورثا کے صحن میں باندھ دیا کرتے تھے۔

باب: انسان کے دونوں بیضوں کی دیت

(۵۳۳۷) محمد بن احمد بن یحییٰ بن عمران اشعری کی روایت میں ہے کہ انہوں نے روایت کی ہے محمد بن ہارون سے انہوں نے ابی یحییٰ واسطی سے انہوں نے اس روایت کو مرفوع کیا ہے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی طرف آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ بچہ بائیں بیضہ سے ہوتا ہے اگر وہ کٹ جائے تو اس کی دو تہائی دیت ہے اور دائیں کی ایک تہائی ہے۔

باب: ایک غلام، ایک آزاد مرد، ایک آزاد عورت اور ایک غلام مکاتب چاروں نے مل کر ایک آدمی کو قتل کیا اس کے متعلق حکم

(۵۳۳۸) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا گیا ان چار شخصوں کے متعلق جنہوں نے ایک آدمی کو قتل کیا جن میں ایک غلام ہے ایک مرد آزاد ہے ایک آزاد عورت ہے اور ایک غلام مکاتب ہے جس نے اپنے مکاتبہ کی نصف رقم ادا کردی ہے۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا ان سب پر دیت ہے آزاد مرد پر ایک چوتھائی دیت آزاد عورت پر ایک چوتھائی دیت اور غلام کے لئے یہ ہے کہ اس کے مالک کو اختیار دیا جائیگا کہ اس کی طرف سے دیت ادا کرے یا اس غلام کو مکمل (مقتول کے ورثاء کے) حوالے کردے۔ اور مقتول کے گھر والے کوئی نقصان نہ اٹھائیں۔ اور غلام مکاتب پر نصف چوتھائی اس کے مال سے اور اس کو مکاتب بنانے والے پر نصف چوتھائی اس لئے کہ اس نے نصف ہی آزاد کیا ہے۔

یہ حدیث محمد بن احمد کی کتاب میں ہے وہ اس کی روایت کرتے ہیں ابراہیم بن ہاشم سے وہ اپنے اسناد کے ساتھ اوپر لے گئے ہیں حضرت امام جعفر صادق علیہ تک۔

باب: وہ شخص جو اپنے غلام کو اتنی سزا دے کہ وہ مرجائے اس کے لئے کیا لازم ہے

(۵۳۳۹) سکونی کی روایت میں ہے کہ حضرت علی علیہ السلام کے سامنے ایک شخص کو پیش کیا گیا کہ جس نے اپنے غلام کو اتنی سزا دی کہ وہ مر گیا تو آپ علیہ السلام نے اس کو سزا کے طور پر سو (۱۰۰) کوڑے لگائے اس کو قید کر دیا اور غلام کی قیمت کا جرمانہ لگایا اور اس کو تصدق کر دیا۔

باب: ولد الزنا کی دیت

(۵۳۴۰) جعفر بن بشیر کی روایت میں ہے جو انہوں نے اپنے بعض راویوں سے کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے ایک مرتبہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ولد الزنا کی دیت کے متعلق دریافت کیا تو آپ علیہ السلام نے فرمایا آٹھ سو (۸۰۰) درہم۔یہودی و نصرانی اور مجوسی کی دیت کے مانند۔

باب: جو شخص اپنی زمین پر یا کسی غیر کی زمین پر کنواں وغیرہ کھود لے اور اس میں کوئی انسان گر کر ہلاک ہو جائے اس کے لئے کیا حکم ہے

(۵۳۴۱) زرعہ اور عثمان بن عیسیٰ نے سماعہ سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے آنجناب علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک شخص اپنے مکان یا اپنی زمین پر کنواں کھودتا ہے۔آپ علیہ السلام نے فرمایا اگر کوئی شخص اپنی ملکیت میں کنواں وغیرہ کھودتا ہے تو اس پر کوئی ذمہ داری اور ضمانت نہیں ہے لیکن اگر کوئی شخص راستے پر یا غیر کی ملکیت میں کھودے تو وہ ضامن ہے اگر کوئی اس میں گر جائے۔

(۵۳۴۲) یونس بن عبدالرحمٰن نے ہمارے اصحاب میں سے ایک شخص سے روایت کی ہے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے آنجناب علیہ السلام سے جسور (پل تعمیر کرنے والے) کے متعلق دریافت کیا کہ کیا وہ وہاں کے باشندوں کا ضامن ہے؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا نہیں۔

(۵۳۴۳) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص مسلمانوں کے راستہ پر نالہ نکالے یا بیت الخلاء بنائے یا کوئی میخ اور کھونٹا گاڑے یا جانور باندھے یا کنواں کھودے اور اس میں کوئی چیز گر کر ہلاک ہو جائے تو وہ اس کا ضامن ہے۔

(۵۳۴۴) محمد بن عبداللہ بن ہلال نے عقبہ بن خالد سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی کہ آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فیصلوں میں سے ایک فیصلہ یہ بھی ہے کہ معدن جُبار ہے کنواں جُبار اور عُجماء جُبار ہے۔

عُجماء یعنی بے زبان وحشی جانور اور جُبار یعنی وہ نقصان جس کا کوئی تاوان اور معاوضہ نہیں۔

(۵۳۴۵) وھیب بن حفص نے ابوبصیر سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے آنجناب علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک لڑکا لوگوں کے گھروں میں کھیلنے کے لئے گیا اور ان لوگوں کے کنوئیں میں گر گیا۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا وہ لوگ ضامن نہیں ہیں۔ ہاں اگر وہ لوگ متہم اور بدنام ہیں تو ضامن ہیں۔

(۵۳۴۶) حسین بن سعید نے علی بن نعمان سے انہوں نے ابی الصباح کنانی سے روایت کی ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا جو شخص مسلمانوں کے راستے پر کوئی مضرت رساں چیز (جیسے پھسلنے والی) ڈال دے یا گڑھا کھودے اور اگر کسی کو اس سے گزند پہنچے تو وہ اس کا ذمہ دار ہے۔

(۵۳۴۷) حمّاد نے حلبی سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ ایک مرتبہ آپ علیہ السلام سے دریافت کیا گیا کسی ایسی چیز کے متعلق جو راستہ پر ڈال دی جائے جس سے سواری بھڑکے اور اپنے مالک کو زخمی کر دے۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا ہر وہ شے جو مسلمانوں کے راستے پر مضرت رساں ہے اس سے اگر کسی کو گزند پہنچے تو اس کا ڈالنے یا بنانے والا ذمہ دار ہے۔

باب: اگر کوئی سواری کسی آدمی کو اپنے پچھلے یا اگلے پاؤں سے گزند پہنچا دے تو اس کے لئے کیا لازم ہے

(۵۳۴۸) حمّاد نے حلبی سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے آنجناب علیہ السلام سے دریافت کیا گیا کہ ایک شخص اپنی سواری پر مسلمانوں کے راستہ سے گزر رہا تھا کہ اس کی سواری نے کسی شخص کو اپنے پچھلے پاؤں سے گزند پہنچایا تو آپ علیہ السلام نے فرمایا اگر اس کی سواری نے پچھلے پاؤں سے کسی کو گزند پہنچایا تو اس پر

کوئی تاوان نہیں لیکن اگر اگلے پاؤں سے کسی کو گزند پہنچائے تو البتہ اس پر تاوان ہے اس لئے کہ سواری کا پچھلا پاؤں سوار کے پیچھے ہے اگر وہ اس پر سوار ہے اور اگر وہ سواری کے آگے آگے اس کو کھینچتے ہوئے لے کر چل رہا ہے تو بفضل خدا سواری کا اگلا پاؤں اس کے قابو میں ہے یہ جہاں چاہے گا جانور اپنا پاؤں وہاں رکھے گا۔

(۵۳۴۹) حسن بن محبوب نے علی بن رئاب سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ ایک شخص نے اپنے غلام کو کسی سواری پر بٹھایا اور اس نے کسی آدمی کو کچل دیا۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا اس کا تاوان اس کے مالک پر ہے۔

(۵۳۵۰) یونس بن عبدالرحمن نے روایت کی اور اس کو اوپر حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام تک لے گئے ہیں آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ چوپایہ اور جانور جبکہ وہ چھوڑا ہوا سانڈ بن گیا تو وہ اپنے چھوڑنے والے سے تاوان نہیں دلائے گا۔

(۵۳۵۱) سکونی کی روایت میں ہے کہ حضرت علی علیہ السلام سواری کو آگے سے لیکر چلنے والے (قائد) پیچھے سے ہانکنے والے (سائق) اور اس کی پشت پر سوار سب کو ضامن ٹہراتے تھے۔

(۵۳۵۲) اور ایک سواری پر دو آدمی سوار تھے کہ سواری نے ایک شخص کو قتل کردیا یا زخمی کردیا تو حضرت علی علیہ السلام نے فیصلہ فرمایا کہ وہ دونوں برابر برابر اس کا تاوان برداشت کریں گے۔

(۵۳۵۳) غیاث بن ابراہیم کی روایت ہے انہوں نے حضرت جعفر بن محمد علیہما السلام سے اور انہوں نے اپنے پدربزرگوار علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ حضرت علی علیہ السلام اگر سواری نے اگلے پاؤں سے کسی کو کچلا ہے تو سوار کو ذمہ دار ٹھہراتے تھے اور اگر سواری نے اپنے پچھلے پاؤں سے کسی کو مارا ہے تو سوار کو ذمہ دار نہیں ٹہراتے تھے مگر یہ کہ کوئی آدمی پیچھے سے اس کو مارے اور وہ پاؤں چلادے تو وہ اس کا ذمہ دار ہوگا۔

باب: دو آدمیوں نے مل کر ایک شخص کا ہاتھ کاٹ دیا اس کے لئے کیا حکم ہے

(۵۳۵۴) حسن بن محبوب نے ہشام بن سالم سے انہوں نے ابی مریم انصاری سے انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے ایسے دو شخصوں کے بارے میں جنہوں نے اجتماعی طور پر ایک آدمی کا ہاتھ کاٹ دیا۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ اگر مجروح چاہتا ہے کہ دونوں کے ہاتھ کاٹے تو ان دونوں کو ایک ہاتھ کی دیت کرکے ان دونوں پر تقسیم کردے پھر دونوں کے ہاتھ کاٹے۔ اور اگر وہ چاہے تو ان دونوں سے اپنے ہاتھ کی دیت وصول کرے۔ اور اگر وہ ایک شخص کا ہاتھ کاٹتا ہے تو جس کا ہاتھ نہیں کٹا ہے وہ اس شخص کو جس کا ہاتھ کٹا ہے اسے ہاتھ کی ایک چوتھائی دیت ادا کرے۔

باب: وہ شخص جس نے کسی میت کا سر کاٹا اس پر کیا لازم آتا ہے

(۵۳۵۵) حسین بن خالد نے حضرت امام ابوالحسن موسیٰ علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ علیہ السلام نے فرمایا وہ بچہ جو ابھی ماں کے پیٹ میں ہو اور اس کی ماں کو مارا جائے اور بچہ اس کے قبل کہ اس میں روح پڑے ماں کے پیٹ سے ساقط ہو جائے تو اس کی دیت ایک سو (۱۰۰) دینار ہے اور یہ بچے کے وارثوں کے لئے ہے۔ اور اگر کسی میت کا سر کاٹ دیا جائے اور پیٹ چاک کر دیا جائے تو اس کی دیت اس کے وارثوں کے لئے نہیں ہے یہ اس میت کے لئے ہے جس کا سر کاٹا گیا ہے۔ راوی کا بیان ہے کہ میں نے عرض کیا ان دونوں میں فرق کیا ہے تو آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ وہ بچہ جو ماں کے پیٹ میں تھا اس سے آئندہ نفع کی امید تھی جب یہ چلا گیا تو نفع کی امید بھی جاتی رہی۔ میت کو جب اس کی وفات کے بعد مثلہ کیا گیا (سر وغیرہ کاٹا گیا) تو اس مثلہ کی دیت خود اس میت کے لئے ہے کسی دوسرے کے لئے نہیں ہے اس کی طرف سے حج کرایا جائے گا یا دوسرے کار خیر کئے جائیں گے۔ میں نے عرض کیا کہ مگر وہ میت کے پاس اس لئے گیا تھا کہ اس کو غسل دینے کے لئے کنواں یا گڑھا کھودے مگر جس چیز سے وہ اپنے سامنے کھود رہا ہے اس کے ہاتھ سے وہ کدال پھسل کر کے میت پر جا لگا اور اس کا پیٹ پھٹ گیا تو اس پر کیا لازم آتا ہے؟ آپؑ نے فرمایا اگر ایسا ہے تو خطا اور غلطی سے ہے اس پر اس کا کفارہ لازم ہے وہ غلام آزاد کرے یا پے در پے مسلسل دو ماہ روزہ رکھے یا ساٹھ (۶۰) مسکینوں کو ایک ایک مُد صدقہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے مد کے برابر دے۔

(۵۳۵۶) اور محمد بن ابی عمیر کی (کتاب) نوادر میں ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ میت کا سر کاٹنا زندہ شخص کے سر کاٹنے سے بھی زیادہ شدید ہے۔

(۵۳۵۷) اور عبداللہ بن مسکان کی روایت میں جو حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ہے ایک ایسے شخص کے متعلق کہ جس نے ایک میت کا سر کاٹا آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ اس پر دیت لازم ہے اس شخص کی حرمت مرنے کے بعد بھی اتنی ہے جتنی اس کی زندگی میں تھی۔

مصنف علیہ الرحمہ فرماتے ہیں یہ دونوں حدیثیں مختلف نہیں ہیں اس لئے کہ ان دونوں میں سے ہر ایک جس وقت اس نے میت کا سر قلم کیا ایسی حالت میں تھا کہ اگر اس کو موقع ملتا تو اس کی زندگی میں اس کا سر قلم کر لیتا اسی وجہ سے اس پر کامل دیت ہے اور جب کہ اس نے اس کی زندگی میں قتل کا ارادہ نہیں کیا تھا تو اس پر سو (۱۰۰) دینار شکم مادر میں بچہ کی دیت ہے۔

(۵۳۵۸) ابی جمیلہ سے روایت کی گئی ہے اور انہوں نے اسحاق بن عمّار سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے ایک مرتبہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کیا کہ ایک میت کا سر کاٹ لیا گیا۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا

(کاٹنے والے پر) دیت لازم ہے میں نے عرض کیا مگر اس کی دیت کون وصول کرے گا آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ امام، یہ تو اللہ تعالیٰ کے لئے ہے اور اگر اس کا دایاں ہاتھ یا اس کے اعضاء میں سے کوئی شے کاٹی جائے تو اس کی بھی دیت امام کے لئے ہوگی۔

باب: اس طمانچہ کے لئے حکم جس سے چہرہ سیاہ یا ہرا یا سرخ پڑ جائے

(۵۳۵۹) حسن بن محبوب نے اسحاق بن عمّار سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے آنجناب علیہ السلام سے ایک ایسے شخص کے متعلق جس نے ایک آدمی کے چہرے پر طمانچہ مارا تو اس کا چہرہ سیاہ ہو گیا۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا اگر چہرہ سیاہ پڑ گیا تو اس پر چھ (۶) دینار ہے اگر ہرا ہو گیا ہے تو تین (۳) دینار اور اگر سرخ ہو گیا ہے تو ایک (۱) دینار اور نصف ہے اور بدن پر جہاں کہیں (ایسی صورت حال) ہو تو اس کے نصف ہے۔

باب: اس شخص پر کیا لازم ہے جو ایک آدمی کے پاس گیا وہ سو رہا تھا جب وہ اس کی پشت پر پہنچا تو وہ جاگ گیا اور اس نے اس کو قتل کر دیا

(۵۳۶۰) حسین بن خالد نے حضرت امام ابوالحسن اول علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آنجناب علیہ السلام سے سوال کیا گیا کہ ایک شخص ایک آدمی کے پاس آیا وہ سویا ہوا تھا جب اس کی پشت پر پہنچا تو وہ جاگ گیا اور اس نے اپنی چھری سے اس (آنے والے) کو قتل کر دیا آپ علیہ السلام نے فرمایا اس پر نہ کوئی دیت ہے اور نہ کوئی قصاص۔

باب: تین آدمی ایک دیوار کے گرانے میں شریک تھے اور وہ دیوار ان میں سے ایک پر گر گئی اور وہ مر گیا

(۵۳۶۱) محمد بن ابی عمیر نے علی بن ابی حمزہ سے انہوں نے ابی بصیر سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ حضرت علی علیہ السلام نے ایک ایسے مقدمہ کا فیصلہ فرمایا کہ ایک دیوار کے گرانے میں تین آدمی شریک تھے تو وہ دیوار ان میں سے کسی ایک پر گر پڑی اور وہ مر گیا تو آپ علیہ السلام نے

وہ دونوں جو باقی رہ گئے تھے ان کو اس کی دیت کا ذمہ دار ٹھہرایا اس لئے کہ ان میں سے ہر ایک اپنے ساتھیوں کا ضامن ہے۔

باب: ایک آدمی قتل کر دیا جاتا ہے اور اس پر قرض ہے

(۵۳۶۲) محمد بن اسلم جبلی نے یونس بن عبدالرحمن سے انہوں نے عبداللہ بن مسکان سے انہوں نے ابی بصیر سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے ایک مرتبہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک شخص کو قتل کر دیا گیا اور اس پر قرض ہے اس کے پاس کوئی مال نہیں تو کیا اس کے وارثوں کو حق ہے کہ اس کا خون معاف کر دیں جبکہ اس پر قرض ہے؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ قرض خواہ بھی تو قاتل کے مقابلہ میں ایک فریق ہے اگر اس کے وارثوں نے قاتل کو اس کا خون معاف کر دیا ہے تو وہ قرض خواہوں کے قرض کے ضامن ہیں ورنہ نہیں۔

باب: اس دایہ اور دودھ پلائی کی ضمانت جو بچے پر کروٹ لیکر الٹ پڑے اور وہ مرجائے یا بچے کو کسی دوسری دایہ کے حوالے کر دے اور وہ اسے لیکر بھاگ جائے

(۵۳۶۳) محمد بن احمد بن یحییٰ بن عمران اشعری نے محمد بن ناجیہ سے انہوں نے محمد بن علی سے انہوں نے عبدالرحمن بن سالم سے انہوں نے اپنے باپ سے انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ جس قوم کی دایہ ان کے بچے کو قتل کر دے اس طرح کہ وہ سو رہی ہو اور کروٹ لیکر بچے پر الٹ پڑے اور بچہ مرجائے تو اس دایہ پر اس بچے کی دیت خود اس کے مال سے ہے خاص اگر وہ عزت و فخر کے لئے دایہ بنی ہے اور اگر وہ فقر و تنگدستی کی وجہ سے دایہ بنی تو اس کی دیت اس کے خاندان والوں پر ہے۔

(۵۳۶۴) ہشام بن سالم نے سلیمان بن خالد سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ان کا بیان ہے کہ میں نے ایک مرتبہ آنجناب علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک شخص نے ایک دایہ اجرت پر رکھی اور بچہ اس کے حوالے کر دیا اور اس کے پاس رہا۔ پھر وہ دایہ کہیں اور چلی گئی اور کسی اور کے وہاں اجرت پر دایہ گیری کرنے لگی اور اس کا بچہ لیکر غائب ہو گئی اب نہیں معلوم کہ اس نے بچے کے ساتھ کیا کیا اور دایہ سے بدلہ نہیں لیا جاتا۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا اس پر کامل دیت ہے۔

اور اسی کے مثل روایت کی ہے علی بن نعمان نے ابن مسکان سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ

السلام سے ۔ نیز اسی کے مثل روایت کی ہے حماد نے حلبی سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ۔
(۵۳۶۵) حماد نے حلبی سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ایک ایسے شخص کے متعلق دریافت کیا گیا جس نے ایک دایہ کو اجرت پر رکھا اور اپنا بچہ اس کو دیدیا۔ وہ دایہ اس بچے کو لیکر کئی برس تک غائب رہی پھر بچے کو لیکر آئی تو بچے کی ماں کو خیال ہوا کہ وہ بچے کو نہیں پہچانتی۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا ان لوگوں کو ایسا نہیں کرنا چاہیے وہ اس بچے کو قبول کرلیں اس لئے کہ دایہ امین ہوتی ہے۔

باب: اگر کسی شخص کا کتا کسی کو کاٹ لے تو کتے والے کی کیا ذمہ داری ہے

(۵۳۶۶) حسین بن علوان نے عمرو بن خالد سے انہوں نے زید بن علی سے انہوں نے اپنے آبائے کرام علیہم السلام سے اور انہوں نے حضرت علی علیہ السلام سے روایت کی ہے آپ علیہ السلام کتے کے مالک کو اس وقت ضامن ٹہراتے جب اس کا کتا دن کے وقت کسی کو کاٹتا۔ اور اگر رات کو کاٹتا تو اسے ضامن نہیں ٹہراتے تھے۔
اور اگر تم کسی قوم کے گھر میں اس کی اجازت سے داخل ہو اور ان کا کتا تمہیں کاٹ لے تو وہ لوگ اس کے ضامن ہیں اور اگر تم ان کی اجازت کے بغیر داخل ہوئے ہو تو وہ لوگ اس کے ضامن نہیں ہیں۔

باب: ایک ام ولد نے اپنے مالک کو عمداً یا خطاً قتل کردیا

(۵۳۶۷) وھب بن وھب نے حضرت امام جعفر بن محمد علیہما السلام سے انہوں نے اپنے پدر بزرگوار علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ علیہ السلام فرمایا کرتے تھے کہ جب کوئی ام ولد (وہ کنیز جس سے مالک کا کوئی لڑکا ہو) اپنے مالک کو خطأ قتل کردے تو وہ آزاد ہے اس پر کسی کی ملکیت نہیں ہے اور اگر اس نے اس کو عمداً قتل کیا ہے تو اس کے عوض میں وہ قتل کی جائے گی۔

باب: اگر کوئی شخص کسی قوم کے گھر میں آگ لگادے اور گھر اور اس کے رہنے والے جل جائیں تو اس کی کیا سزا ہے

(۵۳۶۸) سکونی کی روایت میں ہے کہ حضرت علی علیہ السلام نے ایک ایسے شخص کے متعلق فیصلہ فرمایا جس نے ایک قوم کے گھر میں آگ لگا دی جس سے گھر جل گیا اس گھر والے جل گئے اور ان کا مال ومتاع جل گیا۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا اس سے گھر اور مال ومتاع کا تاوان وصول کیا جائے اس کے بعد اس کو قتل کر دیا جائے۔

باب: اگر کسی شخص کا بُختی (خراسانی اونٹ) بدمستی میں کسی کو قتل کردے تو اس پر کیا لازم آتا ہے

(۵۳۶۹) حمّاد نے حلبی سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے آپ علیہ السلام سے دریافت کیا گیا کہ ایک بُختی (خراسانی اونٹ) بدمست ہوکر گھر سے نکلا اور اس نے کسی کو قتل کردیا اتنے میں اس مقتول شخص کا بھائی آگیا اور اس اونٹ پر تلوار کا وار کیا اور اسکی کونچیں کاٹ دیں۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا بُختی کا مالک دیت کا ضامن ہے اور وہ اپنے بُختی کی قیمت (بھی) وصول کرے گا۔

باب: قصاص کو زندہ رکھنے کیلئے کیا لازم ہے

(۵۳۷۰) علی بن حکم نے ابان احمری سے انہوں نے ابی بصیر یحییٰ بن ابی القاسم اسدی سے انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ جب نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وقت وفات قریب آیا حضرت جبرئیل علیہ السلام نازل ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ کیا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دنیا کی طرف واپسی کی خواہش ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا نہیں میں نے اپنے رب کا پیغام پہنچا دیا۔ جبرئیل علیہ السلام نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دوبارہ یہی پوچھا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جواب دیا نہیں بلکہ میں اپنے رفیق اعلیٰ سے ملنے کا خواہشمند ہوں اس کے بعد نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اور بہت سے مسلمان آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس جمع تھے کہ ایہا الناس (سنو) میرے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا اور نہ میری سنت کے بعد کوئی سنت ہوگی لہٰذا اس کے بعد جو کوئی اس کا دعویٰ کرے گا اور (میری سنت میں) بدعت کرے گا وہ جہنم میں جائیگا تم لوگ اسے قتل

کردینا ۔ اور جو کوئی اس کی اتباع کرے وہ بھی جہنمی ہے ۔ اے لوگو قصاص کو زندہ رکھنا اور صاحب حق کیلئے حق کو زندہ رکھنا اسے چھوڑ کر متفرق نہ ہوجانا اس کی ولایت کو تسلیم کرنا اس کی بات ماننا اور سلامت رہنا اللہ تعالیٰ نے تو یہ لکھ دیا ہے (اپنے لئے یہ طے کرلیا ہے) کہ میں غالب رہوں گا اور میرے سارے رسول غالب رہتے ہیں ۔ بیشک اللہ بڑی قوت وطاقت والا ہے۔

باب: ایک چور زبردستی ایک عورت کی شرمگاہ پر قابض ہوتا ہے اور اس کے بچہ کو قتل کردیتا ہے

(۵۳۷۱) یونس بن عبدالرحمٰن نے عبداللہ بن سنان سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے آنجناب علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک مرد سارق (چور) ایک عورت کے گھر میں داخل ہوا تاکہ اس کا مال و متاع چوری کرے جب اس نے اسکا کپڑا لتا سب جمع کرلیا تو اس کی نیت میں فتور آیا اور عورت کی عزت پر حملہ آور ہوا اتنے میں اس کا بچہ جاگ گیا تو اس نے اس کو اپنی کلہاڑی سے قتل کردیا جب سب سے فارغ ہوا تو وہ جمع کیا ہوا کپڑا لتا سب اٹھایا اور جانے لگا تو عورت نے کلہاڑی سے اس پر حملہ کرکے اس کو قتل کردیا۔ دوسرے دن اس چور کے ورثاء آئے اور خون بہا کے طالب ہوئے ۔ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا وہ لوگ جو چور کا خون بہا طلب کرتے ہوئے آئے ہیں وہ اس بچے کی دیت کے ضامن ہیں اور اس عورت پر اس چور کے قتل کا کوئی مواخذہ نہیں اس لئے کہ وہ چور تھا۔

(۵۳۷۲) محمد بن فضیل نے حضرت امام رضا علیہ السلام سے روایت کی ان کا بیان ہے کہ میں نے آنجناب علیہ السلام سے ایک چور کے متعلق دریافت کیا کہ وہ ایک عورت پر داخل ہوا جو حاملہ تھی اور اس کے پیٹ میں جو بچہ تھا اسے قتل کردیا تو عورت نے ایک چھری اٹھائی اور اس سے مار کر اسے قتل کردیا۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا اس چور کا خون رائیگاں گیا۔

(۵۳۷۳) حسن بن محبوب نے عبداللہ بن سنان سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو ایک شخص کے متعلق فرماتے ہوئے سنا جو ایک عورت کے نفس کو حرام کے لئے ورغلا رہا تھا تو عورت نے اس کو ایک پتھر کھینچ کر ایسا مارا کہ وہ مرگیا۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ عورت پر اس کا کوئی مواخذہ نہیں ۔ اسکا معاملہ اس کے اور خدا کے درمیان ہے اگر وہ امام عادل کے سامنے پیش کی جائے گی تو اس مرد کا خون رائیگاں ہوگا۔

(۵۳۷۴) جمیل بن درّاج نے زرارہ سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ

السلام سے کہا کہ ایک شخص ایک عورت کو غصب کرلیتا ہے (یعنی اسکی شرمگاہ کو غصب کرلیتا ہے) آپ علیہ السلام نے فرمایا وہ قتل کردیا جائیگا۔

باب: ایک عورت اپنے شوہر کے گھر میں کسی شخص کو داخل کرلیتی ہے تو اس کا شوہر اس شخص کو قتل کردیتا ہے تو عورت اپنے شوہر کو قتل کردیتی ہے تو اس پر کیا لازم آتا ہے

(۵۳۷۵) یونس بن عبدالرحمٰن نے عبداللہ بن سنان سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے آنجناب علیہ السلام سے عرض کیا کہ ایک مرد نے ایک عورت سے نکاح کیا جب ملاپ کی شب آئی تو عورت نے اپنے دوست مرد کو کمرہ عروسی میں بلالیا اور جب اس کا شوہر اپنی زوجہ سے ملنے گیا تو عورت کے دوست نے اس پر حملہ کردیا دونوں میں گھر کے اندر ہاتھا پائی ہونے لگی بالآخر اس کے شوہر نے اس کے دوست کو قتل کردیا۔ اب عورت اٹھی اور اس نے اپنے دوست کا بدلہ لینے کے لئے اپنے شوہر کو قتل کردیا۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا وہ عورت اپنے دوست کی دیت کی ضامن ہے اور شوہر کو قتل کرنے کی وجہ سے وہ قتل کردی جائے گی۔

باب: جو شخص عیدوں کی بھیڑ بھاڑ میں یا عرفہ میں یا کسی کنوئیں یا کسی پُل پر مرجائے اور یہ نہ معلوم ہو کہ اسے کس نے قتل کیا ہے

(۵۳۷۶) سکونی نے حضرت امام جعفر بن محمد علیہما السلام سے انہوں نے اپنے پدربزرگوار علیہ السلام سے روایت کی ہے انہوں نے فرمایا کہ حضرت علی علیہ السلام کا ارشاد ہے کہ جو شخص جمعہ یا عید یا عرفہ کے اژدھام میں یا کسی کنوئیں یا پُل پر مرجائے اور یہ نہ معلوم ہو کہ اسے کس نے قتل کیا تو اس کی دیت بیت المال سے ادا کی جائے گی۔

باب: ایک شخص قتل ہوتا ہے اور اس کے اعضاء متفرق مقامات پر پائے جاتے ہیں

(۵۳۷۷) محمد بن سنان نے طلحہ بن زید سے انہوں نے فضیل بن عثمان سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے ایک ایسے شخص کے متعلق کہ جو قتل کردیا جاتا ہے اور اس کا سر ایک قبیلہ میں ملتا ہے، تو بدن کا درمیانی حصہ اور سینہ اور اس کے دونوں ہاتھ دوسرے قبیلہ میں اور باقی نچلا حصہ تیسرے قبیلہ میں ملتا ہے۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا اس کی دیت ان لوگوں پر ہوگی جن کے قبیلہ میں اس کا درمیانی حصہ اور سینہ اور دونوں ہاتھ ملے ہیں اور اسی پر نماز جنازہ بھی پڑھی جائے گی۔

(۵۳۷۸) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا گیا کہ ایک شخص قتل کردیا گیا اور اس کے اعضاء متفرق جگہ پائے گئے تو اس پر کیسے نماز پڑھی جائے گی؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ نماز اس حصہ پر پڑھی جائے گی جس میں اس کا قلب ہے۔

باب: شجاج (زخمی) اور اس کے مختلف نام

اصمعی کا قول ہے کہ اول شجاج حارصہ ہے یہ وہ ہے جو جلد چھیل دے یعنی پھاڑ دے اور اسی بنا پر کہا جاتا ہے کہ دھوبی نے کپڑے حرص کردیئے یعنی پھاڑ دیئے پھر باضعہ ہے اور یہ وہ ہے جو جلد کے بعد گوشت کو پھاڑ دے۔ پھر متلاحمہ اور یہ وہ ہے جو گوشت میں داخل ہوجائے مگر سمحاق تک نہ پہنچے پھر سمحاق ہے اور یہ گوشت اور ہڈی کے درمیان ایک باریک سا چھلکا (جھلی) ہے اور ہر باریک چھلکے کو سمحاق کہتے ہیں اور اسی بناء پر کہا گیا ہے آسمان پر بادلوں کے سماحیق ہیں۔ اور بکری کے اوپر چربی کے سماحق ہیں۔ پھر موضحہ ہے اور یہ وہ ہے جس میں ہڈی واضح اور ظاہر ہو پھر ہاشمہ ہے اور یہ وہ ہے جس میں ہڈی ٹوٹ جائے۔ پھر مُنَقِّلہ ہے اور یہ وہ ہے جس میں ہڈی کا فراش نکل آئے اور ہڈی کا فراش وہ ہے جو ہڈی کا ایک چھلکا سا گوشت کے علاوہ ہوتا ہے اور اسی بناء پر نابغہ کا قول ہے کہ **ویتبعھم منھا فراش الحواجب** پھر مامومہ اور یہ زخم ہے جو ام راس تک پہنچتا ہے اور یہ وہ جلد ہے جو دماغ کے اوپر ہوتی ہے اور زخموں اور جراحتوں میں سے ایک جائفہ اور یہ وہ ہے جو جوف جسد تک پہنچتا ہے اور سر میں دماغ تک۔

باب: وہ شخص جو کسی آدمی کو قتل کرکے بھاگ جائے اس کے لئے کیا حکم ہے

(۵۳۷۹) حسن بن علی بن فضّال نے ظریف بن ناصح سے انہوں نے ابان بن عثمان سے انہوں نے ابی بصیر سے انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے ایک ایسے شخص کے متعلق روایت کی ہے جو عمداً کسی آدمی کو قتل کرکے فرار ہوگیا گرفتار نہیں ہوا اور مر بھی گیا۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا اگر اس کے پاس مال ہے تو (دیت) اس میں سے لی جائے ورنہ اس کے قریب ترین رشتہ دار سے لی جائے۔

(۵۳۸۰) حسن بن علی بن فضّال نے ابن بکیر سے انہوں نے عبید بن زرارہ سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ایک ایسے شخص کے متعلق روایت کی ہے جو پکڑا گیا اور اس پر بہت سے حدود اور سزائیں (لازم) ہیں جن میں سے ایک قتل بھی ہے۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا حضرت علی علیہ السلام ایسے (مجرم) پر تمام حدود پہلے جاری کرتے پھر اسے قتل کرتے تھے تو تم حضرت علی علیہ السلام کے خلاف نہ کرو۔

باب: سر کے زخموں اور جراحتوں کی دیت

(۵۳۸۱) قاسم بن محمد جوہری نے علی بن ابی حمزہ سے انہوں نے ابی بصیر سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ موضحہ زخم کی دیت پانچ (۵) اونٹ۔ سمحاق جو موضحہ کے علاوہ ہے اس کی دیت چار (۴) اونٹ۔ مُنَقِّلہ کی پندرہ (۱۵) اونٹ اور جائفہ کی دیت، دیت کا تہائی یعنی تینتیس (۳۳) اونٹ اور مامومہ کی ایک تہائی دیت ہے۔

(۵۳۸۲) اور ابن مغیرہ کی روایت میں عبداللہ بن سنان سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ علیہ السلام نے فرمایا باضعہ کی دیت تین (۳) اونٹ ہے۔

(۵۳۸۳) حسن بن محبوب نے صالح بن رزین سے انہوں نے ذریح محاربی سے روایت کی ہے انہوں نے بیان کیا کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک شخص نے ایک آدمی کو زخم موضحہ لگایا اور اسی مقام پر اس کو دوسرے شخص نے زخم دامیہ لگایا اور وہ آدمی مر گیا۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا ان دونوں شخصوں پر ان کی اموال سے نصف نصف دیت لازم ہے۔

(۵۳۸۴) ابن محبوب نے حسن بن حیّ سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے آنجناب علیہ السلام سے دریافت کیا کہ کیا سر کا زخم موضحہ ویسا ہی ہے جیسا چہرے کا؟ آپ علیہ

السلام نے فرمایا کہ چہرے اور سر کا زخم اور موضحہ دیت میں دونوں برابر ہیں کیونکہ چہرہ سر ہی کا ایک حصہ ہے اور جسم کی کسی جگہ کا زخم سر کے زخم کے مانند نہیں ہے۔

(۵۳۸۵) اور ابان کی روایات میں ہے کہ آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ جائفہ جو جوف یعنی اندرونی حصہ میں پڑجاتا ہے اس کا قصاص جائفہ والے کو لینے کا حق نہیں مگر یہ کہ یہی فیصلہ ہو۔ اور مُنَقِّلہ جس میں سر کی ہڈیاں ٹوٹ جائیں اس میں بھی کوئی قصاص نہیں مگر یہ کہ یہی فیصلہ ہو۔ اور مامومہ کی ایک تہائی دیت ہے اس میں قصاص نہیں مگر یہ کہ یہی فیصلہ ہو۔

(۵۳۸۶) اور سکونی کی روایت میں ہے کہ امیرالمومنین علیہ السلام نے ہاشمہ میں دس (۱۰) اونٹ کی دیت کا فیصلہ فرمایا۔

(۵۳۸۷) اور حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ایک ایسے غلام کے متعلق فرمایا جس نے ایک شخص کو ایسا زخمی کیا کہ اس کی ہڈی واضح اور ظاہر ہوگئی پھر اس کو دوسرے نے بھی زخمی کردیا آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ اس کی دیت دونوں کے درمیان (نصف نصف) ہے۔

باب: دیتوں کے متعلق نادر احادیث

(۵۳۸۸) عمرو بن عثمان نے ابی جمیلہ سے انہوں نے سعد اسکاف سے انہوں نے اصبغ بن نباتہ سے روایت کی ہے کہ ایک لڑکی دوسری لڑکی پر سوار ہوئی تو ایک اور لڑکی نے نیچے والی لڑکی کے گدگدی کردی وہ بدک کر اچھل پڑی تو اوپر والی لڑکی جو سوار تھی وہ گر پڑی اور مرگئی تو حضرت علی امیرالمومنین علیہ السلام نے فیصلہ فرمایا کہ گدگدی کرنے والی اور بدک کر اچھلنے والی لڑکی دونوں نصف نصف اس کی دیت ادا کریں گی۔

(۵۳۸۹) اور وھب بن وھب سے روایت ہے انہوں نے حضرت امام جعفر بن محمد علیہما السلام سے انہوں نے اپنے پدربزرگوار علیہ السلام سے روایت کی ہے آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ حضرت علی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص دوست قوم میں سے کسی کو قتل کردے تو اس کو لازم ہے کہ جو کچھ اس پر عائد ہوتا ہے اس پر ان لوگوں سے مصالحت کرلے اس لئے کہ اس کے لئے یہ حساب بہت ہلکا ہے۔

(۵۳۹۰) عبداللہ بن سنان نے ثمالی سے انہوں نے سعید بن مسیب سے انہوں نے جابر بن عبداللہ سے روایت کی ہے انہوں نے کہا کہ اگر کوئی شخص کسی آدمی کو کوڑا مارے گا تو اللہ تعالیٰ اس کو جہنم کی آگ کا کوڑا لگائے گا۔

(۵۳۹۱) اور ابن فضّال کی روایت میں ان کے بعض اصحاب سے ہے کہ انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ شکاری کتے کی دیت چالیس (۴۰) درہم ہے اور مویشیوں کے کتے کی

دیت بیس (۲۰) ہے اور اس کتے کی دیت جو نہ شکار کا ہو اور نہ مویشیوں کا ایک ٹوکری مٹی ہے قاتل کو چاہیئے کہ وہ دے اور کتے کے مالک کو چاہیئے کہ اسے قبول کرے۔

(۵۳۹۲) محمد بن سنان نے ابی الجارود سے روایت کی ہے اس کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا وہ فرماتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ایک خچر تھا وہ جس کسی کے کھیت میں پڑجاتا اسے کوئی نہیں ہنکاتا تھا۔ چنانچہ وہ بنی مدلج کے ایک آدمی کے گنے کے کھیت میں پڑ گیا تو اس نے اپنا تیر کمان میں جوڑکر اسے قتل کردیا تو حضرت علی علیہ السلام نے اس سے کہا کہ خدا کی قسم میں تجھے نہ چھوڑوں گا جب تک تو اس کی دیت ادا نہ کردے چنانچہ اس نے چھ سو (۶۰۰) درہم ادا کئے۔

(۵۳۹۳) اور جمیل بن درّاج نے ہمارے بعض اصحاب سے اور انہوں نے دونوں ائمہ علیہما السلام میں سے کسی ایک سے روایت کی ہے کہ ایک شخص نے ایک آدمی کا ہاتھ توڑ دیا پھر وہ ہاتھ اچھا ہوگیا۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ اس میں قصاص نہیں وہ دیت دے گا۔

(۵۳۹۴) حسین بن سعید نے ابن ابی عمیر سے انہوں نے محمد بن ابی حمزہ اور حسین رواسی سے انہوں نے اسحاق بن عمّار سے روایت کی ہے اس کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام ابوالحسن علیہ السلام سے عرض کیا کہ ایک عورت حمل سے ڈرتی ہے کیا وہ کوئی دوا پی لے کہ جو کچھ اس کے پیٹ میں ہے وہ گر جائے آپ علیہ السلام نے فرمایا نہیں میں نے عرض کیا مگر وہ تو ابھی نطفہ ہے آپ علیہ السلام نے فرمایا سب سے پہلے تو نطفہ ہی خلق ہوتا ہے۔

(۵۳۹۵) حسین بن سعید نے فضالہ سے انہوں نے داؤد بن فرقد سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ علیہ السلام نے بیان فرمایا کہ داؤد بن علی (بن عبداللہ بن عباس امیر مدینہ) نے مجھ سے دریافت کیا کہ ایک شخص ایک آدمی کے گھر آتا تھا اس آدمی نے منع کیا کہ وہ اس کے گھر نہ آیا کرے مگر اس نے بات ماننے سے انکار کیا تو سلطان وقت کے پاس گیا۔ سلطان وقت نے کہا اگر وہ ایسا کرے تو اس کو قتل کردو چنانچہ اس نے اس کو قتل کردیا۔ آپ علیہ السلام کی اس میں کیا رائے ہے؟ فرمایا میری رائے میں اس کو قتل نہیں کرنا چاہیئے اس لئے کہ اگر یہ بات قائم رہی تو ہر آدمی اپنے دشمن کے لئے اگر چاہے تو یہ کہے کہ وہ میرے گھر آیا تھا میں نے اس کو قتل کردیا۔

(۵۳۹۶) محمد بن احمد بن یحییٰ نے علی بن اسماعیل سے انہوں نے احمد بن نضر سے انہوں نے حصین بن عمرو سے انہوں نے یحیی بن سعید بن مسیّب سے روایت کی ہے کہ معاویہ نے ابو موسیٰ اشعری کو خط لکھا کہ ابن ابی الحسین نے اپنی عورت کے شکم پر ایک آدمی کو سوار دیکھا تو اس نے اس کو قتل کردیا اب اس مقدمہ کا فیصلہ قاضیوں کے لئے مشکل نظر آرہا ہے لہٰذا حضرت علی علیہ السلام سے اس کے متعلق دریافت کرو تو ابو موسیٰ نے حضرت علی علیہ السلام سے دریافت کیا تو آپ علیہ السلام نے فرمایا خدا کی قسم یہ واقعہ تو یہاں یعنی کوفہ میں بلکہ اس کے اطراف میں کہیں نہیں

ہوا اور نہ یہ معاملہ ہمارے سامنے پیش ہوا پھر یہ مقدمہ تیرے پاس کہاں سے آگیا تو اس نے بتایا کہ مجھے معاویہ نے خط میں لکھا کہ ابن ابی الحسین نے ایک شخص کو اپنی عورت کے ساتھ دیکھا تو اسے قتل کردیا اب قاضیوں کے لئے اس معاملہ کا فیصلہ مشکل ہوگیا اب اس معاملہ میں آپ علیہ السلام کی کیا رائے ہے۔آپ علیہ السلام نے فرمایا میں ابوالحسن ہوں اگر چار گواہوں کے ساتھ آکر گواہی گزرے تو ٹھیک ورنہ سب کچھ اس کے حق میں دیدیا جائے گا۔

(۵۳۹۷) اور ابن ابی عمیر کی روایت میں جمیل سے انہوں نے ہمارے اصحاب سے اور انہوں نے دونوں ائمہ علیہما السلام میں سے کسی ایک سے روایت کی ہے کہ آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ اگر مقتول کا وارث مرجائے تو اس کی جگہ وارث کا لڑکا خون کے مطالبے کے لئے کھڑا ہوگا۔

(۵۳۹۸) محمد بن قیس نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ حضرت امیرالمومنینؑ نے فیصلہ فرمایا کہ اگر گھوڑے کی آنکھ پھوٹ جائے تو جس دن اس کی آنکھ پھوٹی اس دن کی قیمت کی ایک چوتھائی کی رقم دیت ہوگی۔

(۵۳۹۹) اور امیرالمومنین علیہ السلام کا یہ بھی فیصلہ ہے کہ ایک اونٹ میں چار آدمی شریک تھے اور اس میں سے ایک آدمی نے اس اونٹ کو اپنے پاس باندھا تو اونٹ چلا اور اپنے پاؤں کے چھٹنے کے ساتھ اچھل کود کرنے لگا اور پھسل کر گر پڑا اس کی ٹانگ ٹوٹ گئی تو جس نے اس کو اپنے پاس باندھا تھا اس کے ساتھیوں نے کہا کہ تم ہمارے اونٹ کا نقصان ہم لوگوں کو دو۔تو آنجناب علیہ السلام نے ان کے درمیان فیصلہ فرمایا کہ تم لوگ اس کا نقصان اس کو دو اس لئے کہ اس نے تو اپنا حصہ باندھ لیا تھا تم لوگوں کا حصہ اس کے حصہ کو بھی لے گیا۔

(۵۴۰۰) محمد بن احمد بن یحییٰ کی روایت میں ہے انہوں نے اپنے اسناد کے ساتھ اور اس روایت کو اوپر لیگئے مامون تک کہ ایک شخص نے ایک آدمی کو کنوئیں میں گرا دیا اور وہ مرگیا تو مامون نے حکم دیا کہ اس کو قتل کردیا جائے تو اس شخص نے کہا کہ میں اپنے گھر میں تھا کہ میں نے آواز سنی الغوث الغوث (مدد کو پہنچو) تو میں نہایت تیزی کے ساتھ اپنے گھر سے دوڑا میرے ساتھ میری تلوار بھی تھی چنانچہ میں اس آدمی کی طرف سے ہوکر گزرا وہ کنوئیں کے کنارے کھڑا ہوا تھا میرا دھکا اس کو لگا اور وہ کنوئیں میں گرگیا۔مامون نے فقہاء سے اس کے متعلق دریافت کیا تو بعض نے کہا کہ اس سے قصاص لیا جائے اور بعض نے کہا کہ اس کے ساتھ ایسے ایسے کیا جائے تو اس نے حضرت امام ابوالحسن علیہ السلام سے اس کے متعلق خط لکھ کر دریافت کیا تو آپ علیہ السلام نے فرمایا اس کی دیت ان آواز دینے والوں پر ہے جنہوں نے الغوث الغوث کی آواز دی تھی۔تو فقہائے اس کو عجیب سمجھا اور مامون سے کہا آپ ان سے دریافت کریں کہ یہ فتویٰ انہوں نے کہاں سے دیا۔تو مامون نے آپ علیہ السلام سے دریافت کیا تو امام علیہ السلام نے فرمایا کہ ایک عورت نے حضرت سلیمان علیہ السلام کے دربار میں ہوا پر دعویٰ دائر کیا کہ میں اپنے گھر کی چھت پر تھی کہ ہوا نے مجھ کو دھکا دیا

اور میں گر گئی اور میرا ہاتھ ٹوٹ گیا تو حضرت سلیمان علیہ السلام نے ہوا کو بلایا اور اس سے پوچھا کہ تو نے ایسا کیوں کیا؟ ہوا نے جواب دیا یا نبی اللہ بنی فلاں کی کشتی سمندر میں تھی اور کشتی والے ڈوبنے والے تھے تو میں اس عورت کی طرف سے ہو کر گزری اور میں اس وقت بہت عجلت میں تھی تو اس عورت کو دھکا لگا اور یہ گر گئی اس کا ہاتھ ٹوٹ گیا۔ تو حضرت سلیمان علیہ السلام نے فیصلہ فرمایا کہ اس عورت کے ہاتھ کی دیت کشتی والوں پر ہے۔

(۵۴۰۱) اور ابان بن عثمان کی روایت میں ہے کہ عمر بن خطاب کے سامنے ایک شخص پیش کیا گیا کہ اس نے فلاں شخص کے بھائی کو قتل کر دیا ہے تو انہوں نے اسے مقتول کے بھائی کے حوالے کر دیا کہ لیجا اسے قتل کر دے تو اس کو ایک تلوار ماری اور اس کو قتل کر دیا ہے تو اس کے اعزا اس کو گھر اٹھا لے گئے اور دیکھا کہ اس میں کچھ کچھ جان باقی ہے چنانچہ ان لوگوں نے اس کا علاج کیا اور وہ اچھا ہو گیا اور گھر سے باہر نکلا تو مقتولِ اوّل کے بھائی نے اس کو پکڑ لیا اور کہا کہ تو میرے بھائی کا قاتل ہے اور مجھے حق ہے کہ تجھے قتل کر دوں اس نے جواب دیا کہ تم تو مجھے ایک مرتبہ قتل کر چکے اور عمر کے پاس گیا تو انہوں نے اس کو پھر سے قتل کا حکم دیدیا اور وہ وہاں سے یہ کہتا ہوا نکلا کہ اے لوگو خدا کی قسم یہ مجھے ایک مرتبہ قتل کر چکا ہے تو لوگ اس کو حضرت علی ابن ابی طالب علیہ السلام کے پاس لائے اور ان سے سارا واقعہ بیان کیا تو آپ علیہ السلام نے فرمایا اس کے قتل میں جلدی نہ کرو میں ابھی تم لوگوں کے پاس آتا ہوں یہ کہہ کر وہ عمر کے پاس گئے اور کہا کہ اس کا فیصلہ تو یہ نہیں ہے۔ عمر نے پوچھا پھر کیا ہے اے ابوالحسن آپ علیہ السلام نے فرمایا یہ پہلے مقتول اول کے بھائی سے اپنا بدلہ تو لیلے جو اس نے اس کے ساتھ کیا ہے پھر اس کے بعد وہ اس کو بھائی کے بدلے قتل کرے۔ تو اس نے خیال کیا کہ اگر وہ بدلا لیتا ہے تو میری جان چلی جائے گی اس لئے اس کو معاف کیا اور دونوں نے ایک دوسرے کو چھوڑ دیا۔

باب: وصیت کا سلسلہ حضرت آدم علیہ السلام کے وقت سے ہے

(۵۴۰۲) حسن بن محبوب نے مقاتل بن سلیمان سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میں سردار انبیاء ہوں اور میرا وصی سردار اوصیاء ہے اور اس کے اوصیاء سرداران اوصیاء ہیں حضرت آدم علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں درخواست کی کہ وہ ان کے لئے ایک صالح وصی بنا دے تو اللہ تعالیٰ نے ان کی طرف وحی فرمائی کہ میں نے انبیاء کو نبوت سے سرفراز کیا پھر اپنی مخلوقات میں سے چند لوگوں کو منتخب کیا اور ان میں سے جو سب سے بہتر تھے انہیں اوصیاء قرار دیا پھر اللہ تعالیٰ نے ان کی طرف وحی فرمائی کہ اے آدم تم شیثؑ کو اپنا وصی بناؤ تو حضرت آدم علیہ السلام نے شیثؑ کو اپنا

وصی بنایا اور وہی ہبتہ اللہ بن آدمؑ ہیں اور شیثؑ نے اپنے فرزند شبانؑ کو اپنا وصی بنایا اور یہی اس نزلہ حوریہ کے بیٹے ہیں جس کو اللہ تعالیٰ نے جنت سے حضرت آدم علیہ السلام پر نازل فرمایا اور حضرت آدم علیہ السلام نے اس کا نکاح اپنے فرزند شیثؑ سے کر دیا تھا۔ اور شبان نے محلث کو اپنا وصی بنایا پھر محلث نے محوق کو اپنا وصی بنایا اور محوق نے غثمیشا کو وصی بنایا اور غثمیشا نے اخنوخ کو وصی بنایا اور یہی ادریس پیغمبر علیہ السلام ہیں اور حضرت ادریس علیہ السلام نے ناحور کو وصی بنایا اور ناحور نے اپنی وصیت حضرت نوح علیہ السلام کے حوالہ کی اور نوح علیہ السلام نے سام کو وصی بنایا سام نے عثامر کو اور عثامر نے برعیثاشا کو اور برعیثاشا نے یافث کو اور یافث نے برّہ کو اور برّہ نے جفسیہ کو اور جفسیہ نے عمران کو اور عمران نے حضرت ابراہیم خلیل اللہ کو عہدہ وصایت سپرد کیا اور حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے فرزند حضرت اسماعیل علیہ السلام کو اپنا وصی بنایا اور حضرت اسماعیل نے حضرت اسحاق علیہ السلام کو اور حضرت اسحاق علیہ السلام نے حضرت یعقوب علیہ السلام کو اور حضرت یعقوب علیہ السلام نے حضرت یوسف علیہ السلام کو اور حضرت یوسف علیہ السلام نے بثریا علیہ السلام کو اور بثریا علیہ السلام نے شعیب علیہ السلام کو اور حضرت شعیب علیہ السلام نے حضرت موسیٰ بن عمران کو وصایت سپرد کی۔ اور موسیٰ بن عمران نے یوشع بن نون کو اور یوشع بن نون نے حضرت داؤد کو اور حضرت داؤد نے حضرت سلیمان کو اور حضرت سلیمان نے آصف بن برخیا کو اور آصف بن برخیا نے حضرت زکریا کو اور حضرت زکریا نے حضرت عیسیٰ بن مریم کو اور حضرت عیسیٰ بن مریم نے شمعون بن حمون صفّا کو اور شمعون نے حضرت یحییٰ بن زکریا کو اور یحییٰ بن زکریا نے منذر کو اور منذر نے سلیمہ کو اور سلیمہ نے بردہ کو اپنا وصی بنایا۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اور بردہ نے یہ وصیت میرے حوالہ کی اور اے علیؑ وہ وصایت میں تمہیں دے رہا ہوں اور تم یہ وصایت اپنے وصی کو دوگے اور تمہارا وصی اپنے اور اوصیاء کو دیگا جو تمہاری اولاد میں ایک کے بعد دوسرا ہوگا یہاں تک کہ تمہارے بعد جو روئے زمین میں سب سے بہتر ہوگا اس کو یہ وصایت دی جائے گی اور سنو کہ امت تم سے انکار کرے گی اور تم پر اختلاف شدید رکھے گی مگر جو تم پر ثابت قدم ہوگا وہ ایسا ہوگا جیسا کہ وہ میرے ساتھ مقیم ہے اور تم کو چھوڑنے والا جہنم میں ہوگا اور جہنم کافروں کی بازگشت ہے۔

اور بہت سی احادیث صحیح قوی اسناد کے ساتھ وارد ہوئی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حکم خدا سے اپنا وصی بنایا حضرت علی ابن ابی طالب کو اور حضرت علی ابن ابی طالب نے اپنا وصی بنایا حضرت امام حسن علیہ السلام کو اور امام حسن علیہ السلام نے اپنا وصی بنایا امام حسین علیہ السلام کو اور امام حسین علیہ السلام نے اپنا وصی بنایا حضرت علی ابن الحسین علیہ السلام کو اور حضرت علی ابن الحسین نے اپنا وصی بنایا حضرت محمدؑ بن علیؑ باقرؑ کو اور حضرت محمدؑ بن علیؑ باقرؑ نے اپنا وصی بنایا حضرت جعفرؑ بن محمدؑ الصادق کو اور حضرت جعفرؑ بن محمدؑ الصادق نے اپنا وصی بنایا حضرت موسیٰؑ بن جعفرؑ کو اور حضرت موسیٰؑ بن جعفرؑ نے اپنا وصی بنایا اپنے فرزند حضرت علیؑ ابن موسیٰ الرضاؑ کو اور

حضرت علی ابن موسیٰ الرضا نے اپنا وصی بنایا اپنے فرزند حضرت محمدؑ بن علیؑ کو اور محمدؑ بن علیؑ نے اپنا وصی بنایا اپنے فرزند حضرت علیؑ بن محمدؑ کو اور علیؑ بن محمدؑ نے اپنا وصی بنایا اپنے فرزند حضرت حسنؑ ابن علیؑ کو اور حضرت حسنؑ بن علیؑ نے اپنا وصی بنایا اپنے فرزند حضرت حجتہ اللہ القائم بالحق کو کہ اگر دنیا کے وجود کو صرف ایک دن باقی رہ جائے گا تو اللہ تعالیٰ اس دن کو اتنا طویل کردیگا کہ اس میں وہ دنیا کو عدل وانصاف سے اسی طرح بھر دینگے جس طرح وہ ظلم وجور سے بھری ہوئی ہوگی۔ صلوات اللہ علیہ وعلیٰ آبائہ الطاہرین۔

(۵۴۰۳) یونس بن عبدالرحمٰن نے عاصم بن حمید سے انہوں نے محمد بن قیس سے انہوں نے حضرت امام ابو جعفر محمد بن علی الباقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آنجناب علیہ السلام فرمایا کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نام نامی صحف ابراہیم میں ماحی ہے اور موسیٰ کی توراۃ میں حاد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے حضرت عیسیٰ کی انجیل میں احمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے اور فرقان میں محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے۔ تو عرض کیا گیا کہ ماحی سے کیا مراد ہے؟ تو آپ علیہ السلام نے فرمایا اصنام کو محو کرنے والا۔ اوثان وازلام اور خدائے رحمن کے سوا جن جن چیزوں کی پرستش کی جاتی ہے اس کو مٹانے والا۔ پھر عرض کیا گیا کہ حاد سے کیا مراد ہے؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ جو اللہ اور اس کے دین سے دشمنی کرے گا اس کا یہ دشمن ہوگا خواہ وہ قریب ہو یا دور پھر عرض کیا گیا کہ اور احمدؐ کا کیا مطلب ہے؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا اپنے اقوال وافعال سے اللہ تعالیٰ کی بہت حمد کرنے والا۔ عرض کیا گیا اور محمدؐ کے کیا معنی؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا اللہ اور اس کے ملائکہ اور اس کے تمام انبیاء اور اس کے تمام رسول اور ان کی تمام امتیں ان کی تعریف کرتی ہیں اور ان پر درود بھیجتی ہیں۔ اور آپ علیہ السلام کا اسم گرامی عرش پر لکھا ہوا محمد رسول اللہؐ ہے اور آپؐ یمنی کنٹوپ اور کان والا خود جنگوں میں پہنا کرتے تھے۔ آپ علیہ السلام کے پاس ایک برچھی تھی جس پر آپؐ ٹیک لگا کر کھڑے ہوتے تھے اور دونوں عیدوں کے موقع پر نکلتے اور اس کو لیکر خطبہ دیتے اور آپؐ کا طویل عصا تھا جس کا نام ممشوق تھا اور آپؐ کے پاس بالوں کا ایک بڑا خیمہ تھا جس کا نام کِن تھا اور آپؐ کے پاس ایک بڑا پیالہ تھا جس کا نام السعتہ تھا اور آپؐ کے پاس ایک اور بڑا پیالہ تھا جس کا نام رَے تھا اور آپؐ کے پاس دو گھوڑے تھے ایک کا نام مرتجز تھا اور دوسرے کا نام سکب تھا۔ اور آپؐ کے پاس دو خچر تھے ایک کو دلدل کہا جاتا اور دوسرے کو شہباء آپؐ کے پاس دو ناقے تھے ایک کو عضباء اور دوسرے کو جدعاء کہا جاتا آپؐ کے پاس دو تلواریں تھیں ایک کا نام ذوالفقار تھا دوسری کا نام عون تھا آپؐ کے پاس دوسری دو اور تلواریں تھیں ایک کا نام مخذم تھا اور دوسری کا رسوم تھا آپؐ کے پاس ایک گدھا تھا جس کا نام یعفور تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس عمامہ تھا جس کا نام سحاب تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس ایک زرہ تھی جس کا نام ذات الفضول تھا جس کی تین کڑیاں تھیں ایک کڑی چاندی کی آپؐ کے سامنے کی طرف اور دو کڑیاں پیچھے کی طرف۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس ایک جھنڈا تھا جس کا نام عقاب تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کے پاس ایک اونٹ تھا جس پر آپؑ سامان لادتے تھے جس کو دیباج کہا جاتا تھا آپ کے پاس ایک علم (جھنڈا) تھا جس کا نام معلوم تھا۔ آپ کے پاس ایک مغفر تھا جس کا نام اسعد تھا۔ آپؑ نے وقت وفات یہ تمام چیزیں حضرت علی علیہ السلام کے سپرد کردی تھیں اور اپنی انگوٹھی اتار کر حضرت علی علیہ السلام کی انگلی میں پہنا دی تھی۔ حضرت علی علیہ السلام نے بتایا کہ آپؐ کی تلواروں میں سے ایک تلوار کے قبضہ میں سے میں نے ایک صحیفہ پایا جس میں تین فقرے لکھے ہوئے تھے۔" جو تم سے قطع تعلق کرے تم اس سے ملتے رہو۔ سچ بات کہو خواہ تمہارے خلاف ہی کیوں نہ ہو۔ جو تمہارے ساتھ برا سلوک کرے اس کے ساتھ اچھا سلوک کرو۔

(۵۴۰۴) معلّی بن محمد بصری نے جعفر بن سلیمان سے انہوں نے عبداللہ بن حکم سے انہوں نے اپنے باپ سے انہوں نے سعید بن جبیر سے انہوں نے ابن عباسؓ سے روایت کی ہے انہوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ علی (علیہ السلام) میرے وصی اور میرے خلیفہ ہیں۔ اور ان کی زوجہ فاطمہ (علیہا السلام) تمام عالم کی عورتوں کی سردار میری دختر ہے اور حسن (علیہ السلام) و حسین (علیہ السلام) جوانان اہل جنت کے سردار، یہ دونوں میرے فرزند ہیں، جس نے ان سے دوستی رکھی اس نے مجھ سے دوستی رکھی۔ جس نے ان لوگوں سے دشمنی رکھی اس نے مجھ سے دشمنی رکھی۔ جس نے ان لوگوں سے عداوت رکھی اس نے مجھ سے عداوت رکھی، جس نے ان لوگوں پر ظلم کیا اس نے مجھ پر ظلم کیا، جس نے ان لوگوں سے نیکی کی اس نے میرے ساتھ نیکی کی۔ اللہ اس سے میل ملاپ رکھے جو ان لوگوں سے میل ملاپ رکھے، اللہ اس شخص سے قطع تعلق کرے جو ان لوگوں سے قطع تعلق کرے، اللہ اس کی مدد کرے جو ان لوگوں کی مدد کرے، اللہ اس کی مدد نہ کرے جو ان لوگوں کی مدد نہ کرے۔ پروردگار اگر تیرے انبیاء اور رسولوں میں سے کسی کے ثقل اور اہلبیت ہوئے ہیں تو علی و فاطمہ و حسن و حسین میرے اہلبیت اور میرے ثقل ہیں تو ان لوگوں سے ہر طرح کی پلیدگی کو دور رکھ اور انہیں پاک رکھ جو پاک رکھنے کا حق ہے۔

(۵۴۰۵) ابن عباسؓ سے روایت ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے سنا کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت علی علیہ السلام کے متعلق فرماتے تھے اے علی (علیہ السلام) تم میرے وصی ہو میں نے اپنے رب کے حکم سے تم کو اپنا وصی بنایا ہے اور تم میرے خلیفہ ہو میں نے اپنے رب کے حکم سے تم کو اپنا خلیفہ بنایا ہے۔ اے علی (علیہ السلام) تم ہی وہ ہو کہ میرے بعد میری امت والے جن باتوں میں اختلاف کریں گے اس کی تم وضاحت کرو گے ان میں تم میرے قائم مقام ہو۔ تمہارا حکم میرا حکم ہے تمہاری اطاعت میری اطاعت ہے اور میری اطاعت اللہ کی اطاعت ہے۔ تمہاری نافرمانی میری نافرمانی ہے اور میری نافرمانی اللہ کی نافرمانی ہے۔

(۵۴۰۶) محمد بن ابی عبداللہ کوفی نے موسیٰ بن عمران نخعی سے انہوں نے اپنے چچا حسین بن یزید سے انہوں نے حسن بن علی بن ابی حمزہ سے انہوں نے اپنے باپ سے انہوں نے یحییٰ بن ابی القاسم سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق

علیہ السلام سے انہوں نے اپنے پدر بزرگوار علیہ السلام سے انہوں نے اپنے جد نامدار علیہ السلام سے روایت کی ہے آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میرے بعد بارہ (۱۲) ائمہ ہونگے جن میں سب سے اول حضرت علیؑ ابن ابی طالب اور سب سے آخری قائم ہونگے یہی لوگ میرے خلفاء میرے اوصیاء میرے اولیاء اور میرے بعد میری امت پر اللہ کی حجت ہونگے ان کا اقرار کرنے والا مومن اور ان سے انکار کرنے والا کافر ہوگا۔

(۵۴۰۷) اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء ہیں اور میں ان سب کا سردار اور ان سب سے افضل اور اللہ تعالیٰ کے نزدیک میں ان سب سے زیادہ مکرم ہوں اور ہر نبی کا ایک وصی ہے اور اللہ تعالیٰ کے حکم سے وہ اس کو وصی بناتا ہے اور میرے وصی علیؑ ابن ابی طالب ان سب کے سردار اور سب سے افضل اور اللہ تعالیٰ کے نزدیک ان میں سب سے زیادہ مکرم ہیں۔

(۵۴۰۸) حسن بن محبوب نے ابی الجارود سے انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے انہوں نے جابر بن عبداللہ انصاری سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں حضرت فاطمہ زہرا علیہا السلام کی خدمت میں حاضر ہوا تو ان کے سامنے ایک لوح (تختی) رکھی ہوئی تھی میں نے دیکھا کہ اس میں اوصیاء کے اسماء لکھے ہوئے ہیں میں نے شمار کیا تو وہ بارہ عدد تھے ان میں سے ایک قائم اور ان میں سے تین محمد اور چار علی علیہم السلام تھے۔

میں نے اپنی کتاب "کمال الدین و تمام النعمۃ فی اثبات الغیبۃ وکشف الحیرۃ" میں اسی موضوع پر بہت سی احادیث صحیح السند تحریر کردی ہیں یہاں ان میں سے کوئی حدیث نقل نہیں کی ہے اس لئے کہ میں نے اس کتاب کو صرف فقہ کے لئے رکھا ہے اور اللہ ہی صواب کی توفیق دینے والا ہے اور ثواب حاصل کرنے میں معین و مددگار ہے۔

باب: اللہ تعالیٰ یہ احسان کرتا ہے کہ اپنے بندے پر وفات کے وقت اس کی آنکھ کان اور عقل کو واپس کردیتا ہے تاکہ وہ وصیت کرلے

(۵۴۰۹) محمد بن ابی عمیر نے حمّاد بن عثمان سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ جس مرنے والے کا بھی وقت وفات قریب ہوتا ہے اللہ تعالیٰ اس کی آنکھ اس کے کان اور اس کی عقل اس کو واپس کردیتا ہے تاکہ وہ وصیت کرلے اب یہ اس کا کام ہے کہ وصیت کرلے یا چھوڑ دے۔ اور یہی وہ راحت ہے جس کو موت کی راحت کہتے ہیں پس یہ ہر مسلمان پر فرض ہے۔

باب: وصیت ترک کرنے والے پر اللہ کی حجت

(۵۴۰) محمد بن عیسیٰ بن عبید نے زکریا مومن سے انہوں نے علی بن ابی نعیم سے انہوں نے ابی حمزہ سے انہوں نے بعض ائمہ علیہم السلام سے روایت کی ہے کہ اللہ تعالیٰ کہتا ہے کہ اے ابن آدم میں نے تم پر تین مہربانیاں کیں۔ میں نے تیرے وہ گناہ چھپائے کہ اگر تیرے گھر والوں کو معلوم ہوجاتا تو وہ تجھے دفن بھی نہ کرتے۔ اور میں تیرے رزق میں وسعت اور کشادگی دی پھر میں نے تجھ سے قرض مانگا مگر تو نے کوئی عمل خیر نہیں کیا۔ اور میں نے تیری موت کے وقت تجھے مہلت دی تو اپنی ایک تہائی مال کے لئے کار خیر کی وصیت کرلے مگر تو نے اس وقت بھی کار خیر نہیں کیا۔

باب: وصیت ہر مسلمان پر فرض و لازم ہے

(۵۴۱) محمد بن فضیل نے ابی الصباح کنانی سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ان کا بیان ہے کہ میں نے ایک مرتبہ آنجناب سے وصیت کے متعلق دریافت کیا تو آپؑ نے فرمایا کہ یہ ہر مسلمان پر فرض ہے۔

(۵۴۲) علاء نے محمد بن مسلم سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا کہ وصیت فرض ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھی وصیت کی ہے اس لئے ہر مسلمان کے لئے ضروری ہے کہ وہ وصیت کرے۔

باب: زکوٰۃ میں جو کمی رہ جاتی ہے اس کی تکمیل وصیت سے ہوتی ہے

(۵۴۳) مسعدہ بن صدقہ ربعی نے حضرت جعفر بن محمد علیہما السلام سے انہوں نے اپنے پدر بزرگوار علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آنجنابؑ نے فرمایا کہ حضرت علی علیہ السلام کا ارشاد ہے کہ زکوٰۃ میں جو نقص رہ جاتا ہے وصیت اس کو پورا کردیتی ہے۔

باب: ثواب اس شخص کا جو وصیت کرے اور ان میں کسی کے ساتھ ناانصافی اور کسی کو ضرر نہ پہنچائے

(۵۴۱۴) سکونی نے حضرت جعفر بن محمد علیہما السلام سے اور انہوں نے اپنے پدر بزرگوار علیہ السلام سے روایت کی آنجنابؑ کا ارشاد ہے کہ حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا جو شخص وصیت کرے اور اس میں کسی کے ساتھ ناانصافی اور کسی کو ضرر نہ پہنچائے تو وہ ایسا ہی ہے جیسے اپنی زندگی میں تصدق کیا ہو۔

باب: اس شخص کے متعلق جو اپنے ان اقرباء کے لئے کوئی وصیت نہیں کرتے جو اس کے مال میں میراث پانے والے نہیں ہیں، کم کیلئے وصیت کرے یا زیادہ کے لئے

(۵۴۱۵) عبداللہ بن مغیرہ نے سکونی سے انہوں نے حضرت جعفر بن محمد علیہما السلام سے انہوں نے اپنے پدر بزرگوار علیہ السلام سے روایت کی ہے آپؑ نے فرمایا جو شخص اپنی موت کے وقت اپنے صاحبان قرابت کے لئے کوئی وصیت نہ کرے اس کا عمل گناہ پر ختم ہوگا۔

باب: جو شخص موت کے وقت اچھی طرح وصیت نہ کرسکا

(۵۴۱۶) عبّاس بن عامر نے ابان سے انہوں نے ابی بصیر سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ علیہ السلام نے فرمایا جو شخص اپنی موت کے وقت اچھی طرح وصیت نہ کرے سمجھ لو کہ اس کی مروت اور اس کی عقل میں نقص تھا۔ نیز فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی علیہ السلام کو وصیت کی اور حضرت علی علیہ السلام نے حضرت امام حسن علیہ السلام کو وصیت کی اور حضرت امام حسن علیہ السلام نے حضرت امام حسین علیہ السلام کو اور حضرت امام حسین علیہ السلام نے حضرت علی ابن حسین علیہ السلام کو وصیت کی اور حضرت علی ابن الحسین علیہ السلام نے محمد بن علی الباقر علیہ السلام کو وصیت کی۔

باب: اس شخص کا ثواب جس کا خاتمہ اچھے قول یا اچھے عمل پر ہو

(۵۴۱۷) احمد بن نصر خزّاز نے عمرو بن شمر سے انہوں نے جابر سے اور انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ علیہ السلام نے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جس شخص کا خاتمہ **لا الہ الا اللّٰہ** کے ساتھ ہو وہ جنت میں داخل ہوگا جس شخص کا خاتمہ دن کو روزہ رکھے ہوئے ہو وہ جنت میں داخل ہوگا اور جس شخص کا خاتمہ صدقہ پر ہو جس سے وہ خدا کی خوشنودی چاہتا ہو وہ جنت میں داخل ہوگا۔

باب: وارثوں کو ضرر پہنچانے کے متعلق جو کچھ حدیث میں ہے

(۵۴۱۸) عبداللہ بن مغیرہ نے سکونی سے انہوں نے حضرت جعفر بن محمد علیہما السلام سے انہوں نے اپنے پدر بزرگوار علیہ السلام سے روایت کی ہے آپ علیہ السلام نے فرمایا حضرت علی علیہ السلام کا قول ہے کہ اس مال کے متعلق مجھے پرواہ نہیں ہوتی کہ اپنی اولاد کو ضرر پہنچاؤں یا ان سے غفلت برتوں۔

باب: وصیت میں عدل اور جور (ظلم)

(۵۴۱۹) ہارون بن مسلم نے مسعدہ بن صدقہ سے انہوں نے حضرت جعفر بن محمد علیہما السلام سے انہوں نے اپنے پدر بزرگوار علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ علیہ السلام نے فرمایا جو وصیت میں عدل سے کام لے گا وہ ایسا ہی ہے جیسے اس نے اپنی زندگی میں صدقہ دیا ہو اور جس نے اس میں ناانصافی اور جور سے کام لیا تو قیامت کے دن جب وہ اللہ تعالیٰ کے دربار میں پہنچے گا تو وہ اس کی طرف رخ نہ کرے گا۔

باب: گناہان کبیرہ کے متعلق وصیت میں ظلم و جور

(۵۴۲۰) ہارون بن مسلم نے مسعدہ بن صدقہ سے انہوں نے حضرت جعفرؑ بن محمدؑ سے انہوں نے اپنے پدر بزرگوار علیہ السلام سے انہوں نے اپنے آبائے کرام علیہم السلام سے روایت کی ہے کہ وصیت میں ظلم و ناانصافی گناہان کبیرہ میں سے ہے۔

باب: کس مقدار میں وصیت کرنا مستحب ہے

(۵۴۲۱) سکونی نے حضرت جعفر بن محمد علیہما السلام سے انہوں نے اپنے پدر بزرگوار سے انہوں نے اپنے آباء کرام علیہم السلام سے روایت کی ہے آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ حضرت امیرالمومنین علیہ السلام کا ارشاد ہے وصیت مال کے پانچویں حصہ میں ہونی چاہیئے اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے لئے بھی پانچواں حصہ ہی پسند فرمایا ہے۔ نیز فرمایا کہ پانچویں حصہ میں وصیت میانہ روی ہے اور چوتھے حصہ میں قابل برداشت ہے اور تیسرے حصہ میں ظلم ہے۔

(۵۴۲۲) حمّاد بن عیسیٰ نے شعیب بن یعقوب سے انہوں نے ابی بصیر سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک شخص مررہا ہے اب اس کو اپنے مال میں (وصیت کرنے کا) کتنا حق ہے آپؑ نے فرمایا ایک تہائی مال اور عورت کو بھی اتنا ہی۔

(۵۴۲۳) عاصم بن حمید نے محمد بن قیس سے انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے آپ علیہ السلام نے فرمایا حضرت امیرالمومنین علیہ السلام فرمایا کرتے تھے کہ اگر میں اپنے مال کے پانچویں حصہ کیلئے وصیت کروں تو یہ میرے لئے زیادہ پسندیدہ ہے اس بات سے کہ میں چوتھائی کے لئے وصیت کروں اور چوتھے حصے کے لئے وصیت کرنا میرے لئے زیادہ پسندیدہ ہے بجائے اسکے کہ میں تیسرے حصے کیلئے وصیت کروں۔ اور جس نے ایک تہائی کے لئے وصیت کی اس نے کچھ نہیں چھوڑا اور مبالغہ سے کام لیا اور فرمایا جس نے ایک تہائی کے لئے وصیت کی اس نے کچھ نہیں چھوڑا آخری حد کو پہنچ گیا۔

(۵۴۲۴) اور حسن بن علی وشاء کی روایت میں حمّاد بن عثمان سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا کہ جس نے ایک تہائی کیلئے وصیت کی اس نے اپنے وارثوں کو ضرر پہنچایا اور پانچویں حصے یا چوتھے حصے کے لئے وصیت کرنا افضل و بہتر ہے تیسرے حصے کے لئے وصیت کرنے سے اور فرمایا جس نے تیسرے حصے کیلئے وصیت کی اس نے کچھ چھوڑا ہی نہیں۔

باب: میت کو اپنے مال میں سے کتنا حق (وصیت) ہے اور وصیت کو نیکی کی طرف پلٹانے کے لئے کیا لازم ہے

(۵۴۲۵) عاصم بن حمید نے محمد بن قیس سے انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے آپ علیہ السلام نے بیان فرمایا کہ امیرالمومنین علیہ السلام نے ایک ایسے شخص کے متعلق فیصلہ فرمایا جو مرگیا اور اس نے سارے مال یا اکثر مال کے لئے وصیت کردی۔ تو آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ وصیت معروف و نیکی کی طرف پلٹادی جائے اور اہل میراث کو میراث دی جائے۔

(۵۴۲۶) ابن ابی عمیر نے مرازم سے انہوں نے عمّار ساباطی سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا مرنے والا کا اپنے مال پر سب سے زیادہ حق ہے جب تک کہ اس کی روح اس سے مفارقت نہ کرجائے۔ آپؑ نے فرمایا اور اگر وہ (وصیت میں) حد سے تجاوز کرے تو اسکے لئے ایک تہائی سے زیادہ کچھ نہیں ہے۔

(۵۴۲۷) ہارون بن مسلم نے مسعدہ بن صدقہ ربعی سے انہوں نے امام جعفر بن محمد علیہما السلام سے انہوں نے اپنے پدربزرگوار علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ انصار میں سے ایک شخص مرگیا اس کی ایک چھوٹی بچی تھی اور چھ عدد غلام تھے مرتے وقت اس نے ان سب کو آزاد کردیا اور ان غلاموں کے علاوہ اس کے پاس اور کوئی مال نہ تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لائے تو ان کو اس کی اطلاع دی گئی۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پوچھا پھر تم لوگوں نے اس کے ساتھ کیا کیا لوگوں نے کہا لوگوں نے اس کو دفن کردیا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اگر مجھے معلوم ہوتا تو میں اس کو اہل اسلام کے ساتھ ہرگز دفن نہ کرتا اس نے اپنی اولاد کو لوگوں کے سامنے ہاتھ پھیلانے کے لئے چھوڑ دیا۔

(۵۴۲۸) محمد بن ابی عمیر نے معاویہ بن عمّار سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی آپ علیہ السلام نے بیان فرمایا براء بن معرور انصاری مدینہ میں پہنچا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم مکہ میں تھے اور اس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم بیت المقدس کی طرف رخ کرکے نماز پڑھا کرتے براء کا وقت وفات آیا تو اس نے وصیت کی میرا رخ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جانب قبلہ کی طرف پھیر دیا جائے اور اس نے اپنے مال میں سے ایک تہائی کی وصیت کی تو اس سے یہ سنت جاری ہوگئی۔

(۵۴۲۹) احمد بن محمد بن عیسیٰ سے روایت ہے انہوں نے احمد بن اسحاق سے روایت کی ہے کہ انہوں نے حضرت امام

ابوالحسن علیہ السلام کو خط میں لکھا کہ درہ بنت مقاتل نے وفات پائی اور فلاں موضع میں زمین کے کئی قطعات چھوڑے اور اس میں سے ایک تہائی سے زیادہ ہمارے سردار کے لئے وصیت کی گئی ہے اور ہم لوگ اس کے وصی ہیں ہم لوگوں کا جی تو یہی چاہتا ہے کہ سب ہمارے سردار کا ہوجائے۔ پس اگر حکم ہو کہ ہم لوگ بعینہ اس کی وصیت پر عمل کریں تو ہم لوگ اسی پر عمل کریں گے اور اگر اس کی وصیت کو چھوڑ کر کوئی اور حکم ہو تو لوگ ان شاءاللہ اس پر عمل کریں گے۔ تو آپ علیہ السلام نے اس کے جواب میں اپنے ہاتھ سے خط لکھا کہ اس کو اپنے ترکہ میں ایک تہائی سے زیادہ کے لئے وصیت کرنے کا کوئی حق نہیں ہے ہاں اگر تم لوگ خود وارث ہو اور دینا چاہتے ہو تو یہ تم لوگوں کے لئے ان شاءاللہ تعالیٰ جائز ہے۔

(۵۴۳۰) اور صفوان نے مرازم سے اور انہوں نے ہمارے بعض اصحاب سے ایک ایسے شخص کے متعلق روایت کی ہے کہ جو حالت مرض میں کسی کو کوئی شے دیتا ہے۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ اگر اس نے اس شے کو اپنے سے جدا کردیا ہے تو جائز ہے اور اگر اس نے اس کے لئے وصیت کی ہے (جدا نہیں کیا ہے) تو وہ بھی ایک تہائی میں ہوگی۔

باب: وصیت نامہ

(۵۴۳۱) علی بن ابراہیم بن ہاشم نے علی بن اسحاق سے انہوں نے حسن بن حازم کلبی سے جو ہشام بن سالم کی بہن کا لڑکا ہے اس نے سلیمان بن جعفر سے جو جعفری نہیں ہے اس نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ علیہ السلام نے بیان فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص موت کے وقت اچھی وصیت نہ کرے اس کی مروت اور عقل میں نقص ہے۔ عرض کیا گیا کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مرنے والا کس طرح وصیت کرے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جب اسکی وفات کا وقت قریب ہو اور سب لوگ جمع ہوں تو یہ کہے:

"اَللّٰهُمَّ فَاطِرَ السَّمٰوٰاتِ وَالْاَرْضِ عَالِمَ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ الرَّحْمٰنَ الرَّحِيْمَ، اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعْهَدُ اِلَيْکَ فِیْ دَارِ الدُّنْيَا اِنِّیْ اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ وَحْدَکَ لَا شَرِيْکَ لَکَ، وَاَنَّ مُحَمَّداً عَبْدُکَ وَرَسُوْلُکَ، وَاَنَّ الْجَنَّةَ حَقٌّ، وَالنَّارَ حَقٌّ وَاَنَّ الْبَعْثَ حَقٌّ، وَالْحِسَابَ حَقٌّ، وَالصِّرَاطَ حَقٌّ، وَالْقَدْرَ وَالْمِيْزَانَ حَقٌّ، وَاَنَّ الدِّيْنَ کَمَا وَصَفْتَ، وَاَنَّ الْاِسْلَامَ کَمَا شَرَعْتَ، وَاَنَّ الْقَوْلَ کَمَا حَدَّثْتَ، وَاَنَّ الْقُرْآنَ کَمَا اَنْزَلْتَ، وَاَنَّکَ اَنْتَ اللّٰهُ الْحَقُّ الْمُبِيْنُ، جَزَى اللّٰهُ مُحَمَّداً عَنَّا خَيْرَ الْجَزَاءِ وَحَيَّا

اللهُ مُحَمَّداً وَآلِ مُحَمَّدٍ بِالسَّلَامِ ، اَللّٰهُمَّ يَا عُدَّتِيْ عِنْدَ كُرْبَتِيْ ، وَيَا صَاحِبِيْ عِنْدَ شِدَّتِيْ ، وَيَاوَلِيَّ نِعْمَتِيْ ، اِلٰهِيْ وَاِلٰهَ آبَائِيْ لَاتَكِلْنِيْ اِلٰى نَفْسِيْ طَرْفَةَ عَيْنٍ فَاِنَّكَ اِنْ تَكِلْنِيْ اِلٰى نَفْسِيْ اَقْرَبُ مِنَ الشَّرِّ وَاَبْعَدُ مِنَ الْخَيْرِ ، فَآنِسْ فِي الْقَبْرِ وَحْشَتِيْ ، وَاجْعَلْ لِيْ عَهْداً يَوْمَ اَلْقَاكَ مَنْشُوراً۔

(اے اللہ اے آسمانوں اور زمینوں کے پیدا کرنے والے اور ظاہر و باطن کے جاننے والے اے رحمٰن و رحیم ۔ اے اللہ میں تجھ سے اس دار دنیا میں عہد کرتا ہوں کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ نہیں ہے کوئی اللہ سوائے تیرے تو اکیلا ہے تیرا کوئی شریک نہیں اور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تیرے بندے اور تیرے رسول ہیں اور جنت حق ہے اور جہنم حق ہے اور حشرونشر حق ہے اور حساب حق ہے صراط حق ہے اور قدر و میزان حق ہے اور دین وہی ہے جیساکہ تونے بیان کیا اور اسلام وہی ہے جیسی کہ تونے تشریح کی اور بات وہی ہے جو تونے بتائی اور قرآن وہی ہے جیسا تونے نازل فرمایا بیشک تو ہی اللہ ہے جو بالکل حق اور واضح ہے اللہ تعالیٰ ہم لوگوں کی طرف سے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بہترین جزاء عنایت فرمائے اور اللہ تعالیٰ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وآل محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تحفہ سلام پہنچائے اے اللہ اے میرے کرب و مصیبت میں گرفتار ہوتے وقت میرے لئے ذخیرہ اور اے میری تکلیف اور شدت میں میرا ساتھ دینے والے اے اللہ مجھے طرح طرح کی نعمت دینے والے اے میرے اللہ اور میرے باپ دادا کے اللہ تو چشم زدن کے لئے بھی مجھے اپنے سے جدا نہ کر اس لئے کہ اگر تو نے مجھے اپنے سے جدا کیا تو میں برائی سے زیادہ قریب اور اچھائی سے زیادہ دور ہوجاؤں گا۔ پس تو قبر میں گھبراہٹ کے وقت میرا جی بہلانا اور میں تیری بارگاہ میں جس دن حاضر ہوں تو اس دن میرے عہد و بیان کو کھلا رکھنا۔)

پھر اپنی حاجتوں کیلئے وصیت کرے ۔ اور اس وصیت کی تصدیق قرآن میں اس سورہ کے اندر ہے جس میں حضرت مریم کا تذکرہ ہے اللہ تعالیٰ کے اس قول کے اندر **لا يملكون الشفاعة الا من اتخذ عند الرحمن عهدا** (شفاعت کے مالک اور کوئی لوگ نہ ہونگے بس صرف وہ لوگ ہونگے جو اللہ کی بارگاہ سے عہد وپیمان لئے ہوئے ہونگے ۔) (سورہ مریم آیت ۸۷) تو یہ میت کا عہد نامہ ہے اور وصیت ہر مسلمان پر فرض ہے اور اس پر یہ بھی لازم ہے کہ اس وصیت کو محفوظ رکھے اور اسکی تعلیم دے ۔ اور حضرت امیرالمومنین علی ابن ابی طالب علیہ السلام کا ارشاد ہے کہ مجھے اس کی تعلیم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ مجھے حضرت جبرئیل علیہ السلام کے ذریعے اس کا علم دیا گیا۔

(۵۴۳۲) حسین بن سعید نے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ بیان کیا مجھ سے حسین علوان نے انہوں نے روایت کی عمرو بن ثابت سے اور انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی علیہ السلام سے فرمایا کہ اے علی(علیہ السلام)میں خود تمہارے لئے تم کو چند باتیں بتاتا ہوں اس کو یاد رکھنا پھر فرمایا اے اللہ ان کی مدد کرنا۔ پہلی بات سچائی ہے پس کبھی تمہارے منہ سے کوئی جھوٹی بات نہ نکلے۔ دوسری بات پرہیزگاری ہے زنہار کبھی خیانت کی جراءت بھی نہ کرنا۔ تیسرے خوفِ خدا ہے تم اس طرح ڈرو جیسے وہ تمہیں دیکھ رہا ہے۔ چوتھے کثرت گریہ ہے اللہ کے خوف سے۔ تمہارے ہر قطرہ اشک سے تمہارے لئے جنت میں ایک گھر بنے گا۔ پانچویں اپنے دین کے لئے تم اپنا خون اور اپنا مال خرچ کرو۔ چھٹے تم میری نماز میرے روزہ اور میرے صدقہ میں میری سنت کو اختیار کئے رہنا۔ اور نماز تو یہ پچاس رکعت ہے۔ اور روزہ تو ہر ماہ تین دن ہے مہینہ کے اول پنجشنبہ کو وسط چہار شنبہ کو اور آخری پنجشنبہ کو۔ اور صدقہ تو یہ تمہاری کوشش ہے اتنا صدقہ دو کہ لوگ کہیں کہ تم نے اسراف کیا۔ حالانکہ تم اسراف سے کام نہ لوگے۔ اور تم پر نمازِ شب لازم ہے۔ تم پر نمازِ شب لازم ہے۔ تم پر نمازِ شب لازم ہے۔ تم پر نمازِ زوال لازم ہے اور تم پر ہر حال میں قرآن کی تلاوت لازم ہے اور تم پر نماز میں اپنے دونوں ہاتھ اٹھانا لازم ہے اور ان دونوں کی تقلیب اور تم پر ہر نماز کے لئے ہر وضو میں مسواک لازم ہے اور تم پر حسن اخلاق لازم ہے اور تم پر بد اخلاقی سے اجتناب لازم ہے اور اگر تم نے ایسا نہ کیا تو اپنے نفس کے سوا کسی اور کو برا نہ کہو۔

(۵۴۳۳) سلیم بن قیس ہلالی سے روایت ہے ان کا بیان ہے کہ حضرت علی علیہ السلام کی وصیت کے موقع پر میں شاہد بنا جس وقت وہ اپنے فرزند حضرت امام حسن علیہ السلام سے وصیت فرما رہے تھے اور آپؑ نے اپنی وصیت پر امام حسین و محمد (حنفیہ) اور اپنی تمام اولاد اور اپنے اہلبیت کے اکابر و شیعوں کو بھی شاہد بنایا پھر آپؑ نے اپنی کتابیں اور اسلحے ان کے حوالے کردیئے پھر فرمایا اے فرزند مجھے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حکم دیا تھا کہ میں تم کو اپنا وصی بناؤں اور تمہیں اپنی کتابیں اور اسلحے حوالے کروں جس طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے اپنا وصی بنایا اور اپنی کتابیں اور اسلحے میرے حوالے کئے اور ہمیں حکم دیا تھا کہ میں تمہیں حکم دوں کہ جب تمہارا وقت وفات قریب ہو تو یہ ساری چیزیں اپنے بھائی حسین (علیہ السلام) کے حوالے کر دو اس کے بعد آپؑ اپنے فرزند حسینؑ کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تم کو حکم دیا ہے کہ تم اسے اپنے فرزند علی ابن الحسین کے حوالے کرو۔ پھر آپ علیہ السلام اپنے فرزند علیؑ ابن الحسینؑ کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تمہیں حکم دیا ہے کہ تم اپنی وصیت اپنے فرزند محمدؑ بن علیؑ کے حوالے کردو اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف اور میری طرف کا ان کو سلام پہنچا دینا۔

پھر آپ علیہ السلام نے اپنے فرزند حسن علیہ السلام کی طرف رخ کیا اور فرمایا کہ اے فرزند تم ولی امر اور خون کے وارث ہو اگر تم عفو کردو تو تمہیں اس کا حق ہے اور اگر تم قتل کردو تو ایک ضرب کی جگہ صرف ایک ضرب اس سے تجاوز نہ کرنا۔ پھر فرمایا کہ لکھو:

بسم اللہ الرحمن الرحیم یہ وہ وصیت ہے جو علی ابن ابی طالب نے کی ہے۔ وہ وصیت کرتے ہیں کہ وہ گواہی دیتے ہیں نہیں ہے کوئی اللہ سوائے اس اللہ کے وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں اور محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اس کے بندے ہیں اور اس کے رسول ہیں جن کو اس نے ہدایت اور دین حق کے ساتھ بھیجا تاکہ وہ تمام ادیان پر غالب آئے خواہ مشرکین اس کو کتنا ہی ناپسند کریں۔ پھر میری نماز، میری عبادت، میری حیات، میری موت اس اللہ کے لئے ہے جو تمام عالمین کا رب ہے اس کا کوئی شریک نہیں اسی کا مجھے حکم دیا گیا ہے اور میں مسلمانوں میں سے ایک ہوں۔ پھر میں تم کو وصیت کرتا ہوں اے حسن (علیہ السلام) نیز اپنی تمام اولاد اور اپنے اہلبیت اور مومنین میں سے ان تمام لوگوں کو جن کے پاس میری یہ تحریر پہنچے کہ اللہ تعالیٰ کا تقویٰ اختیار کریں وہ تم لوگوں کا رب ہے اور تم لوگوں کو موت آئے تو مسلمان ہونے کی حالت میں۔ اور تم سب لوگ اللہ کی رسی کو مضبوطی سے پکڑے رہو اور آپس میں تفرقہ نہ ڈالو۔ اور یاد کرو اس بخشش کو جو اللہ تعالیٰ نے تم لوگوں پر کی ہے جب تم لوگ آپس میں ایک دوسرے کے دشمن تھے اللہ نے تمہارے دلوں کو جوڑ دیا۔ کیونکہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا ہے وہ فرما رہے تھے کہ آپس میں صلح و صفائی سے رہنا افضل ہے عام طور پر نماز اور روزہ سے۔ اور آپس میں بغض و عداوت، دین کی بیخ کنی اور آپس میں فتنہ وفساد کا سبب ہے اور نہیں ہے کوئی قوت لیکن اللہ کی دی ہوئی۔

تم لوگ اپنے رشتہ داروں کو دیکھتے رہو اور ان کے ساتھ حسن سلوک کرتے رہو اللہ تم لوگوں کے حساب کو آسان کردے گا۔ اور اللہ کا واسطہ تم لوگوں کو یتیموں کے بارے میں ان کے منہ سے رونے کی آواز بلند نہ ہونے دینا اور تمہاری موجودگی میں وہ تباہ و برباد نہ ہوں۔ اس لئے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرمایا کرتے تھے کہ جو شخص کسی ایک یتیم کو پالے یہاں تک کہ وہ مستغنی ہوجائے تو اللہ تعالیٰ اس کے لئے جنت واجب کردیتا ہے جس طرح یتیم کا مال کھانے والے پر جہنم واجب کردیتا ہے۔

اور تم لوگوں کو اللہ کا واسطہ قرآن کے بارے میں کہ اس پر عمل کرنے میں تمہارا غیر تم پر سبقت حاصل نہ کرجائے۔

اور تم لوگوں کو اللہ کا واسطہ تمہارے اپنے پڑوسیوں کے بارے میں اس لئے کہ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دونوں نے ان کے متعلق وصیت فرمائی ہے۔

اور تم لوگوں کو اللہ کا واسطہ تمہارے اپنے رب کے گھر کے بارے میں کہ جب تک تم لوگ باقی ہو اس کو خالی نہ چھوڑنا اگر اس کو چھوڑا تو پہچانے نہ جاؤ گے اور جو شخص اس کے حج کا قصد کرے گا تو اس کا ادنیٰ ثواب یہ ہوگا کہ اس کے پچھلے گناہ معاف کردیئے جائیں گے۔

اور خدا کے لئے نماز کا خیال رکھنا اس لئے کہ یہ بہترین عمل ہے اور تمہارے دین کا ستون ہے۔

اور خدا کے لئے زکوٰۃ کا خیال رکھنا اس لئے کہ تمہارے رب کی آتش غضب کو بجھا دیتی ہے۔
اور خدا کے لئے ماہ رمضان کے روزوں کا خیال رکھنا اس لئے کہ اس ماہ کا روزہ جہنم کے لئے سپر (ڈھال) ہے۔
اور خدا کے لئے فقراء و مساکین کا خیال رکھنا اور انہیں اپنی معیشت میں شریک رکھنا۔
اور خدا کے لئے اپنی جان و مال سے راہ خدا میں جہاد کرنا اس لئے کہ راہ خدا میں جہاد صرف دو شخص کرتے ہیں ایک امام اور دوسرے وہ جو امام کی اطاعت اور اس کی پیروی کرتے ہیں۔
اور خدا کے لئے تم لوگ اپنے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذریت کا خیال رکھنا اپنے سامنے ان پر ظلم نہ ہونے دینا بشرط کہ تم لوگ ان کے دفیعہ پر قادر ہو۔
اور خدا کے لئے تم لوگ اپنے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ان اصحاب کا خیال رکھنا جنہوں نے کوئی بدعت نہیں کی اور نہ کسی بدعت کرنے والے کو پناہ دی اس لئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان لوگوں کے لئے وصیت فرمائی ہے اور ان میں سے جو بدعت کرنے والے ہیں ان پر اور بدعت کرنے والے کو پناہ دینے والے پر لعنت کی ہے۔

اور خدا کے لئے عورتوں کا خیال رکھنا اور جو تمہاری ملکیت میں ہیں ان کے اور اللہ کے معاملہ میں کسی ملامت کرنے والے سے ہرگز نہ ڈرنا اور جو لوگ تمہارے بدخواہ ہوں اور تم لوگوں سے بغاوت کریں تو ان کے مقابلہ میں تم لوگوں کے لئے اللہ کافی ہے۔ لوگوں سے اچھی بات کرنا جیسا کہ اللہ نے تم لوگوں کو حکم دیا ہے کہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کو نہ چھوڑنا ورنہ تم لوگوں پر والی و حاکم ایسے لوگوں کو بناؤں گا جو تم سے شریر و بد ہیں۔ پھر اگر تم لوگ ان سے نجات کی دعا بھی کرو گے تو قبول نہ ہوگی۔
اے فرزند تم لوگوں پر لازم ہے کہ ایک دوسرے سے ملتے جلتے تحفہ و ہدیہ دیتے دلاتے اور حسن سلوک کرتے کراتے رہو۔ اور ایک دوسرے سے قطع کرنے منہ پھرانے متفرق ہونے سے پرہیز کرو۔
اللہ تعالیٰ تم اہلبیت کی حفاظت کرے اور تم میں تمہارا نبی تمہارا محافظ ہے اور میں تم سب کو اللہ کے سپرد کرتا ہوں اور تم سب کو آخری سلام کرتا ہوں۔
اس کے بعد آپ علیہ السلام مسلسل لا الہ الا اللہ کہتے رہے یہاں تک کہ ماہ رمضان ۴۰ ھ کے عشرہ آخر یعنی اکیس تاریخ کی رات شب جمعہ آپ علیہ السلام نے وفات پائی۔

باب: وصیت پر لوگوں کو گواہ بنانا

(۵۴۳۴) محمد بن فضیل نے ابی صباح کنانی سے روایت کی ہے انہوں نے بیان کیا ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا قول خدا **یاایھاالذین آمنوا شھادۃ بینکم اذا حضرا حد کم الموت حین الوصیۃ اثنان ذواعدل منکم اوآخران من غیر کم** (سورہ المائدہ آیت ۱۰۶) [اے ایمان والوں جب تم میں سے کسی کے سر پر موت آ کھڑی ہو تو وصیت کے وقت تم (مومنوں) میں سے دو عادلوں کی گواہی ہونی ضروری ہے (اور تم اتفاقاً کہیں سفر پر ہو اور سفر میں تم کو موت کا سامنا ہو) تو بھی دو گواہ غیر مومن ہی سہی] کے متعلق دریافت کیا کہ **اخران من غیر کم** سے کون مراد ہے آپ علیہ السلام نے فرمایا اور دونوں کافر ہوں۔ میں نے دریافت کیا **ذواعدل منکم** سے مراد؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا وہ دونوں مسلمان ہوں۔

(۵۴۳۵) حماد بن عیسیٰ نے ربعی بن عبداللہ سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ایک عورت کے متعلق دریافت کیا جو ایک مرد کے مرنے کے وقت اکیلی تھی اس کے ساتھ کوئی مرد نہ تھا کیا مرنے والا اس سے وصیت کر سکتا ہے؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا اس کی پوری وصیت میں سے ایک چوتھائی پر عمل کیا جائے گا۔

(۵۴۳۶) یونس بن عبدالرحمٰن نے یحییٰ بن محمد سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے قول خدا **یا ایھا الذین آمنوا شھادۃ بینکم اذا حضر احدکم الموت حین الوصیۃ اثنان ذواعدل منکم اوآخران من غیر کم** (سورۃ مائدہ آیت ۱۰۶) کے متعلق دریافت کیا تو آپ علیہ السلام نے فرمایا وہ دونوں جو تم میں سے ہوں اس سے مراد مسلمان ہیں اور وہ دونوں جو تمہارے غیر سے ہوں اس سے مراد اہل کتاب ہیں۔ اور اگر تم لوگ اہل کتاب کو نہ پاسکو تو مجوس میں سے ہوں اس لئے کہ جزیہ کے معاملہ میں اہل کتاب ہی کا طریقہ اختیار ہوتا ہے۔ اس لئے کہ جب کوئی شخص عالم مسافرت میں مرنے لگے اور اس کو وہاں کوئی مسلمان نہ ملے تو اہل کتاب میں سے دو آدمیوں کو گواہ بنائے اور ان کو بعد عصر تک روکا جائے اور ان کی گواہی میں کوئی شبہ ہو تو وہ دونوں اللہ کی قسم کھا کر کہیں کہ ہم اس گواہی کے عوض کوئی قیمت نہیں لینگے ہم جس کی گواہی دیتے ہیں خواہ ہمارا عزیز ہی کیوں نہ ہو ہم خدا لگتی گواہی نہ چھپائینگے اگر ایسا کریں گے تو ہم بیشک گنہگار ہیں۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ اگر ان دونوں کی گواہی میں مرنے والے کے وارثوں کو شبہ ہو۔ پس اگر بعد میں معلوم ہو کہ ان دونوں نے جھوٹی گواہی دی ہے تو اس کو ان دونوں کی گواہی کو توڑنے کا کوئی حق نہیں جب تک کہ ان دونوں کی جگہ دو اور گواہ نہ کھڑے ہو جائیں اور وہ دونوں اللہ کی قسم کھا کر کہیں کہ ہم دونوں کی گواہی ان دونوں گواہوں کی مقابلہ میں بالکل سچ ہے اگر ہم

نے اس میں کوئی کم وبیش کیا ہو تو پھر ظالموں میں سے شمار ہونگے۔ جب وہ لوگ ایسا کریں تو پہلے دونوں گواہوں کی گواہی باطل ہوجائے گی اور آخر کے دونوں گواہوں کی گواہی جائز ہوگی۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے **ذلک ادنیٰ ان یاتوا بالشہادۃ علیٰ وجھھآ او یخافوا ان ترد ایمان بعد ایمانھم** (سورۃ مائدہ آیت ۴۸)(اس طرح زیادہ قرین قیاس ہے کہ وہ لوگ ٹھیک ٹھیک گواہی دینگے اور ڈریں گے کہ کہیں پہلے دونوں کے بعد ہماری گواہی بھی رد نہ کردی جائے۔)

باب: میت کے ترکہ میں سے جو چیز پہلے شروع کی جائے

(۵۴۳۷) سکونی نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ پہلی چیز جو میت کے مال سے شروع کی جائے وہ اس کا کفن ہے پھر قرض ہے پھر وصیت ہے پھر میراث ہے۔

(۵۴۳۸) عاصم بن حمید نے محمد بن قیس سے انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ علیہ السلام نے بیان فرمایا کہ امیرالمومنین علیہ السلام کا ارشاد ہے کہ قرض وصیت سے پہلے، پھر قرض کے بعد وصیت، پھر وصیت کے بعد میراث۔ اس لئے کہ بہترین فیصلہ کتاب خدا کا ہے (**من بعد وصیۃ یوصیٰ بھا او دین** (سورۃ نساء آیت ۱۲)(بعد وصیت کے جو ہو چکی ہے یا قرض کے) ۔

(۵۴۳۹) حسن بن محبوب نے عبداللہ بن سنان سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ کفن جمیع مال میں سے ہوگا۔

(۵۴۳۸) نیز آنجناب علیہ السلام نے فرمایا کہ عورت اگر مرجائے تو اس کا کفن شوہر کے مال میں سے ہوگا۔

باب: ایک شخص مرجاتا ہے اور اس پر قرض اس کے کفن کی قیمت کے برابر ہے

(۵۴۴۱) حسن بن محبوب نے علی بن رئاب سے انہوں نے زرارہ سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے آنجناب علیہ السلام سے ایک شخص کے متعلق دریافت کیا کہ جو مرگیا اور اس پر قرض اتنا ہی ہے جتنی اس کے کفن کی قیمت ہے۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا کچھ لوگوں سے اجروثواب لینے کے لئے کہا جائیگا وہ لوگ اسے کفن دیدینگے اور جو کچھ اس نے اپنے کفن کی قیمت چھوڑی ہے اس سے اس کا قرض ادا کر دیا جائے گا۔

باب: وارث کے لئے وصیت

(۵۴۴۲) ابن بکیر نے محمد بن مسلم سے انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے آنجناب علیہ السلام سے وارث کے لئے وصیت کے متعلق دریافت کیا تو آپ علیہ السلام نے فرمایا یہ جائز ہے پھر آپ علیہ السلام نے اس آیت کی تلاوت فرمائی۔ **ان ترک خیراً الوصیة للوالدین والاقربین** (سوۃ بقرہ آیت ۱۸۰)(بشرطیکہ چھوڑے کچھ مال تو اچھی وصیت کرے اپنے ماں باپ کے واسطے اور رشتہ داروں کے لئے۔)

(۵۴۴۳) مصنف علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ وہ حدیث جس میں کہا گیا ہے کہ وارث کے لئے کوئی وصیت نہیں وہ اس حدیث کے خلاف نہیں ہے اس کے معنی یہ ہیں کہ ایک تہائی سے زیادہ کسی وارث کے لئے وصیت نہیں ہوگی جس طرح غیر وارث کے لئے بھی وصیت ایک تہائی سے زائد نہیں ہے۔

(۵۴۴۴) عبداللہ بن محمد حجال سے انہوں نے ثعلبہ بن میمون سے انہوں نے محمد بن قیس سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے ایک ایسے شخص کے متعلق دریافت کیا جو اپنی کسی اولاد کو کسی سے زیادہ دیتا ہے۔ آپؑ نے فرمایا ہاں اور اپنی عورتوں کو بھی (بعض کو بعض سے زیادہ دے سکتا ہے)۔

باب: وصیت کے قبول کرنے سے انکار

(۵۴۴۵) حماد بن عیسیٰ نے ربعی بن عبداللہ سے انہوں نے محمد بن مسلم سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ اگر کوئی شخص کسی آدمی کو وصیت کرے اور وہ آدمی غائب ہو تو اس آدمی کے لئے جائز نہیں کہ اس کی وصیت رد کردے ہاں جس آدمی کو وصیت کی جائے اور وہ شہر میں موجود ہو تو اس کو اختیار ہے چاہے قبول کرے اور چاہے قبول نہ کرے۔

(۵۴۴۶) ربعی نے فضیل بن یسار سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ایک ایسے شخص کے متعلق روایت کی ہے کہ جس کو وصیت کی گئی۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا اگر اس کو یہ وصیت شہر سے بھیجی گئی ہے تو اس کے لئے جائز نہیں کہ اس کو رد کردے ہاں اگر وہ شہر میں موجود ہے اور اس میں دوسرا شخص وصیت کے لئے مل جاتا ہے تو اس کو اختیار ہے۔

(۵۴۴۷) سہل بن زیاد نے علی بن ریان سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے ایک مرتبہ حضرت امام

ابوالحسن علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک شخص کو اس کے باپ نے اپنی وصیت کو قبول کرنے کی دعوت دی کیا اس کے لئے یہ جائز ہے کہ اس کی وصیت کو قبول کرنے سے منع کردے تو آنجناب علیہ السلام کی طرف تحریر آئی کہ اس کو منع کرنا جائز نہیں ہے۔

(۵۴۴۸) محمد بن ابی عمیر نے ہشام بن سالم سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے ایک ایسے شخص کے متعلق کہ جو ایک آدمی کو وصیت کرتا ہے اور وہ آدمی اس وصیت کے قبول کرنے کو ناپسند کرتا ہے۔ تو حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ وہ اس حال میں مایوس نہ کرے۔

(۵۴۴۹) علی بن حکم نے سیف بن عمیرہ سے انہوں نے منصور بن حازم سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ جب کوئی شخص اپنے بھائی کو وصیت کرے اور وہ غائب ہو تو اس کے بھائی کو جائز نہیں کہ وہ اس کی وصیت کو رد کردے۔ اس لئے کہ اگر وہ موجود ہوتا اور قبول کرنے سے انکار کردیتا تو وہ کوئی دوسرا شخص تلاش کرلیتا۔

باب: عمر کی وہ حد کہ جس پر لڑکا پہنچ جائے تو اس کی وصیت جائز ہے

(۵۴۵۰) محمد بن ابی عمیر نے ابان بن عثمان سے انہوں نے عبدالرحمٰن بن ابی عبداللہ سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ علیہ السلام نے فرمایا جب لڑکا دس سال کا ہوجائے تو اس کی وصیت جائز ہے۔

(۵۴۵۱) صفوان بن یحییٰ نے موسیٰ بن بکر سے انہوں نے زرارہ سے انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ جب لڑکے کی عمر دس سال پر پہنچ جائے تو اس کو جائز ہے کہ اپنے مال میں سے کسی کو آزاد کرے اور کیا تصدق کرے اور ایک حد معروف حق تک وصیت کرے تو وہ جائز ہے۔

(۵۴۵۲) محمد بن ابی عمیر نے ابی المغرا سے انہوں نے ابی بصیر سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ جب لڑکا دس سال کی عمر کو پہنچ جائے اور اپنے مال میں سے ایک تہائی کے لئے اور حق کام کے لئے وصیت کرے تو اس کی وصیت جائز ہے اور جب سات سال کا ہو اور اپنے تھوڑے سے مال کے لئے وصیت کرے حق کیلئے تو اس کی وصیت جائز ہے۔

(۵۴۵۳) اور علی بن الحکم نے داؤد بن نعمان سے انہوں نے ابی ایوب سے انہوں نے محمد بن مسلم سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا وہ فرمارہے تھے کہ جب کسی لڑکے کا

وقت وفات قریب ہو اور وصیت کرے ابھی بالغ نہ ہوا ہو تو اس کی وصیت اپنے قرابتداروں کے لئے جائز لیکن غربا کے لئے جائز نہیں ہے۔

باب: کتابت اور اشارے سے وصیت

(۵۴۵۴) عبدالصمد بن محمد نے حنان بن سدیر سے انہوں نے اپنے باپ سے انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں محمد بن علی ابن حنفیہ کے پاس اس وقت گیا جب ان کی زبان بند ہو چکی تھی تو میں نے انہیں وصیت کا حکم دیا انہوں نے کوئی جواب نہ دیا تو میں نے ایک طشت کا حکم دیا اور اس میں ریت بھر کر رکھ دی اور کہا اس میں اپنے ہاتھ سے لکھ دیں تو انہوں نے ریت میں اپنی وصیت لکھ دی اور میں نے اس کو ایک صحیفہ پر نقل کر لیا۔

(۵۴۵۵) محمد بن احمد اشعری نے سندی بن محمد سے انہوں نے یونس بن یعقوب سے انہوں نے ابی مریم سے انہوں نے اپنے باپ سے روایت کی ہے کہ امامہ بنت ابی العاص جن کی ماں زینب بنت رسول تھیں اور جو حضرت فاطمہ سلام اللہ علیہا کے بعد حضرت علی ابن ابی طالب علیہ السلام کے تحت عقد میں آگئی تھیں اور حضرت علی علیہ السلام کے بعد مغیرہ بن نوفل نے ان سے عقد کر لیا۔ وہ بیان کرتے ہیں کہ امامہ کو ایک ایسا شدید درد لاحق ہوا کہ ان کی زبان بند ہو گئی تو ان کے پاس حضرت امام حسن اور حضرت امام حسین علیہما السلام فرزندان علی علیہ السلام تشریف لائے وہ بات نہیں کر سکتی تھیں تو وہ دونوں حضرات ان سے کہنے لگے اور مغیرہ کو یہ بات ناپسند تھی ان دونوں حضرات نے کہا کیا تم نے فلاں اور اس کی اہلیہ کو آزاد کیا؟ تو انہوں نے اپنے سر سے اشارہ کر کے کہا کہ ہاں۔ اور یہ بات اور یہ بات وہ اپنے سر سے اشارہ کر کے کہنے لگیں کہ ہاں۔ وہ ٹھیک سے بات نہیں کر سکتی تھیں اس لئے ان کو اس کی اجازت دی گئی۔

(۵۴۵۶) ابراہیم بن محمد ہمدانی سے روایت ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام ابوالحسن علیہ السلام کو خط لکھا کہ ایک شخص نے اپنے ہاتھ سے تحریر لکھی اور اپنے وارثوں کو یہ نہیں بتایا کہ یہ میری وصیت ہے اور یہ بھی نہیں کہا کہ میں نے وصیت کر دی ہے بلکہ جو کچھ وصیت کرنے کا ارادہ تھا اسے ایک تحریر میں قلمبند کر لیا تھا۔ کیا اس کے وارثوں پر واجب ہے کہ اس پر عمل کریں جو خود اس کے قلم سے اس تحریر میں قلمبند ہے اس میں اس نے اپنے ورثاء کو کوئی حکم نہیں دیا ہے۔ تو آپ علیہ السلام نے جواب میں تحریر فرمایا اگر اس کی اولاد ہے تو وہ لوگ اپنے باپ کی تحریر میں جو کچھ ہے ان سب پر عمل کریں کار خیر کے متعلق یا اس کے علاوہ کسی اور چیز کے متعلق۔

باب: اپنی وصیت سے پھر جانا

(۵۴۵۷) حسن بن علی بن فضال نے علی بن عقبہ سے انہوں نے برید عجلی سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ علیہ السلام نے فرمایا وصیت کرنے والے کو یہ حق ہے کہ اس پر نظر ثانی کرلے اور جب تک وہ زندہ ہے اپنی وصیت میں ترمیم کرلے۔

(۵۴۵۸) محمد بن ابی عمیر نے بکیر بن اعین سے انہوں نے عبید بن زرارہ سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا وہ فرما رہے تھے کہ وصیت کرنے والے کو یہ حق ہے کہ اپنی وصیت میں ترمیم و تنسیخ کرے خواہ صحت میں ہو خواہ حالت مرض میں۔

(۵۴۵۹) یونس بن عبدالرحمٰن نے عبداللہ بن مسکان سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے آپ علیہ السلام نے بیان فرمایا کہ حضرت امیرالمومنین علی ابن ابی طالب علیہ السلام نے فیصلہ فرمایا کہ غلام مدبر کو بھی ایک ثلث وصیت میں شمار کیا جائے گا اور جب تک وہ آدمی مرا نہیں اس کو حق ہے کہ اپنی وصیت کو توڑ دے اور اس میں زیادہ کردے یا کم کردے۔

(۵۴۶۰) اور یونس بن عبدالرحمٰن نے اپنے اسناد سے بیان کیا ہے کہ حضرت امام علی ابن الحسین علیہما السلام نے فرمایا کہ اپنی وصیت میں تبدیلی کرلے جس کو ملکیت میں رکھنے کی وصیت کی ہے اس کو آزاد کرنے کی وصیت کردے اور جس کو آزاد کرنے کی وصیت کی ہے اس کو وہ نظر ثانی کرسکتا ہے۔

باب: وہ شخص جس نے ایک تہائی سے زیادہ کی وصیت کردی اس کے ورثاء گواہ تھے انہوں نے اجازت دیدی کیا ان ورثاء کو حق ہے اس کے مرنے کے بعد اس وصیت کو توڑ دیں

(۵۴۶۱) حماد بن عیسیٰ نے حریز سے انہوں نے محمد بن مسلم سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے ایک ایسے شخص کے متعلق جس نے وصیت کی اور اس کے ورثاء گواہ تھے ان لوگوں نے اجازت دیدی مگر جب وہ مرگیا تو ان ورثاء نے اس وصیت کو توڑ دیا کیا ان کو حق ہے کہ وہ اس وصیت کو رد کردیں جس کا انہوں نے اقرار کیا تھا؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا ان کو اس کا حق نہیں جب مرنے والے کی زندگی میں ان لوگوں نے اقرار کرلیا تھا

ان پر یہ وصیت واجب ہے۔

اور صفوان بن یحییٰ نے بھی منصور بن حازم سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اسی کے مثل روایت کی ہے۔

باب: وصیت کا نافذ کرنا واجب اور اس میں تبدیلی منع ہے

(۵۴۶۲) حماد بن عیسیٰ نے حریز سے انہوں نے محمد بن مسلم سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک شخص نے اپنے مال کی فی سبیل اللہ وصیت کر دی۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا اس کو دیدو جس کے لئے اس نے وصیت کی ہے خواہ وہ یہودی ہو خواہ نصرانی اللہ تعالیٰ فرماتا ہے **فمن بدله بعد ما سمعه فانما اثمه على الذين يبدلونه** (پس اس وصیت کو سننے کے بعد اس میں تبدیلی کرے تو اس کا گناہ ان لوگوں پر ہے جو اس میں تبدیلی کریں۔) (سورۃ بقرہ آیت نمبر ۱۸۱)

اس کتاب کے مصنف علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ اس کا ایک تہائی مال۔

(۵۴۶۳) سہل بن زیاد نے محمد بن ولید سے انہوں نے یونس بن یعقوب سے روایت کی ہے کہ ایک شخص ہمدان میں تھا اس کو بتایا گیا کہ تیرا باپ مرگیا اس کو اس کا پتہ نہ تھا۔ اس نے ایک وصیت کی ہے اور وصیت یہ کی ہے کہ کچھ فی سبیل اللہ دیدیا جائے۔ تو اس کے متعلق حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا گیا اور بتایا گیا کہ اس کو پتہ نہ تھا اور اس نے مرتے دم وصیت کی۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا اگر کوئی شخص مجھے وصیت کرے کہ میں اس کا مال کسی یہودی یا نصرانی کو دیدوں تو میں ان کو دیدوں گا اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے **فمن بدله بعد ما سمعه فانما اثمه على الذين يبدلونه** ○ (سورۃ بقرہ آیت نمبر ۱۸۱) (پھر جو کوئی بدل ڈالے وصیت کو بعد اس کے جو سن چکا ہو۔ تو اس کا گناہ انہی پر ہے جنہوں نے اس کو بدلا) لہذا دوسروں کی طرف دیکھو کہ اس طرح کا کون نکلتا ہے اور اس کے پاس بھیجدو۔

(۵۴۶۴) ابی طالب عبداللہ بن صلت قمی سے روایت ہے ان کا بیان ہے کہ خلیل بن ہاشم نے جو اس وقت والی نیشاپور تھا ذی الریاستین کو خط لکھا کہ مجوسیوں میں سے ایک شخص مرگیا اس نے اپنے مال میں سے کچھ فقراء کو دینے کی وصیت کی تو جس کو وصیت کی تھی وہ مال لیکر نیشاپور آیا اور مسلمان فقراء کو دے گیا۔ تو خلیل نے ذی الریاستین کو اس کے متعلق خط لکھا تو اس نے مامون سے دریافت کیا تو اس نے کہا میرے پاس اس کا حل نہیں۔ اور اس نے حضرت امام ابوالحسن علیہ السلام سے دریافت کیا تو امام ابوالحسن علیہ السلام نے فرمایا کہ مجوسی مسلمان فقراء کے لئے

کبھی وصیت نہیں کرے گا لیکن اب مناسب یہ ہے کہ مال صدقہ میں سے اسی مقدار میں مال لیکر مجوسی فقراء کو واپس کر دیا جائے۔

باب: انسان کے اندر جب تک ذرا سی بھی روح ہے وہ اپنے مال کا زیادہ حقدار ہے

(۵۴۶۵) ثعلبہ بن میمون نے ابی الحسن ساباطی سے انہوں نے عمار بن موسیٰ سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا آپ علیہ السلام فرماتے تھے کہ صاحبِ مال اپنے مال کا سب سے زیادہ حقدار ہے جب تک اس کے اندر ذرا سی بھی روح ہے وہ اس کو جہاں چاہے استعمال کرے۔

(۵۴۶۶) عبداللہ بن جبلہ نے سماعہ سے انہوں نے ابی بصیر سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے راوی کا بیان ہے کہ میں نے آنجناب علیہ السلام سے عرض کیا کہ ایک شخص کے لڑکا موجود ہے کیا اس کے لئے یہ جائز ہے کہ وہ اپنا مال اپنے قرابتداروں میں سے جس کے لئے چاہے قرار دیدے؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا وہ اس کا مال ہے اپنی موت تک اسے جہاں چاہے استعمال کرے۔

مصنف علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ اس سے آپ علیہ السلام کی مراد یہ ہے کہ وہ اپنی حیات میں اپنے مال میں سے جس قدر چاہے کسی کو دیدے یا کل کا کل کسی کو ہبہ کردے اور جس کو ہبہ کیا ہے اس کے سپرد کردے لیکن اگر وصیت کرتا ہے تو اس کو حق نہیں کہ ایک تہائی سے زیادہ کے لئے وصیت کرے اور اس کی تصدیق اس حدیث سے ہوتی ہے۔

(۵۴۶۷) جس کی روایت صفوان نے مرازم سے کی ہے ایک ایسے شخص کے متعلق کہ جو اپنے مرض کی حالت میں کسی کو کچھ دیدیتا ہے۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا اگر وہ چیز اپنے سے جدا کر دیتا ہے تو پھر جائز ہے اور اگر وصیت کرتا ہے تو پھر ایک تہائی کے اندر سے۔

(۵۴۶۸) لیکن علی بن اسباط کی حدیث جو ثعلبہ سے ہے اور انہوں نے ابوالحسن عمرو بن شدّادازدی سے انہوں نے عمار بن موسیٰ سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے کی ہے کہ آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ ایک شخص اپنے مال کا زیادہ حقدار ہے جب تک اس کے اندر روح ہے اگر وہ اپنے کل مال کے لئے وصیت کرے تو اس کے لئے جائز ہے۔ تو اس سے آپ علیہ السلام کی مراد یہ ہے کہ جب اس کا کوئی وارث نہ ہو نہ قریب اور نہ بعید تو وہ اپنے کل مال کی وصیت کرے جس کے لئے چاہے اور جب اس کا کوئی وارث ہو خواہ قریب ہو خواہ بعید اس کو ایک تہائی سے زائد کے لئے وصیت کرنا جائز نہیں۔ اگر اس نے ایک تہائی سے زائد کیلئے وصیت کی تو وہ ایک تہائی کی طرف واپس کردی جائے

گی۔ اور اس کی تصدیق مندرجہ ذیل حدیث سے ہوتی ہے۔

(۵۴۶۹) جس کی روایت اسماعیل بن ابی زیاد سکونی نے کی ہے حضرت امام جعفر بن محمد علیہما السلام سے اور انہوں نے اپنے پدر بزرگوار علیہ السلام سے کہ آپ علیہ السلام سے ایک مرتبہ ایک ایسے شخص کے متعلق دریافت کیا گیا جو مررہا ہے اور اس کا نہ کوئی وارث ہے اور نہ کوئی خاندان ہے؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ وہ اپنے مال کے لئے جسے چاہے وصیت کرے مسلمین ومساکین وابن السبیل میں سے۔

اور یہ حدیث مفسر ہے اور مفسر مجمل کی وضاحت کرتی ہے۔

باب: جو شخص عمداً خودکشی کرے اس کی وصیت

(۵۴۷۰) حسن بن محبوب نے ابی ولّاد سے روایت کی ہے اس کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا آپ علیہ السلام فرماتے تھے کہ جو شخص عمداً خودکشی کرے وہ جہنم کی آگ میں ہوگا اور اس میں ہمیشہ رہے گا۔ تو آپ علیہ السلام سے عرض کیا گیا کہ آپ علیہ السلام کی کیا رائے ہے اگر وہ کوئی وصیت کرنے کے بعد عمداً اسی وقت خودکشی کرلے تو کیا اس کی وصیت کا نفاذ کیا جائے گا؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا اگر اس نے وصیت کی تھی قبل اس کے کہ اس کے دل میں خودکشی کے لئے اپنے کو زخمی کرنے یا کوئی کام کرنے کا خیال پیدا ہو تو اس کی وصیت نافذ کردی جائے گی ایک تہائی مال میں اور اگر اس نے خود کو زخمی کرنے یا کوئی اور کام کرنے کے بعد وصیت کی ہو کہ شاید وہ مرجائے تو اس کی وصیت نافذ نہیں ہوگی۔

باب: دو آدمیوں کو وصیت کی جاتی ہے اور ان دونوں میں سے ہر ایک ترکہ میں سے نصف لے کر جدا ہوجاتے ہیں۔

(۵۴۷۱) محمد بن حسن صفار رضی اللہ عنہ نے حضرت امام ابو محمد حسن بن علی علیہما السلام کو عریضہ لکھ کر دریافت کیا کہ ایک شخص نے دو آدمیوں کو وصیت کی اب ان دونوں میں سے کسی ایک کو بھی یہ جائز ہے کہ نصف ترکہ لیکر الگ ہوجائے اور دوسرا بھی نصف ترکہ لے کر الگ ہوجائے تو جواب میں امام علیہ السلام کی طرف سے تحریر آئی کہ ان دونوں کے لئے یہ جائز نہیں کہ مرنے والے کی مخالفت کریں (بلکہ) وہ دونوں اس حکم کے مطابق عمل کریں جو ان کو دیا گیا ہے ان شاءاللہ۔

اور آنجناب علیہ السلام کی یہ تحریر خود ان کے ہاتھ کی لکھی ہوئی میرے پاس موجود ہے۔

(۵۴۷۲) اور محمد بن یعقوب کلینی رحمتہ اللہ علیہ کی کتاب میں احمد بن محمد سے انہوں نے علی بن حسن میثمی سے انہوں نے اپنے دونوں برادران محمد اور احمد سے ان دونوں نے اپنے باپ سے انہوں نے داؤد بن ابی یزید سے انہوں نے برید بن معاویہ سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ ایک شخص مرگیا اور دو آدمیوں کو وصیت کر گیا تو ان دونوں میں سے ایک نے اپنے ساتھی سے کہا کہ اس کے متروکہ میں سے آدھا تم لیلو اور آدھا مجھے دے دو تو اس نے اس سے انکار کیا تو ان لوگوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا تو آپ علیہ السلام نے فرمایا اس کے لئے یہ جائز ہے۔

اس کتاب کے مصنف علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ میں اس حدیث کی روشنی میں فتویٰ نہیں دیتا بلکہ اس تحریر کی روشنی میں فتویٰ دیتا ہوں جو حضرت امام حسن بن علی عسکری علیہ السلام کے ہاتھ کی لکھی ہوئی میرے پاس موجود ہے اور اگر یہ دونوں صحیح ہوں تو دوسرے آدمی کے قول کے مطابق لینا درست ہے جیسا کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے اس کا حکم دیا ہے۔ اور اس کی وجہ یہ ہے کہ روایت کی کئی وجوہ اور معانی ہوتے ہیں اور ہر امام اپنے زمانہ اور اس کے احکام سے زیادہ واقف ہوتا بہ نسبت دوسرے لوگوں کے اور توفیق اللہ ہی کی طرف سے ہے۔

باب: اپنے مال میں سے تھوڑی شے یا ایک سہم یا ایک جزو یا کثیر کے لئے وصیت

(۵۴۷۳) ابان بن تغلب نے علی ابن الحسین علیہ السلام سے روایت کی ہے آنجناب علیہ السلام سے ایک ایسے شخص کے متعلق دریافت کیا گیا کہ جس نے اپنے مال میں سے تھوڑی سی شے کے لئے وصیت کی تو آپ علیہ السلام نے فرمایا کتاب علی علیہ السلام میں تھوڑی سی شے سے مراد چھ میں سے ایک ہے۔ (۱/۶)

(۵۴۷۴) سکونی نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ علیہ السلام سے دریافت کیا گیا کہ ایک شخص نے اپنے مال میں سے ایک سہم کی وصیت کی تو آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ سہم آٹھ میں سے ایک ہے (یعنی ۱/۸) اللہ تعالیٰ کے اس قول کی بنا پر۔ **انما الصدقات للفقراء و المساکین و العملین علیھا و المولفة قلوبھم و فی الرقاب و الغارمین و فی سبیل اللہ و ابن السبیل** (سورۃ توبہ آیت نمبر ۶۰) (زکوٰۃ جو ہے سو وہ حق ہے مفلسوں کا اور محتاجوں کا اور زکوٰۃ کے کام پر جانے والوں کا اور جن کا دل پرچانا منظور ہے۔ اور گردنوں کے چھڑانے میں اور جو تاوان بھریں اور اللہ کے راستہ میں اور راہ کے مسافر کو)

(۵۴۷۵) نیز یہ بھی روایت کی گئی ہے کہ سہم چھ میں سے ایک ہے۔ (۱/۶)

اس کتاب کے مصنف علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ جب زکوٰۃ کے سہام میں سے ایک سہم کے لئے وصیت کی

جائے گی تو سہم آٹھ میں سے ایک ہوگا اور جب میراث کے سہام میں سے ایک سہم کے لئے وصیت کی جائے گی تو سہم چھ میں سے ایک ہوگا اور یہ دونوں حدیثیں متفق ہیں مختلف نہیں ہیں اس لئے وصیت کرنے والے کی مراد پر وصیت کا نفاذ ہوگا۔

(۵۴۷۶) حسن بن علی بن فضّال نے ثعلبہ بن میمون سے انہوں نے معاویہ بن عمّار سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک شخص نے اپنے مال میں سے ایک جز کی وصیت کی آپ علیہ السلام نے فرمایا جز دس میں سے ایک ہوتا ہے (یعنی ۱۰/۱) اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے **ثم اجعل علی کل جبل منهن جزاً** O (سورۃ بقرہ آیت ۲۶۰) (پھر، ہر پہاڑ پر ایک جز رکھ دو) اور پہاڑ دس تھے۔

(۵۴۷۷) بزنطی نے حسین بن خالد سے انہوں نے حضرت امام ابوالحسن علیہ السلام سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے آنجناب علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک شخص نے اپنے مال میں سے ایک جز کیلئے وصیت کی ہے آپ علیہ السلام نے فرمایا (اس کے مال کا) ایک تہائی کا ساتواں حصہ۔ (یعنی ۲۱/۱)

اس کتاب کے مصنف علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ گزشتہ زمانے میں مالدار لوگ اپنے مال کو جز جز بانٹتے تھے ان میں کوئی اپنے مال کو دس جز میں بانٹتا تو کوئی سات جز میں بانٹتا تو اس شخص کے دستور کے مطابق اس کی وصیت پر بھی عمل ہوگا اور اس طرح کی وصیت وہی کرتا ہے لیکن عام لوگ وصیت ان ہی الفاظ میں کرتے ہیں جن کے معنی لوگوں کو معلوم ہوں ان کی تشریح کی ضرورت نہ ہو۔

اور اگر کوئی شخص مال کثیر کی وصیت کرے تو کثیر اسّی (۸۰) اور اس سے زیادہ ہے اللہ تعالیٰ کے اس قول کے بناء پر **لقد نصرکم اللہ فی مواطن کثیرۃ** O (سورۃ توبہ آیت ۲۵) (اللہ تعالیٰ نے تم لوگوں کی مدد کثیر مواقع پر کی) اور وہ مواقع اسّی (۸۰) تھے۔

باب: ایک شخص کچھ مال کی وصیت فی سبیل اللہ کرتا ہے

(۵۴۷۸) محمد بن عیسیٰ بن عبید نے حسن بن راشد سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام ابوالحسن عسکری علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک شخص نے کچھ مال کی وصیت فی سبیل اللہ کی ہے تو آپ علیہ السلام نے فرمایا فی سبیل اللہ سے مراد ہمارے شیعہ ہیں۔

(۵۴۷۹) محمد بن عیسیٰ نے محمد بن سلیمان سے انہوں نے حسین بن عمر سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کیا کہ ایک شخص نے مجھ سے کچھ مال کی فی سبیل اللہ

وصیت کی ہے۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا اس کو حج میں صرف کرو میں نے عرض کیا اس نے فی سبیل اللہ کے لئے وصیت کی ہے۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا اس کو حج میں صرف کرو اس لئے کہ میں اللہ کی سبیلوں میں سے کوئی سبیل حج سے افضل و بہتر نہیں جانتا۔

اس کتاب کے مصنف علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ یہ دونوں حدیثیں باہم متفق ہیں اور وہ اس طرح کہ جس رقم کی فی سبیل اللہ وصیت کی ہے اس کو مردِ شیعہ پر صرف کرے کہ وہ اس سے حج کرے اور اس حدیث کے موافق ہوگی کہ کہا گیا ہے سبیل اللہ ہمارے شیعہ ہیں۔

باب: مرنے والے کی وصیت میں اگر وصی تبدیلی کرے گا تو اس کا ضامن رہے گا

(۵۴۸۰) محمد بن سنان نے ابن مسکان سے انہوں نے ابی سعید سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ آنجناب علیہ السلام سے دریافت کیا گیا کہ ایک شخص نے اپنے وصی کو حج کے لئے وصیت کی مگر اس کے وصی نے (حج کے بدلے) ایک غلام کو آزاد کرا دیا۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا اس کا نقصان وصی برداشت کرے گا اور اس رقم سے حج کرائے گا جیسا کہ مرنے والے نے وصیت کی ہے۔ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے **فمن بدله بعد ماسمعه فانما اثمه على الذين يبدلونه** (سورۂ بقرہ آیت ۱۸۱)(جو وصیت سننے کے بعد اس میں تبدیلی کرے تو اس کا گناہ ان لوگوں پر ہے جو اس میں تبدیلی کریں۔)

(۵۴۸۱) حسن بن محبوب نے محمد بن مارد سے روایت کی ہے اس کا بیان ہے کہ میں نے ایک مرتبہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک شخص نے ایک آدمی کو وصیت کی کہ اس کے ایک تہائی مال میں سے ایک غلام چھ سو درہم میں خرید کر اس کی جانب سے آزاد کردے تو وصی نے جاکر چھ سو درہم ایک آدمی کو حج کے لئے دیدئے کہ وہ مرنے والے کی طرف سے حج کردے۔ تو امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ میری نظر میں اس وصی نے وصیت کرنے والے کے مال میں سے چھ سو (۶۰۰) درہم کا نقصان کیا جس کے لئے اس نے غلام آزاد کرانے کے لئے وصیت کی تھی۔

(۵۴۸۲) محمد بن ابی عمیر نے زید نرسی سے انہوں نے سابری کے صحابی علی بن مزید سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک شخص نے مجھے اپنے ترکہ کے لئے وصیت کی ہے اور کہا ہے کہ میں اس کی طرف سے حج کروں تو میں نے اس کے ترکہ پر نظر ڈالی تو وہ بہت تھوڑا تھا حج کے لئے کافی نہیں تھا تو میں نے ابو حنیفہ و نیز دیگر فقہائے اہل کوفہ سے دریافت کیا تو ان لوگوں نے کہا اس کو مرنے والے

کی طرف سے تصدق کر دو مگر جب میں طواف میں عبداللہ بن حسن سے ملا اور ان سے پوچھا کہ ایک شخص آپ لوگوں کے موالیوں میں اہل کوفہ میں سے مرگیا اور اپنے ترکہ کی مجھے وصیت کی کہ میں اس کی طرف سے حج کروں مگر میں نے جب اس کے ترکہ کو دیکھا تو حج کے لئے کافی نہ تھا پھر میں نے اپنے پاس جو فقہا تھے ان سے پوچھا ان لوگوں نے کہا کہ وہ رقم مرنے والے کی طرف سے تصدق کر دو اور میں نے تصدق کر دیا۔ اب آپ کیا فرماتے ہیں۔ انہوں نے جواب دیا کہ حضرت جعفر بن محمد علیہما السلام کے پاس آؤ اور ان سے پوچھو چنانچہ میں حجر میں گیا تو دیکھا کہ حضرت جعفر بن محمد علیہما السلام تحتِ میزاب خانہ خدا کی طرف رخ کئے ہوئے دعا میں مشغول ہیں پھر وہ میری طرف ملتفت ہوئے اور مجھے دیکھا تو پوچھا تمہیں مجھ سے کیا کام ہے۔ میں نے عرض کیا کہ ایک شخص مرگیا اور اس نے مجھ سے اپنے ترکہ کے لئے وصیت کی کہ میں اس ترکہ سے اس کی طرف سے حج کروں مگر میں نے نظر ڈالی تو دیکھا کہ وہ حج کے لئے کافی نہیں تو میں نے میرے پاس جو فقہا تھے ان سے پوچھا تو ان لوگوں نے جواب دیا کہ تم اس کی طرف سے تصدق کر دو۔ آپ علیہ السلام نے پوچھا پھر تم نے کیا کیا؟ میں نے عرض کیا کہ میں نے اس کی طرف سے تصدق کر دیا۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا اگر وہ رقم مکہ سے حج کرنے کے لئے پوری ہو جاتی ہے تو پھر اس کے ضامن ہو۔ اور اگر رقم مکہ سے حج کرنے کیلئے پوری نہیں ہوتی تو تم پر کوئی ضمانت نہیں اور اگر مکہ سے حج کے لئے کافی ہے تو تم ضامن ہو۔

باب: اقرباء اور دوستداروں کے لئے وصیت

(۵۴۸۳) حسن بن محبوب نے علی بن رئاب سے انہوں نے زرارہ سے انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے ایک ایسے شخص کے متعلق کہ جس نے اپنے مال کا ایک تہائی اپنے چچاؤں اور ماموؤں کے لئے وصیت کی آپ علیہ السلام نے فرمایا اس میں دو تہائی چچاؤں کے لئے اور ایک تہائی ماموؤں کے لئے ہے۔

(۵۴۸۴) سہل بن زیاد آدمی نے ایک مرتبہ حضرت امام ابو محمد علیہ السلام کو خط لکھا کہ ایک شخص کی اولاد لڑکے اور لڑکیاں دونوں ہیں اور اس نے اپنی جائیداد کے لئے یہ قرار دیدیا کہ یہ سب میری اولاد کا ہے مگر یہ نہیں بتایا کہ اللہ کے مقرر کردہ سہام و فرائض کی رُو سے کس کا کتنا ہے۔ تو کیا اب اس میں لڑکے اور لڑکیاں سب برابر کی حصہ دار ہونگی؟ تو جواب میں یہ تحریر آئی کہ یہ سب اپنے باپ کی وصیت کو اسی طرح نافذ کریں جس طرح جس کے لئے جو چیز نامزد کر دی ہے اور اگر کسی کے لئے کوئی چیز نامزد نہیں کی ہے تو پھر اس وصیت کو کتاب خدا کی طرف واپس کریں ان شاء اللہ۔

(۵۴۸۵) محمد بن حسن صفار رضی اللہ عنہ نے حضرت امام ابو محمد بن حسن ابن علی علیہ السلام کو خط لکھا کہ ایک شخص نے اپنے مال کا ایک حصہ اپنے موالیان و موالیات کے لئے وصیت کر دی ہے تو کیا اب اس میں عورت اور مرد

دونوں کو برابر برابر حصہ ملے گا یا وصیت میں مرد کو عورت سے دوگنا حصہ ملے گا؟ تو جواب میں تحریر آئی کہ میت کے لئے جائز ہے کہ جس کے لئے جتنی چاہے وصیت کر جائے ان شاء اللہ۔

باب: بالغ اور نابالغ دونوں کو وصیت کرنا

(۵۴۸۶) محمد بن عیسیٰ بن عبید نے اپنے بھائی جعفر بن عیسیٰ بن عبید سے انہوں نے علی بن یقطین سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام ابوالحسن علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک شخص نے ایک عورت کو وصیت کی اور اس وصیت میں ایک لڑکے کو بھی شریک کر دیا۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ یہ جائز ہے اور عورت اس وصیت پر عمل کرے گی لڑکے کے بالغ ہونے کا انتظار نہیں کرے گی اور جب لڑکا بالغ ہو جائے گا تو اس کو حق نہیں کہ اس پر راضی نہ ہو سوائے اس کے کہ وصیت میں کوئی تبدیلی کی ہو اگر ایسا ہوا ہے تو اس کو حق ہے کہ وہ مرنے والے کی وصیت کی طرف واپس کر لائے۔

(۵۴۸۷) محمد بن حسن صفّار رضی اللہ عنہ نے حضرت امام ابی محمد بن حسن بن علی علیہما السلام کو خط لکھا کہ ایک شخص نے اپنی اولاد کو وصیت کی اس میں کچھ بڑے ہیں جو بالغ ہیں اور کچھ چھوٹے ہیں جو ابھی نابالغ ہیں کیا بڑوں کے لئے یہ جائز ہے کہ وہ وصیت کا نفاذ کر کے باپ کے قرض کو ادا کر دیں عادلوں کی گواہی کی بناء پر جو میت پر صحیح عائد ہوتی ہے قبل اس کے کہ چھوٹے بچے بڑے ہو جائیں؟ تو جواب میں آنجناب علیہ السلام کی تحریر آئی کہ بڑی اولادوں پر لازم ہے کہ اپنے باپ کا قرض ادا کریں اور اسے نہ روکیں۔

باب: وصیت کرنے والے سے پہلے وہ شخص مرجاتا ہے جس کے لئے وصیت کی گئی ہے یا جس مال کی وصیت کی گئی ہے اس پر قبضہ کرنے سے پہلے ہی مرجاتا ہے

(۵۴۸۸) عمرو بن سعید مدائنی نے محمد بن عمر ساباطی سے روایت کی ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک شخص نے مجھے وصیت کی اور حکم دیا کہ ہر سال میرے چچا کو کچھ دیتا رہے تو اس کا چچا مر گیا۔ آنجناب علیہ السلام نے جواب میں تحریر فرمایا کہ اس کے (چچا کے) ورثاء کو دیتا رہے۔

(۵۴۸۹) عاصم بن حمید نے محمد بن قیس سے انہوں نے حضرت ابو جعفر امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ حضرت امیرالمومنین علیہ السلام نے ایک ایسے شخص کے متعلق فیصلہ فرمایا جس نے ایک

دوسرے آدمی کو وصیت کی اور جس کے لئے وصیت کی وہ غائب تھا چنانچہ جس کے لئے وصیت کی تھی وہ وصیت کرنے والے سے پہلے ہی مر گیا۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ اب وصیت اس کے وارثوں کے لئے ہوگی جس کے لئے وصیت کی گئی تھی اور فرمایا جو شخص کسی آدمی کے لئے وصیت کرے خواہ وہ آدمی موجود ہو یا غائب اور وہ وصیت کرنے والے سے پہلے مرجائے تو پھر یہ وصیت اس کے وارثوں کے لئے ہوگی جس کے لئے وصیت کی گئی تھی مگر یہ کہ خود وصیت کرنے والا اپنی وصیت سے پلٹ جائے اپنی موت سے پہلے۔

(۵۴۹۰) عباس بن عامر نے مثنیٰ سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے آنجناب علیہ السلام سے ایک ایسے شخص کے متعلق دریافت کیا کہ جس کے لئے ایک وصیت کی گئی تھی اور وہ وصیت کردہ شے پر قبضہ کرنے سے پہلے ہی مر گیا اور اس کے پسماندگان میں سے بھی کوئی نہیں ہے۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا اس کے وارث کو تلاش کرو یا اس کے کسی موالی کو اور یہ چیز اس کو دیدو۔ میں نے عرض کیا اور اگر اس کا کوئی والی معلوم نہ ہوسکے۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا اس کے معلوم کرنے کی کوشش تو کرو۔ اور اگر تم اس کو نہ پاؤ تو اللہ تمہاری کوشش کو جانتا ہے پس اس کو تصدق کردو۔

باب: غلام کو آزاد کرنے صدقہ کرنے اور حج کے لئے وصیت

(۵۴۹۱) محمد بن ابی عمیر نے معاویہ بن عمار سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میرے خاندان کی ایک عورت نے مجھ سے اپنے مال کی وصیت کی اور مجھ سے اس کی جانب سے ایک غلام آزاد کرنے اور حج کرنے اور کچھ تصدق کرنے کے لئے کہا مگر اس کا مال ان سب کے لئے کافی نہ تھا تو میں نے ابو حنیفہ سے پوچھا تو انہوں نے کہا کہ اس کے مال کے تین حصے کرو اور ایک تہائی حج میں ایک تہائی غلام کے آزاد کرنے میں اور ایک تہائی صدقہ میں پھر میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں گیا اور عرض کیا کہ میرے خاندان کی عورت نے مجھ سے اپنے متروکہ مال کے ایک تہائی کے متعلق وصیت کی اور کہا کہ اس میں سے اس کی طرف سے ایک غلام آزاد کیا جائے حج کیا جائے اور تصدق کیا جائے تو میں نے نظر ڈالی تو ان سب کے لئے اتنا مال کافی نہ ہوگا۔ تو امام علیہ السلام نے فرمایا پہلے حج کرو اس لئے کہ یہ اللہ کے فرائض میں سے ایک فریضہ ہے اور بقیہ کے ایک حصہ کو غلام کے آزاد کرنے اور ایک حصہ کو صدقہ میں صرف کرو۔ تو آپ علیہ السلام نے جو کچھ کہا تھا وہ جاکر ابو حنیفہ کو بتایا تو انہوں نے اپنا فتویٰ واپس لے لیا اور کہا کہ امام جعفر صادق علیہ السلام کا یہ ارشاد ہے۔

(۵۴۹۲) حسن بن علی بن فضال نے داؤد بن فرقد سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ حضرت جعفر

صادق علیہ السلام سے دریافت کیا گیا کہ ایک شخص سفر پر تھا اس کے ساتھ اس کی کنیز اور دو (۲) غلام مملوک تھے تو اس نے ان دونوں غلاموں سے کہا کہ تم دونوں لوجہ اللہ آزاد ہو اور تم دونوں گواہ رہو کہ اس کنیز کے بطن میں جو کچھ ہے وہ میرا ہے۔ چنانچہ اس کنیز کے بطن سے لڑکا پیدا ہوا اور جب یہ سب اس کے وارثوں تک پہنچے تو ان سب نے اس سے انکار کردیا اور ان سب کو غلام بنالیا پھر بعد میں ان دونوں غلاموں کو آزاد کردیا تو ان دونوں نے گواہی دی کہ ان دونوں کے پہلے مالک نے ہم لوگوں کو گواہ بنایا تھا کہ اس کنیز کے بطن میں جو کچھ ہے وہ مجھ سے ہے۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ ان دونوں کی گواہی لڑکے کے لئے جائز ہے۔ اور اب یہ لڑکا ان دونوں کو غلام نہیں بنائے گا اس لئے کہ ان دونوں نے اس کے نسب کو ثابت کیا ہے۔

(۵۴۹۳) حسن بن محبوب نے ابی جمیلہ سے انہوں نے حمران سے انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ ایک شخص نے اپنی موت کے وقت وصیت کی کہ میں نے فلاں فلاں پانچ کا نام لے کر کہا کہ میں نے ان سب کو آزاد کیا مگر اس کی ایک تہائی کی وصیت کی رقم ان پانچ غلاموں کی جن کا اس نے نام لیا تھا ان کی قیمت کے برابر نہیں ہے آپ علیہ السلام نے فرمایا ان غلاموں کو دیکھا جائے گا جن کا نام لیا تھا اور ان کی قیمتیں لگوائی جائینگی اور اس کے ایک تہائی مال کو سامنے رکھا جائے گا۔ پھر پہلے کو آزاد کیا جائے گا پھر دوسرے کو پھر تیسرے کو پھر چوتھے کو پھر پانچویں کو اور اس میں جس غلام تک پہنچ کر اس کے تہائی مال کی حد ختم ہو جائے گی اس کے بعد دوسرے کا جو نام لیا تھا اس نے اپنے ایک تہائی کو ختم کیا جو اس کی ملکیت میں نہیں اس لئے اس کو جائز نہیں تھا۔

(۵۴۹۴) علاء بن رزین نے محمد بن مسلم سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے آنجناب علیہ السلام سے دریافت کیا ایک شخص کا جب موت کا وقت قریب ہوا تو اس نے اپنے غلام کو آزاد کردیا اور کچھ کے لئے وصیت کردی جو سب مل کر ایک تہائی سے زائد ہے۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا غلام کی آزادی تو عمل میں لائی جائے گی اور بقیہ میں کمی کی جائے گی۔

(۵۴۹۵) احمد بن محمد بن عیسیٰ نے ابی ہمام اسماعیل بن ہمام سے انہوں نے حضرت امام ابوالحسن علیہ السلام سے روایت کی ہے ایسے شخص کے متعلق کہ جس نے اپنی موت کے وقت اپنے قرابتداروں کے لئے کچھ مال کی وصیت کی اور ایک غلام کو آزاد کیا تو جن چیزوں کے لئے اس نے وصیت کی ہے اس کے ایک تہائی سے زیادہ ہوتی ہے اب اس کی وصیت کے متعلق کیا جائے؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا وصیت غلام کی آزادی سے شروع ہوگی پھر اور وصیتوں کا نفاذ ہوگا۔

(۵۴۹۶) نضر بن شعیب نے خالد بن ماد سے انہوں نے جازی سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ ایک شخص نے وفات پائی تو اس نے ایک کنیز چھوڑی اور اس کو ایک تہائی آزاد کردیا تو اس کے وصی

نے اس سے نکاح کر لیا میراث کی تقسیم سے پہلے ۔آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ وہ کنیز اور اس کا شوہر دونوں مل کر بقیہ قیمت کی ادائیگی کے لئے کوشش کریں قیمت لگوانے کے بعد اب عورت کو اگر ازادی ملتی ہے اور اگر غلامی سے دو چار رہتی ہے دونوں صورتوں میں وہی حکم اس کے بچے پر بھی نافذ ہوگا۔

(۵۴۹۷) احمد بن محمد بن ابی نصر بزنطی نے احمد بن زیاد سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام ابوالحسن علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک شخص کا وقت وفات قریب ہوا اس کے چند غلام تھے جو خاص اس کے اپنے ہیں اور چند غلام دوسرے ہیں جو ترکہ میں ملے ہیں اور دوسرے کی شرکت میں ہیں تو اس نے اپنی وصیت میں کہا کہ میرے سارے غلام آزاد ہیں ماسوائے ان غلاموں کے جو شرکت کے ہیں۔ تو آنجناب علیہ السلام نے مسئلہ کے جواب میں تحریر فرمایا پہلے ان غلاموں کی قیمت لگوائی جائے گی اور دیکھا جائے گا اس کے مال کی ایک تہائی حد میں آتے ہیں یا نہیں پھر وہ غلام آزاد ہونگے ۔

(۵۴۹۸) محمد بن اسماعیل بن بزیع نے علی بن نعمان سے انہوں نے سوید قلاء سے انہوں نے ایوب بن حر سے انہوں نے ابو بکر حضرمی سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے آنجناب علیہ السلام سے عرض کیا کہ علقمہ بن محمد نے مجھ سے وصیت کی کہ میں ان کی طرف سے ایک بندہ آزاد کروں تو میں نے ان کی طرف سے ایک عورت کو آزاد کر دیا کیا یہ کافی ہے یا میں اپنے مال سے ان کی طرف سے ایک بندہ آزاد کروں ؟آپ علیہ السلام نے فرمایا یہ کافی ہے پھر فرمایا کہ میرے فرزند کی ماں فاطمہ نے مجھ سے وصیت کی کہ میں اس کی طرف سے ایک بندہ آزاد کروں تو میں نے اس کی طرف سے ایک عورت کو آزاد کر دیا تھا۔

(۵۴۹۹) معاویہ بن عمّار نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے آنجناب علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک شخص نے وفات پائی اور مجھ سے وصیت کر گیا کہ میں اس کی طرف سے حج کروں ۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا اگر اس نے اب تک کوئی حج نہیں کیا تھا تو اس کے اصل مال میں سے حج کیا جائے گا اور اگر وہ حج کر چکا تھا تو اس کے ایک تہائی مال سے حج کیا جائے گا۔

(۵۵۰۰) اور آپ علیہ السلام نے ایک ایسی عورت کے متعلق فرمایا جس نے وصیت کی کہ اس کے کچھ مال سے غلام آزاد کیا جائے اور صدقہ دیا جائے مگر اس کی رقم ان سب کے لئے کافی نہیں ۔آپ علیہ السلام نے فرمایا پہلے حج کرو اس لئے کہ یہ فرض ہے پھر باقی سے ایک حصہ صدقہ میں اور ایک حصہ غلام آزاد کرانے میں صرف کرو۔

(۵۵۰۱) ابن ابی عمیر نے علی بن ابی حمزہ سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام ابوالحسن علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک شخص نے تیس (۳۰) دینار دے کر وصیت کی کہ اس سے ہمارے ہم خیال غلاموں میں سے کوئی غلام آزاد کرادیا جائے تو ایسا کوئی نہ ملا ۔آپ علیہ السلام نے فرمایا پھر عام لوگوں میں سے کوئی غلام خرید

کر آزاد کر دیا جائے۔

(۵۵۰۲) علی بن ابی حمزہ نے آنجنابؑ سے یہ بھی روایت کی ہے کہ آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ عام لوگوں میں سے کسی کو خرید لیا جائے بشرطیکہ وہ ناصبی (دشمن آل محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نہ ہو۔

(۵۵۰۳) ابان بن عثمان نے محمد بن مروان سے انہوں نے شیخ یعنی حضرت امام موسیٰ بن جعفر علیہما السلام سے انہوں نے اپنے پدر بزرگوار علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے وفات پائی آپؑ نے ساٹھ (۶۰) غلام مملوک چھوڑے جن میں سے ایک تہائی آزاد کرنے کی وصیت فرمائی تو میں نے ان میں قرعہ اندازی کی اور ایک تہائی کو آزاد کر دیا۔

(۵۵۰۴) قاسم بن محمد جوہری نے علی بن ابی حمزہ سے انہوں نے ابی بصیر سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے دریافت کیا ایک آزاد کردہ کنیز کے متعلق جس کو میرے بھائی نے آزاد کیا تھا جو اس کے عیال میں شمار ہوتی اور دیگر کنیزان کی خدمت کیا کرتی تھی میرے بھائی نے مرتے دم مجھ سے وصیت کی تھی کہ اس کنیز کو پورے مال سے خرچ دینا۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا اب اگر وہ ان لوگوں کے ساتھ قیام کرتی ہے تو اس کو خرچ دو اور ان کی وصیت پر عمل کرو۔

(۵۵۰۵) حسن بن محبوب نے ابی ایّوب سے انہوں نے سماعہ سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک شخص نے وصیت کی کہ اس کے ایک تہائی مال میں سے ایک غلام پانچ سو (۵۰۰) درہم میں آزاد کیا جائے تو اس کے وصی نے ایک غلام پانچ سو (۵۰۰) درہم سے کم میں خریدا اور رقم میں سے کچھ بچ گیا تو بچی ہوئی رقم کے متعلق آپ علیہ السلام کی کیا رائے ہے؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا آزاد کرنے سے پہلے بچی ہوئی رقم اس غلام کو دیدی جائے پھر میت کی طرف سے اس کو آزاد کر دیا جائے۔

باب: غلام مکاتب اور ام ولد کے لئے وصیت

(۵۵۰۶) عاصم بن حمید نے محمد بن قیس سے انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا کہ حضرت امیرالمومنین علیہ السلام نے ایک ایسے غلام مکاتب کے متعلق فرمایا جس کے عقد میں ایک آزاد عورت تھی اور اس عورت نے اپنی موت کے وقت اس کے لئے وصیت کی تو عورت کے وارثوں نے کہا کہ اس کے لئے وصیت جائز نہیں وہ غلام ہے ابھی آزاد نہیں ہوا ہے۔ تو حضرت امیرالمومنین علیہ السلام نے فیصلہ فرمایا کہ وہ جس قدر آزاد ہوا ہے اسی حساب سے وہ میراث پائے گا اور جس قدر وہ آزاد ہوا ہے اسی حساب سے اس کے لئے وصیت بھی جائز ہے۔ نیز

آپ علیہ السلام نے اس مکاتب کے متعلق فیصلہ فرمایا جو اپنے ذمہ کی نصف رقم ادا کر چکا ہے تو آپ علیہ السلام نے اس کے لئے نصف وصیت کی اجازت دیدی اور ایک مکاتب کے لئے فیصلہ فرمایا جس نے اپنے مکاتبہ کی چوتھائی رقم ادا کردی ہے اور اس کے لئے وصیت کی گئی تو آپ علیہ السلام نے اس کو ایک چوتھائی وصیت کی اجازت دیدی اور آپ علیہ السلام نے ایک ایسے مکاتب کے لئے فرمایا جس کے لئے وصیت کی گئی ہے اور اس نے اپنے مکاتبہ کی رقم کا چھٹا حصہ ادا کر دیا تو آپ علیہ السلام نے جس قدر وہ آزاد ہوا اسی حساب سے وصیت میں حصہ پانے کی اجازت دیدی۔

(۵۵۰۷) حسن بن محبوب نے جمیل بن صالح سے انہوں نے ابی عبیدہ سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک شخص کی ایک ام ولد تھی اور اس کے بطن سے ایک لڑکا تھا جب وقت وفات قریب ہوا تو اس نے اس کے لئے دو ہزار درہم کی یا اس سے زیادہ کی وصیت کی تو کیا اب اس کے وارثوں کو یہ حق ہے کہ اس کو کنیز بنا کر رکھیں؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ نہیں بلکہ میت کے ایک تہائی حق میں اس کو آزاد کردیں اور جو کچھ اس کے لئے وصیت کی گئی ہے وہ اس کو دیدیں۔

(۵۵۰۸) احمد بن محمد بن ابی نصر بزنطی سے روایت کی گئی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام ابوالحسن علیہ السلام کے دست مبارک سے لکھی ہوئی ایک تحریر سے نقل کیا ہے (آپ علیہ السلام سے پوچھا گیا) کہ آپ علیہ السلام کے ایک دوستدار کے بھتیجے نے وفات پائی اور اس نے اپنی ایک ام ولد چھوڑی کہ جس کے لئے کوئی لڑکا نہیں اور اس نے اپنی اس ام ولد کے لئے ایک ہزار درہم کی وصیت کی ہے کیا اس کی یہ وصیت جائز ہے اور کیا وہ آزادی پائے گی۔ اور اس کی کیا صورت ہوگی میری جان آپ علیہ السلام پر قربان آپ علیہ السلام کی کیا رائے اس کی کیا صورت ہوگی۔ تو آپ علیہ السلام نے جواب میں تحریر فرمایا کہ ایک تہائی مال میں وہ آزاد کر دی جائے اور اس کے لئے وصیت (کی رقم) ہے۔

باب: ایک شخص نے ایک آدمی کے لئے تلوار یا صندوق یا سفینہ کی وصیت کی

(۵۵۰۹) احمد بن محمد بن ابی نصر نے ابی جمیلہ سے اور انہوں نے حضرت امام رضا علیہ السلام سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے آنجناب علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک شخص نے ایک آدمی کے لئے ایک تلوار کی وصیت کی جو نیام میں تھی اور نیام زیورات سے مزین تھی تو اس کے وارثوں نے کہا تمہارا تو صرف تلوار کا پھل ہے نیام وغیرہ نہیں ہے آپ علیہ السلام نے فرمایا نہیں نیام مع تلوار کے اس کی ہے۔ راوی کا بیان ہے کہ میں نے آنجناب علیہ السلام سے عرض کیا ایک آدمی نے ایک شخص کے لئے صندوق کی وصیت کی اور اس میں کچھ مال بھی تھا وارثوں نے کہا بس صرف صندوق تمہارا ہے اس میں کا مال نہیں ہے۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا صندوق اور جو کچھ اس میں ہے وہ سب اس کا ہے

(۵۵۱۰) محمد بن حسین نے محمد بن عبداللہ بن ہلال سے انہوں نے عقبہ بن خالد سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے آنجناب علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک شخص نے کہا کہ یہ کشتی فلاں آدمی کی ہے اور یہ نہیں بتایا اس کشتی میں کیا ہے حالانکہ اس میں اناج لدا ہوا ہے تو کیا وہ کشتی مع مال کے اس آدمی کو دیدی جائے ؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا یہ کشتی مع مال کے اس کی ہے جس کے لئے وصیت کی گئی ہے مگر یہ کہ کشتی والے نے مال کو مستثنیٰ کرلیا ہو۔ وارثوں کے لئے اس میں سے کچھ نہیں ہے۔

باب: جس نے کوئی وصیت نہ کی ہو اور اس کے بہت سے ورثاء ہوں تو اس کا ترکہ کس طرح تقسیم یا فروخت ہو

(۵۵۱۱) زرعہ نے سماعہ سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے آنجناب علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک شخص بغیر وصیت کے مرگیا اور اس کے بڑے اور چھوٹے لڑکے اور لڑکیاں ہیں اور بہت سے خادم و مملوک ہیں اس کے ورثاء ترکہ کیسے تقسیم کریں ؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ اگر کوئی مردثقہ کھڑے ہو کر اسے تقسیم کردے تو کوئی مضائقہ نہیں۔

(۵۵۱۲) حسن بن محبوب نے علی بن رئاب سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے ایک مرتبہ حضرت امام ابوالحسن موسیٰ علیہ السلام سے دریافت کیا ایک شخص نے کہ میرے اور اس کے درمیان قرابت ہے مرگیا اور کمسن اولادیں چھوڑیں اور اپنے بہت سے غلام اور کنیزیں چھوڑیں اور اس نے کوئی وصیت نہیں کی ؟ آپ علیہ السلام کی کیا رائے ہے اس کی کنیزوں میں سے ایک کو خرید کر ام ولد بنا لیا جائے ؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا اس میں کوئی مضائقہ نہیں اگر ان کا نگران اور منتظم اور ان کی بھلائی پر نظر رکھنے والا ان کو فروخت کرلے اور ان کے نگران اور منتظم نے جو کچھ کردیا ان بچوں کو اس سے پلٹنے کا کوئی اختیار نہیں۔

باب: ایک شخص وصیت کرتا ہے اس کا وصی ایک بات کے سوا سب کو فراموش کردیتا ہے یاد نہیں رکھتا

(۵۵۱۳) محمد بن حسن صفّار رضی اللہ عنہ نے سہل بن زیاد سے انہوں نے محمد بن ریان سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے آنجناب علیہ السلام یعنی حضرت علی بن محمد علیہما السلام کو خط لکھ کر دریافت کیا کہ ایک آدمی نے ایک

وصیت کی مگر اس کے وصی نے ایک بات کے سوا کچھ یاد نہیں رکھا اب باقی کے لئے کیا کیا جائے تو جواب میں تحریر آئی کہ بقیہ کو کار خیر میں صرف کر دیا جائے۔

باب: میت کا مال اگر فروخت ہو رہا ہے تو اس کا وصی اس کو زیادہ پر خرید سکتا ہے

(۵۵۱۴) محمد بن احمد بن یحییٰ نے حسین بن ابراہیم ہمدانی سے روایت کی ہے کہ ان کا بیان ہے کہ میں نے محمد بن یحییٰ کے ہاتھ خط لکھا کہ کیا وصی کے لئے یہ جائز ہے کہ اگر میت کا مال فروخت ہو رہا ہو تو اپنے لئے زیادہ قیمت دیکر لیلے آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ جائز ہے اگر صحیح طور پر خریدے۔

باب: باپ کا اپنے بیٹے کو اپنی میراث سے خارج کر دینا کیونکہ اس نے اس کی ام ولد کے ساتھ جماع کیا تھا

(۵۵۱۵) حسن بن علی وشا. نے محمد بن یحییٰ سے انہوں نے علی بن سری کے وصی سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام ابوالحسن علیہ السلام سے عرض کیا کہ علی بن سری رحمہ اللہ نے وفات پائی اور مجھے اپنا وصی بنایا نیز کہا کہ ان کے بیٹے جعفر نے ان کی ام ولد سے مجامعت کی تو انہوں نے مجھے حکم دیا کہ میں اس کو میراث سے خارج کر دوں۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا اگر سچ کہتے ہو تو اس کو میراث سے خارج کر دو اور عنقریب وہ فاسد العقل ہو جائے گا۔ میں وہاں سے واپس ہوا تو جعفر مجھے قاضی ابو یوسف کے پاس لے گیا اور کہا خدا آپ کا بھلا کرے میں جعفر بن علی سری ہوں اور یہ میرے باپ کے وصی ہیں انہیں حکم دیں کہ یہ میرے باپ کی میراث مجھے دیدیں۔ ابو یوسف نے محمد سے کہا تم کیا کہتے ہو؟ میں نے کہا ہاں یہ جعفر بن علی سری ہے اور میں علی سری کا وصی ہوں۔ انہوں نے کہا پھر اس کا مال اس کو دیدو۔ میں نے کہا تنہائی میں آپ سے بات کرنا چاہتا ہوں۔ انہوں نے کہا اچھا میرے پاس آجاؤ میں قریب گیا اور اتنا قریب کہ میری بات کوئی نہ سن سکے میں نے کہا یہ اپنے باپ کی ام ولد سے مجامعت کر بیٹھا تو اس کے باپ نے مجھے حکم دیا کہ میں میراث سے اس کو خارج کر دوں اور اسے کسی شے کا وارث نہ بناؤں۔ اس مسئلہ کو معلوم کرنے کے لئے میں مدینہ حضرت امام موسیٰ بن جعفر علیہ السلام کے پاس گیا اور ان سے دریافت کیا تو انہوں نے کہا اس کو میراث سے خارج کر دو اور کچھ مت دو۔ ابو یوسف نے کہا۔ اللہ ابوالحسن علیہ السلام نے تم کو یہ حکم دیا ہے؟ میں نے کہا جی ہاں تو انہوں نے تین مرتبہ مجھ سے قسم کھلائی پھر کہا جو انہوں نے حکم دیا ہے اس پر عمل کرو اس لئے کہ قول تو انہی کا قول

ہے۔

علی سری کے وصی کا بیان ہے کہ اس کے بعد وہ فاسد العقل اور پاگل ہو گیا۔ ابو محمد بن علی وشاء کا بیان ہے کہ اس کے بعد میں نے بھی اس کو دیکھا۔

مصنف علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ اگر کوئی شخص اپنے لڑکے کے لئے وراثت سے خارج کرنے کی وصیت کرے اور لڑکے سے کوئی ایسا امر حادث نہ ہوا ہو تو وصی کے لئے یہ جائز نہیں کہ اس کی وصیت پر عمل کرے اور اس کی تصدیق مندرجہ ذیل حدیث سے ہوتی ہے۔

(۵۵۱۶) جس کی روایت احمد بن محمد بن عیسیٰ نے عبدالعزیز بن مہتدی سے انہوں نے سعد بن سعد سے کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے آنجناب علیہ السلام یعنی حضرت امام ابوالحسن رضا علیہ السلام سے ایک ایسے شخص کے متعلق دریافت کیا کہ جس کا ایک لڑکا تھا وہ اس کو غیر باپ کی طرف منسوب کرتا تھا چنانچہ اس نے اس کو نکال دیا اور اس کو میراث سے بھی خارج کر دیا اور میں اس شخص کا وصی ہوں اب میں کیا کروں تو آنجناب علیہ السلام نے فرمایا کہ لوگوں کے سامنے اقرار کرنے کی وجہ سے لڑکا اس کا ہے وصی جب یہ جانتا ہے تو وہ کسی شے سے اس کو محروم نہیں کرے گا۔

باب: یتیم کا یتیمی سے منقطع ہونا

(۵۵۱۷) منصور بن حازم نے ہشام سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ جب یتیم کو احتلام ہو جائے تو وہ یتیم نہیں رہ جاتا ہے یہ اس کے بالغ ہونے کی دلیل ہے لیکن اگر احتلام کے بعد بھی اس میں بلوغت نہ آئے اور سفیہ (بے وقوف) اور ضعیف العقل رہ جائے تو اس کا ولی اس کے مال کو اپنے قبضہ میں رکھے گا۔

(۵۵۱۸) ابن ابی عمیر نے مثنیٰ بن راشد سے انہوں نے ابی بصیر سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے آنجناب علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک یتیم نے قرآن پڑھ لیا ہے اور اس کی عقل و سمجھ میں کوئی کمی نہیں ہے اور اس کا مال آدمی کے ہاتھ میں ہے اور جس کے ہاتھ میں مال ہے اس کا ارادہ ہے کہ اس کے احتلام آنے تک اس مال سے کام لے پھر اس کو اس کا مال حوالے کر دے۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ اگر اسے احتلام آنے لگے اور اس کے پاس عقل و سمجھ نہ ہو تو کبھی اس کو اس کا مال نہ دیا جائے گا۔

(۵۵۱۹) حسن بن علی وشاء نے عبداللہ بن سنان سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے آپ علیہ السلام نے فرمایا جب کوئی لڑکا تیرہ سال کا پختہ ہو کر چودھویں سال میں داخل ہو جائے تو محتلم ہونے والوں پر جو کچھ واجب ہے وہ سب اس پر واجب ہے خواہ اس کو احتلام آئے یا نہ آئے اور اس کی برائیاں بھی لکھی جائیں گی اور

نیکیاں بھی لکھی جائیں گی اور اس کے لئے ہر حکم کا نفاذ بھی ہوگا مگر یہ کہ وہ ضعیف العقل و سفیہ و بیوقوف ہو۔

(۵۵۲۰) صفوان بن یحییٰ نے عیص بن قاسم سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے آنجناب علیہ السلام سے یتیم بچی کے متعلق دریافت کیا کہ اس کو اس کا مال کب حوالہ کیا جائے؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا جب معلوم ہوجائے کہ وہ اپنا مال ضائع اور برباد نہیں کرے گی۔ میں نے دریافت کیا اور اگر اس نے شادی کرلی ہو؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ جب اس نے شادی کرلی تو پھر وصی کی ملکیت اس پر ختم ہوجائے گی۔

مصنف علیہ الرحمہ فرماتے ہیں اس سے آپ علیہ السلام کی مراد یہ ہے کہ جب وہ نو سال کی ہوجائے۔

(۵۵۲۱) موسیٰ بن بکر نے زرارہ سے انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ کسی لڑکی سے مجامعت نہ کی جائے جب تک وہ نو یا دس سال کی نہ ہوجائے۔

(۵۵۲۲) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ جب لڑکی نو سال کی ہوجائے تو اس کا مال اس کو دیدیا جائے اور وہ اپنے مال کو جیسے استعمال کرے جائز ہے اور آٹھوں سال پر اس کے لئے اور اس کے اوپر حدود شرعیہ جاری ہونگے۔

(۵۵۲۳) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی گئی کہ آنجناب علیہ السلام سے اللہ تعالیٰ کے اس قول کے متعلق دریافت کیا گیا فان آنستم منھم رشداً فادفعوآ الیھم اموالھم (سورۃ نساء آیت ۲) (پھر اگر دیکھو ان میں ہوشیاری تو ان کا مال ان کے حوالے کردو) آپ علیہ السلام نے فرمایا رشد کا احساس حفاظت مال ہے۔

(۵۵۲۴) اور محمد بن احمد بن یحییٰ کی روایت میں ہے جو انہوں نے محمد بن حسین سے اور انہوں نے عبداللہ بن مغیرہ سے اور انہوں نے اس سے کہ جس نے ان سے بیان کیا اور اس نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ علیہ السلام نے اس مندرجہ بالا آیت کی تفسیر میں فرمایا کہ جب تم انہیں دیکھو کہ آل محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے محبت کرتے ہیں تو ان کے درجے بلند کرو (ان کی عزت کرو)۔

اس کتاب کے مصنف علیہ الرحمہ فرماتے ہیں یہ حدیث مندرجہ بالا حدیث کے مخالف نہیں ہے اور یہ اس طرح کہ اس میں رشد محسوس کرلیا جائے جو حفاظت مال ہے تو اس کا مال اس کو دیدیا جائے اور اس طرح جب اس میں رشد محسوس کیا جائے قبول حق کے لئے تو اس سے اس کا امتحان لیا جائے۔ اور آیت تو ایک چیز کے بارے میں نازل ہوئی ہے مگر دوسری چیز میں بھی جاری رہتی ہے۔

باب: وہ شخص جو بالغ ہونے کے بعد بھی اپنا مال لینے سے انکار کرتا ہے

(۵۵۲۵) احمد بن محمد بن عیسیٰ نے سعد بن اسماعیل سے انہوں نے اپنے باپ سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام رضا علیہ السلام سے یتیموں کے وصی کے متعلق دریافت کیا کہ جب یتیموں کی یتیمی کی مدت پوری ہوگئی تو اس وصی نے ان سے کہا وہ اپنا مال لیلیں مگر ان لوگوں نے لینے سے انکار کیا۔ اب کیا کیا جائے؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا وہ ان کو ان کا مال دیدے اور انہیں لینے پر مجبور کرے۔

باب: وارث کے بالغ ہونے کے بعد بھی وصی نے اس کو اس کا مال دینے سے انکار کیا جس کی وجہ سے وہ شادی نہ کرسکا اور زنا کا مرتکب ہوگیا

(۵۵۲۶) محمد بن یعقوب کلینی رضی اللہ عنہ نے محمد بن یحییٰ سے انہوں نے محمد بن حسین سے انہوں نے محمد بن قیس سے انہوں نے اس سے جس نے اس کی روایت کی ہے اور اس نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ علیہ السلام نے ایک ایسے شخص کے متعلق فرمایا کہ جو مرگیا اور اس نے ایک آدمی کو اپنا وصی بنایا اور اس کا ایک کمسن لڑکا تھا جب لڑکا بالغ ہوا تو وصی کے پاس گیا اور کہا کہ میرا مال مجھے دیدو تاکہ میں شادی کرلوں اس نے دینے سے انکار کیا (چنانچہ) وہ واپس چلا گیا اور زنا میں مبتلا ہوگیا۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ اس زنا کا دو تہائی گناہ اس مرد وصی پر ہے جس نے اس کا مال دینے سے انکار کیا اور اس کو نہیں دیا ورنہ وہ شادی کرلیتا۔

اس کتاب کے مصنف علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ میں نے اس حدیث کو صرف محمد بن یعقوب کی کتاب میں پایا ہے اور میں نے انہی کے سلسلہ اسناد سے اس کی روایت کی ہے ویسے یہ حدیث مجھ سے متعدد حضرات نے بیان کی ہیں جن میں محمد بن محمد بن عصام کلینی رضی اللہ عنہ بھی ہیں جنہوں نے محمد بن یعقوب سے روایت کی ہے۔

سے دریافت کیا کہ ایک شخص نے ایک آدمی کو وصیت کی (اور) اس کے اوپر قرض ہے۔ تو آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ وہ آدمی اس کے قرض کو ادا کرے اور باقی اس کے ورثاء میں تقسیم کردے میں نے عرض کیا پھر وصی قرض کی رقم جدا کرے جس کی اس کو وصیت کی گئی ہے۔ آخر قرض کس سے وصول کیا جائے گا وارثوں سے یا وصی سے؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ وارثوں سے قرض وصول نہیں کیا جائے گا بلکہ وصی اس کا ضامن ہے۔

باب: مرنے والا قرض سے بری الذمہ ہوجاتاہے اگر کوئی شخص قرض خواہوں سے ادائیگی کا ضامن ہوجائے

(۵۵۳۰) حسن بن محبوب نے عبداللہ بن سنان سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ ایک شخص مرتا ہے اور اس پر قرض ہے تو ایک آدمی قرض خواہوں سے اس کی ادائیگی کا ضامن بن جاتا ہے آپ علیہ السلام نے فرمایا اگر قرض خواہ راضی ہوجائیں تو مرنے والا بری الذمہ ہوجاتا ہے۔

باب: فروخت شدہ مال بعینہ موجود ہو اور خریدار مرجائے اور اس مال کی قیمت باقی ہو اور کچھ دوسروں کا قرض بھی ہو

(۵۵۳۱) محمد بن ابی عمیر نے جمیل بن دراج سے اور انہوں نے ہمارے بعض اصحاب سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ ایک شخص نے ایک آدمی کے ہاتھ کچھ مال فروخت کیا اور خریدار نے مال پہ قبضہ کرلیا مگر ابھی اس کی قیمت ادا نہیں کی کہ خریدار مرگیا اور مال بعینہ ابھی موجود ہے۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا اگر مال بعینہ ابھی موجود ہے تو وہ صاحب مال کو واپس کردیا جائے گا اور دوسرے قرض خواہوں کو اس سے جھگڑا کرنے کا حق نہیں۔

باب : ایک شخص نے وصیت بھی کی اور غلام بھی آزاد کیا جب کہ اس کے اوپر قرض بھی تھا

(۵۵۲۷) محمد بن ابی عمیر نے جمیل بن دراج سے انہوں نے زکریا بن ابی یحییٰ سعدی سے انہوں نے حکم بن عتیبہ سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ ہم لوگوں کی ایک جماعت حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کی ڈیوڑھی پر ان کے برآمد ہونے کا انتظار کررہی تھی کہ اتنے میں ایک عورت آئی اور اس نے پوچھا تم لوگوں میں سے ابو جعفر (امام محمد باقر) علیہ السلام کون ہے ؟ لوگوں نے کہا تجھے ان سے کیا کام ہے اس نے کہا مجھے ان سے ایک مسئلہ پوچھنا ہے۔ لوگوں نے کہا یہ اہل عراق کے فقیہہ ہیں۔ ان سے پوچھ لے۔ اس نے کہا میرا شوہر مرگیا اس نے ایک ہزار درہم چھوڑا اور میرا دین مہر اس پر پانچسو (۵۰۰) درہم تھا میں نے اپنا دین مہر لے لیا اور اپنی میراث بھی لے لی اس کے بعد ایک شخص آیا اور اس نے دعویٰ کیا میرا اس مرنے والے پر ایک ہزار درہم قرض ہے اور میں نے اس کی گواہی دی۔ حکم کا بیان ہے کہ ابھی ہم لوگ اس کا حساب کر رہے تھے کہ اتنے میں حضرت امام ابو جعفر علیہ السلام برآمد ہوئے اور فرمایا کہ کیا بات ہے میں تم کو اپنی انگلیوں کو حرکت دیتے ہوئے دیکھ رہا ہوں ؟ میں نے عرض کیا۔ اس عورت نے بیان کیا کہ میرا شوہر مرگیا اور اس نے ایک ہزار درہم چھوڑا اور میرا اس پر پانچ سو درہم مہر تھا میں نے اس میں سے اپنا دین مہر لے لیا اور پھر اس میں سے میں نے اپنی میراث بھی لے لی اس کے بعد ایک شخص آیا اور اس نے دعویٰ کیا کہ اس پر میرا ایک ہزار درہم قرض ہے میں نے اس کی گواہی دی۔ حکم کا بیان ہے کہ خدا کی قسم ابھی میں اپنی بات ختم بھی نہیں کر پایا تھا کہ حضرت ابو جعفر علیہ السلام نے فرمایا اس کے قبضہ میں دو تہائی ہے اس کا اس کو اقرار ہے اس کے لئے کوئی میراث نہیں حکم کا بیان ہے کہ خدا کی قسم میں نے حضرت ابو جعفر علیہ السلام سے زیادہ زود فہم اور سمجھدار کسی کو نہیں دیکھا۔ ابن ابی عمیر کا قول ہے کہ اس کی تفسیر یہ ہے کہ جب تک قرض نہ ادا ہوجائے کوئی میراث نہیں ہے اس نے ایک ہزار درہم چھوڑا اور اس پر قرض ایک ہزار پانچ سو درہم ہے اس عورت کا اور اس قرض خواہ کا۔ لہٰذا اس عورت کو ایک ہزار کا ایک تہائی بنتا ہے اس لئے کہ اس کا قرض پانچ سو درہم اور مرد قرض خواہ کا ایک ہزار درہم ہے اس کو دو تہائی چاہیئے۔

(۵۵۲۸) ابن ابی عمیر نے جمیل بن دراج سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے ایک شخص کے متعلق کہ اس نے اپنی موت کے وقت ایک غلام آزاد کردیا اور اس پر قرض تھا۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا اگر اس غلام کی قیمت قرض کے برابر ہے اور اتنا ہی اس کے پاس اور ہے تو یہ آزاد کرنا جائز ہے ورنہ نہیں۔

(۵۵۲۹) اور ابان بن عثمان کی روایت میں ہے ان کا بیان ہے کہ ایک شخص نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام

باب: دیت میں سے قرض کی ادائیگی

(۵۵۳۲) صفوان بن یحییٰ ازرق نے حضرت ابوالحسن علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ ایک شخص قتل کر دیا گیا اور اس نے کوئی مال نہیں چھوڑا اس پر قرض ہے اور اس کے گھر والوں نے قاتل سے اس کی دیت وصول کرلی تو کیا اس کے گھر والوں پر لازم ہے کہ اس کا قرض ادا کریں؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا ہاں۔میں نے عرض کیا مگر اس نے تو کوئی چیز نہیں چھوڑی۔آپ علیہ السلام نے فرمایا انہوں نے اس کی دیت وصول کی ہے تو لازم ہے کہ اس کا قرض ادا کریں۔

باب: عورت کو وصیت کرنا اور وصی بنانا مکروہ ہے

(۵۵۳۳) سکونی نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے انہوں نے اپنے پدر بزرگوار سے انہوں نے اپنے آبائے کرام علیہم السلام سے روایت کی ہے کہ امیرالمومنین علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ عورت کو وصی نہیں بنایا جائے گا۔اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے **ولا تؤتوا السفهاء اموالکم** (سورۃ نساء آیت ۵) [تم لوگ اپنے اموال سفیہوں (بے وقوفوں) کے سپرد نہ کرو۔]

(۵۵۳۴) اور دوسری حدیث میں ہے کہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے قولِ خدا **ولا تؤتوا السفهاء اموالکم** کے متعلق دریافت کیا گیا تو آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ تم لوگ اپنے اموال شراب خوروں اور عورتوں کے سپرد نہ کرو پھر فرمایا اور شراب خور سے زیادہ کون سفیہ (بے وقوف) ہوگا۔

مصنف علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ وصیت کے لئے عورت کو منتخب کرنا مکروہ ہے مگر جو عورت کو اپنا وصی بنائے تو عورت پر لازم ہے کہ جو اس کو حکم دیا گیا ہے وہ اس پر پورا پورا عمل کرے اور عورت کو وصی بنا لیا جائے ان شاء اللہ۔

باب: وصی کے وصی پر وصیت پر عمل کرنے کے متعلق کیا لازم ہے

(۵۵۳۵) محمد بن حسن صفار رضی اللہ عنہ نے حضرت امام ابو محمد حسن بن علی علیہ السلام کو خط لکھا کہ ایک شخص ایک آدمی کا وصی تھا وہ مرگیا تو اس نے دوسرے شخص کو وصی بنا دیا کیا اس وصی پر بھی وصیت کی وہی پابندی لازم ہے جو پہلے وصی پر لازم تھی تو آپ علیہ السلام نے جواب میں تحریر کیا اگر پہلے وصی پر پابندی حق تھی تو اس پر بھی حق ہے۔

باب: ایک آدمی ایک شخص کے لئے اپنے مال کے ایک حصہ کی وصیت کرتا ہے پھر وصیت کرتے ہوئے خطاءً قتل ہو جاتا ہے

(۵۵۳۶) عاصم بن حمید نے محمد بن قیس سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے آنجناب علیہ السلام سے عرض کیا کہ ایک آدمی ایک شخص کے لئے اپنے مال کے ایک تہائی یا ایک چوتھائی کی وصیت کرتا ہے پھر وصیت کرنے والا خطاً قتل ہو جاتا ہے۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا اس کی وصیت اس کے مال اور اس کی دیت سے پوری کی جائے گی۔

(۵۵۳۷) اور دوسری حدیث میں ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا گیا کہ ایک شخص نے اپنے ایک تہائی مال کی وصیت کی پھر وہ خطاً قتل کر دیا گیا۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا اس کی دیت کا ایک تہائی بھی اس کی وصیت میں داخل ہوگا۔

باب: ایک شخص نے ایک آدمی کو اپنی اولاد اور اپنے مال کی وصیت کی اور وصیت کے وقت اس کو اجازت دی کہ وہ مال سے کوئی کام کرے اور نفع اس کے اور اس کی اولاد کے درمیان تقسیم ہوگا۔

(۵۵۳۸) محمد بن یعقوب کلینی رضی اللہ عنہ نے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ بیان کیا مجھ سے احمد بن محمد عاصمی نے روایت کرتے ہوئے علی بن حسن میثمی سے انہوں نے حسن بن علی بن یوسف سے انہوں نے مثنّیٰ بن ولید سے انہوں نے محمد بن مسلم سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے کہ آنجناب علیہ السلام سے دریافت کیا گیا کہ ایک شخص نے ایک آدمی کو اپنے مال اور اپنی اولاد کے لئے وصیت کی اور وصیت کے وقت اس کو اجازت دیدی کہ وہ مال سے کام کرے اور نفع اس کے اور اس کی اولاد کے درمیان رہے گا۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا اس میں کوئی مضائقہ نہیں اس لئے کہ لڑکے کے باپ نے اپنی زندگی ہی میں اس کو اجازت دیدی ہے۔

(۵۵۳۹) ابن ابی عمیر نے عبدالرحمٰن بن حجاج سے انہوں نے خالد طویل سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میرے والد کا جب وقت وفات قریب ہوا تو انہوں نے مجھے بلایا اور کہا اے فرزند اپنے چھوٹے بھائیوں کا مال بھی تم ہی سنبھالو اور اس سے کام کرو آدھا نفع تم لو اور آدھا ان سبھوں کو دو اور تم پر کوئی ذمہ داری نہیں ہے۔ تو میرے باپ کی ام ولد نے میرے باپ کے مرنے کے بعد مجھے ابن ابی لیلیٰ کے سامنے پیش کیا اور کہا کہ یہ میری اولاد کے اموال کھا رہا ہے۔ تو میں نے جو کچھ میرے باپ نے حکم دیا تھا وہ ان کے سامنے بیان کیا۔ تو ابن ابی لیلیٰ نے کہا کہ اگر تمہارے باپ نے

تمہیں غلط حکم دیا تو میں اس کی اجازت نہیں دیتا پھر ابن ابی لیلیٰ مجھ پر گواہ بنا کہ اگر میں کوئی حرکت کروں تو وہ اس کا ضامن ہو گا۔ پھر میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا اور اپنا سارا قصہ سنانے کے بعد عرض کیا کہ آپ علیہ السلام کی اس میں کیا رائے ہے ؟آپ علیہ السلام نے فرمایا میں ابن ابی لیلیٰ کے قول کو تو رد نہیں کر سکتا لیکن رہ گئی تمہارے اور اللہ کے درمیان کی بات تو اب تم پر کوئی ذمہ داری نہیں ہے۔

باب: کسی مریض کا اپنے کسی وارث سے قرض لینے کا اقرار

(۵۵۴۰) حسن بن محبوب نے ہشام بن سالم سے انہوں نے اسماعیل بن جابر سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے ایک مرتبہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک شخص مریض تھا اس نے اقرار کیا کہ مجھ پر فلاں وارث کا قرض ہے۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا اگر اس کا اقرار ایک تہائی متروکہ کے اندر ہے تو جائز ہے۔

(۵۵۴۱) حمّاد نے حلبی سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے آنجناب علیہ السلام سے عرض کیا کہ ایک مریض نے اقرار کیا کہ فلاں وارث کا مجھ پر قرض ہے۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا اگر وہ مالدار ہے تو جائز ہے۔

(۵۵۴۲) صفوان بن یحییٰ نے منصور بن حازم سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک شخص نے اپنے کسی وارث کے لئے وصیت کی کہ اس کا مجھ پر قرض ہے تو آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ اگر وہ شخص معتبر اور غیر متہم ہے تو جسکے لئے اس نے وصیت کی ہے اسے دیدو۔

(۵۵۴۳) علی بن نعمان نے ابن مسکان سے انہوں نے علاء سبزی فروش سے روایت کی ہے اس کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے ایک عورت کے متعلق دریافت کیا جس نے ایک آدمی کے پاس کچھ مال و دولت رکھا اور جب اس کا وقت وفات قریب آیا تو اس نے اس آدمی سے کہا جو مال میں نے تمہارے پاس ودیعت رکھا وہ فلاں عورت کا ہے یہ کہہ کر وہ مر گئی تو اس کے ورثاء اس آدمی کے پاس آئے اور بولے میری عزیزہ کے پاس مال تھا ہماری نظر میں وہ تمہارے ہی پاس ہے۔ قسم کھاؤ کہ تمہارے پاس کچھ نہیں ہے۔ تو کیا وہ ان لوگوں کے سامنے قسم کھائے۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ اگر وہ عورت معتبر اور غیر متہم تھی تو قسم کھالے اور اگر غیر معتبر اور متہم تھی تو قسم نہ کھائے بلکہ پورا معاملہ ان کے سامنے رکھ دے اس لئے کہ اس مال میں سے اس (خاتون) کو ایک تہائی پر وصیت کا حق ہے۔

باب: بعض وارثوں کا غلام کے آزاد ہونے یا قرض کا اقرار

(۵۵۴۴) یونس بن عبدالرحمٰن نے منصور بن حازم سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ ایک شخص مرگیا اور اس نے ایک غلام چھوڑا تو اس کے کسی لڑکے نے گواہی دی کہ اس کے باپ نے اس کو آزاد کردیا ہے۔ تو آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ اس کی گواہی اسی کے حصے کے لئے ہے۔ وہ دوسروں کے حصوں کا نقصان نہیں ہونے دے گا بلکہ غلام دوسروں کے حصوں کی رقم ادا کرنے کی کوشش کرے گا۔

(۵۵۴۵) ابن ابی عمیر نے محمد بن ابی حمزہ اور حسین بن عثمان سے اور انہوں نے اسحاق بن عمار سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ ایک شخص مرگیا تو اس کے کسی وارث نے اقرار کیا کہ مرنے والے پر فلاں کا قرض ہے۔ تو آپ علیہ السلام نے فرمایا یہ قرض اسی کے حصہ میں سے ادا کرنا لازم ہوگا۔

(۵۵۴۶) اور ایک دوسری حدیث میں ہے کہ اگر وارثوں میں سے دو آدمی گواہی دیں اور دونوں عادل ہوں تو تمام ورثاء پر اس کی ادائیگی لازم ہے اور اگر وہ دونوں عادل نہ ہوں تو ان دونوں کے حصے سے اس کی ادائیگی لازم ہوگی۔

باب: ایک شخص مرگیا اس پر قرض ہے اور اس کے بال بچے ہیں اور وہ صاحب مال ہے

(۵۵۴۷) ابن ابی نصر بزنطی نے اپنے اسناد کے ساتھ روایت کی ہے کہ آنجناب علیہ السلام سے دریافت کیا گیا کہ ایک شخص مرتا ہے اور اپنے اہل وعیال چھوڑتا ہے اور اس پر لوگوں کا قرض بھی ہے تو کیا اس کے مال سے اس کے اہل وعیال کا خرچ چلایا جائے؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا اگر اس کا یقین ہو کہ جس قدر اس پر قرض ہے اتنا اس کا سارا مال ہے تو پھر اس کے اہل وعیال پر خرچ نہ کرے اور اگر یقین نہ ہو تو ان پر میانہ روی سے خرچ کرے۔

باب: وصیت کے متعلق نادر احادیث

(۵۵۴۸) محمد بن یعقوب کلینی رضی اللہ عنہ نے حمید بن زیاد سے انہوں نے حسن بن محمد بن سماعہ سے انہوں نے عبداللہ بن جبلہ وغیرہ سے انہوں نے اسحاق بن عمار سے انہوں نے ابی بصیر سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے اپنی وفات کے وقت اپنے غلاموں میں سے جتنے شریر تھے

انہیں آزاد کر دیا اور جتنے نیک اور اچھے تھے انہیں روک لیا تو میں نے عرض کیا بابا جان آپ نے ان لوگوں کو آزاد کر دیا اور انہیں روک لیا۔ تو آپ علیہ السلام نے فرمایا ان لوگوں نے میرے ہاتھ کی مار کھائی ہے تو اس کے بدلے میں یہ ہے۔

(۵۵۴۹) حسن بن علی وشاء نے عبداللہ بن سنان سے انہوں نے عمر بن یزید سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ حضرت علی ابن الحسین علیہ السلام تین مرتبہ بیمار ہوئے اور آپ علیہ السلام نے تینوں مرتبہ وصیت کی اور جب صحتیاب ہوئے تو اپنی وصیت پر عمل فرمایا۔

(۵۵۵۰) ابن ابی عمیر وصفوان بن یحییٰ نے عبدالرحمن بن حجاج سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت ابوالحسن علیہ السلام سے دریافت کیا کہ لوگ کہتے ہیں کہ موت کے وقت وصیت ایک تہائی یا ایک چوتھائی کے لئے کرنی چاہیئے کیا یہ صحیح اور اچھی بات ہے اور آپ کے پدربزرگوار علیہ السلام نے کیا کیا تھا؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا ایک تہائی یہ وہ ہے کہ جس کے لئے میرے پدربزرگوار علیہ السلام نے وصیت کی تھی۔

(۵۵۵۱) محمد بن ابی عمیر نے ابراہیم بن عبدالحمید سے انہوں نے حضرت ابی عبداللہ امام جعفر صادق علیہ السلام کے صاحبزادے کی کنیز سلمیٰ سے روایت کی ہے کہ ان کا بیان ہے کہ جب حضرت ابی عبداللہ امام جعفر صادق علیہ السلام کا وقت وفات قریب ہوا تو میں ان کی خدمت میں حاضر تھی آپ علیہ السلام پر غشی طاری ہوئی جب غش سے افاقہ ہوا تو آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ حسن بن علی بن علی بن الحسین (مشہور بہ افطس) کو ستر دینار دیدو میں نے عرض کیا کہ آپ علیہ السلام ایسے شخص کو دے رہے ہیں جس نے آپ علیہ السلام پر خنجر سے حملہ کیا تھا۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا وائے ہو تجھ پر کیا قرآن نہیں پڑھتی میں نے عرض کیا جی ہاں فرمایا کیا تو نے اللہ کا یہ قول نہیں سنا ہے **والذین یصلون ما امراللّٰہ بہ ان یوصل ویخشون ربھم ویخافون سوء الحساب** (سورۃ رعد آیت ۲۱) (وہ لوگ جو حسن سلوک کرتے ہیں ان لوگوں سے جن سے اللہ نے حسن سلوک کا حکم دیا ہے اور اپنے رب سے ڈرتے اور برے حساب سے خوف کرتے ہیں۔)

(۵۵۵۲) ابن ابی عمیر نے عمار بن مروان سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کیا کہ میرے والد کا جب وقت وفات قریب آیا تو میں نے ان سے کہا کہ آپ علیہ السلام کوئی وصیت کریں تو انہوں نے کہا کہ یہ میرا بیٹا ہے یعنی عمر یہ جو کچھ کرے جائز ہے آپ علیہ السلام نے فرمایا تمہارے باپ نے وصیت کی اور بہت مختصر کی ان کا بیان ہے کہ میں نے عرض کیا پھر اس نے حکم دیا اور وصیت اِس اِس کام کی کی۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا اس پر عمل کرو میں نے عرض کیا مگر اس نے ایک مومن اور صاحب معرفت بندہ آزاد کرنے کی وصیت کی اور جب ہم نے اس کو آزاد کیا تو معلوم ہوا کہ وہ صحیح نکاح سے نہیں ہے۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا

تم نے وصیت پوری کر دی اس کی مثال ایسی ہے جیسے ایک آدمی نے قربانی کا جانور اس خیال سے خریدا کہ وہ موٹا تازہ ہوگا مگر وہ دبلا پتلا نکلا تو اس کی طرف سے وہ قربانی پوری ہو گئی۔

(۵۵۵۳) عبداللہ بن جعفر حمیری نے حسن بن مالک سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے آنجناب علیہ السلام یعنی علی بن محمد علیہما السلام کو خط لکھا کہ ایک شخص نے وفات پائی اور اپنی زندگی میں ہر شے آپ علیہ السلام کے لئے قرار دیدی اس کے کوئی اولاد نہیں تھی مگر اس کے مرنے کے بعد اس کے لڑکا پیدا ہوا اور اس کا مال تین ہزار (۳۰۰۰) درہم ہے اس میں سے ایک ہزار (۱۰۰۰) میں آپ علیہ السلام کی خدمت میں ادا کر چکا ہوں۔ میں آپ علیہ السلام پر قربان اب جو آپ علیہ السلام کی رائے ہو مجھے مطلع فرمائیں میں اس پر عمل کروں۔ آپ علیہ السلام نے تحریر فرمایا کہ اب ان لوگوں کے لئے چھوڑ دو۔

(۵۵۵۴) محمد بن یعقوب کلینی رضی اللہ عنہ نے محمد بن یحییٰ سے انہوں نے محمد بن عیسیٰ بن عبید سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام علی بن محمد علیہما السلام کو خط لکھا کہ میں آپ علیہ السلام پر قربان ایک شخص نے اپنے مال کا کچھ حصہ آپ علیہ السلام کے لئے قرار دیا پھر اس کو اس کی ضرورت پیش آئی تو کیا وہ اس کو اپنے کام کے لئے لیلے یا آپ علیہ السلام کے پاس بھیج دے۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا اس کو اختیار ہے جب تک اس نے اس کو اپنے قبضہ سے نہ نکالا ہو اور وہ مال میرے پاس پہنچتا تو میں اس کی مدد کرتا اس لئے کہ اس کو اس کی ضرورت ہے۔ راوی کا بیان ہے کہ میں نے آنجناب علیہ السلام کو یہ بھی خط لکھا کہ میں آپ علیہ السلام پر قربان ایک شخص نے اپنے مال میں سے ایک معنیہ رقم کی آپ علیہ السلام کے لئے وصیت کی اور اپنے دادھیالی اور نانہالی اقرباء کے لئے بھی وصیت کی پھر اس کے بعد اپنی وصیت کو تبدیل کر دیا جس کو دیا تھا اس کو محروم کر دیا اور جس کو محروم کیا تھا اس کو دیا۔ کیا یہ اس کے لئے جائز ہے؟ آپ علیہ السلام نے جواب میں تحریر فرمایا کہ اس کو مرتے دم تک اس کا اختیار ہے۔

(۵۵۵۵) محمد بن عیسیٰ عبیدی نے حسن بن راشد سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک شخص نے اپنے مرنے کے بعد کے لئے ایک تہائی کی وصیت کی اور کہا کہ میرا ایک تہائی مال میری موت کے بعد میرے غلاموں اور کنیزوں کے درمیان تقسیم ہوگا اور اس کے باپ کے بھی غلام ہیں تو کیا اس کے باپ کے غلام بھی اس کی اس وصیت میں داخل ہیں یا داخل نہیں ہے۔ تو آپ علیہ السلام نے جواب تحریر فرمایا کہ داخل نہیں ہیں۔

(۵۵۵۶) محمد بن احمد بن یحییٰ نے روایت کی ہے کہ بیان کیا مجھ سے محمد بن عیسیٰ سے روایت کرتے ہوئے محمد بن محمد سے انہوں نے کہا کہ ایک مرتبہ علی بن بلال نے حضرت امام ابوالحسن یعنی علی بن محمد علیہما السلام کو خط لکھا کہ ایک یہودی مر گیا اور اس نے اپنے مذہب والوں کے لئے ایک چیز کی وصیت کی اور اس چیز کو لینے کی میں قدرت رکھتا

انہیں آزاد کر دیا اور جتنے نیک اور اچھے تھے انہیں روک لیا تو میں نے عرض کیا بابا جان آپ نے ان لوگوں کو آزاد کر دیا اور انہیں روک لیا۔ تو آپ علیہ السلام نے فرمایا ان لوگوں نے میرے ہاتھ کی مار کھائی ہے تو اس کے بدلے میں یہ ہے۔

(۵۵۴۹) حسن بن علی وشاء نے عبداللہ بن سنان سے انہوں نے عمر بن یزید سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ حضرت علی ابن الحسین علیہ السلام تین مرتبہ بیمار ہوئے اور آپ علیہ السلام نے تینوں رتبہ وصیت کی اور جب صحتیاب ہوئے تو اپنی وصیت پر عمل فرمایا۔

(۵۵۵۰) ابن ابی عمیر وصفوان بن یحییٰ نے عبدالرحمن بن حجاج سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت ابوالحسن علیہ السلام سے دریافت کیا کہ لوگ کہتے ہیں کہ موت کے وقت وصیت ایک تہائی یا ایک چوتھائی کے لئے کرنی چاہیئے کیا یہ صحیح اور اچھی بات ہے اور آپ کے پدربزرگوار علیہ السلام نے کیا کیا تھا؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا ایک تہائی یہ وہ ہے کہ جس کے لئے میرے پدربزرگوار علیہ السلام نے وصیت کی تھی۔

(۵۵۵۱) محمد بن ابی عمیر نے ابراہیم بن عبدالحمید سے انہوں نے حضرت ابی عبداللہ امام جعفر صادق علیہ السلام کے صاحبزادے کی کنیز سلمیٰ سے روایت کی ہے کہ ان کا بیان ہے کہ جب حضرت ابی عبداللہ امام جعفر صادق علیہ السلام کا وقت وفات قریب ہوا تو میں ان کی خدمت میں حاضر تھی آپ علیہ السلام پر غشی طاری ہوئی جب غش سے افاقہ ہوا تو آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ حسن بن علی بن علی بن الحسین (مشہور بہ افطس) کو ستر دینار دیدو میں نے عرض کیا کہ آپ علیہ السلام ایسے شخص کو دے رہے ہیں جس نے آپ علیہ السلام پر خنجر سے حملہ کیا تھا۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا وائے ہو تجھ پر کیا قرآن نہیں پڑھتی میں نے عرض کیا جی ہاں فرمایا کیا تو نے اللہ کا یہ قول نہیں سنا ہے **والذین یصلون ما امراللہ بہ ان یوصل ویخشون ربھم ویخافون سوء الحساب** (سورۃ رعد آیت ۲۱) (وہ لوگ جو حسن سلوک کرتے ہیں ان لوگوں سے جن سے اللہ نے حسن سلوک کا حکم دیا ہے اور اپنے رب سے ڈرتے اور برے حساب سے خوف کرتے ہیں۔)

(۵۵۵۲) ابن ابی عمیر نے عمار بن مروان سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کیا کہ میرے والد کا جب وقت وفات قریب آیا تو میں نے ان سے کہا کہ آپ علیہ السلام کوئی وصیت کریں تو انہوں نے کہا کہ یہ میرا بیٹا ہے یعنی عمر یہ جو کچھ کرے جائز ہے آپ علیہ السلام نے فرمایا تمہارے باپ نے وصیت کی اور بہت مختصر کی ان کا بیان ہے کہ میں نے عرض کیا پھر اس نے حکم دیا اور وصیت اِس اِس کام کی کی۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا اس پر عمل کرو میں نے عرض کیا مگر اس نے ایک مومن اور صاحب معرفت بندہ آزاد کرنے کی وصیت کی اور جب ہم نے اس کو آزاد کیا تو معلوم ہوا کہ وہ صحیح نکاح سے نہیں ہے۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا

جائز ہے کہ اس کے قبضہ میں جو کچھ ہے وہ اس میں سے وصول کرے ؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا نہیں اس کے لئے جائز نہیں ۔ میں نے عرض کیا آپ علیہ السلام کی کیا رائے ہے اگر کوئی شخص زیادتی کرے اور اس کا مال لیلے اور پھر اس کو موقع ملے کہ جو کچھ اس نے لیا وہ وصول کرے تو کیا یہ اس کے لئے جائز ہے ۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا یہ اس کے مانند نہیں ہے ۔

(۵۵۶۱) محمد بن حسین بن ابی خطاب نے عبداللہ بن حبیب سے انہوں نے اسحاق بن عمار سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ ایک مرتبہ میں نے دریافت کیا کہ ایک شخص کے میرے پاس کچھ دینار تھے وہ بیمار ہوا تو مجھ سے بولا کہ اگر مجھے کچھ ہوگیا تو تم فلاں شخص کو بیس (۲۰) دینار دیدینا اور باقی دینار میری بہن کو دیدینا چنانچہ وہ مرگیا اور میں اس کی موت کے وقت اس کے پاس نہیں تھا تو ایک مرد مسلمان سچ بولنے والا آیا اور اس نے مجھ سے کہا کہ مرنے والے نے حکم دیا ہے کہ میں تم سے کہہ دوں کہ دیکھو وہ دینار جو میں نے تمہیں اپنی بہن کو دینے کو کہا ہے اس میں سے دس دینار تصدق کرکے مسلمانوں میں تقسیم کردو اور اس کی بہن کو یہ معلوم نہیں ہے کہ میرے پاس کچھ ہے ۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا میری رائے یہ ہے کہ تم اس میں سے دس (۱۰) دینار تصدق کردو جیسا کہ اس نے کہا ہے ۔

(۵۵۶۲) محمد بن احمد بن یحیٰی نے محمد بن عیسیٰ سے انہوں نے محمد بن سنان سے انہوں نے عمار بن مروان سے انہوں نے سماعہ بن مہران سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے اللہ تعالیٰ کے اس قول کے متعلق **الوصیة للوالدین والا قربین بالمعروف حقاً علی المتقین** ۔ (سورۃ بقرہ آیت ۱۸۰) (متقیوں پر لازم ہے کہ وہ والدین اور اقرباء کے لئے حسن سلوک کی وصیت کریں) آپ علیہ السلام نے فرمایا یہ وہ شے ہے کہ جس کو اللہ تعالیٰ نے صاحب امر (امام) کے لئے قرار دیا ہے ۔ میں نے عرض کیا پھر اس کی کوئی حد ہے ؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا ہاں ایک تہائی کا ایک تہائی (۱/۹) کم سے کم ۔

(۵۵۶۳) یونس بن عبدالرحمن نے داؤد بن نعمان سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کے غلام فضیل سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی علیہ السلام سے اپنی وصیت پر عظیم ملائکہ میں سے چار کو گواہ بنایا حضرت جبرئیل علیہ السلام حضرت میکائیل علیہ السلام حضرت اسرافیل علیہ السلام راوی کا بیان ہے کہ چوتھے کا نام مجھے یاد نہیں رہا ۔

(۵۵۶۴) محمد بن یعقوب کلینی رضی اللہ عنہ نے حمید بن زیاد سے انہوں نے ابن سماعہ سے انہوں نے سلیمان بن داؤد سے انہوں نے علی بن ابی حمزہ سے انہوں نے حضرت امام ابوالحسن علیہ السلام سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے آنجناب علیہ السلام سے عرض کیا کہ آپ علیہ السلام کے دوستداروں میں سے ایک شخص مرگیا اور چھوٹے چھوٹے بچے

چھوڑے اور تھوڑا مال چھوڑا اور اس پر قرض ہے اور قرض خواہوں کو اس کا علم نہیں اگر قرض خواہوں کو قرض ادا کر دیا جائے تو اس کے بچوں کے پاس کچھ نہیں رہ جائے گا۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ وہ مال اس کے بچوں پر خرچ کرو۔

(۵۵۶۵) محمد بن ابی عمیر نے ہشام بن حکم سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے آنجناب علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک شخص اپنے غلام کو مدبر کر دیتا ہے کیا اس کو اب جائز ہے کہ اس سے پلٹ جائے ؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا ہاں یہ بمنزلہ وصیت کے ہے۔

(۵۵۶۶) علی بن حکم نے زیاد بن ابی الحلال سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی علیہ السلام کے ساتھ امام حسن و امام حسین علیہما السلام کو بھی وصیت کی ؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا ہاں میں نے عرض کیا وہ دونوں حضرات اس سن کے تھے ؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا ہاں مگر ان دونوں کے علاوہ کسی اور کو پانچ (۵) سال سے کم کا نہیں ہونا چاہیئے (کہ اسے وصیت کی جائے)۔

باب: وقف وصدقہ و عطیہ

(۵۵۶۷) محمد بن حسن صفّار رضی اللہ عنہ نے حضرت امام ابو محمد حسن بن علی علیہما السلام کو وقف اور جو کچھ ان کے آبائے کرام علیہم السلام سے روایات آئی ہیں ان کے متعلق خط لکھا تو جواب میں آپ علیہ السلام کی تحریر آئی کہ وقف کرنے والے کی منشاء کے مطابق وقف ہوتا ہے ان شاء اللہ تعالیٰ۔

(۵۵۶۸) محمد بن احمد بن یحییٰ نے محمد بن عیسیٰ یقطینی سے انہوں نے علی بن مہزیار سے انہوں نے ابی الحسین سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام ابوالحسن ثالث علیہ السلام (امام علی نقی علیہ السلام) کو خط لکھا کہ میں نے ایک زمین اپنے لڑکے پر حج اور دوسرے امور خیر کے لئے وقف کر دی ہے اور اس زمین میں آپ کا بھی حق رکھا ہے کہ جو میرے بعد آپؑ کا اور آپؑ کے بعد آپؑ کی اولاد کا ہوگا اور میں نے اس حصے کو اس سے جدا کر لیا ہے تو آپ علیہ السلام نے جواب میں تحریر فرمایا کہ تم اس میں آزاد ہو تمہیں اختیار ہے۔

(۵۵۶۹) علی بن مہزیار سے روایت ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے آنجناب علیہ السلام سے عرض کیا آپ علیہ السلام کے بعض موالیوں نے آپؑ کے آبائے کرام علیہم السلام سے روایت کی ہے کہ ہر وقف جو ایک معینہ وقت تک ہو اس کا نفاذ ورثاء پر واجب ہے اور ہر وہ وقف جس کا کوئی وقت مقرر نہ ہو وہ ورثاء پر جہل و مجہول اور باطل و مردود ہے اور آپ علیہ السلام اپنے آبائے کرام کے قول کو سب سے زیادہ جانتے ہیں۔ تو آپ علیہ السلام نے جواب میں تحریر فرمایا یہ

میرے نزدیک بھی ایسا ہی ہے۔
(۵۵۷۰) محمد بن احمد بن یحییٰ نے عبیدی سے انہوں نے علی بن سلیمان بن رشید سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے آنجناب علیہ السلام کو خط لکھا کہ مولا میں آپ علیہ السلام پر قربان میرے کوئی اولاد نہیں ہے اور میرے پاس جائیدادیں ہیں جو میں نے کچھ اپنے باپ سے وراثت میں پائی ہیں اور کچھ خود بنائی ہیں اور حادثات کا کوئی ٹھیک نہیں اگر میرے کوئی اولاد نہ ہوئی اور مجھے موت آگئی تو میں آپ علیہ السلام پر قربان آپ علیہ السلام کی کیا رائے ہے اگر میں اس میں سے کچھ اپنے فقراء اور کمزور بھائیوں کے لئے وقف کردوں یا اپنی زندگی ہی میں فروخت کرکے اس کی قیمت ان لوگوں پر تصدق کردوں اس لئے کہ مجھے ڈر ہے کہ میرے بعد میرے ورثاء وقف کو نافذ نہیں کریں گے اور اگر میں نے وقف کردیا تو جب تک میں زندہ ہوں اس سے کھا سکوں گا یا نہیں؟ تو آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ میں نے تمہارے خط سے تمہاری جائیداد کے معاملہ کو سمجھ لیا تمہارے لئے جائز نہیں کہ اس وقف میں سے اور صدقہ میں سے کچھ کھاؤ اگر تم نے اس میں سے کھایا اور تمہارے ورثاء ہوئے تو پھر وہ وقف نافذ نہیں ہوگا۔ لہذا تم اس کو فروخت کرو اور اپنی زندگی میں اس کی قیمت کا کچھ حصہ تصدق کرو اس لئے کہ اگر تم تصدق کروگے تو اپنے اخراجات کے لئے کچھ روک بھی لوگے جیسا کہ امیرالمومنین علیہ السلام نے کیا تھا۔
(۵۵۷۱) محمد بن عیسیٰ عبیدی نے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ احمد بن حمزہ نے حضرت امام ابوالحسن علیہ السلام کو خط لکھا کہ ایک غلام مدبر وقف کردیا گیا اس کے بعد اس کا مالک مرگیا اور اس پر قرض ہے اور اتنا ہے کہ اس کا مال اس کی ادائیگی کے لئے کافی نہیں ہے تو آپ علیہ السلام نے جواب میں تحریر فرمایا کہ قرض میں اس کا وقف فروخت کردیا جائے گا۔
(۵۵۷۲) محمد بن احمد نے عمر بن علی بن عمر سے انہوں نے ابراہیم بن محمد ہمدانی سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے آنجناب علیہ السلام کو خط لکھا کہ ایک مرنے والے نے وصیت کی ہے کہ اس کی ایک تہائی میں سے فلاں شخص کی مدد جاری رکھے اور ایک تہائی کے نفاذ کا کوئی حکم نہیں دیا۔ کیا وصی کے لئے یہ جائز ہے کہ اجراء کی وجہ سے میت کے ایک تہائی کو وقف کردے؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ اس نے ایک تہائی کی جو وصیت کی ہے اس کا نفاذ کرے اس کو وقف نہ کرے۔
(۵۵۷۳) صفوان بن یحییٰ نے حضرت امام ابوالحسن علیہ السلام سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے آنجناب علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک شخص نے اپنی جائیداد وقف کردی پھر اس کو خیال آیا کہ اس میں کچھ ترمیم کرے۔ تو آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ اگر اس نے اپنی اولاد یا کسی غیر کے لئے وقف کی ہے پھر اس کا متولی بھی بنا دیا ہے تو پھر اس کو حق نہیں کہ اس کو واپس لے اور اگر اس کے بچے چھوٹے ہیں اور ان کے ولی سے شرط کرلی کہ بچوں کے بالغ

ہونے تک دیکھ بھال اور جب بالغ ہوجائیں تو ان کے حوالے کردے تو ایسی صورت میں بھی اسے حق نہیں کہ وہ اس میں نظر ثانی کرے اور اگر بچے بڑے ہیں مگر ابھی ان کے سپرد نہیں کیا ہے اور بچے بھی مخالفت نہیں کررہے ہیں کہ وہ جائیداد اس سے الگ کرلیں تو وہ اس میں نظر ثانی کرسکتا ہے اس لئے کہ وہ بالغ ہونے کے بعد بھی اس سے الگ نہیں کریں گے۔

(۵۵۷۴) محمد بن علی بن محبوب نے موسیٰ بن جعفر بغدادی سے انہوں نے علی بن محمد بن سلیمان نوفلی سے روایت کی ان کا بیان ہے کہ میں نے ایک مرتبہ حضرت امام ابو جعفر ثانی علیہ السلام (امام علی نقیؑ) کو خط لکھا اور اس میں دریافت کیا میرے جد نے ایک زمین فلاں بن فلاں کی اولاد کے محتاجوں کے لئے وقف کردی جو قبیلہ کے مورث اعلیٰ تھے مگر اب ان کی اولاد کثیر ہے۔ مختلف ملکوں میں بکھری ہوئی اور واقف (وقف کرنے والا) کی اور اولاد کو اس کی شدید ضرورت ہے انہوں نے مجھ سے درخواست کی ہے کہ مورث اعلیٰ کی ساری اولاد کو چھوڑیں یہ زمین ہم لوگوں کے لئے مخصوص کردیں تو آپ علیہ السلام نے جواب میں تحریر فرمایا کہ جس زمین کا تم نے ذکر کیا ہے کہ تمہارے جد اعلیٰ نے فلاں بن فلاں کی اولاد میں جو فقراء ہیں ان کے لئے وقف کی ہے تو یہ ان لوگوں کے لئے ہے جو اس شہر میں رہتے ہیں جس میں یہ وقف ہے تم پر یہ فرض نہیں کہ جو لوگ وہاں سے غائب ہیں انہیں تلاش کرو۔

(۵۵۷۵) عباس بن معروف نے علی بن مہزیار سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام ابو جعفر (امام محمد باقر علیہ السلام) کو خط لکھا کہ فلاں شخص نے ایک جائیداد خریدی اور اس کو وقف کردیا اور اس وقف کا پانچواں حصہ آپؑ کے لئے قرار دیا اور آپ علیہ السلام کی رائے دریافت کی ہے کہ اس جائیداد میں سے آپ علیہ السلام کا حصہ فروخت کردیا جائے یا اس کو اپنی نگرانی میں رکھ لوں یا اس کو وقف ہی چھوڑ دوں ؟ تو آپ علیہ السلام نے جواب میں تحریر فرمایا کہ تمہیں معلوم ہو کہ میں نے فلاں کو ہدایت کردی ہے وہ میرا حصہ اس زمین سے فروخت کردے اور اس کی قیمت میرے پاس بھیج دے میری رائے یہ ہے ان شاء اللہ یا اگر اس کے لئے زیادہ آسان ہو تو اپنی نگرانی میں رہنے دے۔

اور راوی کا بیان ہے کہ میں نے آنجناب علیہ السلام کو خط لکھا کہ جن لوگوں پر اس جائیداد کو وقف کرنے کا ذکر کیا گیا ہے ان میں اگر آپ علیہ السلام کی رائے ہو تو اس وقف کو فروخت کرکے جن جن لوگوں کے لئے وقف ہے ہر ایک کو اس کے حصہ کی رقم دیدی جائے تو آپ علیہ السلام نے اپنے دست مبارک سے مجھے تحریر کیا کہ میری رائے یہ ہے کہ جب اس بات کا علم ہے کہ جن لوگوں کے لئے تم وقف کررہے ہو ان میں اختلاف ہے اور اس جائیداد کا فروخت کرنا ہی بہتر ہے تو وہ فروخت کردی جائے اس لئے کہ اختلاف میں جان و مال کے تلف ہونے کا اکثر خطرہ ہوتا ہے۔

مصنف علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ یہ وقف صرف انہی لوگوں کے لئے تھا ان کے بعد والوں کے لئے نہ تھا اور اگر ان کے لئے اور ان کے بعد ان کی اولاد کے لئے ہوتا اور نسل کے بعد پھر فقراء اور مومنین کے لئے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ زمین واہل زمین کا وارث بھیجدے تو تاابد اس کو فروخت کرنا جائز نہیں ہوتا۔

(۵۵۷۶) محمد بن عیسیٰ نے ابو علی بن راشد سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے ایک مرتبہ حضرت امام ابوالحسن علیہ السلام سے دریافت اور عرض کیا کہ میں آپ علیہ السلام پر قربان میں نے اپنے پہلو میں ایک زمین ایک ہزار (۱۰۰۰) درہم میں خریدی جب اس میں فصل تیار ہوئی تو مجھے بتایا گیا کہ یہ زمین وقف ہے۔آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ مال وقف کا خریدنا جائز نہیں اس کا غلہ اپنے مال میں مت داخل کرو جن لوگوں کے لئے وقف ہے انہیں دیدو۔ میں نے عرض کیا مگر ان لوگوں سے ناواقف ہوں ۔آپ علیہ السلام نے فرمایا پھر اس کا غلہ تصدق کردو۔

(۵۵۷۷) حسن بن محبوب نے علی بن رئاب سے انہوں نے جعفر بن حنان سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک شخص نے اپنا غلہ اپنے ددھیالی اور ننھیالی قرابتداروں کے لئے وقف کردیا اور ایک ایسے شخص اور اس کی اولاد کے لئے اس کی آمدنی میں سے تین سو (۳۰۰) درہم سالانہ کی وصیت کی جس سے اس کی کوئی قرابتداری نہیں ہے اور باقی اس کے ددھیالی اور ننھیالی قرابتداروں کو تقسیم کردی جائے گی۔آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ جس کے لئے یہ وصیت کی ہے اس کے لئے درست ہے میں نے عرض کیا اور اگر اس زمین کی آمدنی صرف پانچسو (۵۰۰) درہم ہی ہو تو پھر؟آپ علیہ السلام نے فرمایا کیا اس کی وصیت میں یہ نہیں ہے کہ جس کے لئے وصیت کی ہے اس کی آمدنی میں سے اس کو تین سو (۳۰۰) درہم دیئے جائیں اور باقی اس کے ددھیالی اور ننھیالی قرابتداروں میں تقسیم کیا جائے ؟ میں نے عرض کیا جی ہاں آپ علیہ السلام نے فرمایا پھر اس کے قرابتداروں کو اس میں سے لینے کا کوئی حق نہیں جب تک تین سو (۳۰۰) درہم اس کے پورے نہ کردیئے جائیں جس کے لئے وصیت کی ہے اس کے بعد جو کچھ باقی بچے وہ ان کا ہے ۔ میں نے عرض کیا اور جس کے لئے وصیت کی وہ اگر مرجائے ؟آپ علیہ السلام نے فرمایا اگر وہ مرجائے تو پھر اس کے وارثوں کے لئے ہے جب تک ان میں سے کوئی ایک بھی باقی ہے وہ وارث ہوتے رہیں گے اور جب ان میں سے کوئی بھی باقی نہ رہے سب ختم ہوجائیں تو یہ تین سو (۳۰۰) درہم مرنے والے کے قرابتداروں کے ہوجائیں گے اور وقف میں سے جو کچھ نکلا ہے اس میں واپس ہوجائے گا اور ان میں تقسیم کیا جائے گا اور وہ وارث ہوتے رہیں گے جب تک ان میں سے کوئی ایک بھی باقی ہے۔اور اس کی آمدنی باقی ہے۔ میں نے عرض کیا اور اگر میت کے قرابتداروں میں سے ورثاء محتاج ہوجائیں اور اس کی آمدنی ان کے لئے کافی نہ ہوتی ہو تو اگر وہ فروخت کرنا چاہیں تو فروخت کردیں ؟آپ علیہ السلام نے فرمایا ہاں اگر سب کے سب اس پر راضی ہوں اور ان کا اس کے فروخت کرنے میں بھلا ہے تو فروخت کردیں ۔

(۵۵۷۸) عباس بن معروف نے عثمان بن عیسیٰ سے انہوں نے مہران بن محمد سے روایت کی ہے انہوں نے بیان کیا کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو وصیت کرتے ہوئے سنا انہوں نے فرمایا کہ سات سال حج کے موقع پر ان کے لئے نوحہ و تذکرہ کیا جائے اور ہر موقع پر جو کچھ خرچ ہوگا اس کے لئے کچھ وقف کر دیا۔

(۵۵۷۹) عاصم بن حمید نے ابی بصیر سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا کہ سنو کیا میں تم کو حضرت فاطمہ سلام اللہ علیہا کی وصیت بتاؤں ؟ میں نے عرض کیا جی ہاں تو آپ علیہ السلام نے ایک ڈبیہ یا ایک صندوقچہ نکالا اور اس میں سے ایک تحریر نکالی اس کو پڑھا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم یہ وصیت نامہ ہے فاطمہ بنت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا انہوں نے اپنے سات باغات (۱) عواف (۲) دلال (۳) برقہ (۴) میثب (۵) حسنی (۶) صافیہ اور (۷) مال ام ابراہیم (مشربہ ام ابراہیم یعنی ماریہ قبطیہ کا مکان) کی حضرت علی ابن ابی طالب علیہ السلام کے لئے وصیت کی اور اگر وہ دنیا سے گزر جائیں تو امام حسن علیہ السلام کے لئے ہے اور اگر وہ بھی گزر جائیں تو امام حسین علیہ السلام کے لئے ہے اگر وہ بھی گزر جائیں تو میری اولاد میں جو سب سے بڑا ہو اس کے لئے یہ وصیت ہے اور اس پر گواہ اللہ تعالیٰ اور مقداد بن اسود کندی اور زبیر بن العوام ہیں اور علی ابن ابی طالب نے لکھا ہے۔

اور روایت کی گئی یہ مندرجہ بالا باغات وقف تھے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کی پیداوار اور آمدنی میں سے کچھ اپنے مہمانوں اور اپنے یہاں آنے جانے والوں کے لئے لیا کرتے تھے جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وفات پائی تو عباسؓ (آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چچا) اس کے مدعی ہو کر حضرت فاطمہ علیہا السلام کے پاس آئے تو حضرت علی علیہ السلام وغیرہ نے گواہی دی کہ یہ سب حضرت فاطمہ علیہا السلام پر وقف ہے۔ اور ان باغات میں ایک کا نام میثب سنا گیا ہے لیکن میں نے سید ابو عبداللہ محمد ابن الحسن موسوی ادام اللہ توفیقہ سے سنا ہے وہ بیان کر رہے تھے کہ وہ باغ ہم لوگوں کے یہاں میثم کے نام سے پہچانا جاتا ہے۔

(۵۵۸۰) محمد بن علی بن محبوب نے محمد بن فرج سے انہوں نے علی بن معبد سے روایت کی ہے کہ محمد بن احمد بن ابراہیم نے ۲۳۳ھ میں حضرت امام علی النقی ہادی علیہ السلام کو خط لکھ کر دریافت کیا کہ ایک شخص مر گیا اور اس نے ایک عورت اور کئی لڑکے اور کئی لڑکیاں چھوڑیں اور ان سب کے لئے ایک غلام چھوڑا جس کو اس نے ان لوگوں پر دس سال کے لئے وقف کر دیا اس کے بعد وہ غلام دس سال بعد آزاد ہو جائے گا۔ میں آپ علیہ السلام پر قربان کیا ان ورثاء کے لئے یہ جائز ہے کہ اگر وہ مجبور ہوں اور اس کے بغیر کوئی چارہ نہ ہو جیسا کہ میں نے بیان کیا ہے تو اس غلام کو فروخت کر دیں ؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا وہ مدت معینہ (یعنی دس سال) کے لئے جو مشروط ہے فروخت نہ کریں مگر یہ کہ وہ لوگ انتہائی مجبور ہوں تو ان کے لئے جائز ہے۔

(۵۵۸۱) محمد بن ابی عمیر نے عمر بن اذینہ سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں ابن ابی لیلیٰ کی مجلس میں حاضر تھا اور انہوں نے ایک ایسے شخص کے متعلق فیصلہ کیا جس نے اپنے کسی قرابتدار کو رہنے کی اجازت دی مگر مدت مقرر نہیں کی (کہ ہمیشہ رہے یا مالک مکان کی زندگی تک رہے یا جس کو اجازت دی ہے وہ اپنی زندگی تک رہے) اس کے بعد مالک مکان مرگیا تو مرنے والے کے ورثاء اور وہ شخص جس کو رہنے کی اجازت دی گئی تھی وہ ابن ابی لیلیٰ کے پاس آئے ابن ابی لیلیٰ نے کہا کہ میری رائے تو یہ ہے کہ مرنے والا جس حالت میں مکان چھوڑ گیا ہے اسی حالت میں رہنے دیا جائے تو محمد بن مسلم ثقفی نے کہا مگر علی ابن ابی طالب علیہ السلام نے تو اسی مسجد میں تمہارے فیصلہ کے برخلاف فیصلہ دیا ہے ابن ابی لیلیٰ نے کہا تمہیں کیسے معلوم؟ انہوں نے جواب دیا میں نے حضرت امام ابو جعفر محمد بن علی باقر علیہ السلام کو فرماتے سنا وہ فرمارہے تھے کہ حضرت علی علیہ السلام نے فیصلہ فرمایا کہ حبیس (رکاوٹ و بندش) کو ہٹاؤ اور وراثت نافذ کردو ابن ابی لیلیٰ نے کہا کیا یہ تمہارے پاس کسی کتاب میں لکھا ہوا ہے؟ انہوں نے جواب دیا ہاں ابن ابی لیلیٰ نے کہا اچھا تو کسی کو بھیج کر وہ کتاب میرے پاس سے منگوالو۔ محمد بن مسلم ثقفی نے کہا مگر اس شرط پر کہ تم اس کتاب میں اس حدیث کے علاوہ کوئی اور چیز نہیں دیکھو گے ابن ابی لیلیٰ نے کہا یہ تمہیں اختیار ہے۔ تو انہوں نے وہ کتاب منگوائی اور انہیں اس کتاب میں حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کی وہ حدیث دکھائی اور انہوں نے اپنا فیصلہ بدل دیا۔

اور حبیس ہر وہ وقف ہے جو غیر معینہ وقت کے لئے ہو، وہ وارثوں کو واپس کردیا جائے گا۔

(۵۵۸۲) عبداللہ بن مغیرہ نے عبدالرحمن جعفی سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں قاضی ابن ابی لیلیٰ کے پاس اپنی میراث کے سلسلے میں آتاجاتا رہتا تھا تاکہ وہ ہم لوگوں میں تقسیم کردے۔ اس میراث میں کچھ جائداد ایسی بھی تھی جو غیر معینہ مدت کے لئے وقف تھی اور وہ ہمیشہ اسے ٹالتا رہا۔ جب بہت وقت گذر گیا تو میں نے اس کی شکایت حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے کی۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا کیا اس کو معلوم نہیں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم غیر معینہ مدت کے وقف کو رد کردیتے تھے اور اس پر میراث کا حکم نافذ کردیا کرتے تھے۔ راوی کا بیان ہے کہ پھر میں ابن ابی لیلیٰ کے پاس آیا۔ مگر اس نے وہی کیا جو کررہا تھا۔ تو میں نے کہا کہ میں نے تمہاری شکایت حضرت جعفر بن محمد علیہما السلام سے کی تو انہوں نے ایسا ایسا کہا تھا۔ تو ابن ابی لیلیٰ نے مجھ پر حلف رکھا کہ کیا حضرت جعفر بن محمد علیہما السلام نے ایسا ہی کہا تھا تو میں نے حلف اٹھالیا تو ابن ابی لیلیٰ نے اسی کے مطابق میرا فیصلہ کردیا۔

(۵۵۸۳) یعقوب بن یزید نے محمد بن شعیب سے انہوں نے ابی کہمس سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ علیہ السلام نے فرمایا چھ (۶) چیزیں مومن سے اس کے مرنے کے بعد ملحق ہوتی ہیں۔ (۱) وہ لڑکا جو اس کے لئے طلبِ مغفرت کرے (۲) اور کوئی دینی کتاب یا قرآن مجید جو وہ چھوڑ جائے۔ (۳) اور کوئی درخت

جو وہ لگائے (۴) اور کوئی کنواں جو وہ کھودے۔ (۵) اور کوئی کار خیر جو اس کے بعد بھی جاری رہے۔ (۶) اور کوئی اچھی رسم جو اس کے بعد بھی لوگ اختیار کریں۔

(۵۵۸۴) علی بن اسباط نے محمد بن حمران سے انہوں نے زرارہ سے انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے ایک شخص کے متعلق کہ مشترکہ تصدق کرتا ہے آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ جائز ہے۔

(۵۵۸۵) حسین بن سعید نے نضر سے انہوں نے قاسم بن سلیمان سے انہوں نے عبید بن زرارہ سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ ایک شخص نے اپنی بالغ اولادوں پر کچھ تصدق اور وقف کر دیا تو آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ اگر اس کے مرنے تک اس کی اولادوں نے اس پر قبضہ نہیں کیا ہے تو پھر وہ میراث ہے اور اگر نا بالغ اولاد کے لئے تصدق اور (وقف) کیا ہے تو پھر یہ جائز ہے اس لئے کہ نابالغ مالدار کا ولی بھی خود وہی ہے نیز فرمایا اور اگر کسی نے اللہ کی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے تصدق اور (وقف) کیا ہے تو وہ واپس نہیں ہوگا۔

(۵۵۸۶) اور ابن ابی عمیر کی روایت میں جمیل بن دراج سے روایت ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا ایک شخص نے اپنے لڑکے پر اپنا مال یا اپنا گھر تصدق و وقف کر دیا کیا اس کو حق ہے کہ وہ اسے واپس لے؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا ہاں مگر یہ کہ وہ لڑکا صغیر (چھوٹا) و نابالغ ہو۔

(۵۵۸۷) موسیٰ بن بکر نے حکم سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کیا کہ میرے والد نے مجھے ایک گھر تصدق کیا پھر انہوں نے اپنی رائے بدل دی اور اسے واپس لے لیا اور ہمارے قاضی لوگ میرے حق میں فیصلہ کرتے ہیں۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا تمہارے قاضی لوگوں نے اچھا فیصلہ کیا اور تمہارے والد نے بہت برا کیا لیکن اگر تم ان سے مقدمہ کرو تو اپنی آواز ان کی آواز پر بلند نہ کرنا اور اگر ان کی آواز بلند ہو تو تم اپنی آواز کو جھکا لینا میں نے عرض کیا مگر وہ فوت ہو چکے تھے۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا پھر تم اس کو اپنے تصرف میں لاؤ۔

(۵۵۸۸) ربعی بن عبداللہ نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ حضرت امیرالمومنین علیہ السلام نے اپنا ایک گھر جو مدینہ میں بنی زریق کے محلہ کے اندر تھا تصدق کیا اور یہ تحریر کیا کہ **بسم اللہ الرحمن الرحیم** علی ابن ابی طالب نے اپنی حیات میں بدرستی صحت اپنا ایک گھر جو بنی زریق میں ہے تصدق کیا یہ ایسا صدقہ ہے جو فروخت نہیں کیا جائے گا نہ اس کا کوئی وارث بنے گا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اس کا وارث ہوگا جو تمام آسمانوں اور زمینوں کا وارث ہے اور اس صدقہ کے گھر میں انہوں نے اپنی خالاؤں کو حق سکونت دی ہے جب تک وہ زندہ ہیں اور ان کی اولاد زندہ ہے اور اگر یہ سب کے سب ختم ہو جائیں تو پھر مسلمانوں میں جو ضرورت مند ہو۔ اس کا اللہ تعالیٰ گواہ ہے۔

(۵۵۸۹) حماد بن عثمان نے ابی الصباح کنانی سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام ابوالحسن علیہ السلام سے عرض کیا کہ میری ماں نے اپنے گھر کا نصف حصہ مجھے تصدق کر دیا تو میں نے ان سے کہا کہ مگر قاضی لوگ اس زبانی تصدق کو جائز نہیں کہیں گے تو اس لئے آپ ذرا اس کو لکھ دیں انہوں نے کہا جو تمہارے جی میں آئے اور جو تم اپنے لئے مناسب سمجھو کر لو۔ تو میں نے ایک دستاویز لکھوالی تو بعض ورثاء یہ چاہتے ہیں کہ میں حلف اٹھا کر کہوں کہ میں نے اس کی قیمت نقد ادا کر دی ہے حالانکہ میں نے اس کی کوئی قیمت نقد ادا نہیں کی ہے ایسے میں آپ علیہ السلام کی کیا رائے ہے۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا پھر اس کے لئے حلف اٹھا لو۔

(۵۵۹۰) محمد بن سلیمان دیلمی نے اپنے باپ سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے آنجناب علیہ السلام سے عرض کیا کہ ایک شخص نے اپنے گھر کا ایک حصہ کسی مرد مسافر کو تصدق کر دیا اور اس کے بعد وہ مرگیا؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ اس کی قیمت لگوائی جائے اور وہ قیمت اس کو دیدی جائے۔

(۵۵۹۱) محمد بن ابی عمیر نے ابان سے انہوں نے اسماعیل جعفی سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص کسی کو صدقہ دے اور وہی صدقہ اس کی طرف میراث میں منتقل ہو جائے تو وہ اس کے لئے جائز ہے۔

(۵۵۹۲) اور سکونی کی روایت میں ہے کہ حضرت علی علیہ السلام بخشش وعطیہ کو وصیت میں شامل کر دیتے تھے۔ اور جو شخص اپنی موت کے وقت بغیر تحریر و بغیر گواہ کسی بات کا اقرار کئے ہوتا تو اس کو رد کر دیا کرتے تھے۔

(۵۵۹۳) محمد بن علی بن محبوب نے علی بن سندی سے انہوں نے صفوان بن یحییٰ سے انہوں نے عبدالرحمٰن بن حجاج سے روایت کی ہے کہ حضرت امام ابوالحسن علیہ السلام نے صدقہ کے لئے اس طرح وصیت کی کہ یہ وقف کیا ہے موسیٰ بن جعفر علیہ السلام نے انہوں نے فلاں فلاں جگہ کی اپنی ساری جائیداد وقف کر دی جس کے حدود اربعہ یہ ہیں۔ کل کا کل اس کے درختوں کو، اس کی زمینوں کو، اس کی نالیوں کو، اس کے پانی اور کنوئیں کی منڈیروں کو، اس کے حقوق کو، اور پانی پینے کو اور ہر حق جو اس کے لئے ہے، بلندی میں یا منظر میں، یا چوڑائی یا لمبائی میں، یا لوازمات خانہ میں، یا صحن میں یا آبی ذخیروں میں، یا اس سے پھوٹنے والی شاخوں میں یا آباد زمینوں میں یا غیر آباد زمینوں میں جو اس کو حاصل ہے اس کے تمام حقوق کو اپنے صلب کے تمام مردوں اور عورتوں پر وقف کر دیا اور اللہ تعالیٰ جو اس میں پیدا کرے گا وہ ان پر اور اس میں جو عمارت ہے اور اس کے طبقات ہیں ان کی تعمیر میں جو صرف ہوگا اس پر تقسیم ہوگا مگر تیس (۳۰) کھجوروں کے گچھوں کو چھوڑ کر جو اس قریہ کے مساکین کو تقسیم ہونگے فلاں شخص کی اولاد میں مردوں کو دو حصہ اور عورتوں کو ایک حصہ کے حساب سے اور اگر فلاں کی اولادوں میں سے کسی عورت نے شادی کر لی تو اس کا کوئی حصہ نہ

ہوگا اس وقف میں جب تک کہ وہ بغیر شوہر کے واپس نہ آجائے اگر بغیر شوہر کے واپس آجائے تو اس کا حصہ ہوگا اسی طرح کہ جیسے فلاں کی اولاد میں سے غیر شادی شدہ ہے۔ اور اگر فلاں کی اولاد میں سے کوئی مرگیا تو اس کی اولاد کو اپنے باپ کا حصہ ملے گا۔ مرد کو دو حصہ اور عورت کو ایک حصہ کے حساب سے جس طرح فلاں نے اپنی صلبی اولاد کے درمیان شرط رکھی ہے اور اگر فلاں کی اولاد میں سے کوئی اور کہ اس نے کوئی اولاد نہیں چھوڑی تو اس کا حق اہل وقف کو پلٹا دیا جائے۔ اور میری لڑکیوں کی اولاد کو میرے اس وقف میں کوئی حق نہیں ہوگا مگر یہ کہ ان کے آباء میری اولاد میں سے ہوں اور میرے وقف میں میری اولاد اور میری اولاد کی اولاد اور ان کے اعقاب (بعد والوں) میں سے ایک بھی باقی ہے تو اس کی موجودگی میں کسی اور کو کوئی حق نہ ہوگا اور اگر سب ختم ہوجائیں اور کوئی ایک بھی باقی نہ رہے تو میری ماں کے بطن سے میرے باپ کی دوسری اولاد میں تقسیم ہوگا جب تک ان میں سے ایک بھی باقی ہے اسی شرط کے مطابق جو میں نے اپنی اولاد اور اپنے اعقاب کے لئے رکھی ہے اور اگر میری ماں کے بطن سے میرے باپ کی اولاد بھی ختم ہوجائے اور کوئی ایک بھی نہ رہے تو میرا وقف اولی پھر اولی پر ہوگا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ ان کو وارث بنا دے جس کو اس نے وارث بنایا ہے اور وہ بہترین وارث ہے۔ آپ علیہ السلام نے یہ وقف علی اور ابراہیم کے لئے قرار دیا اور اگر ان دونوں میں سے ایک نہ رہے تو جو باقی ہے اس کے ساتھ قاسم داخل ہوگا اور ان دونوں سے ایک نہ رہے تو جو باقی ہے اس کے ساتھ اسماعیل داخل ہوگا اور ان دونوں میں ایک نہ رہے تو جو باقی ہے اس کے ساتھ عباس داخل ہوگا اور ان دونوں میں ایک نہ رہے تو جو باقی ہے اس کا ساتھ میری اولاد میں جو سب سے بڑا ہے وہ داخل ہوگا اور اگر میری اولادیں سب ختم ہوجائیں صرف ایک باقی رہ جائے تو وہی اس کا متولی ہوگا۔

(۵۵۹۴) عباس بن عامر نے ابی صحاری سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ میں نے آنجناب علیہ السلام سے عرض کیا کہ ایک شخص نے ایک مکان خریدا اب اس کا کھلا ہوا صحن باقی تھا تو اس نے اس کے اندر غلہ خانہ بنالیا کیا وہ اس کو مسجد پر وقف کردے؟ آپ نے فرمایا کہ مجوسی آتشکدہ کے لئے وقف کیا کرتے ہیں۔

باب: سکنیٰ و عمریٰ اور رقبیٰ

(۵۵۹۵) محمد بن ابی عمیر نے حسین بن نعیم سے انہوں نے حضرت امام ابوالحسن موسیٰ بن جعفر علیہما السلام سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے آنجناب علیہ السلام سے دریافت کیا ایک شخص نے اپنا گھر ایک آدمی کو تاحیات اس کو اور اس کے بعد اس کی اولاد کو سکونت کے لئے دیا۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا اس کو اور اس کی اولاد کو شرط معاہدہ کے مطابق اس میں سکونت کا حق حاصل ہے میں نے عرض کیا اگر مالک کو مکان کے فروخت کرنے کی ضرورت پیش

آئے تو کیا وہ فروخت کردے؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا ہاں (دریافت کیا) پھر فروخت کرنے کی وجہ سے سکونت کا معاہدہ ختم ہوجائیگا؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا فروخت کرنے کی وجہ سے سکونت کا معاہدہ ختم نہیں ہوگا میں نے اپنے پدر بزرگوار علیہ السلام سے سنا ہے وہ فرماتے ہیں کہ حضرت ابو جعفر امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا کہ بیع اور فروخت نہ کرایہ داری کو ختم کرتا ہے اور نہ سکنیٰ کو لیکن فروخت کرے تو اس شرط پر کہ وہ خریدار اس کا مالک اس وقت ہوگا جب سکنیٰ اور کرایہ دار کا معاہدہ ختم ہوجائے گا۔ میں نے عرض کیا اور اگر کرایہ دار کو اس کی رقم اور جو کچھ اس نے اس کی تعمیر وغیرہ پر خرچ کیا ہے اسے واپس کردے؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا اگر وہ چاہتا ہے اور کرایہ دار اس پر راضی ہوجاتا ہے تو اس میں کوئی مضائقہ نہیں۔

(۵۵۹۶) حسن بن محبوب نے خالد بن نافع بجلی سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے آنجناب علیہ السلام سے دریافت کیا ایک شخص نے اپنے مکان میں ایک آدمی کو تاحیات سکنیٰ کیا یعنی مالک مکان نے اور جس نے سکنیٰ کیا تھا وہ مرگیا اور سکنیٰ ابھی زندہ ہے آپ علیہ السلام کی کیا رائے ہے اگر اس کے ورثاء چاہیں کہ سکنیٰ کو مکان سے نکال دیں تو کیا ان کو یہ حق ہے؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا میری رائے تو یہ ہے اس مکان کی عدل وانصاف کے ساتھ قیمت لگوائی جائے اور میت کے ایک تہائی (حق وصیت) کو دیکھا جائے گا اگر اس مکان کی قیمت اس کے ایک تہائی میں آتی ہے تو ورثاء کو حق نہیں کہ اس سے سکنیٰ کو نکالیں اور اگر اس مکان کی قیمت اس کی ایک تہائی میں نہیں آتی اس سے زائد ہے تو ورثاء کو حق ہے کہ اس کو نکال دیں۔ تو عرض کیا گیا کہ آپ علیہ السلام کی کیا رائے ہے اگر مالک مکان کے مرنے کے بعد وہ سکنیٰ بھی مرگیا تو کیا اس سکنیٰ کو حق ہے کہ وہ اپنی اولاد کو اس میں سکنیٰ بنا جائے؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ نہیں۔

(۵۵۹۷) حسن بن علی بن فضّال نے احمد بن عمر حلبی سے انہوں نے اپنے باپ سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے آنجناب علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک شخص نے اپنے مکان میں ایک آدمی کو تاحیات ساکن بنایا؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا اس کے لئے جائز ہے اور اس کو حق نہیں کہ اس میں سے اس کو نکالے۔ میں نے عرض کیا اس کو اور اس کے پسماندگان کو بھی حق سکونت دے سکتا ہے؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا اس کے لئے جائز ہے۔ اور میں نے آنجناب علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک شخص نے اپنے مکان میں ایک آدمی کو ساکن بنایا لیکن کوئی وقت معین نہیں کیا کہ کب تک۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ پھر مالک مکان اس کو جب چاہے نکال دے۔

(۵۵۹۸) محمد بن ابی عمیر نے ابان بن عثمان سے انہوں نے عبدالرحمٰن بن ابی عبداللہ سے انہوں نے حمران سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے آنجناب علیہ السلام سے سکنیٰ اور عمریٰ (مدت معینہ تک کے لئے ساکن اور عمر

بھر کے لئے ساکن) کے لئے دریافت کیا تو آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ لوگ اس معاملہ میں معاہدہ اور شرائط پر کاربند ہوتے ہیں اگر تاحیات کی شرط ہے تو وہ تاحیات رہے گا اور اگر اس کی اولاد کے لئے بھی شرط ہے تو اس کی اولاد کو رہنے کا حق ہے تاوقتیکہ وہ سب فنا نہ ہوجائیں پھر اس کے بعد وہ گھر اس کے مالک کی طرف پلٹ جائے گا۔

(۵۵۹۹) محمد بن فضیل نے ابی الصباح کنانی سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ آنجناب علیہ السلام سے سکنیٰ اور عمریٰ کے متعلق دریافت کیا گیا تو آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ اس کو اس کی زندگی تک کے لئے سکونت دی ہے تو وہ شرط کے مطابق زندگی بھر اس میں رہے گا اور اگر اس کو اور اس کے بعد اس کی اولاد کو بھی سکونت کا حق دیا ہے تو مالکوں کو کوئی حق نہیں کہ اس کو فروخت کریں اور نہ وہ گھر وراثت میں جائے گا (البتہ) جب اولاد فنا ہوجائے گی تو وہ پہلے مالک کی طرف پلٹ آئے گا۔

(کتاب الفرائض والمواریث)

باب: اراثت میں عول کا باطل ہونا

(۵۶۰۰) سماعہ نے ابی بصیر سے انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ حضرت امیرالمومنین علیہ السلام ارشاد فرمایا کرتے تھے کہ وہ جو ریت کے ٹیلوں کے ذرے ذرے کا شمار رکھتا ہے وہ جانتا ہے سہام چھ (۶) سے زیادہ نہیں ہوگا اگر لوگ اس کے وجوہ و اسباب کو جان لیں تو یہ چھ (۶) سے ہرگز تجاوز نہیں کریں گے۔

(۵۶۰۱) سیف بن عمیرہ نے ابوبکر حضرمی سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ ابن عباس کہا کرتے تھے کہ وہ جو ریگستان کے ذرے ذرے کا شمار رکھتا ہے وہ جانتا ہے کہ سہام چھ (۶) سے زیادہ نہیں ہونگے۔

(۵۶۰۲) فضل بن شاذان نے محمد بن یحییٰ سے انہوں نے علی بن عبداللہ سے انہوں نے یعقوب بن ابراہیم بن سعد سے انہوں نے اپنے باپ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ میرے والد نے مجھ سے بیان کیا روایت کرتے ہوئے محمد بن اسحاق سے ان کا بیان ہے کہ مجھ سے بیان کیا زہری نے روایت کرتے ہوئے عبیداللہ بن عبداللہ بن عقبہ سے انکا بیان ہے ایک مرتبہ میں ابن عباسؓ کی خدمت میں بیٹھا ہوا تھا کہ میرے سامنے فرائض کا تذکرہ ہوا تو ابن عباسؓ نے کہا پاک و منزہ ہے خدائے بزرگ و برتر کیا تم لوگ دیکھتے ہو کہ وہ جو ریت کے ٹیلوں کے ایک ایک ذرے کا شمار رکھتا ہے اس نے مال (متروکہ) میں نصف و نصف اور ایک ثلث رکھا ہے تو ان دونوں نصف سے تو پورا مال ہی ختم ہوگیا اب ثلث

کی کیا گنجائش رہ گئی تو زفر بن اوس بصری نے کہا اے ابن عباسؓ سب سے پہلے فرائض میں کس نے عول و زیادتی کی ؟ کہا رمع نے جب ان کے سامنے فرائض کا مسئلہ پیش ہوا اور ایک دوسرے سے ٹکرانے لگا تو انہوں نے کہا واللہ میں نہیں جانتا کہ کس کو مقدم کروں اور کس کو مؤخر کروں لہذا میں کوئی شے اس سے آسان نہیں سمجھتا کہ تم لوگوں میں یہ مال حصوں کے ساتھ تقسیم کروں چنانچہ انہوں نے ہر صاحب حق پر عول کرکے فریضہ بڑھا دیا اور خدا کی قسم اگر اللہ نے جس کو مقدم کیا ہے اس کو مقدم رکھتا اور جس کو اللہ نے مؤخر کیا ہے اس کو مؤخر رکھتا تو کوئی فریضہ زیادہ نہ ہوتا تو زفر بن اوس نے ان سے عرض کیا کہ ان دونوں میں سے کس کو مقدم کیا ہے اور ان دونوں میں سے کس کو مؤخر کیا ہے۔ تو انہوں نے جواب دیا کہ جس کو اللہ تعالیٰ نے نیچے اتار کر دوسرے فریضہ پر کر دیا ہے اس کو اللہ تعالیٰ نے مقدم کیا ہے اور جس کو اللہ نے مؤخر کیا ہے وہ فریضہ ہے کہ اگر وہ اپنے فرض سے ہٹا تو اس کے لئے کچھ نہیں ہے سوائے اس کے کہ جو باقی رہ جائے تو اس کو اللہ تعالیٰ نے مؤخر کیا ہے اب اللہ تعالیٰ نے جس کو مقدم کیا ہے وہ زوج (شوہر) ہے اس کے لئے نصف ہے اگر کوئی ایسا دخیل ہوا کہ جس نے اس کو اس سے ہٹایا تو پھر وہ ربع (ایک چوتھائی) پر آجائے گا اور اس ربع سے اس کو کوئی نہیں ہٹائے گا اور زوجہ کے لئے ربع ہے اگر وہ یہاں سے ہٹی تو پھر اس کے لئے ثمن (آٹھواں حصہ) ہے اور اس سے اس کو کوئی نہیں ہٹائے گا۔ اور ماں کے لئے ثلث (ایک تہائی) ہے اگر یہ یہاں سے ہٹی تو سدس (چھٹا حصہ) پر آجائے گی اور یہاں سے اس کو کوئی نہیں ہٹائے گا تو یہی وہ فرائض ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے مقدم کیا ہے لیکن وہ فرائض جنہیں اللہ تعالیٰ نے مؤخر کیا ہے وہ لڑکیاں اور بہنیں ہیں ان کے لئے نصف ہے اگر وہ ایک ہے اور اگر وہ دو ہیں یا دو سے زیادہ ہیں تو دو ثلث اور اگر دیگر فرائض نے ان کو وہاں سے ہٹا دیا تو ان کے لئے کچھ نہ ہوگا سوائے اس کے کہ جو باقی رہ جائے تو یہ وہ ہیں کہ جنہیں اللہ تعالیٰ نے مؤخر کیا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ نے جن کو مقدم کیا ہے اور جن کو مؤخر کیا ہے اگر یہ دونوں جمع ہو جائے تو جس کو اللہ تعالیٰ نے مقدم کیا ہے اس سے شروع کیا جائے گا اور اس کا حق کامل دیا جائے گا پھر اگر کچھ باقی رہ گیا تو وہ مؤخر کو دیا جائے گا۔ اور کچھ باقی نہیں رہا تو اس کے لئے کچھ نہیں ہے تو زفر بن اوس نے ان سے کہا کہ رمع کو یہ مشورہ دینے سے آپ کو کس نے روکا؟ تو ابن عباسؓ نے کہا کہ ان کی ہیبت (خوف) نے۔ زہری کا قول ہے کہ خدا کی قسم اگر عول اس امام عدل کی طرف سے ایجاد نہ ہوتا جن کا ہر حکم ورع واحتیاط کی بناء پر ہوتا تھا وہ حکم نافذ نہ کرتے اور اس پر عمل شروع نہ ہو جاتا تو اہل علم میں سے دو اشخاص بھی ابن عباسؓ سے اختلاف کرنے والے نہ ہوتے۔

(۵۶۰۳) فضل کا کہنا ہے اور عبداللہ بن ولید مدنی جو سفیان کے صحابی تھے انہوں نے بیان کیا کہ مجھ سے بیان کیا ابوالقاسم کوفی نے جو ابویوسف کے مصاحب تھے انہوں نے ابویوسف سے روایت کی وہ کہتے ہیں کہ بیان کیا مجھ سے لیث بن ابی سلیم نے روایت کرتے ہوئے ابی عمر وعبدی سے انہوں نے ابن سلیمان سے انہوں نے حضرت علی ابن ابی

طالب علیہ السلام سے کہ آنجناب علیہ السلام فرمایا کرتے کہ فرائض کے چھ (۶) سہم (حصہ) ہیں۔ دو ثلث کے چار سہم۔ نصف کے تین سہم ایک ثلث کے دو سہم اور ربع کا ایک سہم اور نصف اور ثمن کے تین چوتھائی سہم۔ لڑکا موجود ہے تو اس کے ساتھ اور کوئی وارث نہیں ہوگا سوائے ماں باپ اور شوہر اور زوجہ کے۔ اور عورت کو سوائے لڑکے اور بھائی کے اور کوئی ثلث سے محجوب نہیں کرے گا۔ اور شوہر کو نصف سے زیادہ کبھی نہیں دیا جائے گا اور نہ ربع سے کم دیا جائے گا۔ اور عورت نہ کبھی ربع سے زیادہ اور نہ کبھی ثمن سے کم پائے گی خواہ وہ چار ہوں یا اس سے کم وہ سب اس میں برابر برابر پائیں گی۔ اور ماں کی طرف سے بھائی بہن ثلث سے زیادہ کبھی نہیں پائیں گے اور نہ سدس (چھٹے حصہ) سے کبھی کم پائیں گے اور اس میں مرد و عورت سب برابر ہونگے اور ان میں سوائے لڑکے اور باپ کے ثلث سے کوئی محجوب نہیں کرے گا۔ اور دیت ان لوگوں پر تقسیم کی جائے گی جو میراث کے حقدار ہیں۔

فضل بن شاذان کہتے ہیں کہ یہ حدیث صحیح ہے اور کتاب خدا کے موافق ہے۔ اور اس میں اس امر کی دلیل ہے کہ لڑکے کی موجودگی کے ساتھ بھائی اور بہن کوئی میراث نہیں پائیں گے۔ اور نہ لڑکے کی موجودگی کے ساتھ دادا کوئی میراث پائے گا۔ اور اس میں اس بات کی بھی دلیل ہے کہ ماں کی طرف سے بھائی ماں کو میراث سے محجوب نہیں کریں گے۔

اور اگر کوئی کہنے والا یہ کہے کہ یہ حدیث میں والد کہا گیا ہے والدین اور والدہ نہیں کہا گیا ہے تو اس سے کہا جائے گا کہ یہ جائز ہے جس طرح کہا جاتا ہے ولد اور اس سے مراد لڑکے اور لڑکیاں دونوں ہوتے ہیں اور کبھی ماں کو بھی والد کہا جاتا ہے جب اس کو باپ کے ساتھ جمع کر لیا جائے اللہ تعالیٰ کے اس قول کی بناء پر کہ **ولا بویہ لکل واحد منھما السدس** (سورۃ نساء آیت ۱۱) (اور دونوں باپ میں سے ہر ایک کے لئے چھٹا حصہ ہے) تو دونوں باپ میں سے ایک سے مراد ماں ہے اور اسی طرح اللہ تعالیٰ کا یہ قول **الوصیۃ للوالدین والاقربین** (سورۃ بقرہ آیت ۱۸۰) (وصیت کرنا ماں اور باپ کے واسطے اور رشتہ داروں کیلئے) تو ان والدین میں سے ایک ماں ہی مراد ہے اور اللہ تعالیٰ نے ماں کا بھی والد ہی نام رکھا ہے جس طرح اس کا رب نام رکھا ہے۔ یہ بالکل واضح اور روشن ہے **الحمد للہ**۔

(۵۷۰۴) اور حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ میراث کے سہام چھ (۶) ہیں اس سے زیادہ نہیں ہونگے کیونکہ انسان چھ (۶) اشیاء سے خلق کیا گیا ہے چنانچہ اللہ تعالیٰ کا قول ہے **ولقد خلقنا الانسان من سلالۃ من طین** (سورۃ مومنون آیت ۱۲) (اور ہم نے بنایا آدمی کو چنی ہوئی مٹی سے)۔

اور دوسرا سبب یہ ہے کہ وہ وارثین جو ہمیشہ وراثت پائیں گے کبھی ساقط نہیں ہونگے چھ (۶) ہیں۔ ماں، باپ، بیٹا، بیٹی، زوج، زوجہ۔

باب: صلبی اولاد کی میراث

اگر کوئی شخص فقط ایک لڑکا چھوڑے نہ زوجہ چھوڑے نہ ماں باپ تو کُل مال لڑکے کا ہوگا اور اسی طرح اگر دو لڑکے یا اس سے زائد ہوں تو ان کے درمیان مال سب کا سب برابر تقسیم ہوگا۔ اور اسی طرح اگر کوئی شخص فقط ایک لڑکی چھوڑے نہ زوجہ چھوڑے اور نہ ماں باپ تو سارا مال لڑکی کا ہوگا اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے مال اولاد کے لئے قرار دیا یہ نہیں کہا کہ لڑکی کے لئے نصف مگر یہ کہ وہ لڑکی مرنے والے کے ماں باپ کے ساتھ ہو۔ اسی طرح اگر لڑکیاں دو یا اس سے زائد ہوں تو سارا مال ان سب کے درمیان برابر برابر تقسیم ہوگا۔ اور اگر کوئی اپنی لڑکی اور اپنے لڑکے کی لڑکی (پوتی) اور لڑکے کا لڑکا (پوتا) چھوڑے اور اس کی زوجہ اور اس کے ماں باپ بھی نہ ہوں تو سارا مال اس کی اپنی لڑکی کے لئے ہے۔ اپنی صلبی اولاد کے رہتے ہوئے اولاد کی اولاد کے لئے کچھ نہیں ہے اس لئے کہ جو ذاتی طور سے قریب ہے وہی مال کا سب سے زیادہ حقدار ہے بہ نسبت اس کے جو کسی غیر کے واسطے سے قریب ہو۔ اور جو بطن کے ذریعہ میت سے زیادہ قریب ہو وہ مال کا زیادہ حقدار ہے بہ نسبت اس کے جو بطن سے دور ہو۔

اور اگر کوئی شخص ایک لڑکا ایک لڑکی یا کئی لڑکے اور کئی لڑکیاں چھوڑے تو سارا مال ان سب کا ہوگا مرد کو دو اور عورت کو ایک کے حساب سے جبکہ ان کے ساتھ مرنے والے کی زوجہ اور اس کے والدین نہ ہوں۔ اور اگر کوئی ایک لڑکی اور ایک بھائی اور ایک بہن اور اپنا دادا چھوڑے تو سارا مال اس کی لڑکی کا ہوگا لڑکی کے ساتھ کوئی وراثت نہیں پائے گا سوائے لڑکے اور زوجہ اور والدین کے اور اسی طرح لڑکے کے ساتھ بھی کوئی وراثت نہیں پائے گا سوائے زوجہ اور والدین کے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں اس کا ذکر کیا ہے۔

(۵۴۰۵) جمیل بن درّاج نے زرارہ سے انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے آنجناب علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ حضرت علی علیہ السلام نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ان کے علم کی میراث پائی اور حضرت فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا نے ان کے ترکہ کی میراث پائی۔

(۵۴۰۶) احمد بن محمد بن ابی نصر نے حسن بن موسیٰ حنّاط سے انہوں نے فضیل بن یسار سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا وہ فرماتے تھے کہ نہیں خدا کی قسم نہیں وراثت پائی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نہ عباسؓ نے اور نہ علی علیہ السلام نے اور نہ عورتوں میں سے کسی نے آپؐ کی وراثت پائی سوائے فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا کے اور حضرت علی علیہ السلام نے جو کچھ لیا تھا وہ آپ کے اسلحے وغیرہ تھے لیکن یہ کہ انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا قرض ادا کردیا تھا۔ پھر آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ کتابِ خدا

میں ہے کہ **واولوا الارحام بعضھم اولیٰ ببعض فی کتاب اللہ** (سورۃ انفال آیت ۷۵) (اور رشتہ دار آپس میں زیادہ حق دار ہیں ایک دوسرے کے اللہ کی کتاب میں)۔

(۵۶۰۷) بزنطی سے روایت ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام ابو جعفر ثانی (امام حسن عسکری) علیہ السلام سے عرض کیا کہ میں آپ علیہ السلام پر قربان ایک شخص مرگیا اور اس نے اپنی ایک لڑکی اور اپنے ایک چچا کو چھوڑا۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا سارا مال لڑکی کا ہے چچا کا نہیں ہے۔ میں نے عرض کیا اور ایک شخص مرگیا اور اس نے اپنی ایک لڑکی اور اپنا ایک بھائی یا کہا کہ اپنے بھائی کا ایک لڑکا چھوڑا۔ تو آپ علیہ السلام دیر تک خاموش رہے پھر فرمایا کہ مال لڑکی کے لئے ہے۔

(۵۶۰۸) علی بن حکم نے علی بن ابی حمزہ سے انہوں نے حضرت امام ابوالحسن علیہ السلام سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے آنجناب علیہ السلام سے دریافت کیا کہ میرا ایک پڑوسی مرگیا اور کئی لڑکیاں چھوڑیں۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا سارا مال ان لڑکیوں کا ہے۔

(۵۶۰۹) اور حسن بن محبوب نے علی بن رئاب سے انہوں نے زرارہ سے انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے ایک شخص کے متعلق کہ جو مرگیا اور اس نے اپنی ایک لڑکی حقیقی اپنے ماں اور باپ کی طرف سے اور اپنی ایک حقیقی بہن چھوڑی تو آپ علیہ السلام نے فرمایا سارا مال لڑکی کا ہے اور ماں اور باپ کی طرف سے جو حقیقی بہن ہے اس کا کچھ نہیں ہے۔

(۵۶۱۰) اور بزنطی نے حضرت امام ابوالحسن علیہ السلام کو خط لکھا کہ ایک شخص مرگیا اور اس نے اپنی ایک لڑکی اور اپنا ایک بھائی چھوڑا تو آپ علیہ السلام نے جواب میں تحریر فرمایا اگر اس کے چچا کی طرف سے کوئی خطرہ نہ ہو تو سارا مال لڑکی کو دیدو۔

باب: والدین کے لئے میراث

(۵۶۱۱) حسن بن محبوب نے علی بن رئاب سے انہوں نے زرارہ سے انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ ایک شخص مرگیا اور اس نے اپنے دونوں ماں باپ چھوڑے۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ ماں کو ایک ثلث اور باپ کا دو ثلث ہے۔

باب: زوج اور زوجہ کے لئے میراث

(۵۶۱۲) معاویہ بن حکیم نے علی بن حسن بن زید سے انہوں نے مشمعل سے انہوں نے ابو بصیر سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے آنجناب علیہ السلام سے ایک عورت کے متعلق دریافت کیا جو مر گئی اور اپنا شوہر چھوڑا اور اس کے علاوہ اس کا کوئی وارث نہیں ہے۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا اگر اس کا کوئی اور وارث نہیں تو سارا مال شوہر کے لئے ہے اور اگر شوہر مر جائے اور عورت کے سوا اس کا کوئی وارث نہ ہو تو عورت کے لئے ایک ربع ہے اور جو باقی رہے وہ امام کے لئے ہے۔

مصنف علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ یہ حکم ظہور امام علیہ السلام کے وقت کا ہے لیکن زمانہ غیبت میں اگر شوہر مر جائے اور اپنی زوجہ چھوڑے اور اس کے علاوہ اس کا کوئی وارث نہ ہو تو سارا مال اس کی زوجہ کے لئے ہے اور اس کی تصدیق ذیل کی حدیث سے ہوتی ہے۔

(۵۶۱۳) جس کی روایت کی ہے محمد بن ابی عمیر نے ابان بن عثمان سے انہوں نے ابی بصیر سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ایک عورت کے متعلق کہ جو مر گئی اور اس نے اپنا شوہر چھوڑا۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا سارا مال اس کے شوہر کے لئے ہے میں نے عرض کیا اور اگر مرد مر جاتا ہے اور اپنی زوجہ کو چھوڑتا ہے؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ سارا مال اس کی زوجہ کے لئے ہے۔

باب: اپنی صلبی اولاد اور ماں باپ کے لئے

(۵۶۱۴) محمد بن ابی عمیر نے عمر بن اذینہ سے انہوں نے محمد بن مسلم سے روایت کی ہے کہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے ان کو وہ صحیفہ فرائض پڑھوایا جس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بولتے گئے اور حضرت علی علیہ السلام اپنے ہاتھ سے لکھتے گئے تھے۔ اس میں، میں نے لکھا ہوا پایا کہ ایک شخص نے اپنی ایک لڑکی چھوڑی اور اپنی ماں کو چھوڑا تو لڑکی کے لئے نصف ہے اور ماں کے لئے سدس (چھٹا حصہ) ہے پھر بقیہ مال کے چار حصہ ہونگے تین حصہ لڑکی کو ملے گا اور ایک حصہ ماں کو ملے گا۔

اور اس میں میں نے یہ بھی لکھا ہوا پایا کہ ایک شخص نے اپنی ایک لڑکی چھوڑی اور ماں باپ چھوڑے تو لڑکی کو نصف اور والدین میں سے ہر ایک کے لئے سدس (چھٹا حصہ) اور بقیہ مال کے پانچ حصے ہونگے تین حصہ لڑکی کے اور دو حصہ دونوں ماں باپ کے لئے۔

راوی کا بیان ہے کہ اس میں میں نے یہ بھی پڑھا کہ ایک شخص نے اپنی ایک لڑکی چھوڑی اور اپنے باپ کو چھوڑا تو لڑکی کے لئے نصف ہوگا اور ایک سہم باپ کے لئے اب بقیہ مال چار حصوں میں تقسیم ہوگا تین حصہ لڑکی کے لئے اور ایک حصہ باپ کے لئے۔

اور اگر کوئی شخص ماں باپ کو اور ایک لڑکا اور ایک لڑکی یا کئی لڑکے اور کئی لڑکیاں چھوڑے تو ماں باپ دونوں کے لئے ایک ایک سدس (یعنی دو سدس) اور جو باقی رہ جائے وہ لڑکوں اور لڑکیوں کا ہے مرد کو دو اور عورت کو ایک کے حساب سے۔

اور اگر کوئی شخص ایک لڑکا اور ماں باپ کو چھوڑے تو دونوں ماں باپ کے لئے سدس سدس (دو سدس) اور جو باقی رہ جائے وہ لڑکے کے لئے ہے۔

اور اگر کوئی شخص ماں کو چھوڑے اور ایک لڑکا چھوڑے تو ماں کے لئے ایک سدس اور جو باقی ہے وہ سب لڑکے کے لئے اور اگر کوئی شخص باپ کو چھوڑے اور ایک لڑکا چھوڑے تو باپ کے لئے ایک سدس اور جو باقی رہ جائے وہ لڑکے کے لئے اور اگر کوئی شخص ماں کو چھوڑے اور کئی لڑکے اور کئی لڑکیاں چھوڑے تو ماں کے لئے ایک سدس اور بقیہ لڑکے اور لڑکیوں کے لئے مرد کے لئے دو اور عورت کے لئے ایک کے حساب سے۔

اور اگر کوئی شخص باپ کو چھوڑے اور کئی لڑکے اور کئی لڑکیاں چھوڑے تو باپ کے لئے ایک سدس اور جو باقی رہ جائے وہ لڑکوں اور لڑکیوں کے لئے، مرد کے لئے دو حصہ اور عورت کے لئے ایک حصہ کے حساب سے۔

باب: شوہر کے لئے میراث اولاد کے ساتھ

اور اگر کوئی عورت مرجائے اور ایک لڑکا اور شوہر چھوڑے۔ تو شوہر کے لئے ایک ربع (چوتھائی) اور جو کچھ بچے وہ سب لڑکے کے لئے ہے اور اسی طرح اگر دو لڑکے ہوں یا دس سے زیادہ تو شوہر کے لئے ربع ہے اور جو باقی رہے وہ سب لڑکوں کے لئے برابر برابر ہے اور شوہر ہر حال میں ربع سے کم اور نصف سے زیادہ نہیں پائے گا اور زوجہ ثمن (آٹھویں حصہ) سے کم اور ربع سے زیادہ نہیں پائے گی اور کسی حال میں بھی زوجہ اور شوہر میراث سے ساقط نہیں کئے جائیں گے۔

اور اگر مرنے والی عورت نے ایک لڑکی اور شوہر چھوڑا تو شوہر کے لئے ربع ہے اور جو باقی رہے وہ سب لڑکی کا ہے اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے ماں باپ کی موجودگی کے ساتھ لڑکی کے لئے نصف رکھا ہے۔

اور اگر اس نے شوہر اور دو لڑکیوں یا اس سے زائد لڑکیوں کو چھوڑا تو شوہر کے لئے ایک ربع اور جو باقی ہے

اس میں تمام لڑکیوں کو برابر برابر ملے گا۔
اور اگر اس نے شوہر اور ایک لڑکا اور ایک لڑکی یا کئی لڑکے اور کئی لڑکیاں چھوڑیں تو شوہر کے لئے ایک ربع اور جو باقی ہے اس میں لڑکوں اور لڑکیوں کو مرد کے لئے دو اور عورت کے لئے ایک کے حساب سے ملے گا۔

باب: لڑکے کے ساتھ زوجہ کے لئے میراث

اور جب مرد مرجائے اور زوجہ اور ایک لڑکا چھوڑے تو زوجہ کے لئے ثمن (آٹھواں حصہ) اور جو باقی ہے وہ سب لڑکے کے لئے ہے۔ اور اسی طرح اگر زوجہ اور ایک لڑکی چھوڑے تو زوجہ کے لئے کے لئے ثمن اور جو باقی ہے وہ سب لڑکی کے لئے ہے اور اگر وہ زوجہ اور ایک لڑکا اور ایک لڑکی یا کئی لڑکے اور کئی لڑکیاں چھوڑے تو زوجہ کے لئے ثمن اور جو باقی ہے اس میں تمام لڑکوں اور تمام لڑکیوں کو ملے گا۔ مرد کے لئے دو اور عورت کے لئے ایک کے حساب سے۔

باب: شوہر کے ساتھ لڑکے اور والدین کے لئے میراث

(۵۶۱۵) محمد بن ابی عمیر نے روایت کی ہے کہ ابن اذینہ نے بیان کیا کہ میں نے زرارہ سے کہا کہ میں نے سنا ہے کہ محمد بن مسلم اور بکیر روایت کرتے ہیں حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے شوہر اور ماں باپ اور لڑکی کے متعلق کہ شوہر کو ایک ربع یعنی بارہ حصوں میں سے تین حصہ ۱۲/ ۳ اور ماں باپ کو ایک ایک سدس یعنی بارہ حصوں میں سے چار حصہ ۱۲/ ۴ اور اب رہ گئے پانچ حصے تو یہ لڑکی کے لئے ہے اس لئے کہ اگر وہ لڑکا ہوتی تو اس وقت بھی اس کو اتنا ہی ملتا اس سے زیادہ نہیں ملتا اور اگر دو لڑکیاں ہوتیں تو اس وقت بھی ان دونوں کو ان پانچ حصوں کے سوا کچھ نہ ملتا۔
زرارہ نے کہا۔یہی حق ہے اگر تم عول کا ارادہ رکھتے ہو تو یہ کرو فریضہ عول نہیں ہوتا اور نقصان ان ہی لوگوں کے لئے ہے جن کے لئے زیادہ ہے جیسے لڑکا اور ماں باپ بھائی (حقیقی) اور مادری بھائی (سوتیلا) تو جو ان کے لئے حصہ معین ہے اس میں کمی نہ ہوگی۔
اور اگر کوئی عورت اپنے شوہر کو اپنے ماں باپ کو اور ایک اولاد یا دو اولادیں یا اس سے زیادہ اولادوں کو چھوڑ جائے تو شوہر کے لئے ایک ربع ماں باپ کے لئے ایک ایک سدس (یعنی دو سدس) اور جو باقی رہ جائے وہ سب لڑکوں اور لڑکیوں کے لئے،مرد کے لئے دو اور عورت کے لئے ایک کے حساب سے۔

باب: زوجہ کے ساتھ والدین اور اولاد کے لئے میراث

اگر کوئی شخص مرجائے اور ماں باپ و زوجہ اور ایک لڑکا چھوڑ جائے تو زوجہ کے لئے ثمن (آٹھواں حصہ) اور والدین کے لئے دو سدس (دونوں کے لئے ایک ایک سدس) اور جو باقی رہے وہ لڑکے کے لئے ہے اور اسی طرح اگر دو لڑکے یا تین لڑکے یا اس سے زائد ہوں تو ان سب کے لئے بھی وہی ہے جو باقی رہ گیا ہے۔

اور اگر وہ زوجہ اور اپنے والدین اور ایک لڑکی چھوڑ جائے تو زوجہ کے لئے ثمن اور والدین کے لئے دو سدس اور لڑکی کے لئے نصف اور جو باقی رہے تو وہ لڑکی اور والدین پر رد کردیا جائے ان کے نصاب کے مطابق اور زوج و زوجہ پر کچھ رد نہیں کیا جائے گا اور ثمن (آٹھویں حصہ) کی وجہ سے اس کے چوبیس حصے کئے جائیں گے جب ثمن اور دو سدس اور نصف اس میں سے نکل گئے تو صرف ایک حصہ باقی رہ گیا جو پانچ پر تقسیم نہیں ہوگا اس لئے چوبیس کو پانچ سے ضرب دینگے تو ایک سو بیس (۱۲۰) حصے ہوگئے۔ اس میں سے زوجہ کو آٹھواں حصہ یعنی پندرہ (۱۵) اور والدین کو اس میں سے دو سدس یعنی چالیس (۴۰) اور اب باقی رہ گئے پینسٹھ (۶۵) تو لڑکی کے لئے اس میں سے نصف یعنی ساٹھ (۶۰) اب باقی رہ گئے پانچ (۵) اس میں سے لڑکی کے لئے تین ہیں تو اس کے ہاتھ تریسٹھ (۶۳) آئے اور والدین کے لئے دو (۲) تو ان کے ہاتھ آئے بیالیس (۴۲) (یعنی لڑکی کو ۱۲۰/۶۳۔ ماں کو ۱۲۰/۲۱، باپ کو ۱۲۰/۲۱، بیوی کو ۱۲۰/۱۵)

اور اسی طرح اگر کوئی شخص مرجائے اور ایک زوجہ اور دو (۲) لڑکیاں یا اس سے زائد اور والدین کو چھوڑ جائے تو زوجہ کے لئے ایک ثمن اور والدین کے لئے دو سدس اور اب جو باقی رہ جائے وہ لڑکیوں کے لئے اور اس میں عول باطل ہے اس لئے کہ اگر لڑکیاں لڑکے ہوتے تو انکے لئے بھی جو باقی بچا ہے وہی ہے۔

باب: زوج اور زوجہ کے ساتھ والدین کے لئے میراث

جب کوئی عورت اپنے شوہر اور اپنے والدین کو چھوڑ جائے تو شوہر کے لئے نصف ہے اور ماں کے لئے ایک ثلث کامل اور جو باقی رہے وہ باپ کو اور وہ ایک سدس (چھٹا حصہ) ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ **فان لم یکن له ولد و ورثه ابواه فلامه الثلث** (سورہ نساء آیت ۱۱) (اگر مرنے والے کے کوئی لڑکا نہ ہو صرف ماں باپ وارث ہوں تو اس کی ماں کے لئے ایک ثلث ہے) تو اللہ تعالیٰ نے ماں کے لئے ایک ثلث کامل قرار دیا ہے اگر اس کے کوئی لڑکا اور کوئی بھائی نہ ہو۔

فضل کہتے ہیں کہ یہ آیت اس امر کی دلیل ہے کہ ماں کے لئے پورے مال کا ایک ثلث ہے۔ اور ہمارے مخالفین یہ تو نہیں کہتے کہ پورے مال کا ایک سدس (یعنی چھٹا حصہ) ہے اس فریضہ میں بلکہ وہ یہ کہتے کہ (شوہر کا حصہ نصف نکال کر) جو باقی ہے اس میں سے ایک ثلث ماں کا ہے اور یہی تو پورے مال کا ایک سدس (چھٹا حصہ) ہوا۔ یہ لوگ چاہتے ہیں کہ لفظِ قرآن کی مخالفت نہ کریں اس لئے اس کی لفظ (یعنی ثلث) باقی رکھی مگر اس کے حکم کی مخالفت کی اور یہ صرف اس پر ملمع چڑھانا ہے اور یہ اللہ اور اس کی کتاب کی مخالفت ہے اور اسی طرح عورت کی میراث والدین کے ساتھ کہ زوجہ کے لئے ربع اور ماں کے لئے ایک ثلث اور جو باقی رہ جائے وہ باپ کے لئے ۔ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کے لئے یہ حصہ مقرر کردیا ہے اور اس سے قبل کی آیت میں زوج کے لئے نصف اور زوجہ کے لئے ربع اور ماں کے لئے ثلث اور باپ کے لئے کچھ نہیں کہا اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے **وورثه ابواه فلامه الثلث** سورۂ نساء آیت ۱۱) اور باپ کے لئے جو باقی رہ جائے ان حصوں کے نکلنے کے بعد تو باپ کو ورثہ ملے گا تمام حصوں کے چلے جانے کے بعد جو بچ جائے گا۔

(۵۶۱۶) محمد بن ابی عمیر نے ابن اذنیہ سے انہوں نے محمد بن مسلم سے روایت کی ہے انہوں نے بیان کیا کہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے اس صحیفۂ فرائض کو پڑھوایا جس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بولتے گئے تھے اور حضرت علی ابن ابی طالب علیہ السلام اپنے ہاتھ سے لکھتے گئے تھے تو میں نے اس میں پڑھا کہ ایک عورت مرگئی اس نے اپنے شوہر اور اپنے ماں باپ کو چھوڑا تو شوہر کے لئے نصف یعنی تین سہم اور ماں کے لئے ثلث یعنی دو سہم اور باپ کے لئے سدس یعنی ایک سہم۔ (یعنی اگر کل رقم سو (۱۰۰) ہو تو شوہر کو =/۵۰ روپیہ ۔ ماں کو ۳۳٫۳۳ روپیہ اور باپ کو ۱۶٫۶۷ روپیہ ملیں گے)۔

(۵۶۱۷) احمد بن محمد بن ابی نصر نے جمیل سے انہوں نے اسماعیل جعفی سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے آنجناب علیہ السلام سے عرض کیا کہ ایک شخص مرگیا اور اس نے اپنی زوجہ اور اپنے والدین کو چھوڑا تو آپ علیہ السلام نے فرمایا زوجہ کے لئے ربع ، ماں کے لئے ثلث اور اس کے بعد جو باقی رہا وہ باپ کے لئے ہے ۔ (یعنی سو میں سے بیوی کے لئے =/۲۵ روپیہ ۔ ماں کے لئے ۔/۳۳ روپیہ ۔ اور جو باقی رہ جائے یعنی ۔/۴۲ روپیہ باپ کے لئے) اور اگر عورت اپنے شوہر اور اپنی ماں کو چھوڑے تو شوہر کے لئے نصف اور جو باقی ہے وہ ماں کے لئے (یعنی سو میں سے شوہر کے لئے =/۵۰ روپیہ اور باقی =/۵۰ ماں کے لئے) اور اگر اپنے شوہر کو اور اپنے باپ کو چھوڑے تو شوہر کے لئے نصف اور جو باقی رہے وہ باپ کے لئے ہے۔

باب: پوتے (بیٹے کے بیٹے) کے لئے میراث

(۵۶۱۸) حسن بن محبوب نے سعد بن ابی خلف سے انہوں نے حضرت امام ابوالحسن علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ لڑکی کی لڑکیاں (نواسیاں) لڑکیوں کی قائم مقام ہونگی اگر میت کی کوئی لڑکی نہیں اور نہ سوائے ان کے اس کا کوئی وارث ہے۔ اور فرمایا لڑکے کی لڑکیاں (پوتیاں) لڑکے کی قائم مقام ہونگی اگر مرنے والے کا کوئی لڑکا نہیں اور ان کے سوا اس کا کوئی وارث نہیں ہے۔

اور اگر کوئی شخص ایک نواسا اور ایک پوتی چھوڑے تو نواسے کے لئے ایک ثلث اور پوتی کے لئے دو ثلث اس لئے کہ ہر رشتہ دار اس کا حصہ پائے گا جس کے رشتہ کو وہ لیکر چل رہا ہے۔

(۵۶۱۹) اور محمد بن حسن صفار رضی اللہ عنہ نے حضرت ابو محمد حسن بن علی علیہما السلام کو خط لکھا کہ ایک شخص مرگیا اور اس نے اپنی لڑکی کی لڑکی (نواسی) اور اپنے باپ اور ماں کی طرف سے اپنے بھائی (حقیقی) کو چھوڑا تو میراث کس کے لئے ہوگی؟ اس کے جواب میں تحریر آئی کہ میراث سب سے زیادہ قریبی کے لئے ہوگی ان شاء اللہ۔ اور پوتا اور نواسی اپنے صلبی لڑکے کی موجودگی میں میراث نہیں پائیں گے۔ اور پوتے کا بیٹا پوتے کی موجودگی میں میراث نہیں پائے گا۔ اور جس کا نسب زیادہ قریب ہے وہ دور کے نسب والے کے مقابلہ میں میراث کا زیادہ حقدار ہے۔ اور پوتا اگرچہ وہ نیچے درجہ میں ہے اس کے ساتھ اس کی موجودگی میں بھائی، بہن، چچا، پھوپھی، ماموں، خالہ، بھتیجا، بھانجا، چچا کا لڑکا، ماموں کا لڑکا، پھوپھی کا لڑکا، خالہ کا لڑکا، ان میں سے کوئی بھی میراث نہیں پائے گا۔

باب: پوتے کے ساتھ والدین کی میراث

چار اشخاص کی موجودگی کے ساتھ سوائے شوہر یا زوجہ کے کوئی میراث نہیں پائے گا۔ ماں باپ لڑکا اور لڑکی اور یہی میراث میں اصل ہے۔ پس اگر کوئی شخص باپ ماں اور پوتے اور نواسے کو چھوڑے تو مال ماں باپ کے لئے ہے۔ ماں کے لئے ایک ثلث اور باپ کے لئے دو ثلث کیونکہ پوتا لڑکے کا قائم مقام ہوگا جبکہ اس کا کوئی لڑکا نہ ہو اور نہ اس کے سوا کوئی وارث ہو اور وارث ماں اور باپ ہیں اور فضل بن شاذان نے ہم لوگوں کے فتویٰ کے خلاف فتویٰ دیا ہے اس مسئلہ میں ان سے خطا ہوئی ہے انہوں نے کہا ہے کہ اگر کوئی شخص نواسا اور پوتی اور والدین کو چھوڑ جائے تو والدین کے لئے دو سدس اور جو باقی ہے اب اس میں کا دو ثلث پوتی کے لئے اور ایک ثلث نواسے کے لئے ہے اس لئے کہ پوتی اپنے باپ کی قائم مقام ہے اور نواسا اپنی ماں کا قائم مقام ہے اور یہیں ان کا قدم سیدھے راستے سے ہٹ گیا یہ تو اس کا راستہ ہے جو قیاس کرتا ہے۔

باب: پوتے کی میراث شوہر اور زوجہ کے ساتھ

جب کوئی شخص زوجہ اور پوتا چھوڑے تو زوجہ کے لئے ایک ثمن (آٹھواں حصہ) اور جو باقی رہ گیا وہ سب پوتے کے لئے ہے اور اگر کوئی عورت شوہر اور پوتے کو چھوڑے تو شوہر کے لئے ربع (ایک چوتھائی) اور جو باقی رہ گیا ہے وہ سب پوتے کے لئے۔ اس لئے کہ شوہر اور زوجہ یہ دونوں اصل وارث نہیں یہ سببی رشتہ دار ہیں نسبی نہیں ہیں اور پوتا ان دونوں کے ساتھ بمنزلہ لڑکے کے ہے اس لئے کہ مرنے والی کا نہ کوئی لڑکا ہے اور نہ والدین ہیں۔

باب: ماں باپ اور بھائیوں اور بہنوں کے لئے میراث

اگر کوئی شخص مرجائے اور اپنے ماں باپ کو چھوڑے تو ماں کے لئے ایک ثلث باپ کے لئے دو ثلث اور اگر ماں باپ اور ایک بھائی یا ایک بہن چھوڑے تو ماں کے لئے ایک ثلث اور باپ کے لئے دو ثلث ہے اور اگر وہ ماں باپ اور ایک بھائی اور دو بہنیں یا دو بھائی یا چار بہنیں پدری یا حقیقی چھوڑ جائے تو ماں کے لئے سدس (چھٹا حصہ) اور جو باقی رہے وہ سب باپ کے لئے ہے اللہ تعالیٰ کے اس قول کے بناء پر **فان کان لہ اخوۃ** (یعنی سوتیلے بھائی یا حقیقی بھائی) **فلامہ السدس** (سورۃ نساء آیت ۱۱) (تو اس کی ماں کے لئے سدس)

اور یہ سب ماں کو ثلث سے محجوب کردیں گے اس لئے کہ یہ سب باپ کے عیال ہیں اور باپ پر ہی ان سب کا خرچ ہے تو یہ سب محجوب تو کریں گے مگر وراثت نہیں پائیں گے۔

اور جب چھوڑے ماں باپ کو اور ماں کے دوسرے شوہر سے پیدا بھائی یا بہن جتنے بھی ہوں وہ ماں کو ثلث سے محجوب نہیں کریں گے اور ورثہ نہیں پائیں گے۔

باب: ماں باپ شوہر اور بہت سے بھائی بہن کی میراث

اگر کوئی عورت اپنے شوہر کو اپنے ماں باپ اور بہت سے بھائی بہن کو چھوڑے خواہ سب حقیقی ہوں یا باپ ایک ہو ماں دوسری ہو یا ماں ایک ہو باپ دوسرا ہو۔ تو شوہر کے لئے نصف ہے اور بقیہ باپ کے لئے ہے حقیقی اور دونوں طرح کے سوتیلے بھائیوں بہنوں کے لئے باپ یا ماں کے ساتھ کچھ نہیں ہے۔

اور اسی طرح اگر وہ عورت شوہر کو اور اپنی ماں کو اور بہت سے حقیقی بھائیوں اور بہنوں کو یا باپ کی طرف سے سوتیلے یا ماں کی طرف سے سوتیلے بھائیوں اور بہنوں کو چھوڑے تو شوہر کے لئے نصف اور ماں کے لئے سدس اور جو باقی

رہ جائے گا وہ ماں کو دیدیا جائے گا اور سارے بھائی اور بہن ساقط ہو جائیں گے۔ کیونکہ ماں کا سہم مقرر ہے وہ رشتہ میں سب سے زیادہ اور بذات خود قریب ہے اور بھائی بہن دوسرے کے واسطے سے قریب ہیں۔

اور اگر کوئی عورت شوہر اور ماں اور ماں کی طرف سے چند بھائی بہن اور اپنی حقیقی بہن کو چھوڑے تو شوہر کے لئے نصف اور اب جو باقی رہ جائے وہ ماں کے لئے ہے۔

اور اگر عورت شوہر اور والدین اور اپنے حقیقی بھائیوں یا (باپ کی دوسری بیوی کے بچے) سوتیلے بھائیوں کو چھوڑے تو شوہر کے لئے نصف ماں کے لئے ایک سدس اور باقی باپ کے لئے ہے اور اگر ماں کی طرف سے سوتیلے بھائی ہوں تو شوہر کے لئے نصف اور ماں کے لئے ثلث اور باپ کے لئے سدس ہے۔

باب: وہ لوگ جو کسی کو میراث سے محجوب نہیں کرتے

(۵۶۲۰) محمد بن سنان نے علاء بن فضیل سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ علیہ السلام نے فرمایا نو زائدہ بچہ اور طفل نہ تم کو محجوب کرتا ہے اور نہ تمہیں وارث بناتا ہے لیکن وہ کہ چیخ کر اپنی زندگی کا اعلان کرے اور پیٹ کا چھپا ہوا بچہ بھی کوئی شئے نہیں خواہ وہ اس میں حرکت کرے مگر یہ کہ اس کو پیدا ہوئے ایک دن اور ایک رات گزر جائے۔ اور وہ بھائی اور بہن جو ماں کے دوسرے شوہر سے ہوں خواہ ان کی تعداد کتنی ہو وہ ماں کو ایک ثلث سے محجوب نہیں کریں گے اور متعدد بھائی یا ایک بھائی دو بہنیں یا چار بہنیں خواہ سوتیلی (دوسری ماں سے) ہوں خواہ حقیقی ایک ماں باپ سے خواہ اس سے زیادہ ہوں وہ ماں کو ثلث سے محجوب نہیں کریں گی۔ اور مملوک (غلام) نہ محجوب کرے گا اور نہ کسی کو وارث کرے گا۔

باب: بھائیوں اور بہنوں کے لئے میراث

اگر کوئی شخص صرف ایک ماں باپ کا (حقیقی) بھائی چھوڑے تو کل مال اس کے لئے ہے اور اسی طرح اگر دو بھائی ہوں یا اس سے زیادہ ہوں تو مال ان کے درمیان برابر تقسیم ہوگا۔ اور اگر کوئی شخص ایک ماں باپ سے صرف ایک بہن (حقیقی) چھوڑے تو اس کے لئے نصف ∴ مقرر ہے اور باقی اس پر رد کردیا جائے گا اس لئے کہ سارے رشتہ داروں میں وہ سب سے زیادہ قریب اور صاحب سہم ہے اور اسی طرح اگر وہ دو بہنوں یا اس سے زیادہ کو چھوڑے تو ان سب کے لئے دو ثلث ہے اور باقی ان سب پر رد کردیا جائے گا صاحبان رحم کے سہم کی بناء پر اور اگر ایک ماں باپ کے حقیقی چند بھائی اور چند بہنیں ہوں تو ان سب پر مال تقسیم کردیا جائے گا مرد کے لئے دو اور عورت کے لئے ایک کے

حساب سے اور اسی طرح سوتیلے بھائی اور بہن اگر حقیقی بھائی اور بہن نہیں ہیں تو وہ ہر جگہ حقیقی بھائیوں اور بہنوں کے قائم مقام ہونگے اور اگر کوئی شخص ایک حقیقی بھائی اور ایک سوتیلے بھائی کو چھوڑے تو سارا مال حقیقی بھائی کا ہوگا اور سوتیلا بھائی (وراثت سے) ساقط ہوجائیگا حقیقی بھائی بہن کے ساتھ سوتیلے بھائی بہن کچھ نہیں پائیں گے۔

اور اگر کوئی شخص ایک حقیقی اور ایک سوتیلی بہن کو چھوڑے تو سارا مال حقیقی کے لئے ہوگا۔ اور اگر کوئی شخص ایک حقیقی بہن اور سوتیلے بھائی کو چھوڑے تو سارا مال حقیقی بہن کے لئے ہوگا نصف مال تو اس کا مقررہ حصہ ہے اور باقی رشتہ داروں میں جو سب سے زیادہ قریبی ہے اس کے لئے اور یہی (حقیقی بہن) سب سے زیادہ قریبی ہے۔

(۵۶۲۱) نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشاد کے بموجب کہ ماں کی حقیقی اولاد میراث کی سب سے زیادہ حقدار ہے بہ نسبت سوتیلی اولاد کے:

پس کوئی شخص حقیقی بہنوں پدری (سوتیلی بہنوں) اور ایک پدری بھائی کے لڑکے کو چھوڑے تو حقیقی بہنوں کے لئے دو ثلث اور جو باقی بچا وہ بھی ان سب پر رد کردیا جائے گا اس لئے کہ یہی سب سے زیادہ قریبی رشتہ دار ہیں۔

اور اگر کوئی شخص پدری سوتیلے بھائی اور حقیقی بھائی کے لڑکے کو چھوڑے تو کل مال پدری سوتیلے بھائی کا ہوگا اس لئے کہ وہ بطن سے زیادہ قریب ہے اور اس لئے کہ پدری بھائی اگر حقیقی بھائی نہیں ہے تو وہ حقیقی بھائی کا قائم مقام ہوگا اور جب وہ حقیقی بھائی کے قائم مقام ہے جو بطن سے زیادہ قریب تھا تو بھائی کے لڑکے سے زیادہ میراث کا حقدار ہے اور اگر کوئی شخص ایک حقیقی بھائی اور مادری بھائی کو چھوڑے تو مادری بھائی کے لئے ایک سدس ہے اور باقی حقیقی بھائی کے لئے ہے۔

اور اگر کوئی شخص حقیقی بھائیوں اور بہنوں اور ایک مادری بہن کو چھوڑے تو مادری بہن کے لئے ایک سدس ہے اور باقی حقیقی بھائیوں اور بہنوں کے لئے، مرد کے لئے دو حصہ اور عورت کے لئے ایک حصہ کے حساب سے ہوگا۔

اور اگر کوئی شخص ایک حقیقی بہن اور ایک مادری بہن یا بھائی چھوڑے تو مادری بہن یا بھائی کے لئے ایک سدس ہے اور باقی حقیقی بہن کے لئے ہے۔ (نصف اس کا معینہ حصہ اور باقی رد کی حیثیت سے)۔

اور اگر کوئی شخص دو (۲) مادری بھائی یا دو (۲) مادری بہن یا اس سے زیادہ چھوڑے اور حقیقی بھائی چھوڑے تو مادری بھائیوں یا بہنوں کا ایک ثلث ہے جو ان کے درمیان مساوی تقسیم ہوگا اور بقیہ حقیقی بھائیوں کے لئے ہے۔

اور مادری بھائی یا بہن اگر ایک ہے تو اس کے لئے سدس ہے اور اگر ایک سے زیادہ ہیں خواہ مرد ہوں یا عورت تو ان کے لئے ثلث ہے نہ ان کے لئے ثلث سے زیادہ ہے اور نہ سدس سے کم ہے اگر ایک ہے تو اس وقت اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ وان کان رجل یورث کلالۃ او امراۃ و لہ اخ او اخت فلکل واحد منھما السدس فان کانوا اکثر من ذلک فھم شرکآء فی الثلث (سورۃ نساء۔ آیت ۱۲) (اور اگر کوئی

شخص اپنے مادری ایک بھائی یا ایک بہن کو وارث چھوڑے تو اس میں سے ہر ایک کا خاص چیزوں میں چھٹا حصہ ہے۔ اور اگر اس سے زیادہ ہوں تو سب کے سب ایک خاص تہائی میں شریک رہیں گے)۔

اور اگر کوئی شخص ایک پدری بھائی اور ایک مادری اور ایک حقیقی بھائی کو چھوڑے تو مادری بھائی کے لئے ایک سُدُس اور جو کچھ باقی ہے وہ سب حقیقی بھائی کے لئے ہے اور پدری بھائی ساقط ہو جائے گا۔

اور اگر کوئی شخص مادری بھائیوں اور بہنوں کو اور حقیقی بھائیوں اور بہنوں کو اور پدری بھائیوں اور بہنوں کو چھوڑے تو مادری بھائیوں اور بہنوں کے لئے ایک ثلث ہے اور اس میں عورت اور مرد دونوں برابر ہونگے اور جو باقی ہے وہ حقیقی بھائیوں اور بہنوں کے لئے ہے مرد کے لئے دو (۲) اور عورت کے لئے ایک کے حساب سے اور پدری بھائی اور بہن ساقط ہو جائیں گے۔

اور کوئی شخص ایک مادری بہن اور حقیقی ایک بہن اور پدری ایک بہن چھوڑے تو مادری بہن کے لئے ایک سدس ہے اور جو باقی ہے وہ حقیقی بہن کے لئے ہے اور پدری بہن ساقط ہو جائیگی۔

اور اگر کوئی شخص مادری دو (۲) بہنیں اور حقیقی دو (۲) بہنیں اور پدری (۲) دو بہنیں چھوڑے تو مادری دونوں بہنوں کے لئے ایک ثلث ان دونوں کے درمیان برابر برابر اور جو باقی ہے وہ حقیقی دونوں بہنوں کے لئے ہے اور پدری دونوں بہنیں ساقط ہو جائینگی۔

اور اگر کوئی شخص ایک حقیقی اور مادری کئی بھائی اور کئی بہنیں اور ایک حقیقی بھائی کا لڑکا چھوڑے تو مادری بھائی بہنوں کے لئے ایک ثلث ہے جس میں مرد اور عورت دونوں برابر برابر ہیں۔ اور جو باقی ہے وہ حقیقی بہن کے لئے ہے اور حقیقی بھائی کا لڑکا ساقط ہو جائے گا۔

اور اگر کوئی شخص ایک پدری بھائی اور ایک مادری بھائی کا لڑکا چھوڑے تو سارا مال پدری بھائی کا ہوگا۔

اور اگر کوئی شخص ایک مادری بھائی اور حقیقی بھائی کا ایک لڑکا چھوڑے تو سارا مال مادری بھائی کا ہوگا اور حقیقی بھائی کا لڑکا ساقط ہو جائے گا۔

اور اس مسئلہ میں فضل بن شاذان نے غلطی کی ہے وہ کہتے ہیں کہ مادری بھائی کے لئے سُدُس ہے۔ اور اس کا یہ سہم مقرر ہے۔ اس کے بعد جو باقی رہ جائے وہ حقیقی بھائی کے لڑکے کے لئے ہے اور اس کے متعلق ایک کمزور سی دلیل پیش کی ہے اور کہا ہے کہ اس لئے کہ حقیقی بھائی کا لڑکا ایسے بھائی کا قائم مقام ہے جو کل مال کا مستحق ہے ازروئے کتاب اس لئے وہ بمنزلہ حقیقی بھائی کے اور اسے ماں کی وجہ سے زیادہ قربت حاصل ہے۔

مصنف علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ بھائی کا لڑکا بھائی کے بمنزلہ اس وقت ہوگا جب کوئی بھائی نہ ہو اور جب اس کے بھائی ہے تو بھائی کا لڑکا بھائی کے بمنزلہ نہیں ہوگا جیسے بیٹے کا بیٹا (پوتا) جب مرنے والے کا کوئی بیٹا نہ ہو اور نہ ماں

باپ ہوں اور دینِ خدا میں اگر قیاس جائز ہوتا تو اگر کوئی شخص ایک پدری بھائی چھوڑتا اور حقیقی بھائی کا لڑکا چھوڑتا تو سارا مال حقیقی بھائی کے بیٹے کے لئے ہوتا۔ پدری چچا اور حقیقی چچا پر قیاس کرتے ہوئے کیونکہ سارا مال حقیقی چچا کے لئے ہوتا ہے اس لئے کہ اس نے دونوں قسم کے کلالے جمع کر لئے ہیں (یعنی باپ بھی دوسرا ماں بھی دوسری) اور یہ ائمہ علیہم السلام کی احادیث ماثورہ میں ہیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے سر تسلیم خم کرنا واجب ہے۔

اور اس مسئلہ میں فضل کہتے ہیں کہ مال پدری بھائی کے لئے ہے اور حقیقی بھائی کا لڑکا ساقط ہو جائے گا اور ان کے اس قیاس سے یہ لازم آتا ہے کہ مال حقیقی بھائی کے لڑکے اور پدری بھائی کے درمیان تقسیم ہونا چاہیئے کیونکہ بھائی کے لڑکے کی قربت زیادہ ہے ماں کی وجہ سے اور وہ اس سے بھی زیادہ قربت رکھتا ہے جو پورے کا حقدار ہوتا جس کا سہم مقرر تھا اور جس کے ساتھ پدری بھائی کوئی وراثت نہیں پاتا۔

اور اگر کوئی شخص مادری بھائی کے لڑکے اور حقیقی بھائی کے لڑکے اور پدری بھائی کے لڑکے کو چھوڑے تو مادری بھائی کے لڑکے کے لئے سدس اور باقی سب حقیقی بھائی کے لڑکے کے لئے ہے اور پدری بھائی کا لڑکا ساقط ہو جائے گا۔

اور اگر کوئی پدری بھائی کے لڑکے کو اور حقیقی بھائی کے لڑکے کو چھوڑے تو سارا مال حقیقی بھائی کے لڑکے کے لئے ہے اور پدری بھائی کا لڑکا ساقط ہو جائے گا۔

اور اگر کوئی مادری بہن کی لڑکی اور حقیقی بہن کی لڑکی اور پدری بہن کی لڑکی کو چھوڑے تو مادری بہن کی لڑکی کے لئے سدس ہے اور باقی سب حقیقی بہن کی لڑکی کے لئے اور پدری بہن کی لڑکی ساقط ہو جائے گی۔

اور اگر کوئی شخص حقیقی بھائی کی لڑکی اور حقیقی بھائی کے لڑکوں کو چھوڑے تو اگر یہ ایک ہی بھائی کی اولادیں ہیں تو مال ان سب کے درمیان مرد کے لئے دو اور عورت کے لئے ایک کے حساب سے تقسیم ہوگا اور اگر یہ لڑکی کسی اور بھائی کی ہے اور لڑکے کسی اور بھائی کے ہیں تو اس بھائی کی لڑکی میراث میں اپنے باپ کا نصف حصہ پائے گی۔ اور لڑکے اپنے باپ کا نصف حصہ میراث پائیں گے۔

اور اگر کوئی شخص مادری بھائی کے لڑکے کو اور حقیقی بھائی کے لڑکے کے لڑکے کے لڑکے (پڑپوتے) کو چھوڑے تو سارا مال مادری بھائی کے لڑکے کے لئے ہے اس لئے کہ وہ زیادہ قریب ہے ایسا نہیں ہے جیسا فضل بن شاذان کہتے ہیں کہ مادری بھائی کے لڑکے کو ایک سدس اور باقی حقیقی بھائی کے پڑپوتے کے لئے ہے اس لئے کہ یہ اس اصل کے خلاف ہے جس پر اللہ تعالیٰ نے فرائض و میراث کی بنیاد رکھی ہے۔

اور اگر کوئی حقیقی بھائی یا پدری بھائی یا مادری بھائی کے پڑپوتے کو اور چچا کو یا پھوپھی کو یا ماموں کو یا خالہ کو چھوڑے تو سارا مال بھائی کے پڑپوتے کے لئے ہے اس لئے کہ بھائی کی اولاد خواہ وہ کتنے ہی نیچے طبقے کی ہو وہ باپ کی

اولاد ہے اور چچا اور پھوپھی دادا کی اور ماموں اور خالہ نانا کی اولاد ہیں اور باپ کی اولاد خواہ کتنے نیچے طبقہ کی ہو وہ میراث کی زیادہ حقدار ہے بہ نسبت دادا اور نانا کی اولاد کے اور یہی اصول جاری رہے گا پدری یا مادری یا حقیقی بہن کی اولاد کے لئے بھی ان کے ساتھ چچا اور پھوپھی اور ماموں اور خالہ میراث نہیں پائیں گے جس طرح لڑکے کے لڑکے (پوتے) خواہ کتنے ہی نیچے طبقہ کے ہوں ان کے ساتھ پدری یا مادری یا حقیقی بھائی بہن میراث نہیں پائیں گے۔

(۵۶۲۲) ابن ابی عمیر نے ابن اذینہ سے انہوں نے بکیر بن اعین سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ ایک عورت مر گئی اور اس نے شوہر اور مادری بھائیوں اور پدری بھائیوں کو چھوڑا۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا شوہر کے لئے نصف (یعنی تین سہم) (۵۰ فی صد) اور مادری بھائیوں کے لئے ایک ثلث (۳۳.۳۳ فی صد) جس میں عورت مرد سب برابر اور باقی رہ گیا ایک سہم (۱۶.۶۷ فی صد) تو وہ پدری بھائیوں اور بہنوں کے لئے ہے مرد کے لئے دو (۲) اور عورت کے لئے ایک حصہ کے حساب سے۔

(۵۶۲۳) راوی کا بیان ہے کہ ایک شخص حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں آیا اور اس نے ایک ایسی عورت کے متعلق دریافت کیا جس نے شوہر اور اپنے مادری بھائیوں اور اپنی پدری بہن کو چھوڑا۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ شوہر کے لئے نصف یعنی تین سہم اور مادری بھائیوں کے لئے دو سہم اور پدری بہن کے لئے ایک سہم ہے۔ اس شخص نے کہا لیکن زید بن ثابت کے احکام فرائض اور عامہ کے احکام فرائض تو اس کے سوا کچھ اور ہیں اے ابو جعفر علیہ السلام وہ لوگ کہتے ہیں کہ پدری بہن کے لئے تین سہم ہیں یہ چھ میں سے ہیں جو عول کر کے آٹھ کر دیا جائے گا۔ امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا وہ لوگ ایسا کیوں کہتے ہیں؟ اس شخص نے کہا اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے کہ **و لہ اخت فلها نصف ماترک** (سورۂ نساء آیت ۱۷۶) (اس کی بہن ہے تو اس کے لئے ترکہ میں سے نصف ہے) حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا اور اگر بہن کے بدلے بھائی ہو؟ اس شخص نے کہا تو اس کے لئے سدس کے سوا کچھ نہیں ہے۔ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا تم لوگوں کو کیا ہو گیا ہے کہ بھائی کا حصہ کم کر دیا اگر تم لوگ دلیل میں یہ کہتے ہو کہ بہن کے لئے نصف ہے اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کے لئے نصف مقرر کر دیا ہے تو اللہ تعالیٰ نے تو بھائی کے لئے پورا مقرر کیا ہے اور کل تو نصف سے زیادہ ہے اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے اگر بہن کے لئے کہا ہے **فلها نصف ماترک** تو بھائی کے لئے کہا ہے **و هو يرثها ان لم يكن لها ولد** (سورۂ نساء آیت ۱۷۶) (اور وہ بھائی وارث ہے اس بہن کا اگر اس کا بیٹا نہ ہو) یعنی وہ اس کے سارے مال کا وارث ہوگا اگر اس کے کوئی اولاد نہیں ہے تو جس کو اللہ تعالیٰ نے سب دیا ہے اس کو تم لوگ کسی سہم میں سے کچھ بھی نہیں دیتے اور جس کو اللہ تعالیٰ نے نصف کہا ہے اس کو پورا حصہ دیتے ہو اور کہتے ہو کہ شوہر کے لئے نصف اور ماں اور مادری بھائیوں اور پدری بہن کہتے ہو پس دیتے ہو شوہر کے لئے نصف اور ماں کے لئے سدس، مادری بھائیوں کے لئے ثلث، پدری بہن کے لئے

نصف تم لوگوں نے نو (۹) حصے کر دیے حالانکہ چھ حصے ہیں عول (زیادہ) کر کے نو (۹) حصے کر دیئے۔ اس شخص نے کہا وہ لوگ یہی کہتے ہیں۔ حضرت ابو جعفر امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا کہ اگر پدری بہن کی جگہ بھائی ہو؟ اس شخص نے کہا پھر اس کے لئے کچھ نہیں ہے مگر آپ علیہ السلام اس کے لئے کیا کہتے ہیں۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا ماں کے ساتھ حقیقی بھائیوں اور پدری بھائیوں کے لئے کچھ نہیں ہے۔

باب: زوج و زوجہ کی میراث بھائیوں اور بہنوں کے ساتھ

اگر کوئی شخص مرجائے اور ایک زوجہ اور پدری بھائی یا حقیقی بھائی یا مادری بھائی کو چھوڑے تو زوجہ کے لئے ایک چوتھائی (۲۵ فی صد) اور بقیہ (۷۵ فی صد) بھائی کے لئے ہے اور اسی طرح اگر زوجہ اور پدری بہن یا حقیقی بہن یا مادری بہن کو چھوڑے تو زوجہ کے لئے ربع (۲۵ فی صد) اور بقیہ بہن کے لئے ہے۔

اور اگر ایک زوجہ اور مادری بھائی اور حقیقی بھائی اور مادری بھائی کو چھوڑے تو زوجہ کے لئے اور مادری بہن کے لئے سدس (۶۶۔۱۶ فی صد) اور جو باقی رہ گیا (۸۳۔۳۴ فی صد) وہ حقیقی بھائی کے لئے ہے اور پدری بھائی ساقط ہوجائے گا۔

اور اگر ایک زوجہ ایک مادری بھائی ایک مادری بہن یا متعدد مادری بھائی اور بہن اور متعدد حقیقی بھائی اور بہن اور متعدد پدری بھائی اور بہن کو چھوڑے تو زوجہ کے لئے ربع (۲۵ فی صد) ہے۔ اور مادری بھائی بہنوں کے لئے ثلث (۳۳۔۳۳ فی صد) جس میں مرد عورت برابر کے حصہ دار ہیں۔ جو باقی ہے۔ (۴۱۔۶۷ فی صد) اس میں حقیقی بھائی بہن ہیں جو مرد کے لئے دو اور عورت کے لئے ایک کے حساب سے حصہ پائیں گے۔ اور پدری بھائی بہن ساقط ہوجائیں گے۔

اور اگر کوئی عورت اپنے شوہر کو اور اپنے پدری بھائی یا مادری یا حقیقی بھائی کو چھوڑے تو شوہر کے لئے نصف اور جو باقی رہا وہ بھائی کے لئے ہے اور اسی طرح اگر وہ اپنے شوہر اور پدری یا مادری یا حقیقی بہن کو چھوڑے تو شوہر کے لئے نصف اور جو باقی رہا وہ بہن کے لئے ہے۔

اور اگر عورت اپنے شوہر کو اور متعدد مادری بھائیوں اور بہنوں کو اور متعدد حقیقی بھائیوں اور بہنوں اور متعدد پدری بھائیوں اور بہنوں کو چھوڑے تو شوہر کے لئے نصف اور مادری بھائیوں اور بہنوں کے لئے ثلث ($\frac{1}{3}$) جو وہ آپس میں برابر برابر تقسیم کرلیں گے۔ اور جو چھٹا حصہ باقی رہ گیا وہ حقیقی بھائیوں اور بہنوں کے لئے ہے۔ جس میں مرد کو دو اور عورت کو ایک کے حساب سے ملے گا۔

اور اگر وہ عورت اپنے شوہر اور مادری بھائی اور ایک حقیقی بھائی اور ایک پدری بھائی کو چھوڑے تو شوہر کے

لئے نصف (۵۰ فی صد) اور مادری بھائی کے لئے ایک سدس اور جو باقی رہا وہ حقیقی بھائی کے لئے ہے۔ اور پدری بھائی ساقط ہو جائے گا۔

باب: داداؤں اور دادیوں کے لئے میراث

(۵۶۲۴) محمد بن ابی عمیر نے ابن اذینہ سے انہوں نے زرارہ سے روایت کی ہے انہوں نے کہا کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے جد کے فریضہ (میراث میں حصہ) کے متعلق دریافت کیا تو آپ علیہ السلام نے فرمایا میرے علم میں کوئی شخص نہیں جو اس مسئلہ میں اپنی رائے سے نہ کہتا ہو سوائے علی ابن ابی طالب علیہ السلام کے وہ اس مسئلہ میں وہ کہتے ہیں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

(۵۶۲۵) یحییٰ بن ابی عمران نے یونس سے انہوں نے ایک شخص سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ دادا، دادی، اور نانا، نانی یہ سب وارث بنیں گے۔

(۵۶۲۶) حسین بن سعید نے ابن ابی عمیر سے انہوں نے جمیل سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم باپ کی ماں یعنی دادی کو (ترکہ میں سے) سدس کھانے کو دلایا کرتے جبکہ دادی کا لڑکا زندہ ہوتا۔ اور ماں کی ماں یعنی نانی کو بھی (ترکہ میں سے) سدس کھانے کے لئے دلایا کرتے جبکہ نانی کی بیٹی زندہ ہوتی۔

(۵۶۲۷) احمد بن محمد بن ابی نصر بزنطی سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا کہ مجھ سے بیان کیا حماد بن عثمان نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے عبدالرحمن بن ابی عبداللہ بصری نے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے راوی کا بیان ہے کہ میں نے آنجناب علیہ السلام سے عرض کیا کہ میری بیٹی مر گئی اور میری ماں زندہ ہیں تو ابان بن تغلب نے کہا کہ اس کے لئے کچھ نہیں ہے تو حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا سبحان اللہ ارے ایک سہم اسے بھی دو یعنی سدس۔

(۵۶۲۸) حسن بن محبوب نے سعد بن ابی خلف سے انہوں نے حضرت امام ابوالحسن موسیٰ علیہ السلام سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ آنجناب علیہ السلام سے دریافت کیا گیا لڑکی کی لڑکیوں (نواسیوں) اور جد کے متعلق تو آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ جد کے لئے ایک سدس ہے اور باقی نواسیوں کا ہے۔

(۵۶۲۹) حسن بن علی بن فضال نے عبداللہ بن بکیر سے انہوں نے زرارہ سے انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (دادی، نانی) کو ایک سدس

کھانے کے لئے دلایا کرتے حالانکہ اللہ تعالیٰ نے ان کے لئے کوئی حصہ فرض نہیں کیا۔

(۵۶۳۰) یعقوب بن یزید نے یحییٰ بن مبارک سے انہوں نے عبداللہ بن جبلہ سے انہوں نے ابی جمیلہ سے انہوں نے اسحاق بن عمّار سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے والدین اور نانی کے متعلق دریافت کیا تو آپ علیہ السلام نے فرمایا ماں کے لئے سدس اور نانی کے لئے سدس اور جو دو ثلث باقی ہیں وہ باپ کے لئے ہیں۔

(۵۶۳۱) اور معاویہ بن حکیم کی روایت میں علی بن الحسن بن رباط سے ہے انہوں نے اس کو مرفوع کیا ہے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی طرف آپ علیہ السلام نے فرمایا جدّہ کے لئے اپنے بیٹے کے ساتھ اور اپنی بیٹی کے ساتھ ایک سدس ہے۔

(۵۶۳۲) حسن بن محبوب نے علی بن رئاب سے انہوں نے ابی عبیدہ سے انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے ایک شخص کے متعلق جو مرگیا اور اس نے اپنی ایک زوجہ چھوڑی اور اپنی ایک بہن اور اپنے جد کو چھوڑا آپ علیہ السلام نے فرمایا مال کے چار سہم ہونگے ایک سہم (ربع) زوجہ کو (۲۵ فی صد) ایک سہم بہن کو (۲۵ فی صد) اور دو سہم جد کو (۵۰ فی صد)۔

(۵۶۳۳) ابان نے بکیر اور حلبی سے اور انہوں نے ان دونوں ائمہ علیہما السلام میں سے کسی ایک سے روایت کی کہ آپ علیہ السلام نے فرمایا مادری بھائی کے لئے جد کے ساتھ ایک ثلث ہے اور وہ پدری بھائیوں کے ساتھ شریک ہوگا۔

(۵۶۳۴) حسن بن محبوب نے عبداللہ بن سنان سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے ایک مرتبہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ایک ایسے شخص کے متعلق دریافت کیا کہ ایک شخص نے اپنے ایک مادری بھائی کو چھوڑا اور اس کے سوا کسی کو وارث نہیں چھوڑا آپ علیہ السلام نے فرمایا سارا مال اس کے لئے ہے۔ میں نے عرض کیا اور اگر اس مادری بھائی کے ساتھ جد بھی ہو؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا پھر مادری بھائی کو ایک سدس دیا جائے گا اور باقی جد کو دیا جائے گا۔

(۵۶۳۵) محمد بن فضیل نے ابی الصّباح سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے آنجناب علیہ السلام سے جد کے ساتھ مادری بھائیوں کے متعلق دریافت کیا تو آپ علیہ السلام نے فرمایا مادری بھائیوں کا حصہ جد کے ساتھ ایک ثلث ہے۔

(۵۶۳۶) حسن بن محبوب نے خالد بن جریر سے انہوں نے ابی الربیع سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے مادری بھائیوں کے ساتھ جد کے متعلق دریافت کیا تو آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ کتاب علی علیہ السلام میں ہے مادری بھائی جد کے ساتھ ایک ثلث کے وارث ہونگے۔

(۵۶۳۷) ابن محبوب نے عبداللہ بن سنان اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے ان کا

بیان ہے کہ میں نے آنجناب علیہ السلام سے پدری بھائی اور جد کے متعلق دریافت کیا تو آپ علیہ السلام نے فرمایا مال ان دونوں کے درمیان برابر برابر تقسیم ہوگا۔

(۵۶۳۸) ابن محبوب نے خالد بن جریر سے انہوں نے ابی الربیع سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ حضرت علی علیہ السلام پدری بھائی کو جد کے ساتھ بمنزلہ رکھتے تھے۔

(۵۶۳۹) ابن اذینہ نے زرارہ اور بکیر اور محمد بن مسلم اور فضیل اور برید بن معاویہ سے اور انہوں نے دونوں ائمہ علیہم السلام میں سے کسی ایک سے روایت کی ہے کہ پدری بھائیوں کے ساتھ جد بھی بھائیوں کی طرح ایک بھائی ہے۔

(۵۶۴۰) حسن بن محبوب نے علی بن رئاب سے انہوں نے زرارہ سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک شخص مرگیا اور اس نے اپنا ایک حقیقی بھائی اور اپنا جد چھوڑا۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ مال ان سب کے درمیان برابر تقسیم ہوگا خواہ دو بھائی ہوں یا سو اور جد بھی ان کے ساتھ اسی طرح ہوگا جیسے ان میں سے ایک ہے اور جد کو بھی ایک بھائی کے برابر حصہ ملے گا۔

(۵۶۴۱) حماد نے حریز سے انہوں نے فضیل یا کسی دوسرے سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ علیہ السلام نے فرمایا جد بھی بھائیوں میں شریک ہے اور اس کا حصہ بھی ایک بھائی کے حصہ کے برابر ہے بھائی خواہ کتنے ہوں زیادہ ہوں یا کم۔

(۵۶۴۲) محمد بن ولید نے حماد بن عثمان سے انہوں نے اسماعیل بن جعفی سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا ہے وہ فرما رہے تھے کہ جد بھائیوں کے برابر مال کی تقسیم میں شریک ہوگا خواہ وہ ایک ہزار ہی کیوں نہ ہوں۔

(۵۶۴۳) ابن ابی عمیر نے ابن مسکان سے انہوں نے ابی بصیر سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کیا کہ ایک شخص مرگیا اور اس نے ایک جد اور چھ بھائی چھوڑے آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ جد بھی مثل ان میں سے ایک کے ہے۔

(۵۶۴۴) یونس کی روایت میں سیف بن عمیرہ سے ہے انہوں نے اسحاق بن عمار سے انہوں نے ابی بصیر سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو چھ بھائی اور ایک جد کے متعلق فرماتے ہوئے سنا آپ علیہ السلام نے جد کے متعلق کہا کہ جد ان میں ساتواں ہوگا۔

(۵۶۴۵) ابن محبوب نے عبداللہ بن سنان سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے آنجناب علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک شخص نے چند حقیقی بھائی اور بہن کو اور جد کو چھوڑا آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ جد بھی بھائیوں کے مانند ایک ہے اور مال ان سب کے درمیان مرد کے لئے دو حصہ اور

عورت کے لئے ایک کے حساب سے تقسیم ہوگا۔

(۵۶۴۶) ابن محبوب نے علی بن رئاب سے انہوں نے ابی عبیدہ سے انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ آنجناب علیہ السلام سے چچا زاد بھائی اور جد کے متعلق دریافت کیا گیا تو آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ سارا مال جد کے لئے ہے۔

(۵۶۴۷) بزنطی نے مثنیٰ سے انہوں نے حسن صیقل سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے آنجناب علیہ السلام سے عرض کیا ایک بھائی کا لڑکا ہے اور جد ہے آپ علیہ السلام نے فرمایا مال ان دونوں کے درمیان نصف نصف ہوگا۔

(۵۶۴۸) حسن بن محبوب نے سعد بن ابی خلف سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کے بعض اصحاب سے بہن کی لڑکیوں اور جد کے متعلق روایت کی ہے کہ انہوں نے کہا کہ بہن کی لڑکیوں کے لئے ثلث اور باقی جد کے لئے ہے۔

(۵۶۴۹) حسن بن علی بن نعمان نے عبداللہ بن نمیر سے انہوں نے اعمش سے انہوں نے سالم بن ابی جعد سے روایت کی ہے کہ حضرت علی علیہ السلام نے جدہ کو سارا مال دیا۔

مصنف علیہ الرحمہ فرماتے ہے کہ آنجناب علیہ السلام نے جدہ کو سارا مال اس لئے دیا کہ اس کے سوا کوئی اور میت کا وارث نہ تھا۔

(۵۶۵۰) حضرت علی ابن ابی طالب علیہ السلام سے روایت ہے کہ آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ جو شخص چاہتا ہے کہ خود کو جہنم کے جراثیم (سانپ بچھو وغیرہ) کے حوالہ کردے تو وہ جد کے متعلق کچھ کہے۔

اور ابن سیرین نے ابی عبیدہ سے روایت کی ہے کہ انہوں نے کہا کہ جد کے متعلق بعض صحابہ سے سو (۱۰۰) باتیں سنیں جو ایک دوسرے سے مختلف ہیں۔

اور فضل بن شاذان کہتے ہیں کہ تمہیں معلوم ہو کہ جد ہمیشہ بھائی کے بمنزلہ ہے جہاں بھائی میراث پائے گا وہاں جد بھی میراث پائے گا جہاں وہ ساقط ہوگا وہاں یہ بھی ساقط ہوگا۔ مگر فضل نے یہ غلط کہا اس لئے کہ جد لڑکے کے لڑکے (پوتے) کے ساتھ میراث پائے گا اور بھائی اس کے ساتھ میراث نہیں پائے گا۔ اور جد باپ کی طرف سے باپ کے ساتھ میراث پائے گا۔ نانا ماں کی طرف سے ماں کے ساتھ میراث پائے گا۔ مگر بھائی، باپ اور ماں کے ساتھ میراث نہیں پائے گا۔ تو پھر جد ہمیشہ بھائی کے بمنزلہ کیسے ہوگیا اور جہاں وہ میراث پائے گا وہاں یہ کیسے میراث پائے گا اور جہاں وہ ساقط ہو وہاں کیسے ساقط ہوگا۔ بلکہ جد بھائیوں کے ساتھ ان میں سے ایک کے بمنزلہ ہے۔ لیکن جہاں وہ میراث پائے وہاں یہ میراث پائے اور جہاں وہ ساقط ہو وہاں یہ بھی ساقط ہو تو ایسا نہیں ہے۔

اور فضل نے اس پر کچھ دلیلیں بھی پیش کی ہیں۔

(۵۶۵۱) وہ حدیث جس کی روایت کی ہے فراس نے شعبی سے انہوں نے ابن عباس سے ان کا بیان ہے کہ حضرت علی ابن ابی طالب علیہ السلام نے مجھے خط لکھا چھ (۶) بھائیوں اور جد کے متعلق کہ جد کو بھی ان میں سے ایک کے مانند قرار دو اور میری اس تحریر کو محو کردو۔

تو حضرت علی علیہ السلام نے جد کو ان سب کے ساتھ ساتواں قرار دیا اور آپ علیہ السلام کا یہ کہنا کہ میری اس تحریر کو محو کردینا تو اس لئے کہ آپ علیہ السلام نے یہ پسند نہیں کیا کہ سابقہ ادوار کے خلاف حکم دینے پر لوگ انہیں تنقید کا نشانہ بنائیں لیکن یہ بھی فضل بن شاذان کے لئے حجت نہیں بن سکتی اس لئے کہ یہ حدیث صرف یہ ثابت کرتی ہے کہ بھائیوں کے ساتھ جد بھی ان میں سے بمنزلہ ایک کے سمجھا جائے گا۔ یہ ثابت نہیں ہوتا کہ جد ہمیشہ بھائی کے بمنزلہ شمار ہوگا اور نہ یہ ثابت ہوتا کہ جہاں بھائی وارث بنے وہاں یہ بھی وارث بنے اور جہاں بھائی ساقط ہو وہ بھی ساقط ہو۔

اور ہمارے مخالفین نے یہ روایت کی ہے کہ عمر کی بیٹی کی بیٹی (نواسی) مرگئی اور اس نے انہیں چھوڑا اور دو بھائیوں کو چھوڑا تو عمر نے اس کے متعلق زید بن ثابت سے مسئلہ دریافت کیا۔ زید نے کہا کہ میری رائے تو یہ ہے کہ مال تم لوگوں پر تین حصے کرکے تقسیم کردیا جائے۔ تو عمر نے زید بن ثابت کا قول اختیار کیا اور اپنی ذات کو جد ہوتے ہوئے بھائی قرار دیا۔ لیکن ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے حقیقی بھائی اور اور پدری بھائی اور جد کے متعلق کہا ہے کہ مال حقیقی بھائی اور جد پر نصف نصف تقسیم ہوگا۔ اور پدری بھائی کے لئے کچھ نہیں ہوگا تو انہوں نے بھی جد کو بھائی قرار دیا گویا میت نے دو حقیقی بھائی اور ایک پدری بھائی چھوڑا اور جد کو بھائی قرار دیا اور یہ بات جو ہم لوگ کہتے ہیں اس کے موافق ہے۔

اور اگر کوئی شخص ایک مادری بہن اور ایک مادری بھائی اور نانا اور نانی اور ایک حقیقی بہن اور ایک پدری بھائی چھوڑے تو مادری بھائی بہن اور نانا اور نانی کے لئے ایک ثلث اس میں مرد و عورت برابر ہیں اور جو باقی رہے وہ سب حقیقی بہن کا ہے اور پدری بھائی ساقط ہو جائے گا۔

اور اگر متعدد مادری بھائی اور متعدد مادری بہنیں اور نانا اور نانی اور متعدد حقیقی بھائیوں اور بہنوں اور دادا اور دادی اور متعدد پدری بھائیوں اور بہنوں کو چھوڑے تو مادری بھائیوں اور بہنوں اور نانا نانی کے لئے ایک ثلث ہے اس میں مرد عورت سب برابر ہونگے اور جو باقی رہ جائے وہ سب حقیقی بھائیوں اور بہنوں اور دادا اور دادی کا ہے مرد کے لئے دو (۲) حصہ اور عورت کے لئے ایک (۱) حصہ کے حساب سے اور پدری بھائی بہن ساقط ہوجائیں گے۔

اور اگر کوئی شخص مادری بھائیوں اور بہنوں کو اور نانا اور نانی کو اور حقیقی بھائیوں اور بہنوں کو اور دادا اور

دادی کو اور پدری بھائیوں کو اور بہنوں کو چھوڑ جائے تو مادری بھائیوں اور بہنوں اور نانا اور نانی کے لئے ایک ثلث ہے اس میں مرد و عورت سب برابر ہیں۔ اور پدری بھائی بہن ساقط ہو جائیں گے۔

اگر کوئی ایک مادری بھائی اور نانا اور ایک حقیقی بھائی اور دادا اور پدری بھائی کو چھوڑ جائے تو مادری بھائی اور نانا کے لئے ایک ثلث ان دونوں کے درمیان برابر برابر تقسیم ہوگا اور جو باقی ہے وہ حقیقی بھائی اور دادا کے لئے ہے دونوں کے درمیان نصف نصف اور پدری بھائی ساقط ہو جائے گا۔

اور اگر کوئی شخص زوجہ اور مادری بھائی اور نانا اور پدری بھائی کو چھوڑ جائے تو مادری بھائی اور نانا کے لئے ایک ثلث ان دونوں کے درمیان برابر برابر تقسیم ہوگا اور جو باقی ہے وہ پدری بھائی کے لئے ہے۔

اور اگر کوئی عورت اپنے شوہر اور اپنے پوتے کو اور دادا کو اور اپنے حقیقی بھائیوں اور بہنوں کو چھوڑے تو شوہر کے لئے ربع (چوتھائی) اور جد کے لئے سدس (چھٹا) ہے اور جو باقی رہا وہ پوتے کے لئے ہے۔ اور بھائی بہن ساقط ہو جائیں گے۔

اور اگر کوئی عورت اپنے شوہر کو اور اپنے والدین اور اپنے نانا یعنی ماں کے باپ کو چھوڑے تو شوہر کے لئے نصف ہے ماں کے لئے ثلث اور اسی ثلث میں نصف لے کر نانا کو دیدیا جائے گا جو سدس ہوگا پورے مال میں سے اور باپ کے لئے سدس ہوگا۔ (شوہر ۲/۱، ماں ۶/۱، نانا ۶/۱، باپ ۶/۱)۔

اور اگر کوئی شخص اپنے والدین اور دادا اور نانا کو چھوڑے تو ماں کے لئے سدس اور نانا کے لئے سدس اور باپ کے لئے نصف (۲/۱) اور دادا کے لئے سدس ہے۔

اور اگر کوئی شخص اپنے باپ کو اور نانا کو چھوڑے تو سارا مال باپ کے لئے ہے۔

اور اگر کوئی شخص اپنی ماں کو اور دادا کو چھوڑے جو اس کے باپ کا باپ ہے تو مال ماں کے لئے ہے اس لئے کہ دادا تو باپ کا باپ ہے اور اس کے لئے سدس اس کے بیٹے کے حصے میں سے اس کی خوراکی کے لئے ہے۔ اور اسی طرح ماں کا باپ (نانا) اس کے لئے بھی سدس اس کی بیٹی کے مال سے اس کی خوراکی کے لئے ہے۔

اور اگر کوئی شخص اپنی زوجہ کو اور اپنے والدین کو اور اپنے دادا کو اور اپنے نانا کو چھوڑے تو زوجہ کے لئے ربع اور ماں کے لئے سدس اور نانا کے لئے سدس (چھٹا) دادا کے لئے سدس اور باقی باپ کے لئے ہے۔

اور اگر کوئی عورت اپنے شوہر کو اور اپنے والدین کو اپنے دادا کو اور اپنے نانا کو چھوڑے تو شوہر کے لئے نصف اور ماں کے لئے سدس نانا کے لئے سدس اور باپ کے لئے سدس اور دادا یعنی باپ کا باپ ساقط ہو جائے گا۔

اور یہی وہ موقع ہے جہاں دادا میراث نہیں پائے گا باپ کے ساتھ اور اس کا سبب یہ ہے کہ اس کو میراث سدس اس کے بیٹے کے مال سے خوراکی کے لئے ہے۔ اور جب اس کے بیٹے نے صرف ایک سدس میراث پائی تو اس کا

خوراکی کا حصہ ساقط ہو گیا۔

اور اگر کوئی عورت اپنے شوہر اور اپنے والدین کو اور اپنے دادا کو اور اپنے نانا کو اپنے متعدد پدری یا حقیقی بھائیوں بہنوں کو چھوڑے تو شوہر کے لئے نصف (۱/۲) اور ماں کے لئے سدس اور دادا کے لئے سدس اور جو باقی رہا وہ باپ کے لئے اور نانا میراث سے ساقط ہو جائے گا۔ اور یہی وہ موقع ہے جہاں نانا میراث نہیں پائے گا ماں کے ساتھ اور اس کا سبب یہ ہے کہ حقیقی بھائیوں بہنوں یا پدری بھائیوں بہنوں نے ماں کو ایک ثلث سے محجوب کردیا ہے اور اس کو سدس کی طرف پلٹا دیا جائے گا اور جب ماں سدس سے زیادہ نہیں پائے گی تو اس کے مال سے اس کے باپ کی خوراکی ساقط ہو جائے گی۔

اور اگر کوئی عورت اپنے دادا اور دادی یا نانا نانی اور چچا یا پھوپھی یا ماموں یا خالہ کو چھوڑے تو مال دادا یا دادی یا نانا یا نانی کے لئے ہے۔ چچا اور پھوپھی اور ماموں اور خالہ ساقط ہو جائیں گے دادا دادی یا نانا نانی کے ساتھ اور بھائی کے ساتھ اور بہن کے ساتھ اور بھائی کے لڑکے کے ساتھ اور بہن کے لڑکے کے ساتھ اور بھائی کی لڑکی کے ساتھ اور بہن کی لڑکی کے ساتھ۔ چچا اور پھوپھی اور ماموں اور خالہ اور چچا کی اولاد پھوپھی کی اولاد ماموں کی اولاد اور خالہ کی اولاد میں سے کوئی وراثت نہیں پائے گا۔

بھائی کی اولاد اور بہن کی اولاد خواہ کتنے نیچے طبقہ کے ہوں میراث کے زیادہ حقدار ہیں چچا اور پھوپھی اور ماموں اور خالہ کے مقابلہ میں ولا قوۃ الا باللہ۔

باب : رشتہ داروں کی میراث

۱۔ اگر کوئی مرنے والا چچا کو چھوڑے تو سارا مال چچا کے لئے ہوگا اور اسی طرح دو (۲) چچا یا تین (۳) چچا یا اس سے زیادہ کو چھوڑے تو مال ان سب کے درمیان برابر تقسیم ہوگا۔

۲۔ اور اگر کوئی شخص متعدد چچا اور متعدد پھوپھیوں کو چھوڑے تو سارا مال ان کے درمیان مرد کے لئے دو (۲) حصہ اور عورت کے لئے ایک (۱) حصہ کے حساب سے تقسیم ہوگا۔

۳۔ اور کوئی شخص اگر دو (۲) چچاؤں کو چھوڑے ایک حقیقی ہو اور ایک پدری ہو تو مال حقیقی چچا کے لئے ہوگا۔ اور پدری چچا ساقط ہو جائے گا۔

۴۔ اور اگر کوئی شخص ایک حقیقی چچا اور ایک مادری چچا کو چھوڑے تو مادری چچا کو ایک سدس اور جو باقی ہے وہ سب حقیقی چچا کے لئے ہے اور اسی طرح اگر پدری پھوپھی اور مادری پھوپھی کو چھوڑے تو مادری پھوپھی کے لئے ایک سدس اور جو باقی ہے وہ سب پدری پھوپھی کے لئے ہوگا۔

۵ ۔ اور اگر کوئی شخص صرف ماموں کو چھوڑے تو سارا مال ماموں کے لئے ہوگا۔
اور اسی طرح اگر کوئی شخص دو (۲) ماموں یا تین (۳) یا اس سے زیادہ کو چھوڑے تو مال ان سب کے درمیان برابر برابر تقسیم ہوگا۔

۶ ۔ اور اگر کوئی شخص متعدد ماموؤں اور متعدد خالاؤں کو چھوڑے تو مال ان سب کے درمیان مرد اور عورت کو برابر برابر تقسیم کر دیا جائے گا۔
۔ اور اگر دو ماموؤں کو چھوڑے ایک حقیقی اور دوسرا پدری تو مال (میراث) حقیقی ماموں کے لئے ہے اور پدری ماموں ساقط ہو جائے گا۔

۷ ۔ اور اگر کوئی شخص دو (۲) ماموں ایک مادری اور دوسرا حقیقی چھوڑے تو مادری ماموں کو ایک سدس اور جو باقی رہ جائے وہ حقیقی ماموں کے لئے ہے اور اسی طرح اگر کوئی ایک پدری ماموں اور ایک مادری ماموں کو چھوڑے تو مادری ماموں کو ایک سدس اور باقی پدری ماموں کو دیا جائے گا اور اسی طرح اگر کوئی ایک مادری خالہ اور ایک پدری خالہ کو چھوڑے تو مادری خالہ کو سدس اور باقی سب پدری خالہ کے لئے ہے۔

۸ ۔ اور اگر کوئی شخص تین (۳) ماموں متفرق قسم کے اور تین (۳) چچا متفرق قسم کے چھوڑے تو دو (۲) قسم کے ماموں کے لئے اس میں سے ایک ثلث ہے اور اس ثلث کا ایک سدس مادری ماموں کے لئے اور حقیقی ماموں کے لئے اس ثلث کے چھ حصوں میں سے پانچ حصہ ہے اور پدری ماموں ساقط ہو جائے گا۔

۹ ۔ اور دو (۲) قسم کے چچاؤں کے لئے دو (۲) ثلث اور اس دو (۲) ثلث کا چھٹا حصہ مادری چچا کے لئے اور پانچ (۵) حصہ حقیقی چچا کے لئے اور پدری چچا ساقط ہو جائے گا۔ اور اس کا حساب اس طرح ہوگا کہ سارے مال کے چھتیس (۳۶) حصے کئے جائیں گے جس میں سے مادری ماموں کے لئے دو (۲) حصے اور حقیقی ماموں کے لئے دس (۱۰) حصے اور مادری چچا کے لئے چار (۴) حصے اور حقیقی چچا کے لئے بیس (۲۰) حصے۔

۱۰ ۔ اور اگر کوئی شخص دو (۲) حقیقی ماموں اور دو (۲) مادری ماموں اور دو (۲) حقیقی چچا اور دو (۲) مادری چچا کو چھوڑے تو دونوں ماموؤں کے لئے ایک ثلث کا ایک ثلث یعنی چھتیس (۳۶) حصوں سے چار (۴) حصے ہیں اور حقیقی دونوں ماموؤں کے لئے ایک ثلث کے دو ثلث یعنی چھتیس (۳۶) حصوں میں سے آٹھ حصے ہیں اور مادری دونوں چچاؤں کے لئے دو ثلث کا ایک ثلث یعنی چھتیس (۳۶) حصوں میں سے آٹھ (۸) حصے ہیں اور دونوں حقیقی چچاؤں کے لئے چھتیس (۳۶) حصوں میں سے سولہ (۱۶) حصے ہیں۔

۱۱ ۔ اور کوئی شخص بہت سے ماموں بہت سی خالائیں بہت سے چچا اور بہت سی پھوپھیوں کو چھوڑے تو ماموں اور خالاؤں کے لئے ایک ثلث ان سب کے درمیان عورت مرد سب برابر برابر تقسیم ہوگا اور تمام چچاؤں اور پھوپھیوں کے

لئے دو ثلث جس میں مرد کے لئے دو حصے اور عورت کے لئے ایک حصے کے حساب سے ہوگا۔

۱۲۔ اور اگر کوئی شخص ایک پدری ماموں اور ایک مادری چچا کو چھوڑے تو پدری ماموں کے لئے ایک ثلث اور مادری چچا کے لئے دو ثلث ہونگے۔

۱۳۔ اور اگر کوئی شخص ایک مادری ماموں اور ایک پدری چچا کو چھوڑے تو مادری ماموں کے لئے ایک ثلث ہے اس کے سوا کوئی نہیں جو مادری رشتہ سے میراث میں اس کا شریک ہو اور پدری چچا کے لئے دو ثلث ہے۔

۱۴۔ اور اگر کوئی شخص ایک پدری چچا اور ایک حقیقی چچا کا لڑکا چھوڑے تو سارا مال حقیقی چچا کے لڑکے کے لئے ہے اس لئے کہ اس میں دونوں طرح کے کلالے جمع ہوگئے یہ پدری کلالہ بھی ہے اور مادری کلالہ بھی اور یہ اصل پر محمول نہ ہوگا بلکہ یہ ائمہ علیہم السلام کی طرف سے صحیح احادیث وارد ہونے کی وجہ سے مسلّم ہے۔

۱۵۔ اور اگر کوئی شخص دو چچا زاد بھائیوں کو چھوڑے جن میں سے ایک مادری بھائی ہے تو سارا مال مادری بھائی کے لئے ہے۔

۱۶۔ اور اگر کوئی عورت دو ابن عم کو چھوڑے جن میں سے ایک اس کا شوہر ہو تو شوہر کے لئے نصف ہے اور دوسرا نصف ان دونوں کے درمیان تقسیم ہوگا۔

۱۷۔ اور اگر کوئی شخص حقیقی چچا زاد بہن اور مادری چچا زاد بہن کو چھوڑے تو مادری چچا زاد بہن کے لئے ایک سدس اور باقی حقیقی چچا زاد بہن کے لئے ہے۔

۱۸۔ اور اسی طرح اگر کوئی ماموں کی لڑکی اور مادری ماموں کی لڑکی کو چھوڑے تو مادری ماموں کی لڑکی کے لئے ایک سدس ہے اور باقی حقیقی ماموں کی لڑکی کے لئے ہے۔

۱۹۔ اور اگر کوئی شخص ایک ماموں کو اور نانی کو چھوڑے تو سارا مال نانی کے لئے ہے اور ماموں ساقط ہوجائے گا اور فضل بن شاذان نے یہ غلط کہا کہ ان دونوں کے درمیان نصف نصف تقسیم ہوگا بمنزلہ بھائی کے لڑکے اور دادا کے۔

۲۰۔ اور اگر کوئی چچا اور بہن کے لڑکے کو چھوڑے تو مال بہن کے لڑکے کے لئے ہے۔

۲۱۔ اور اگر کوئی چچا کو اور بھائی کے لڑکے کو چھوڑے تو مال بھائی کے لڑکے کے لئے ہے۔ اور یونس بن عبدالرحمٰن نے غلط کہا کہ مال ان دونوں کے درمیان نصف نصف ہوگا۔ انہیں اس مسئلہ میں شبہ اس لئے ہوا کہ جب انہوں نے دیکھا کہ میت اور اس کے چچا کے درمیان تین (۳) بطون ہیں اور اسی طرح میت اور بھائی کے لڑکے کے درمیان بھی تین (۳) بطون ہیں اور وہ سب کے سب پدری ہیں تو انہوں نے کہا کہ ان دونوں کے درمیان نصف نصف، اور یہ غلط ہے اس لئے کہ جیسا کہ انہوں نے کہا ہے کہ وہ سب کے سب پدری جمع ہوئے تو یہ کہاں ہے بھائی کا لڑکا

اپنے باپ کی اولاد ہے اور چچا دادا کی اولاد اور باپ کی اولاد اور باپ کی اولاد دادا کی اولاد سے زیادہ میراث کی مستحق ہے چاہے وہ کتنے ہی نیچے طبقہ کی ہو۔ جس طرح بیٹے کا بیٹا (پوتا) بھائی سے زیادہ میراث کا حق دار ہے کیونکہ بیٹے کا بیٹا میت کی اولاد ہے اور بھائی اس کے باپ کی اولاد ہے اور میت کی اولاد باپ کی اولاد سے زیادہ میراث کی حقدار ہے۔ اگرچہ وہ بطون میں برابر ہیں۔

۲۲۔ اور اگر کوئی شخص اپنی خالہ کی لڑکی اور اپنی ماں کی پھوپھی کو چھوڑے تو مال اس کی خالہ کی لڑکی کے لئے ہے اس لئے کہ خالہ کی لڑکی نانی کی اولاد ہے اور ماں کی پھوپھی ماں کی دادی کی اولاد ہے اور میت کی نانی میراث کی زیادہ حقدار ہے ماں کی دادی کی اولاد کے مقابلہ میں۔ اور اسی طرح اگر اپنی ماں کے چچا کو اور اپنے ماموں کے لڑکے کو چھوڑے تو مال ماموں کے لڑکے کے لئے ہے۔

۲۳۔ اور اگر کوئی شخص اپنی ماں کی پھوپھی اور اپنی خالہ کی لڑکی کو چھوڑے تو بطنوں میں دونوں برابر ہیں مگر یہ کہ ماں کی پھوپھی ماں کی دادی کی اولاد ہے اور خالہ کی لڑکی میت کی نانی کی اولاد ہے۔ اس لئے خالہ کی لڑکی سارے مال کی سب سے زیادہ حقدار ہے اور اسی طرح خالہ کا لڑکا۔

۲۴۔ اور اگر کوئی عورت اپنے شوہر اور اپنی پھوپھی اور اپنی خالہ کو چھوڑے تو شوہر کے لئے نصف اور خالہ کے لئے ایک ثلث اور باقی پھوپھی کے لئے ہے بمنزلہ شوہر اور والدین کے کہ شوہر کے لئے نصف ماں کے لئے ایک ثلث اور باپ کے لئے ایک سدس۔

۲۵۔ اور اگر ماموں اور خالہ کو چھوڑے تو مال ان دونوں کے درمیان نصف نصف ہوگا اور اسی طرح اگر ماموں کے لڑکے اور خالہ کے لڑکے کو چھوڑے تو ان دونوں کے درمیان بھی مال نصف نصف تقسیم ہوگا۔

۲۶۔ اور اگر ماں کی خالہ اور باپ کی پھوپھی کو چھوڑے تو ماں کی خالہ کے لئے ثلث اور باپ کی پھوپھی کے لئے دو ثلث ہوگا۔

۲۷۔ اور اگر چچا اور ماموں کو چھوڑے تو ماموں کے لئے ایک ثلث اور چچا کے لئے دو (۲) ثلث۔

۲۸۔ اور مادری بہن کے لڑکے اور مادری بھائی کی لڑکی کو چھوڑے تو ان دونوں کے درمیان مال نصف نصف تقسیم ہوگا اور اسی طرح مادری بہن کی لڑکی اور مادری بھائی کے لڑکے کو بھی اس لئے کہ مادری بھائی بہن میراث میں عورت اور مرد برابر ہیں۔

۲۹۔ اور اگر تین مختلف بھائی بہن کی اولاد کو چھوڑے تو مادری بہن کے لڑکے کو ایک سدس اور باقی حقیقی بہن کی اولاد کے لئے ہوگا۔

۳۰۔ اور اگر تین مختلف بہنوں کی لڑکیوں کو چھوڑے اور ہر ایک کے ساتھ اس کے بھائی بھی ہوں تو مادری بہن

کی لڑکی اور اس کے بھائی کو ایک سدس اور اس کے اندر وہ دونوں برابر برابر حصہ پائیں گے اور جو باقی ہے وہ حقیقی بہن کی لڑکی اور اس کے بھائی کا حصہ ہے اس میں مرد کے لئے دو حصہ اور عورت کے لئے ایک حصہ ہوگا۔

۳۱۔ اور اگر کوئی شخص بہن کی لڑکی اور بہن کے لڑکے جن دونوں کی ماں ایک ہو کو چھوڑے تو مال ان دونوں کے درمیان مرد کے لئے دو حصہ اور عورت کے لئے ایک حصہ کے حساب سے ہوگا اور اگر یہ دونوں الگ الگ دو بہنوں کے ہوں تو ان دونوں کے درمیان نصف نصف ہوگا اور اسی طرح اگر ایک بہن کی پانچ اور ایک بہن کی ایک لڑکی ہو تو ایک بہن کی پانچ اولاد کے لئے نصف اور یہ نصف ان پانچوں پر تقسیم ہوگا اور دوسری بہن کی ایک لڑکی تو اس کے لئے نصف اور اسی حساب سے تمام وہ لوگ جو اس قسم کے ہوں اس لئے کہ ہر صاحبِ رحم (رشتہ دار) اس کا حصہ پائے گا جس کے سلسلہ میں وہ آرہا ہے۔

۳۲۔ اور اگر کوئی شخص پدری بہن کی لڑکی اور حقیقی بہن کے پوتے کو چھوڑے تو مال پدری بہن کی لڑکی کے لئے ہوگا اور دوسرا ساقط ہوجائے گا۔

۳۳۔ اور اگر کوئی شخص حقیقی بہن کی لڑکی کی تین (۳) اولادیں اور پدری بہن کی لڑکی کی تین (۳) اولادیں اور مادری بہن کی لڑکی کی تین (۳) اولادیں چھوڑے تو مادری بہن کی اولادوں کو ایک سدس اور جو باقی رہے وہ سب حقیقی بہن کی اولادوں کے لئے اور پدری بہن کی اولادیں ساقط ہوجائینگی۔ اور فضل بن شاذان نے اس مسئلہ میں اور اس کے مشابہ دیگر مسئلوں میں غلطی کی اور یہ کہا ہے کہ حقیقی بہن کی اولاد کے لئے نصف اور مادری بہن کی اولاد کے لئے سدس اور اس کے بعد جو باقی رہ جائے وہ ان لوگوں پر ان نصاب کے مطابق تقسیم کردیا جائے گا۔

۳۴۔ اور اگر کوئی شخص اپنے حقیقی بھائی کی لڑکی اور اپنے پدری بھائی کی لڑکی کو چھوڑے تو مال اپنے حقیقی بھائی کی لڑکی کا ہوگا۔

۳۵۔ اور اگر کوئی مادری بھائی کی دس لڑکیاں اور اپنے حقیقی بھائی کی ایک لڑکی چھوڑے تو مادری بھائی کی لڑکیوں کے لئے ایک سدس جو ان کے درمیان برابر برابر تقسیم ہوگا اور باقی سب حقیقی بھائی کی لڑکی کے لئے ہوگا۔

۳۶۔ اور اگر کوئی مادری دو (۲) بہنوں کی دو (۲) لڑکیاں اور حقیقی بہن کی ایک لڑکی چھوڑے تو مادری دونوں بہنوں کی دونوں لڑکیوں کے لئے ایک ثلث اور بقیہ حقیقی بہن کی لڑکی کے لئے ہے۔

۳۷۔ اور اگر کوئی مختلف قسم کے بھائیوں کی تین (۳) لڑکیاں اور مختلف قسم کی بہنوں کی تین (۳) لڑکیاں چھوڑے تو اس کا اصل حساب چھ (۶) سے ہے مادری بہن کی لڑکی اور مادری بھائی کی لڑکی کے لئے ثلث یعنی دو سہم ہر ایک کے لئے ایک سہم۔ اور باقی رہے دو ثلث حقیقی بہن کی لڑکیوں کے لئے اس دو (۲) ثلث کا ایک قرار دے کر تین (۳) ثلث کرکے ایک ثلث حقیقی بہن کی لڑکی کے لئے اور دو ثلث حقیقی بھائی کی لڑکی کے لئے ہے مگر یہ چار دونوں پر

صحیح تقسیم نہ ہوگا اس لئے چھ (۶) کو تین (۳) سے ضرب دینگے تو اٹھارہ (۱۸) ہو جائیں گے اب مادری بہن کی لڑکی اور مادری بھائی کی لڑکی کو ایک ثلث یعنی چھ (۶) سہم دینگے جو ان دونوں کے درمیان نصف نصف تقسیم ہوگا اب باقی رہے بارہ (۱۲) اس میں سے حقیقی بھائی کی لڑکی کو آٹھ (۸) اور حقیقی بہن کی لڑکی کو چار (۴) دینگے۔

۳۷۔ اور اگر کوئی شخص حقیقی بھائی کی لڑکی کی لڑکی اور پدری بھائی کے لڑکے کی لڑکی کو چھوڑے تو پورا مال حقیقی بھائی کی لڑکی کے لئے ہے اس لئے کہ حقیقی بھائی کے ساتھ پدری بھائی میراث نہیں پاتا۔ اسی طرح جو اس سے قریب ہو۔ اور اسی طرح حقیقی بھائی کی لڑکی کے ساتھ پدری بھائی کا لڑکا میراث نہیں پائے گا اور عصبہ و اہل خاندان کا میراث میں کوئی حق نہ دینِ خدا کی طرف سے مقرر ہے اور نہ سنتِ رسول کی طرف سے۔

۳۸۔ اور اگر کوئی شخص مادری بھائی کے لڑکے کو چھوڑے اور وہی پدری بہن کا بھی لڑکا ہو نیز اپنی حقیقی بہن کے لڑکے کو چھوڑے تو مادری بھائی کے لڑکے کو سدس اور باقی سب حقیقی بہن کے لڑکے کا ہے۔

۳۹۔ اور اگر کوئی مادری بہن کی لڑکی کو چھوڑے اور وہی پدری بھائی کی لڑکی بھی ہو نیز اپنی حقیقی بہن کی لڑکی کو چھوڑے تو مادری بہن کی لڑکی کے لئے سدس اور باقی سب حقیقی بہن کی لڑکی کے لئے ہے۔

۴۰۔ اور اگر کوئی مادری بہن کی لڑکی کو چھوڑے اور وہی پدری بھائی کی لڑکی بھی ہو نیز اپنی حقیقی بہن کی لڑکی اور ایک مادری بہن اور ایک پدری بہن کو چھوڑے تو مادری بہن کے لئے ایک سدس اور باقی سب پدری بہن کے لئے ہے اور دونوں بہنوں کی دونوں لڑکیاں ساقط ہو جائیں گی اس لئے کہ وہ دونوں ایک بطن نیچے اتر گئیں۔

۴۱۔ اور اگر کوئی پدری بہن کی لڑکی کو چھوڑے اور وہی مادری بھائی کی لڑکی بھی ہو نیز حقیقی بہن کی لڑکی کو نیز مادری خالہ کو جو پدری پھوپھی بھی ہو نیز اپنی حقیقی خالہ کو چھوڑے تو مادری بہن کو لڑکی کو سدس اور اس کو پدری بھائی کی لڑکی کی حیثیت سے کچھ نہیں ہے اور اب جو باقی ہے وہ سب حقیقی بہن کی لڑکی کے لئے ہے اور مادری خالہ جو پدری پھوپھی بھی ہے اور حقیقی خالہ یہ سب ساقط ہو جائینگی۔

۴۲۔ اور اگر کوئی بہن کی لڑکی کے لڑکے اور بہن کے لڑکے کے لڑکے کو چھوڑے اور ان دونوں کی ماں ایک ہو تو مال کے تین حصے ہونگے بہن کے لڑکے کے لڑکے کے لئے دو ثلث اور بہن کی لڑکی کے لڑکے کے لئے ایک ثلث اور اگر یہ دونوں دو بہنوں سے ہیں تو ان کے درمیان نصف نصف مال تقسیم ہوگا۔

۴۳۔ اور اگر کوئی شخص حقیقی بھائی کی لڑکی کے لڑکے کو اور حقیقی بھائی کے لڑکے کی لڑکی کو چھوڑے تو اگر بھائی کے لڑکے اور بھائی کی لڑکی ان دونوں کا باپ ایک ہے تو بھائی کی لڑکی کے لڑکے کے لئے ایک ثلث اور بھائی کے لڑکے کی لڑکی کے لئے دو ثلث ہے اور اگر بھائی کی لڑکی کا باپ بھائی کے لڑکے کے باپ کا غیر ہے تو مال ان دونوں کے درمیان نصف نصف ہے ان دونوں میں سے ہر ایک اپنے جد کی میراث پائے گا۔

۴۴۔ اور اگر کوئی شخص حقیقی بھائی کی لڑکی کے لڑکے اور حقیقی بھائی کی لڑکی کی لڑکی کو چھوڑے تو اگر ان دونوں کی ماں ایک ہے تو مال ان دونوں کے درمیان مرد کے لئے دو (۲) حصہ اور عورت کے لئے ایک حصہ کے حساب سے ہوگا اگر ان دونوں کی ماں ایک نہیں ہے تو ان کے لئے نصف نصف ہوگا۔

۴۵۔ اور اگر کوئی شخص مادری بھائی کی لڑکی کے لڑکے اور پدری بھائی کی لڑکی کے لڑکے کو چھوڑے تو مادری بھائی کی لڑکی کے لڑکے کے لئے ایک سدس اور جو باقی ہے وہ سب پدری بھائی کی لڑکی کے لڑکے کے لئے ہے۔

۴۶۔ اور اگر کوئی شخص حقیقی بھائی کی لڑکی کی لڑکی اور مادری بھائی کی بیٹی کو چھوڑے تو مال مادری بھائی کی لڑکی کے لئے ہے اس لئے کہ وہ زیادہ قریب ہے۔

۴۷۔ اور اگر کوئی شخص متفرق بہنوں کی تین لڑکیاں چھوڑے تو مادری بہن کی لڑکی کے لئے ایک سدس اور جو باقی رہے وہ حقیقی بہن کی لڑکی کے لئے ہے اور پدری بہن کی لڑکی ساقط ہوجائے گی اس لئے کہ حقیقی بہن کے ساتھ اس کی ماں وراثت نہیں پائے گی۔

۴۸۔ اور اگر کوئی شخص ایک بہن کی پانچ اولاد اور ایک دوسری بہن کی ایک لڑکی چھوڑے تو ایک بہن کی پانچ اولاد کو نصف اور دوسرے بہن کی ایک لڑکی کو نصف۔

۴۹۔ اور اگر کوئی عورت اپنے شوہر کو اور اپنے مادری بھائی کو اور اپنے چچا کے لڑکے کو چھوڑے اور اپنی لڑکی کے لڑکے کو چھوڑے تو شوہر کے لئے ایک ربع اور باقی اپنی لڑکی کے لڑکے کے لئے اور اس کے علاوہ سب لوگ ساقط ہو جائیں گے۔

۵۰۔ اور اگر کوئی شخص اپنی لڑکی کے لڑکے کو اور لڑکی کی لڑکی کو چھوڑے اور ان دونوں کی ماں ایک ہو جو ان دونوں کو چھوڑ کر مر گئی ہو تو مال ان دونوں کے درمیان مرد کے لئے دو حصہ اور عورت کے لئے ایک حصہ کے حساب سے تقسیم ہوگا۔

۵۱۔ اور اگر کوئی شخص نواسی اور پڑپوتی کو چھوڑے تو مال نواسی کے لئے ہے اس لئے کہ یہ بطن سے زیادہ قریب ہے۔

۵۲۔ اور اگر کوئی شخص پوتی کے لڑکے کو اور نواسی کے لڑکے کو چھوڑے تو پوتی کے لڑکے کے لئے دو (۲) ثلث اور نواسی کے لڑکے کے لئے ایک ثلث اور اسی طرح اگر وہ نواسے کے لڑکے کو اور پوتی کی لڑکی کو چھوڑے تو پوتی کی لڑکی کے لئے دو (۲) ثلث اور نواسی کے لڑکے کو ایک ثلث۔

۵۳۔ اور اگر کوئی شخص ایک لڑکی کی کئی اولادیں اور دوسری لڑکی کی ایک لڑکی کو چھوڑے تو لڑکی کی کئی اولاد کو نصف اور دوسری لڑکی کی ایک لڑکی کو نصف۔ اسی طرح اگر کوئی شخص ایک لڑکی کی دس (۱۰) لڑکیوں کو چھوڑے

ایک ایک سہم سب کے لئے ہوگا دوسری لڑکی جس کی فقط ایک لڑکی ہے اس کے لئے نصف باقی ہے۔ اسی طرح اگر ایک لڑکی کے دس لڑکوں کو اور دوسری لڑکی کی فقط ایک لڑکی کو چھوڑے تو لڑکی کے دس لڑکوں کے لئے نصف اور دوسری لڑکی کی فقط ایک لڑکی کے لئے نصف ہے۔

۵۴۔ اور اگر کوئی شخص ایک نواسی کی ایک لڑکی اور دوسری نواسی کی دو لڑکیاں اور تیسری نواسی کی تین لڑکیاں چھوڑے تو سب مال کے اٹھارہ سہم ہونگے۔ نواسی کی لڑکی کو چھ سہم اور دوسری نواسی کی دو لڑکیوں کو چھ سہم جو آپس میں تین تین سہم پائیں گی۔ اور ایک تیسری نواسی کی تین لڑکیوں کے لئے چھ سہم اور یہ تینوں لڑکیاں دو دو سہم آپس میں تقسیم کریں گی۔

۵۵۔ اور اگر کوئی شخص اپنے نواسے کی لڑکی اور نواسی کی لڑکی جبکہ ان دونوں کی جدہ ایک ہوں اور دوسری نواسی کی لڑکی کو چھوڑے تو مال چھ (۶) سہم پر تقسیم ہوگا۔ نواسے کی لڑکی کے لئے دو (۲) سہم اور نواسی کی لڑکی کے لئے ایک سہم اور دوسری لڑکی کی نواسی کے لئے تین (۳) سہم۔

۵۶۔ اور اگر کوئی شخص اپنی لڑکی کی نواسی اور اپنے بھائی کی لڑکی کو چھوڑے تو مال اپنی لڑکی کی نواسی کے لئے ہوگا۔

۵۷۔ اور اگر کوئی شخص اپنی لڑکی کی نواسی اور متفرق بہنوں کی تین (۳) لڑکیاں چھوڑے تو سارا مال اپنی لڑکی کی نواسی کے لئے ہوگا اور اپنی لڑکیوں کی لڑکیوں کے ساتھ بھائیوں اور بہنوں کی لڑکیاں کوئی میراث نہیں پائیں گی خواہ وہ کتنے ہی نیچے طبقہ کی ہوں۔

۵۸۔ اور اگر کوئی عورت اپنے نواسے یا اپنی نواسی کو اور اپنے شوہر کو اور اپنے مادری بھائی یا اپنے حقیقی بھائی اور اپنے چچا کے لڑکے کو چھوڑے تو شوہر کے لئے ایک ربع اور باقی سب اپنی لڑکی کی اولاد کے لئے ہے۔

۵۹۔ اور اگر کوئی شخص اپنے چچا اور اپنے نواسے یا اپنی نواسی کو چھوڑے تو سارا مال لڑکی کی اولاد کے لئے ہے اور چچا سب سے ساقط ہوجائے گا ایک اس سبب سے کہ لڑکی کی اولاد میت کی اولاد ہے اور چچا دادا کی اولاد ہے اور میت کی اولاد بذات خود زیادہ حقدار اور زیادہ قریب ہے دادا کی اولاد سے اور دوسرا سبب یہ ہے کہ میت اور چچا کے درمیان تین بطن ہیں اس لئے کہ چچا قریب ہے دادا سے اور دادا قریب ہے باپ سے اور باپ میت کی ذات سے قریب ہے اور نواسے اور میت کے درمیان دو بطن ہیں اس لئے کہ لڑکی کی اولاد لڑکی سے قریب ہے اور لڑکی بذات خود میت سے قریب ہے اسی بناء پر لڑکی کی اولاد بہ لحاظ بطن زیادہ قریب اور نسب میں بھی زیادہ قربت رکھتی ہے۔ اور اولاد کے ساتھ دادا وراثت نہیں پاتا اور چچا اس سے قریب ہے جو وراثت نہیں پاتا۔ اور اولاد کی اولاد اس سے قریب ہے جو وراثت پاتی ہے اس لئے وہ مال میراث کے زیادہ حقدار ہیں۔ ولا قوة الا باللہ و باللہ التوفیق۔

اور بھائی اور بھائی کی اولاد اس مسئلہ میں بمنزلہ چچا کے ہیں لڑکی کی اولاد کے ہوتے ہوئے وہ میراث نہیں پائیں گے۔

۶۰۔ اور اگر کوئی مادری بھائی اور حقیقی بھائی کی لڑکی اور اپنی نواسی اور اپنے نواسے کو چھوڑے تو مال میراث نواسی اور نواسے کے لئے ہے وہ دونوں آپس میں مرد کے لئے دو حصہ اور عورت کے لئے ایک کے حساب سے لیں گے۔

۶۱۔ اور اگر کوئی شخص اپنی پدری بہن کی لڑکی کو اور اپنی مادری بہن کی لڑکی کو اور اپنے کنبہ کو چھوڑے تو مادری بہن کی لڑکی کو ایک سدس اور باقی پدری بہن کی لڑکی کے لئے ہے اور کنبہ ساقط ہو جائے گا۔

۶۲۔ اور اگر کوئی حقیقی پھوپھی کو اور پدری پھوپھی کو چھوڑے تو مال میراث حقیقی پھوپھی کے لئے ہے۔

۶۳۔ اور اگر کوئی شخص چچا اور بہن کی لڑکی کو چھوڑے تو مال میراث بہن کی لڑکی کے لئے ہے کیونکہ بھائی کی اولاد بھائی کی قائم مقام ہے اور چچا جد کا قائم مقام نہیں ہے اور اس لئے کہ بھائی کا لڑکا اپنے باپ کی اولاد میں سے ہے اور چچا دادا کی اولاد میں سے ہے۔ اور اس لئے کہ بھائی کا لڑکا دادا کے ساتھ میراث پائے گا اور دادا کا لڑکا بھائی کے ساتھ میراث نہیں پائے گا جمع ہونے کے وقت اور اسی طرح اگر کوئی شخص چچا کو اور اپنے بھائی کے لڑکے کو چھوڑے تو مال میراث بھائی کے لڑکے کے لئے ہے۔

۶۴۔ اور اگر کوئی شخص حقیقی چچا کی لڑکی کو اور مادری چچا کی لڑکی کو چھوڑے تو مادری چچا کی لڑکی کے لئے ایک سدس ہے اور جو باقی ہے وہ سب حقیقی چچا کی لڑکی کے لئے ہے۔ اور اسی طرح مادری ماموں کی لڑکی اور حقیقی ماموں کی لڑکی۔ تو مادری ماموں کی لڑکی کے لئے ایک سدس اور جو باقی ہے وہ حقیقی ماموں کی لڑکی کے لئے ہے۔

۶۵۔ اور اگر کوئی شخص چچا کی لڑکیوں اور چچا کے لڑکوں کو چھوڑے تو مال میراث ان کے درمیان مرد کے لئے دو حصہ اور عورت کے لئے ایک حصہ کے حساب سے تقسیم ہوگا۔

۶۶۔ اور اگر کوئی ماموں کی لڑکیوں اور ماموں کے لڑکوں کو چھوڑے تو مال میراث ان کے درمیان برابر برابر تقسیم ہوگا اس میں مرد اور عورت سب برابر ہونگے۔

۶۷۔ اور اگر کوئی چچا کے ایک لڑکے اور پھوپھی کی ایک لڑکی کو چھوڑے تو چچا کے لڑکے کو دو ثلث اور پھوپھی کی لڑکی کو ایک ثلث ملے گا۔

۶۸۔ اور کوئی اپنی پھوپھی کے لڑکے اور اپنی پھوپھی کی لڑکی کو چھوڑے تو مال میراث ان کے درمیان مرد کے لئے دو حصہ اور عورت کے لئے ایک حصہ کے حساب سے تقسیم ہوگا۔

۶۹۔ اور اگر کوئی مادری چچا اور حقیقی ماموں کو چھوڑے تو ماموں کے لئے ایک ثلث ماں کا حصہ اور چچا کے لئے باقی دو ثلث باپ کا حصہ ہوگا۔

۷۰ ۔ اور اگر کوئی اپنی پھوپھی کی لڑکی اور اپنے باپ کی پھوپھی کو چھوڑے تو سارا مال پھوپھی کی لڑکی کے لئے ہوگا۔

۷۱ ۔ اور اگر ایک پھوپھی کی دس (۱۰) اولادیں چھوڑے اور ایک پھوپھی کی ایک لڑکی تو پھوپھی کی دس (۱۰) اولادوں کے لئے نصف اور دوسری پھوپھی کی ایک لڑکی کے لئے باقی نصف ہوگا۔

۷۲ ۔ اور اگر کوئی شخص اپنی پدری پھوپھی اور حقیقی پھوپھی کو چھوڑے تو مال میراث حقیقی پھوپھی کے لئے ہوگا۔

۷۳ ۔ اور کوئی شخص حقیقی پھوپھی کی پانچ (۵) لڑکیاں اور مادری پھوپھی کی ایک لڑکی اور پدری پھوپھی کی ایک لڑکی چھوڑے تو حقیقی پھوپھی کی پانچ (۵) لڑکیوں کے لئے چھ (۶) حصوں میں سے پانچ (۵) حصہ اور مادری پھوپھی کی لڑکی کے لئے چھ (۶) حصوں میں سے ایک حصہ ہے اور پدری پھوپھی ساقط ہوجائے گی۔

۷۴ ۔ اور اگر کوئی شخص ایک چچا کی دو (۲) لڑکیاں اور دوسرے چچا کی ایک لڑکی چھوڑے تو چچا کی دو (۲) لڑکیوں کے لئے نصف ارر دوسرے چچا کی ایک لڑکی کے لئے نصف جو باقی ہے۔ اور اسی طرح اگر چچا کے لڑکے ہوں۔

۷۵ ۔ اور کوئی شخص متفرق چچاؤں کی تین (۳) لڑکیاں یا متفرق چچاؤں کی لڑکیوں کی تین (۳) لڑکیاں یا متفرق پھوپھیوں کی لڑکیوں کو چھوڑے تو ان کے لئے بھی وہی ہوگا جو میں نے ماموں کی لڑکیوں اور پھوپھیوں کی لڑکیوں اور پھوپھیوں کی نواسیوں کے لئے بیان کردیا ہے۔

۷۶ ۔ اور اگر کوئی شخص حقیقی چچاؤں کی لڑکیوں کے پانچ (۵) لڑکے اور مادری چچا کی لڑکی کی ایک لڑکی چھوڑے تو مادری چچا کی لڑکی کی لڑکی کے لئے ایک سدس اور جو باقی ہے وہ سب حقیقی چچاؤں کی لڑکیوں کی اولاد کے لئے ہے۔

۷۷ ۔ اور اگر کوئی شخص حقیقی چچا کی لڑکیوں کی تین (۳) اولادوں کو اور دوسرے حقیقی چچا کی نواسی کو اور مادری چچا کی نواسی کو چھوڑے تو مال کے چھتیس (۳۶) سہم ہونگے۔ مادری چچا کی نواسی کے لئے چھ (۶) سہم اور حقیقی چچا کی نواسی کو پندرہ (۱۵) سہم اور دوسرے حقیقی چچا کی لڑکیوں کی تین (۳) اولادوں کو پندرہ (۱۵) سہم جس میں وہ سب پانچ (۵) پانچ (۵) سہم پائیں گے۔

۷۸ ۔ اور اگر کوئی شخص اپنے باپ کے چچا کی لڑکی اور اپنے چچا کی نواسی کو چھوڑے تو مال میراث اس کے چچا کی نواسی کے لئے ہوگا اور باپ کے چچا کی لڑکی ساقط ہوجائے گی کیونکہ اس (مرحوم) نے گویا اپنے باپ کے دادا اور اپنے چچا کو چھوڑا اور چچا زیادہ حقدار ہے باپ کے دادا سے۔

۷۹ ۔ اور کوئی اپنی پدری پھوپھی کو جو مادری خالہ بھی ہے اور حقیقی خالہ اور پدری پھوپھی کو چھوڑے تو مال میراث کے اٹھارہ (۱۸) سہم ہونگے مادری خالہ جو پدری پھوپھی ہے اس کے لئے ایک تہائی کا چھٹا یعنی اٹھارہ (۱۸) سہم میں سے ایک۔ اور حقیقی خالہ کے لئے ایک تہائی کے چھ (۶) حصوں میں سے پانچ (۵) حصہ اور یہ اٹھارہ (۱۸) میں سے پانچ

(۵) ہوگا اور پدری پھوپھی کے لئے دو (۲) ثلث کا نصف یعنی اٹھارہ (۱۸) میں چھ (۶) حصہ اور پدری پھوپھی جو مادری خالہ ہے اس کے لئے بھی دو (۲) تہائی کا نصف یعنی چھ (۶) حصہ اور اس نے ثلث کا چھٹا حصہ بھی پایا اس لئے اس کے ہاتھ میں سات (۷) حصے آئے۔

۸۰۔ اور اگر کوئی شخص اپنی خالہ کو اور اپنی پھوپھی اور اپنی زوجہ کو چھوڑے تو زوجہ کے لئے ایک ربع اور خالہ کے لئے ایک ثلث اور اب جو باقی رہا وہ پھوپھی کے لئے ہے س[زوجہ پچیس (۲۵) فی صد۔ خالہ تینتیس (۳۳) فی صد۔ پھوپھی بیالیس (۴۲) فی صد]

اور کوئی عورت اپنے شوہر اور اپنی خالہ اور اپنی پھوپھی کو چھوڑے تو شوہر کے لئے نصف اور خالہ کے لئے ثلث اور جو باقی رہ گیا وہ پھوپھی کے لئے ہے اور پھوپھی کو اسی طرح نقصان ہوگا جس طرح باپ کو نقصان ہوتا اگر وہ عورت شوہر کو اور ماں باپ کو چھوڑتی۔

۸۱۔ اور اگر کوئی شخص اپنی زوجہ اور اپنی پھوپھی کے لڑکوں کو اور اپنے ماموں کی لڑکیوں کو اور اپنے ماموں کے لڑکوں کو چھوڑے تو زوجہ کے لئے ربع اور ماموں کے لڑکوں اور ماموں کی لڑکیوں کے لئے ایک ثلث جس میں مرد اور عورت سب برابر برابر پائیں گے اور اب جو باقی رہ گیا ہے وہ پھوپھی کے لڑکوں کے لئے ہے۔

۸۲۔ اور اگر کوئی شخص کئی عدد ماموؤں اور کئی عدد خالاؤں اور چچا کے لڑکے کو چھوڑے تو مال میراث ماموؤں اور خالاؤں کے لئے برابر برابر ہے اور چچا کا لڑکا ساقط ہو جائے گا اس لئے کہ وہ بطن سے نیچے اتر گیا ہے۔

۸۳۔ اور اگر کوئی شخص چچا کی لڑکی اور پھوپھی کا لڑکا چھوڑے تو چچا کی لڑکی کے لئے دو ثلث اور پھوپھی کے لڑکے کے لئے ایک ثلث ہے۔

۸۴۔ اور اگر کوئی شخص ماں کی پھوپھی اور باپ کی خالہ کو چھوڑے تو ماں کی پھوپھی کے لئے ایک ثلث اور باپ کی خالہ کے لئے دو ثلث۔

۸۵۔ اور اگر کوئی شخص مادری چچا کے لڑکے اور حقیقی پھوپھی کے نواسے کو چھوڑے تو مال میراث مادری چچا کے لڑکے کے لئے ہے۔

۸۶۔ اور کوئی شخص چچا کے لڑکے اور چچا کی لڑکی اور ماموں کو چھوڑے تو مال میراث ماموں کے لئے ہے۔

۸۷۔ اور بھائیوں اور بہنوں اور ان کی اولاد کی اولاد کے ہوتے ہوئے خالائیں پھوپھیاں اور چچا اور ماموں کوئی میراث نہیں پائیں گے۔ اس لئے کہ بھائیوں اور بہنوں کی اولاد اپنے باپ کی اولاد ہوتی ہے۔ اور چچا اور ماموں اور پھوپھیاں اور خالائیں دادا اور نانا کی اولاد ہوتی ہیں۔ اور باپ کی اولاد خواہ کتنے ہی نیچے طبقہ کی ہو دادا اور نانا کی اولاد سے زیادہ حقدار اور اولیٰ ہے۔

۸۸ - اور اگر کوئی شخص نانا یعنی ماں کے باپ اور مادری بھائی کے لڑکے کو چھوڑے تو گویا اس نے دو مادری بھائی چھوڑے تو میراث کا مال ان دونوں کے درمیان نصف نصف تقسیم ہوگا۔

۸۹ - اگر کوئی شخص نانا اور مادری چچا اور مادری بھائی کے لڑکے اور چچا کے پوتے کو چھوڑے تو میراث کا مال نانا اور بھائی کے لڑکے کے درمیان نصف نصف تقسیم ہوگا اور باقی سب لوگ ساقط ہو جائیں گے۔

۹۰ - اور اگر کوئی شخص نانی اور ماموں اور خالہ اور چچا اور پھوپھی کو چھوڑے تو میراث کا مال نانی کے لئے ہے۔ اس لئے کہ وہ ازروئے بطن سب سے زیادہ قریب ہے اور اسی طرح نانی کے بدلے نانا اس لئے کہ نانی اور نانا دونوں ماں کے واسطے سے قریب ہیں اور چچا اور ماموں دادا اور نانا کے واسطے سے قریب ہیں اور جو شخص ماں کے واسطے سے قریب ہو وہ مال میراث کا زیادہ حقدار ہے بہ نسبت ان کے جو دادا نانا کے واسطے سے قریب ہو اور ماموں تو ماں کے باپ کا لڑکا ہے وہ ماں کے باپ کے ساتھ کیونکر وراثت پائے گا۔

۹۱ - اور اگر کوئی شخص نانا کو اور حقیقی بہن کی لڑکی کو چھوڑے تو نانا کے لئے ایک سدس ہے اور جو باقی ہے وہ سب حقیقی بہن کی لڑکی کے لئے ہے۔

۹۲ - اور اگر کوئی شخص اپنی زوجہ کو اور نانا کو اور مادری بہن کی دو لڑکیاں اور حقیقی بہن کی دو لڑکیاں چھوڑے تو زوجہ کے لئے ایک ربع اور نانا کے لئے سدس اور مادری بہن کی دونوں لڑکیوں کے لئے ایک سدس اور جو باقی رہا وہ حقیقی بہن کی دونوں لڑکیوں کے لئے ہے۔

۹۳ - اور اگر کوئی عورت اپنے شوہر کو اور نانا کو اور اپنی پدری بہن کے لڑکے کو اور اپنے حقیقی بھائی کی لڑکی کو چھوڑے تو شوہر کے لئے نصف اور نانا کے لئے سدس اور جو باقی ہے وہ حقیقی بھائی کی لڑکی کے لئے ہے اور پدری بہن کا لڑکا ساقط ہوجائے گا۔

۹۴ - اور اگر کوئی شخص حقیقی ماموں کو اور پدری ماموں کو چھوڑے تو میراث کا مال حقیقی ماموں کے لئے ہے اور اسی طرح خالہ بھی اس صورت میں اور اسی طرح چچا اور پھوپھی بھی ایسی صورت میں اور مال میراث اس کے لئے ہے جو حقیقی ہے۔ اس کے لئے نہیں ہے جو پدری ہے۔

۹۵ - اور اگر کوئی شخص حقیقی ماموں کی لڑکی کو یا مادری ماموں کی لڑکی کو چھوڑے تو مادری ماموں کی لڑکی کے لئے ایک سدس اور باقی حقیقی ماموں کی لڑکی کے لئے ہے۔

۹۶ - اور اگر کوئی شخص ماموں کو اور مادری بھائی کی لڑکی کو چھوڑے تو مال مادری بھائی کی لڑکی کے لئے ہے۔

۹۷ - اور اگر کوئی شخص خالہ کو اور خالہ کے لڑکے کو چھوڑے تو مال خالہ کے لئے ہے اس لئے کہ وہ بطن سے زیادہ قریب ہے۔

۹۸۔ اور اگر کوئی پدری خالہ اور اپنی مادری بہن کے لڑکے کو چھوڑے تو مال مادری بہن کے لڑکے کے لئے ہے۔

۹۹۔ اور اگر کوئی شخص اپنی خالہ کو اور اپنی بہن کی نواسی کو اور اپنے مادری بھائی کے لڑکے کو چھوڑے تو مال اس کے مادری بھائی کے لڑکے کے لئے ہے۔

۱۰۰۔ اور اگر کوئی شخص اپنی خالہ کو اور اپنے بھائی کے لڑکے کو اور اپنے بھائی کی پوتی کو اور اپنے بھائی کی نواسی کو چھوڑے تو مال اس کے بھائی کے لڑکے کے لئے ہے اور باقی لوگ ساقط ہوجائیں گے۔

۱۰۱۔ اور اگر کوئی شخص اپنی خالہ کے لڑکے کو اپنی ماں کے ماموں کو اور اپنی ماں کے چچا کو چھوڑے تو مال متروکہ اس کی خالہ کے لڑکے کے لئے ہے۔

۱۰۲۔ اور اگر کوئی شخص اپنی خالہ کی لڑکیوں کو اور خالہ کے لڑکوں کو اور زوجہ کو چھوڑے تو زوجہ کے لئے ایک ربع اور باقی خالہ کے لڑکوں اور خالہ کی لڑکیوں کے درمیان برابر برابر تقسیم ہوگا۔

۱۰۳۔ اور اگر کوئی شخص تین (۳) مختلف خالاؤں کو چھوڑے تو مادری خالہ کے لئے ایک سدس اور باقی حقیقی خالہ کے لئے ہے اور پدری خالہ ساقط ہوجائے گی۔

۱۰۴۔ اور اگر کوئی شخص متفرق نوعیت کے تین ماموؤں اور تین مختلف خالاؤں کو چھوڑے تو مادری ماموں اور مادری خالہ کے لئے ایک ثلث جو ان میں برابر برابر تقسیم ہوگا اور جو باقی ہے وہ ماموں اور حقیقی خالہ کے لئے ہے اور پدری ماموں اور خالہ ساقط ہوجائیں گے۔

۱۰۵۔ اور اگر کوئی شخص اپنی ماں کی خالہ کو اور ماں کے ماموں کو چھوڑے تو مال متروکہ ان دونوں کے درمیان نصف نصف تقسیم ہوگا۔

۱۰۶۔ اور اگر کوئی شخص ماموں کی لڑکی کو اور خالہ کی لڑکی کو اور مادری خالہ کو چھوڑے تو مال متروکہ ماموں کی لڑکی اور خالہ کی لڑکی کے درمیان نصف نصف تقسیم ہوگا اور مادری خالہ ساقط ہوجائے گی۔

باب: آزاد کردہ غلاموں کے ساتھ رشتہ داروں کی میراث

(۵۶۵۲) احمد بن محمد بن عیسیٰ نے محمد بن سہل سے انہوں نے حسن بن حکم سے انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے ایک ایسے شخص کے متعلق فرمایا کہ جس نے اپنی دو (۲) خالاؤں اور اپنے آزاد کردہ غلاموں کو چھوڑا۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ بعض رشتہ دار بعض سے اولیٰ ہیں مال متروکہ دونوں خالاؤں کے درمیان تقسیم ہوگا۔

(۵۶۵۳) علی بن یقطین نے حضرت امام ابوالحسن علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک شخص مرجاتا ہے اور اپنی ایک بہن اور اپنے چند آزاد کردہ غلاموں کو چھوڑ جاتا ہے۔ تو آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ مال متروکہ اس کی بہن کے لئے ہے۔

اور جب بھی کوئی اپنے رشتہ دار کو چھوڑے خواہ وہ مرد ہو یا عورت بہن کی لڑکی ہو یا نواسی یا ماموں کی یا خالہ کی لڑکی، چچا کی لڑکی ہو یا پھوپھی کی لڑکی یا اس سے بھی دور کی رشتہ دار ہو مال میراث رشتہ داروں کے لئے ہے خواہ وہ نیچے طبقے کے رشتہ دار کیوں نہ ہوں ان لوگوں کے ساتھ کوئی موالی کوئی میراث نہیں پائے گا کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کا ذکر کیا ہے ان کے لئے حصے مقرر کئے ہیں اور یہ بتایا ہے کہ یہ لوگ میراث کے لئے زیادہ اولیٰ اور حقدار ہیں اللہ تعالیٰ کے اس قول میں **واولوا الارحام بعضهم اولی ببعض فی کتاب اللّٰه** (سورۃ انفال آیت ۷۵) (اور رشتہ دار آپس میں ایک دوسرے کے حق دار زیادہ ہیں اللہ کے حکم میں)۔ اور اس نے موالی کا کوئی ذکر نہیں کیا ہے۔

(۵۶۵۴) اور جابر نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ حضرت علی علیہ السلام رشتہ داروں کو میراث دیا کرتے تھے۔ آزاد کردہ غلاموں کو نہیں۔

اور وہ حدیث کہ جس کی مخالفین نے روایت کی ہے کہ حضرت حمزہ کا ایک آزاد کردہ غلام مرگیا تو نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نصف حضرت حمزہ کی لڑکی کو دیا اور نصف موالی کو دیا۔

تو یہ حدیث منقطع ہے یہ عبداللہ بن شداد کی روایت جو نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کی ہے اور یہ مرسل ہے۔ اور شاید یہ کچھ ہو بھی تو یہ آیاتِ فرائض کے نزول سے پہلے کی بات ہوگی جو منسوخ ہوگئی ہو اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں حلیفوں کے لئے بھی حصہ مقرر کیا تھا **والذین عقدت ایمانکم فاتوهم نصیبهم** (سورۃ النساء آیت ۳۳) (اور جن سے معاہدہ ہوا تمہارا ان کو دے دو ان کا حصہ) لیکن یہ آیت اللہ تعالیٰ کے اس قول سے منسوخ ہوگئی۔ **واولوا الارحام بعضهم اولی ببعض فی کتاب اللّٰه** اور ابراہیم نخعی اس حدیث سے حضرت حمزہ کے غلام کے بارے میں انکار کیا کرتے تھے اور ان میں صحیح کتابِ خدا ہے نہ کہ حدیث۔

(۵۶۵۵) اور لوگ حنان سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں سوید بن غفلہ کے پاس بیٹھا ہوا تھا کہ ان کے پاس ایک شخص آیا اور اس نے ان سے لڑکی اور زوجہ اور موالی کے متعلق دریافت کیا تو انہوں نے کہا کہ میں تم کو اس مسئلہ میں حضرت علی ابن ابی طالب علیہ السلام کا فیصلہ بتاتا ہوں آپ علیہ السلام نے لڑکی کے لئے نصف اور زوجہ کے لئے ثمن (آٹھواں حصہ) اور اس کے بعد جو باقی رہ گیا وہ لڑکی پر پلٹا دیا اور موالی کو کچھ نہیں دیا۔

باب: موالی کی میراث

اگر کوئی شخص اپنے آزاد کردہ غلام کو (جو اپنے آقا کو) نعمت دینے والا ہو یا اس سے نعمت پانے والا ہو چھوڑے اور اس کے سوا کوئی اور وارث نہ چھوڑے تو مال متروکہ اس کے لئے ہے۔

اور اگر وہ بہت سے موالی جو نعمت دینے والے یا نعمت کے پانے والے مرد اور عورتیں ہوں تو ان کے درمیان مرد کے لئے دو (۲) حصہ اور عورت کے لئے ایک (۱) حصہ کے حساب سے تقسیم ہوگا۔

اور اگر کوئی شخص اپنے آزاد کردہ غلام جو نعمت دینے والا ہو یا نعمت پانے والا ہو اس کے لڑکوں اور لڑکیوں کو چھوڑے اور ان کے سوا کوئی اور وارث نہ چھوڑے تو ان لڑکوں اور لڑکیوں کے لئے مرد کے لئے دو (۲) اور عورت کے لئے ایک (۱) کے حساب سے تقسیم ہوگا کیونکہ ولایت اور سرپرستی کا گوشت بھی نسب کے گوشت کے مانند ہے۔

اور جب کوئی شخص اپنے رشتہ داروں میں سے چھوڑے خواہ وہ نسب میں قریب کے ہوں یا دور کے اور اپنے آزاد کردہ غلام کو خواہ وہ اس کو نعمت دینے والا ہو یا اس سے نعمت لینے والا چھوڑے تو مال متروکہ رشتہ داروں میں سے جو وارث ہوگا اس کے لئے ہے اور اس آزاد کردہ غلام کے لئے کچھ نہیں ہے اس لئے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے **واولوا الارحام بعضھم اولی ببعض فی کتاب اللہ من المومنین والمھاجرین الا ان تفعلوا الیٰ اولیائکم معروفا** (سورۃ احزاب آیت ۶) (اور قرابت والے ایک دوسرے سے زیادہ لگاؤ رکھتے ہیں اللہ کے حکم میں سب ایمان والوں اور ہجرت کرنے والوں سے مگر یہ کہ کرنا چاہو اپنے رفیقوں سے احسان) یعنی ان لوگوں کے لئے کسی شے کی وصیت یا ورثاء کے لئے میراث میں سے کچھ ہبہ کر دیا ہو۔

باب: ان لوگوں کی میراث جو ڈوب کر مرگئے یا ان پر مکان گر پڑا اور دب کر مرگئے اور یہ نہیں معلوم کہ ان میں سے کون پہلے مرا

(۵۶۵۶) ابن محبوب نے عبدالرحمٰن سے روایت کی ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک گروہ کشتی میں غرق ہوگیا یا ان پر مکان کی چھت گر گئی اور سب دب کر مرگئے اور نہیں معلوم کہ پہلے کون مرا؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا وہ لوگ بعض بعض کے وارث بنیں گے اور یہی کتاب علی علیہ السلام میں تحریر ہے۔

(۵۶۵۷) علی بن مہزیار نے فضالہ سے انہوں نے ابان سے انہوں نے فضل بن عبدالملک سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ایسے شوہر اور زوجہ کے لئے روایت کی ہے جن پر مکان کی چھت گر پڑی اور دونوں دب کر مرگئے اور نہیں معلوم ان میں سے پہلے کون مرا؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا پہلے عورت مرد کی میراث پائے گی پھر مرد عورت کی میراث پائے گا۔

(۵۶۵۸) عاصم بن حمید نے محمد بن قیس سے انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ حضرت امیرالمومنین علیہ السلام نے فیصلہ ایسے شخص کے متعلق کیا جس کے مکان کی چھت گر پڑی اور اس میں وہ اور اس کی زوجہ دونوں دب کر مرگئے اور یہ نہیں معلوم کہ کون ان دونوں میں پہلے مرا۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ ان میں سے ہر ایک اپنے شریک حیات کا وارث بنے گا جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ان دونوں کے ورثہ کے لئے فرض کیا ہے۔

(۵۶۵۹) محمد بن ابی عمیر نے عبدالرحمٰن سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے آنجناب علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک گھر کی چھت ایک گروہ پر مجتمعاً گر پڑی اور یہ نہیں معلوم کہ ان میں اپنے ساتھی سے پہلے کون مرا۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ ان میں سے لوگ ایک دوسرے کے وارث بنیں گے۔ میں نے عرض کیا مگر ابوحنیفہ تو اس پر اعتراض کرتے ہیں۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا وہ کیا اعتراض کرتے ہیں؟ میں نے عرض کیا وہ کہتے ہیں کہ اگر دو (۲) شخص ہوں ایک کے پاس ایک لاکھ ہو اور دوسرے کے پاس کچھ نہ ہو اور وہ دونوں کشتی میں سوار ہوں اور دونوں غرق ہو جائیں اور یہ نہ معلوم ہو کہ ان دونوں میں سے پہلے کون مرا تو ایسی صورت میں میراث ایسے شخص کے وارثوں کو مل جائے گی جس کے پاس کچھ نہ تھا اور جس کے پاس رقم تھی اس کے وارثوں کو کچھ نہ ملے گا۔ تو حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا جو کچھ اس نے سنا وہ ایسا ہی ہے۔

مصنف علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ یہ اس وقت ہے جب ان دونوں کا ان دونوں کے علاوہ کوئی اور وارث نہ ہو اور یہی دونوں آپس میں ایک دوسرے کے قریب ترین رشتہ دار ہوں۔

(۵۶۶۰) حماد بن عیسیٰ نے حسین بن مختار سے روایت کی ہے کہ ایک مرتبہ ابو حنیفہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کے پاس آئے تو آپ علیہ السلام نے ان سے پوچھا کہ تم اس مسئلہ میں کیا کہتے ہو کہ ایک کنبہ پر مکان کی چھت گر پڑی سب مرگئے صرف دو بچے باقی رہے ایک آزاد اور دوسرا اپنے مالک کا غلام مگر یہ نہیں معلوم کہ ان دونوں میں آزاد کون ہے اور غلام کون ہے۔ ابو حنیفہ نے کہا کہ ان دونوں کو مال نصف نصف تقسیم کردیا جائے گا۔ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ ایسا نہیں ہے بلکہ ان دونوں کے درمیان قرعہ ڈالا جائے گا جس کے نام قرعہ نکلے گا وہ آزاد ہوگا اور دوسرے کو آزاد کردیا جائے گا اور وہ اس کا آزاد کردہ غلام سمجھا جائے گا۔

باب: وہ بچے جو ماں کے پیٹ میں ہوں یا نوزائیدہ ہوں یا سقط شدہ ہوں ان کی میراث

(۵۶۶۱) حریز نے فضیل سے روایت کی ہے کہ حکم بن عتیبہ نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک بچہ ماں کے پیٹ سے گرا مگر نہ وہ چیخا اور نہ رویا کیا وہ وراثت پائے گا؟ تو آپ علیہ السلام نے منہ موڑ لیا اس نے اس سوال کا پھر اعادہ کیا آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ اگر وہ بچہ بالکل صاف اور واضح حرکت کرتا ہے تو وراثت پائے گا اس لئے کہ کبھی کبھی بچے گونگے بھی پیدا ہوتے ہیں۔

(۵۶۶۲) حسن بن محبوب نے حمّاد بن عیسی سے انہوں نے سوّار سے انہوں نے حسن (بصری) سے روایت کی ہے انکا بیان ہے کہ جب حضرت علی علیہ السلام نے طلحہ اور زبیر کو شکست دی اور شکست خوردہ لوگ آنے لگے تو ان لوگوں کا گزر ایک ایسی عورت کی طرف سے ہوا جو حاملہ تھی اور راستہ پر تھی وہ ان لوگوں کو دیکھ کر ایسی خوف زدہ ہوئی کہ اس کے پیٹ کا بچہ ساقط ہوگیا اور وہیں تڑپ کر مر گیا اس کے بعد وہیں وہ عورت بھی مر گئی۔ چنانچہ وہ عورت اور اس کا بچہ وہیں راستہ پر مردہ پڑے ہوئے تھے کہ حضرت علی علیہ السلام اور ان کے اصحاب کا گزر اس طرف سے ہوا تو لوگوں سے اس عورت کے متعلق دریافت کیا لوگوں نے کہا کہ یہ عورت حاملہ تھی۔ جس وقت جنگ اور شکست کو دیکھا تو ایسا خوف زدہ ہوئی کہ پیٹ کا بچہ ساقط ہوگیا پھر یہ دونوں مرگئے۔ آپ علیہ السلام نے پوچھا ان دونوں میں سے پہلے کون مرا لوگوں نے کہا پہلے اس کا لڑکا مرا آپ علیہ السلام نے اس کے شوہر یعنی لڑکے کے باپ کو بلوایا اور لڑکے کی دیت (خونبہا) کا دو ثلث اور اس کی ماں کو ایک ثلث دیا۔ پھر مری ہوئی عورت کی دیت کا نصف اس کے شوہر کو دیا جو دو ہزار پانچسو درہم تھے۔ یہ اس لئے کہ اس عورت کا کوئی اور لڑکا نہ تھا سوائے اس لڑکے کے جو ماں کے خوف زدہ ہونے سے پیٹ سے ساقط ہوگیا تھا اور باقی اس مری ہوئی عورت کے وارثوں کو دیا اور یہ سب کچھ بصرہ کے بیت المال سے ادا کیا۔

باب: ایسے لڑکے اور لڑکی کی میراث جن کی آپس میں شادی ہو گئی تھی اور ان میں سے ایک مر گیا

(۵۶۶۳) نضر بن سوید نے قاسم بن سلیمان سے انہوں نے عبید بن زرارہ سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ انہوں نے آنجناب علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک لڑکے کی شادی ایک لڑکی سے ہوئی کیا وہ دونوں آپس میں ایک دوسرے کے وارث ہونگے ؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا ان دونوں کے باپ نے ان دونوں کی شادی کی ہے تو ہاں۔ اور قاسم بن سلیمان نے کہا ہے کہ اگر ان دونوں کے باپ زندہ ہوں تو ہاں۔

(۵۶۶۴) حسن بن محبوب نے عبدالعزیز عبدی سے انہوں نے عبید بن زرارہ سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ علیہ السلام نے ایک شخص کے متعلق جس کے زیر پرورش ایک یتیم لڑکی تھی اس کی شادی اپنے لڑکے سے کردی لڑکا بالغ تھا اور یتیم لڑکی نا بالغ۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا لڑکے پر اس کا نکاح جائز ہے لیکن اگر لڑکا مر گیا تو لڑکی کے بالغ ہونے تک اس کے حصہ کی میراث روک لی جائے گی۔ اور جب لڑکی بالغ ہوجائے تو اللہ تعالیٰ کی قسم کھا کر حلف سے یہ کہے کہ اس کو میراث لینے کا داعی صرف یہ ہے کہ میں اس نکاح پر راضی تھی تو اس کو میراث اور نصف مہر دیا جائے گا۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ اگر وہ لڑکی بالغ ہونے سے پہلے اور شوہر کی موت سے پہلے مرجائے تو اس کی وراثت شوہر نہیں پائے گا۔ اس لئے کہ لڑکی کو بلوغ کے بعد اختیار تھا کہ نکاح منظور کرے یا نہ کرے اور شوہر کو یہ اختیار نہ تھا۔

(۵۶۶۵) حسن بن محبوب نے علی بن حسن بن رباط سے انہوں نے ابن مسکان سے انہوں حلبی سے روایت کی ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کیا کہ ایک لڑکا دس سال کا تھا کہ اس کے باپ نے بچپن میں اس کا نکاح کر دیا کیا دس سال کی عمر میں اس کو طلاق دینا جائز ہے ؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ اس کا نکاح تو جائز ہے لیکن طلاق تو مناسب ہے اس کی عدت اس کے پاس رکی رہے جب تک یہ لڑکا بالغ نہیں ہوجاتا۔ جب بالغ ہوجائے تو اس کو بتایا جائے کہ اس نے عورت کو طلاق دیدی ہے اگر وہ اس کا اقرار کرتا ہے اور اس کو تسلیم کرتا ہے تو یہ اس کی پہلی طلاق ہوگی اور وہ بھی اس عورت کو شادی کا پیغام دینے والوں میں سے ایک ہوگا اور اگر وہ انکار کرے اور طلاق کو تسلیم نہ کرے تو پھر یہ اس کی عورت ہوگی۔ میں نے عرض کیا اور اسی اثناء میں اگر وہ عورت مرجائے یا یہ شوہر مرجائے ؟ آپ نے فرمایا پھر ان دونوں میں جو باقی ہے بلوغ تک میراث روک لی جائے اور بلوغ کے بعد وہ قسم کھا کر کہے میراث لینے کا داعی صرف یہ ہے کہ وہ نکاح پر راضی تھا تو اس کو میراث دیدی جائے گی۔

باب: طلاق دینے والے مرد اور طلاق پانے والی عورت کی میراث

(۵۶۶۶) حسن بن محبوب نے علی بن رئاب سے انہوں نے زرارہ سے انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا کہ جب کوئی مرد اپنی عورت کو طلاق دیدے تو جب تک وہ عورت عدۃ میں ہے وہ دونوں ایک دوسرے کے وارث ہونگے لیکن اگر اس نے یہ تیسری طلاق دی ہے تو مرد کو رجوع کرنے کا کوئی حق نہیں اور ان دونوں کے درمیان کوئی میراث نہیں ہے۔

باب: ایک شخص نے حالت مرض میں کسی عورت سے نکاح کیا یا طلاق دی تو اس کی میراث

(۵۶۶۷) حسن بن محبوب نے ابی ولاد حناط سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک شخص نے حالت مرض میں ایک عورت سے نکاح کیا آپ علیہ السلام نے فرمایا اگر اس نے اس سے دخول کیا اور اسی مرض میں مرگیا تو وہ عورت اس کی وراثت پائے گی اور ابھی اس سے دخول نہیں کیا تھا اور مرگیا تو وہ عورت اس کی وراثت نہیں پائے گی اور اس کا نکاح باطل ہے۔

(۵۶۶۸) ابن ابی عمیر نے جمیل بن درّاج سے انہوں نے ابو العبّاس سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ اگر کوئی شخص حالت مرض میں اپنی عورت کو طلاق دے تو جب تک وہ حالت مرض میں ہے یہ عورت اس کا ورثہ پائے گی خواہ اس کی مدت عدہ ختم ہو جائے مگر یہ کہ وہ اس مرض سے صحت یاب ہو جائے۔ میں نے عرض کیا خواہ اس کا مرض طویل کیوں نہ ہو جائے؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا ایک سال کے عرصہ کے درمیان تک۔

(۵۶۶۹) حمّاد نے حلبی سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے اس کا بیان ہے کہ آنجناب علیہ السلام سے دریافت کیا گیا کہ ایک شخص حالت احتضار میں ہے اور وہ اپنی عورت کو طلاق دیتا ہے کیا اس کی یہ طلاق جائز ہے آپ علیہ السلام نے فرمایا ہاں اور اگر وہ شخص مرگیا تو عورت اس کی وراثت پائے گی اور اگر عورت مرگئی تو وہ اس کی وراثت نہیں پائے گا۔

(۵۶۷۰) صالح بن سعید نے یونس سے اور انہوں نے اپنے کسی راوی سے اور اس نے حضرت امام جعفر صادق علیہ

السلام سے روایت کی ہے راوی کا بیان ہے کہ میں نے آنجنابؑ سے دریافت کیا کہ اس کا کیا سبب ہے کہ اگر کوئی شخص حالت مرض میں اپنی عورت کو طلاق دیدے اضرار کی صورت میں تو وہ عورت اس کا ورثہ پائے گی مگر مرد اس کا ورثہ نہیں پائے گا؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ اضرار کی وجہ سے اور اضرار کے معنی یہ ہیں کہ وہ اس کو اپنے ورثہ سے محروم کردے اور اس کی سزا میں یہ میراث اس پر لازم ہے۔

باب: اس عورت کی میراث جس کا شوہر مرگیا ہے

(۵۶۷۱) حسن بن محبوب نے علاء سے انہوں نے محمد بن مسلم سے انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے آنجناب علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک شخص نے ایک عورت سے نکاح کیا اور اس کے ساتھ دخول کرنے سے پہلے ہی مرگیا آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ اس عورت کو کامل میراث ملے گی اور وہ چار ماہ دس دن عدہ رکھے گی اور اس نے اس کو مہر یعنی صداق معین کردیا ہے تو اس کو اس میں سے نصف ملے گا اور اگر اس نے کوئی معین نہیں کیا ہے تو اس کو کوئی مہر نہیں ملے گا۔

(۵۶۷۲) اور آنجناب علیہ السلام نے فرمایا کہ اگر اس نے اس کے ساتھ دخول کیا ہے تو اس کو کامل مہر ملے گا۔

(۵۶۷۳) ابن ابی نصر نے عبدالکریم بن عمرو سے انہوں نے محمد بن مسلم سے انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے آنجناب علیہ السلام سے عرض کیا کہ ایک شخص نے ایک عورت سے نکاح کیا مہر عورت کے فیصلہ پر رکھا مگر عورت کے فیصلہ کرنے سے پہلے وہ شخص مرگیا۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ عورت کے لئے کوئی مہر مصدق نہیں مگر عورت اس کا ورثہ پائے گی۔

باب: میراث مخلوع (عاق شدہ)

(۵۶۷۴) صفوان بن یحییٰ نے ابن مسکان سے انہوں نے ابی بصیر سے روایت کی ہے کہ میں نے آنجناب علیہ السلام سے مخلوع یعنی عاق شدہ کے متعلق دریافت کیا جس کے باپ نے بادشاہ کے سامنے اس کی میراث اور اس کے جرائم سے برائت کا اظہار کردیا ہے تو اب اس کی میراث کس کے لئے ہوگی۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ حضرت علی علیہ السلام کا ارشاد ہے کہ وہ لوگوں میں سب سے زیادہ قریب اپنے باپ سے ہے۔

باب: میراث حمیل

(۵۶۷۵) حسن بن محبوب نے ابن مہزم سے انہوں نے طلحہ بن زید سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ حمیل بغیر کسی ثبوت و گواہ کے وراثت نہیں پائے گا۔ اور حمیل وہ ہے کہ ایک عورت دار کفر سے اسیر ہو کر آئے (کافروں کی قید میں رہ کر آئے) اور اس کے پیٹ میں بچہ ہو اور بعد میں اس کا باپ یا اس کا بھائی اس کو شناخت کرے تو وہ بچہ حمیل ہے۔

(۵۶۷۶) صفوان بن یحییٰ نے عبدالرحمٰن بن حجاج سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے حمیل کے متعلق دریافت کیا تو آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ حمیل کیا شے ہے؟ میں نے عرض کیا کہ ایک عورت اپنے ملک سے قید ہو کر لائی جاتی ہے اور اس کے ساتھ بچہ ہوتا ہے اور کہتی ہے کہ یہ لڑکا میرا ہے اور ایک آدمی قید ہو کر آتا ہے اور اس کا بھائی اسے ملتا ہے تو کہتا ہے کہ یہ میرا بھائی ہے اور ان دونوں کے پاس ان کے دعویٰ کا کوئی ثبوت و گواہ نہیں ہے۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا پھر تمہارے وہاں اس کے متعلق لوگ کیا کہتے ہیں؟ میں نے عرض کیا اگر اس کی ولادت پر کوئی ثبوت و گواہ نہیں ہے تو لوگ اس کو وارث نہیں بناتے اس لئے کہ اس کی ولادت حالت شرک میں ہوئی ہے۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا سبحان اللہ جب ایک عورت آتی ہے اپنے لڑکے کے ساتھ اور مسلسل کہتی ہے کہ یہ میرا لڑکا ہے اور ایک آدمی آتا ہے اور اس کا بھائی اس کو پہچانتا ہے اور وہ دونوں صحیح الدماغ ہیں اور مسلسل اس کا اقرار کرتے ہیں تو وہ دونوں ایک دوسرے کے وارث ہونگے۔

باب: مشکوک اولاد کی میراث

(۵۶۷۷) حسن بن محبوب نے عبداللہ بن سنان سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ انصار میں سے ایک شخص میرے پدر بزرگوار علیہ السلام کے پاس آیا اور اس نے عرض کیا میں ایک بڑی مشکل میں مبتلا ہو گیا ہوں میری ایک کنیز ہے میں برابر اس سے مجامعت کیا کرتا تھا چنانچہ اس مرتبہ میں نے اس سے مجامعت کی اور غسل جنابت کر کے اپنے کسی کام کے لئے باہر نکلا مگر اپنے ساتھ سفر خرچ لینا بھول گیا تو اس کے لئے واپس اپنے گھر آیا کہ اپنا سفر خرچ لے لوں تو دیکھا اس کنیز کے پیٹ پر میرا ایک غلام سوار ہے (جو مجامعت کر رہا ہے) میں نے اپنی اس مجامعت کا دن شمار کیا تو نو مہینہ ہونے پر اس کنیز کے وہاں ایک لڑکی پیدا ہوئی۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا تمہارے لئے یہ جائز نہیں کہ اس لڑکی سے مقاربت کرو اور نہ اس کو فروخت کرو بلکہ جب تک تم زندہ

رہو اس کو خرچ دو اور مرتے وقت وصیت کر جاؤ کہ تمہارے مال سے اس کو خرچ دیا جائے یہاں تک کہ اللہ تمہارے اور اس کے لئے کوئی راستہ پیدا کردے (یعنی تم مرجاؤ یا وہ مرجائے)۔

(۵۶۷۸) عبدالحمید سے روایت کی گئی ہے کہ انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے آنجناب علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک آدمی کے پاس ایک کنیز تھی جس سے وہ مجامعت کیا کرتا تھا اور وہ اس کنیز کو اپنے کاموں کے لئے بھیجا کرتا چنانچہ وہ حاملہ ہو گئی اور اس کو ڈر ہوا کہ یہ حمل اس سے نہیں ہے اب وہ کیا کرے کیا وہ اس کنیز کو اور اس لڑکے کو فروخت کردے؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا وہ کنیز کو فروخت کردے اور لڑکے کو فروخت نہ کرے اور لڑکے کو اپنے مال میں کسی شے کا وارث نہ بنائے۔

(۵۶۷۹) قاسم بن محمد نے سلیم مولیٰ طربال سے انہوں نے حریز سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ایک ایسے شخص کے متعلق دریافت کیا جو اپنی کنیز سے مجامعت کیا کرتا تھا اور اسے اپنے کام کے لئے بھیجا بھی کرتا تھا چنانچہ وہ حاملہ ہو گئی اور اس کو اطلاع ملی کہ اس کنیز نے زنا کا ارتکاب کیا ہے تو حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ جب بچہ پیدا ہوا تو بچہ کو روک لو اس کو فروخت نہ کرو اور اس کو اپنے گھر میں ایک حصہ دو۔ تو آپ علیہ السلام سے عرض کیا گیا کہ ایک شخص اپنی کنیز سے مجامعت کیا کرتا تھا اور اس کو اپنے کام کے لئے کہیں نہیں بھیجتا تھا اور اس پر زنا کا اتہام لگاتا تھا چنانچہ وہ حاملہ ہو گئی۔ تو آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ جب بچہ پیدا ہو تو اسے فروخت نہ کرے اسے اپنے پاس رکھے اور اسے اپنے گھر اور اپنے مال میں حصہ دے اور یہ مسئلہ اس مسئلہ کے مانند نہیں ہے۔

باب: ایسے لڑکے کی میراث جس کا باپ اس کی ولدیت سے اقرار کرنے کے بعد انکار کردیتا ہے

(۵۶۸۰) حماد نے حلبی سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ جو کوئی شخص اپنے لڑکے سے اقرار کرنے کے بعد انکار کرے تو یہ اس کے لئے جائز نہیں اور نہ اس کے لئے یہ مناسب ہے خواہ اپنی زوجہ سے ہو یا اپنی کنیز سے ہو وہ اسی سے ملحق ہوگا۔

باب: میراث ولدالزنا

(۵۶۸۱) حسین بن سعید نے محمد بن حسن بن ابی خالد اشعری سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ ہمارے اصحاب میں سے ایک شخص نے ایک خط لکھ کر میری معرفت حضرت ابو جعفر ثانی (امام حسن عسکری) علیہ السلام کی خدمت میں روانہ کیا اس میں دریافت کیا تھا کہ ایک شخص نے ایک عورت سے زنا کیا اور وہ حاملہ ہو گئی اس کے حاملہ ہونے کے بعد اس نے اس سے نکاح کر لیا پھر اس کے لڑکا پیدا ہوا اور وہ لڑکا شکل وصورت میں اس کے بہت زیادہ مشابہہ ہے۔ تو آپ علیہ السلام نے اس کے جواب میں لپنے ہاتھ سے تحریر فرمایا اور اپنی مہر لگائی کہ ولدالزنا میراث نہیں پائے گا۔

(۵۶۸۲) یونس نے عبداللہ بن سنان سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے آنجناب علیہ السلام سے دریافت کیا اور عرض کیا کہ میں آپؑ پر قربان ولدالزنا کی دیت کتنی ہے؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا جس نے اس پر خرچ کیا جس قدر خرچ کیا ہے وہ اس کو دیا جائے گا۔ میں نے عرض کیا مگر وہ ولدالزنا تو مر گیا اور اس کا مال متروکہ ہے اس کی وراثت کون لے گا؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا امام اور ایک روایت یہ بھی کی گئی ہے کہ ولدالزنا کی دیت آٹھ سو درہم ہے اور اس کی میراث ابن ملاعنہ کی میراث کے مانند ہے۔

باب: قاتل کی میراث اور دیت کا کون وارث ہوگا اور کون نہیں ہوگا

(۵۶۸۳) صفوان بن یحییٰ نے ابن ابی عمیر سے انہوں نے جمیل سے انہوں نے ان دونوں ائمہ علیہما السلام میں سے کسی ایک سے ایک ایسے شخص کے متعلق دریافت کیا جس نے لپنے باپ کو قتل کر دیا۔ اپ علیہ السلام نے فرمایا وہ وراثت نہیں پائے گا ہاں اگر اس کے کوئی لڑکا ہے تو وہ لپنے دادا کی میراث پائے گا۔

(۵۶۸۴) عاصم بن حمید نے محمد بن قیس سے انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ اگر کوئی شخص اپنی ماں کو خطأً قتل کر دے تو وہ ماں کی میراث پائے گا اور اگر اس نے اس کو عمداً قتل کیا ہے تو وہ اس کی میراث نہیں پائے گا۔

(۵۶۸۵) نضر نے قاسم بن سلیمان سے انہوں نے عبید بن زرارہ سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ عورت کا لپنے شوہر کی دیت میں سے حصہ ہے اور مرد کا اپنی زوجہ کی دیت میں سے حصہ ہے اس وقت کہ جب ان دونوں میں سے ایک نے دوسرے کو قتل نہ کیا ہو۔

(۵۶۸۶) حسن بن محبوب نے ابی ایوب سے انہوں نے سلیمان بن خالد سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ

السلام سے روایت کی ہے کہ آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ حضرت امیرالمومنین علیہ السلام نے مقتول کی دیت کے متعلق فیصلہ فرمایا اگر مقتول پر کوئی قرض نہیں ہے تو تمام ورثاء حکم خدا کے مطابق اپنے مقرر سہام کے مطابق حصہ پائیں گے سوائے مادری بھائیوں اور بہنوں کے اس لئے کہ یہ دیت میں سے کچھ ورثہ نہیں پائیں گے۔

(۵۶۸۷) حسن بن محبوب نے علی بن رئاب سے انہوں نے زرارہ سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے دریافت کیا ایک شخص نے ایک آدمی کو قتل کردیا اس کا ایک بھائی دار ہجرت میں ہے اور دوسرا بھائی دار بدو (دار کفر) میں ہے اس نے ہجرت نہیں کی۔ آپ کی کیا رائے ہے اگر اس کا مہاجر بھائی قاتل کو معاف کردے اور بدوی بھائی قاتل کو قتل کرنا چاہے تو کیا اس کو یہ حق ہے؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا اس بدوی کو کوئی حق نہیں ہے کہ مہاجر کو قتل کرے جب تک وہ خود ہجرت نہ کرے اور اگر اس کو مہاجر بھائی معاف کردے تو اس کا یہ عفو کرنا جائز ہے۔ میں نے عرض کیا پھر اس بدوی کے لئے مقتول کی میراث میں کچھ حصہ ہے؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا ہاں میراث اس کے لئے ہے اور اگر دیت وصول کی جاتی ہے تو اس کے مقتول بھائی کی دیت میں اس کا حصہ ہے۔

(۵۶۸۸) حسن بن محبوب نے علی بن رئاب سے انہوں نے ابی عبیدہ سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے ایک مرتبہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک عورت نے حالت حمل میں شوہر کو بغیر بتائے کوئی دوا پی لی اور اس کا بچہ ساقط ہوگیا آپ علیہ السلام نے فرمایا اگر بچہ میں ہڈی پیدا ہوگئی تھی اور اس پر گوشت چڑھ گیا تھا تو وہ اس کی پوری دیت اپنے شوہر کو ادا کرے گی اور اگر وہ صرف علقہ یا مضغہ تھا تو اس پر چالیس (۴۰) دینار یا ایک غلام یا کنیز ہے جو وہ اپنے شوہر کو ادا کرے گی میں نے عرض کیا تو وہ اس بچہ کی دیت میں اس کے باپ کے ساتھ میراث بھی نہیں پائے گی؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا نہیں اس لئے کہ اس نے اس کو قتل کیا ہے وہ اس کی میراث نہیں پائے گی۔

(۵۶۸۹) زرعہ نے سماعہ سے روایت کی ہے اس کا بیان ہے کہ میں نے آنجناب علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک شخص نے اپنی ایک حاملہ لڑکی کو مارا پیٹا تو اس کے پیٹ سے مراہوا بچہ ساقط ہوگیا تو اس کے شوہر نے اس کے باپ کے خلاف دادرسی کردی تو عورت نے اپنے شوہر سے کہا کہ اگر اس ساقط شدہ بچے کی کوئی دیت ہے اور اس میں میرا کوئی حق وراثت ہے تو وہ میری میراث میرے باپ کے لئے ہے۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ جب عورت نے اپنے باپ کو اپنا حصہ بخش دیا تو یہ باپ کے لئے جائز ہے۔

(۵۶۹۰) سلیمان بن داؤد منقری نے حفص بن غیاث سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے ایک مرتبہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ مسلمانوں کے دو گروہوں میں باہم جدال و قتال ہوا ان میں سے ایک

عدل چاہتا تھا اور دوسرا بغاوت پر کربستہ تھا دونوں میں جنگ چھڑی تو اہل عراق میں سے کسی نے اپنے باپ یا اپنے بھائی یا اس کے حمایتی کو قتل کر دیا جو باغیوں میں سے تھا اور قاتل مقتول کا وارث ہے کیا وہ اس کی وراثت پائے گا؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ ہاں اس لئے کہ اس نے اس کو حق پر قتل کیا ہے۔

فضل بن شاذان نیشاپوری کہتے ہیں کہ اگر کوئی شخص اپنے لڑکے کو مارے اور زیادہ نہیں ایک حد میں ادب سکھانے کے لئے مارے اور اس ضرب سے لڑکا مرجائے تو باپ اس کا وارث ہوگا اور اس پر اس کا کفارہ نہیں اس لئے کہ باپ کے لئے یہ لازم تھا اس لئے کہ اس کو حکم دیا گیا ہے کہ وہ اپنے لڑکے کو ادب سکھائے اس لئے کہ وہ اس کے لئے بمنزلہ امام کے ہے اگر امام کس پر حد جاری کرے اور وہ مرجائے تو امام پر اسکی نہ کوئی دیت ہے اور نہ کفارہ اور امام کو اس کا قاتل نہیں کہیں گے اس لئے کہ اس نے اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس پر حد جاری کی اور وہ اس میں مرگیا۔

اور اگر باپ اپنے بیٹے کو حد سے زیادہ مارے اور وہ مرجائے تو باپ اس کی وراثت نہیں پائے گا اور اس پر کفارہ لازم ہوگا۔ اور ہر وہ شخص جس کے لئے میراث ہے اس پر کفارہ نہیں ہوگا اور جس کے لئے میراث نہیں ہے اس پر کفارہ ہے۔

اور اگر بیٹے کے جسم پر پھوڑا ہے اور باپ نے اس کو شگاف کر دیا جس کی وجہ سے وہ مرگیا تو باپ اس کا قاتل نہیں وہ وارث ہوگا اس پر نہ کفارہ ہے اور نہ دیت اس لئے کہ یہ باپ کی منزل پر ہے وہ اس کی تندرستی اور اصلاح چاہتا ہے اور اسی کے مشابہہ اور معالجات۔

اور اگر کوئی شخص گھوڑے پر سوار ہے اور اس کا باپ یا اس کا بھائی اس کی ٹاپوں کے نیچے آکر مرگیا تو اس کو وراثت نہیں ملے گی ددھیالی رشتہ داروں پر اس کی دیت ہوگی اور اس پر کفارہ ہوگا۔ اور اگر وہ (سواری پر سوار نہیں ہے بلکہ) ہنکا کر یا آگے سے کھینچ کر چل رہا ہے اور سواری نے اس کے باپ یا بھائی کو کچل دیا اور وہ مرگیا تو وہ اس کی میراث پائے گا۔ اور اس کی دیت اس کے ددھیالی خاندان والوں پر اس کے وارثوں کے لئے ہوگی اور اس پر کفارہ لازم نہیں ہے۔

اور اگر کوئی شخص ایسی جگہ کنواں کھودے جہاں اس کو کھودنے کا کوئی حق نہیں یا بیت الخلاء باہر بنادے یا چھجہ باہر نکال دے اور اس کے کسی وارث کو گزند پہنچے اور وہ مرجائے تو اس پر کفارہ لازم نہیں ہے اور خاندان والوں پر اس کی دیت ہے اور وہ اس کا وارث ہوگا۔ اس لئے کہ یہ قاتل نہیں ہے۔ کیا تم نہیں دیکھتے کہ اگر وہ یہی کام اس جگہ کرتا جہاں اس کو حق ہوتا اور ایسا حادثہ ہوجاتا تو نہ وہ قاتل ہوتا اور نہ اس پر دیت واجب ہوتی نہ کفارہ۔ پس ایسی شے کا باہر بنانا جس کا اس کو حق نہیں تو یہ قتل نہیں اس لئے کہ یہی کام جو اس نے کیا ہے اگر اس کا حق رکھتے ہوئے کرتا تو قتل نہیں ہوگا اور اہل خاندان پر احتیاطاً دیت لازم ہوگی تاکہ کسی مسلمان کا خون رایئگاں نہ جائے اور تاکہ لوگ ان

چیزوں پر اپنا حق نہ سمجھیں جن پر ان کو کوئی حق نہیں ہے۔ اور اسی طرح لڑکا جبکہ نابالغ ہو اور مجنون اگر یہ دونوں قتل کر دیں تو وارث بنیں گے اور ان کی دیت ان دونوں کے اہل خاندان پر ہوگی۔ اور قاتل اگرچہ وراثت نہیں پائے گا۔ مگر دوسرے کو محجوب کر دے گا کیا تم نہیں سمجھتے بھائی وراثت نہیں پاتے مگر ماں کو محجوب کر دیتے ہیں۔

باب: میراث ابن ملاعنہ (متہم بیوی سے پیدا ہونے والی اولاد)

ابن ملاعنہ کے وارث اس کے پدری رشتہ داروں میں سے کوئی نہ ہوگا بلکہ اس کی ماں اور اس کا مادری بھائی اور اس کی اولاد اور اس کے ماموں لوگ اور اس کی زوجہ وارث ہوگی۔ اگر اس نے اولاد چھوڑی ہے تو اس کو مال متروکہ اللہ کے مقرر کردہ سہام کے مطابق ملے گا اور اگر اس نے اپنے باپ کو اور ماں کو چھوڑا ہے تو مال متروکہ ماں کے لئے ہوگا اور اگر اس نے اپنے باپ اور اپنے لڑکے کو چھوڑا ہے تو مال متروکہ لڑکے کے لئے ہوگا۔

اور اگر وہ اپنے باپ اور اپنے ماموؤں کو چھوڑے تو مال متروکہ ماموؤں کے لئے ہے۔

اور اگر ماموں اور خالہ کو چھوڑے تو مال متروکہ ان دونوں کے درمیان برابر برابر تقسیم ہوگا۔

اور اگر وہ اپنے ماموں اور خالہ اور چچا اور پھوپھی کو چھوڑے تو مال متروکہ ماموں اور خالہ کے لئے برابر برابر تقسیم ہوگا اور چچا اور پھوپھی ساقط ہو جائیں گے۔

اور اگر اپنے مادری بھائیوں اور مادری جدہ (نانی) کو چھوڑے تو مال متروکہ ان کے درمیان برابر برابر تقسیم ہوگا۔

اور اگر وہ اپنے مادری بہن کے لڑکے کو اپنے مادری جد (نانا) کو چھوڑے تو مال متروکہ ان دونوں کے درمیان نصف نصف تقسیم ہوگا۔

اور اگر وہ اپنی ماں اور اپنی زوجہ کو چھوڑے تو زوجہ کے لئے ایک چوتھائی اور بقیہ ماں کے لئے ہے۔

اور اگر ابن ملاعنہ اپنی زوجہ اپنے نانا اور خالہ کو چھوڑے تو زوجہ کے لئے ایک ربع اور بقیہ نانا کے لئے ہے۔

اور وہ متفرق تین خالاؤں اور اپنی زوجہ اور اپنے مادری بھائی کے لڑکے کو چھوڑے تو زوجہ کے لئے ایک ربع اور باقی بھائی کے لڑکے کے لئے ہے۔

اور اگر وہ اپنی لڑکی اور ماں کو چھوڑے تو لڑکی کے لئے نصف اور ماں کے لئے سدس (چھٹا حصہ) اور جو باقی رہا وہ ان دونوں کے لئے ان کے سہموں کے مطابق۔ اور وہ اپنی ماں اور اپنے بھائی کو چھوڑے تو مال متروکہ ماں کے لئے ہے۔

اور اگر وہ اپنی زوجہ اور اپنی لڑکی اور نانا اور نانی کو اور مادری بھائی اور بہن کو چھوڑے تو زوجہ کے لئے ثمن

(آٹھواں حصہ) اور بقیہ لڑکی کے لئے ہے۔

اور اگر وہ زوجہ اور جد اور ماں اور جدہ اور بھائی کا لڑکا اور بہن کا لڑکا اور ماموں اور خالہ کو چھوڑے تو زوجہ کے لئے ربع اور جو باقی ہے وہ سب ماں کے لئے اور باقی لوگ ساقط ہو جائیں گے۔ اور اگر وہ اپنی لڑکی اور پوتی کو چھوڑے تو مال متروکہ لڑکی کے لئے ہوگا اور اسی طرح اگر وہ اپنی لڑکی اور اپنے پوتے کو چھوڑے تو مال متروکہ لڑکی کے لئے ہوگا۔

اور اگر ابن ملاعنہ اپنے حقیقی بھائی اور اپنے ایک مادری بھائی کو چھوڑے تو مال متروکہ ان دونوں کے درمیان نصف نصف ہوگا۔ اور اسی طرح اگر وہ ایک مادری بہن اور ایک حقیقی بہن کو چھوڑے تو مال متروکہ ان دونوں کے درمیان نصف نصف ہوگا۔

اور اگر وہ بھائی کے لڑکے اور مادری بہن کی لڑکی کو چھوڑے تو مال متروکہ ان دونوں کے درمیان نصف نصف ہوگا۔ اور اگر بنت ملاعنہ مرجائے اپنے نواسے کو اور اپنی پوتی کے لڑکے کو اور اپنے شوہر کو اور اپنے ماموں کو اور اپنے جد کو اور اپنی بہن کے لڑکے کو اور اپنے بھائی کے لڑکے کو چھوڑے تو شوہر کے لئے ایک ربع اور جو باقی ہے وہ سب نواسے کے لئے ہے اور بقیہ سب ساقط ہونگے۔

اور اگر ابن ملاعنہ اپنی بہن کو اور اپنے مادری بھائی کی لڑکی کو چھوڑے تو سارا مال متروکہ بہن کے لئے ہے۔

اور اگر وہ اپنی زوجہ اور اپنے نانا اور نانی کو چھوڑے تو زوجہ کے لئے ایک ربع اور جو باقی ہے وہ نانا نانی کے درمیان نصف نصف ہوگا۔

لیکن ابن ملاعنہ کا پوتا اگر مرجائے تو اس کی میراث غیر ابن ملاعنہ کی میراث کے مانند ہوگی تمام فرائض میراث کے اندر اور ولدالزنا کی میراث بھی ولد ملاعنہ کی میراث کے مانند ہے۔

(۵۶۹۱) حماد نے حلبی سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا ملاعنہ کے متعلق کہ جس کے شوہر نے اس کو چھوڑ دیا اور اس کے لڑکے سے انکار کردیتا ہے اور اس سے ملاعنت کرلیتا ہے پھر اس کے بعد اس کا شوہر کہتا ہے کہ یہ لڑکا میرا ہے اور خود اپنے کو جھٹلاتا ہے۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ اب وہ عورت تو اس کی طرف پلٹ کر تا ابد نہیں جائے گی لیکن لڑکا تو اگر وہ اس کا دعویٰ کرتا ہے اور اسے نہیں چھوڑتا تو میں اس کو اس کی طرف واپس کرتا ہوں لیکن وہ لڑکے کی میراث نہیں پائے گا اور لڑکا اس کی میراث لے گا۔ باپ لڑکے کی میراث کا حقدار نہ ہوگا بلکہ اس کے ماموں اس کی میراث پائیں گے اور اگر اس لڑکے کو کسی نے ولدالزنا کہا تو حد میں اس کو کوڑے لگائے جائیں گے۔

(۵۶۹۲) موسیٰ بن بکر نے زرارہ سے انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ ملاعنہ کے لڑکے کی میراث اس کی ماں کے لئے ہے اور اگر اس کی ماں زندہ نہیں ہے تو ماں کے سب سے زیادہ

قریبی اس (میت) کے ماموں ہیں۔

مصنف علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ جب تک امام عصر علیہ السلام پردہ غیبت میں ہیں ملاعنہ کے لڑکے کی میراث اس کی ماں کے لئے ہے اور جب امام علیہ السلام ظہور فرمائیں گے تو اس کی ماں کے لئے ایک ثلث ہوگا اور باقی امام مسلمین کے لئے ہوگا اور اس کی تصدیق ذیل کی حدیث سے ہوتی ہے۔

(۵۶۹۳) جس کی روایت کی ہے حسن بن محبوب نے ابی ایّوب سے انہوں نے ابی عبیدہ سے انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے کہ آپ علیہ السلام نے فرمایا ابن ملاعنہ کی میراث میں سے ایک ثلث اس کی ماں پائے گی اور باقی امام المسلمین کے لئے ہوگی۔

(۵۶۹۴) ابن ابی عمیر نے ابان وغیرہ سے انہوں نے زرارہ سے انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ ابن ملاعنہ کے متعلق حضرت امیرالمومنین نے فیصلہ فرمایا کہ اس کی میراث ایک ثلث اس کی ماں پائے گی اور باقی امام کے لئے ہے اس لئے کہ اس کے جرائم کے تاوان کی ذمہ داری امام پر ہے۔

(۵۶۹۵) ابوالجوزاء نے حسین بن علوان سے انہوں نے عمرو بن خالد سے انہوں نے زید بن علی سے انہوں نے اپنے پدر بزرگوار سے انہوں نے اپنے جد نامدار علیہم السلام سے انہوں نے حضرت علی علیہ السلام سے ایک ایسے شخص کے متعلق جس نے اپنی زوجہ پر زنا کا اتہام لگایا پھر کہیں باہر چلا گیا اور جب واپس آیا تو وہ مر چکی تھی۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ اس شخص کو دو باتوں میں سے ایک کو اختیار کرنے کے لئے کہا جائے گا کہ یا تم اپنے نفس پر گناہ کا الزام لگاؤ (اور کہو کہ میں نے غلط اتہام لگایا تھا) تو تم پر حد جاری کی جائے گی اور تمہیں میراث دی جائے گی اور چاہو تو اس الزام کو برقرار رکھو اور اس سے ملاعنت کرو تو تم کو میراث نہیں ملے گی۔

(۵۶۹۶) منصور بن حازم نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا کہ حضرت علی علیہ السلام ارشاد کیا کرتے تھے کہ جب کوئی ابن ملاعنہ مر جائے اور اس کے بھائی ہوں تو مال متروکہ اللہ تعالیٰ کے مقرر کردہ سہام پر تقسیم کر دیا جائے گا۔ یعنی مادری بھائی یا حقیقی بھائی۔ پدری بھائی تو کوئی وراثت نہیں پائیں گے اور حقیقی بھائی ماں کی طرف سے میراث پائیں گے باپ کی طرف سے نہیں یہ لوگ اور مادری بھائی میراث میں برابر ہیں۔

(۵۶۹۷) حسن بن محبوب نے علی بن رئاب سے انہوں نے حلبی سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک شخص نے اپنی عورت سے ملاعنت کی جبکہ وہ حاملہ تھی اور اس کا حمل ظاہر ہو چکا تھا اور اس شخص نے عورت کے بطن میں جو تھا اس سے انکار کر دیا۔ مگر جب بچہ پیدا ہو گیا تو اس نے بچہ کا دعویٰ کیا اور اقرار کیا اس کو خیال آیا کہ یہ بچہ اسی کا ہے۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا اس کا بچہ اس کو دیدیا جائے گا وہ وراثت پائے گا کوڑے نہیں لگائے جائیں گے اس لئے کہ لعان گزر گیا۔

(۵۶۹۸) اور محمد بن فضیل نے ابی الصباح سے اور عمرو بن عثمان نے مفضل سے انہوں نے زید سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے ابن ملاعنہ کے متعلق کہ اس کا وارث کون ہوگا؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ اس کی وارث اس کی ماں ہوگی۔ میں نے عرض کیا آپ علیہ السلام کی نظر میں اگر اس کی ماں مرگئی ہو اس کے بعد یہ بھی مرگیا ہو تو اب اس کا وارث کون ہوگا؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ ماں کے خاندان والے اس (میت) کے ماموں اس کے وارث ہونگے۔

(۵۶۹۹) حمّاد بن عیسیٰ نے شعیب سے انہوں نے ابی بصیر سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ علیہ السلام نے فرمایا ابن ملاعنہ اپنی ماں کی طرف منسوب ہوگا اور اس کے تمام امور اور کیفیات کی نسبت اسی کی طرف ہوگی۔

باب: جو شخص میراث کے وقت اسلام لایا ہو یا آزاد ہوا ہو اس کی میراث

(۵۷۰۰) محمد بن ابی عمیر نے ابان بن عثمان سے انہوں نے محمد بن مسلم سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے ایک ایسے شخص کے متعلق جو میراث کے وقت مسلمان ہوا۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ اگر میراث تقسیم ہو چکی تو اب اس کو کوئی حق نہیں میں نے عرض کیا اور غلام جو میراث کے وقت آزاد ہوا ہو؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا وہ بھی اسی منزل پر اس کے مثل ہے۔

باب: میراثِ خنثیٰ (ہیجڑا)

(۵۷۰۱) حسن بن موسیٰ خشّاب نے غیاث بن کلوب سے اور انہوں نے اسحاق بن عمّار سے انہوں نے حضرت امام جعفر بن محمد علیہما السلام سے انہوں نے اپنے پدر بزرگوار علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ حضرت علی علیہ السلام فرمایا کرتے تھے کہ خنثیٰ جہاں سے وہ پیشاب کرتا ہے اسی کے اعتبار سے وہ میراث پائے گا۔ اگر دونوں سوراخوں سے پیشاب کرتا ہے تو جس طرف سے پہلے پیشاب کرتا ہے اسی کے اعتبار سے وہ میراث پائے گا اور اگر اس نے ابھی پیشاب نہیں کیا اور مر گیا تو نصف حصہ مرد کا اور نصف عورت کا ملے گا۔

(۵۷۰۲) سکونی نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام اور انہوں نے اپنے پدر بزرگوار علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ حضرت علی ابن ابی طالب علیہ السلام خنثیٰ کو اس کی پسلیاں شمار کر کے میراث دیتے تھے اگر عورت کی پسلیوں سے اس

کی ایک پسلی کم ہے تو اس کو مرد کی میراث دیتے کیونکہ عورت کی پسلیوں سے مرد کی ایک پسلی کم ہوتی ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ حضرت حوّا علیہ السلام حضرت آدم علیہ السلام کی بائیں پسلی سے پیدا کی گئیں اس لئے حضرت آدم علیہ السلام کی ایک پسلی کم ہو گئی۔

مصنف علیہ الرحمہ فرماتے ہیں جس مٹی سے حضرت آدم علیہ السلام خلق ہوئے تھے ان کی بچی ہوئی مٹی سے حضرت حواء پیدا ہوئیں اور وہ مٹی پسلیوں کی مٹی سے بچی ہوئی تھی اس لئے کہ حضرت آدم علیہ السلام کی خلقت کی تکمیل کے بعد وہ پیدا ہوئیں تو حضرت آدم علیہ السلام کی ایک بائیں پسلی کی مٹی لے لی گئی اور اس سے وہ پیدا کر دی گئیں اور اگر ایسا ہوتا جیسا کہ جاہل کہتے ہیں تو اہل تشیع کو بھی یہ کہنے کے لئے ایک راستہ ملتا کہ حضرت آدم علیہ السلام اپنی ہی پیدا سے نکاح کرتے۔ اور اس طرح اللہ تعالیٰ نے کھجور کے درخت کو بھی حضرت آدم علیہ السلام کی فاضل طینت سے پیدا کیا اور اسی طرح کبوتر کو بھی تو اگر ایسا ہوتا کہ یہ سب کے سب حضرت آدم علیہ السلام کی تکمیل خلقت کے بعد ان کے جسد سے ماخوذ ہوتے تو ان کے لئے حوّا علیہ السلام سے نکاح کرنا جائز نہ ہوتا ورنہ یہ ہوجاتا کہ انہوں نے اپنے بعض (جز) سے نکاح کیا اور ان کے لئے یہ جائز نہ ہوتا کہ کھجور کھائیں اس لئے کہ اس طرح انہوں نے اپنے بعض کو کھایا اور اسی طرح کبوتر کو بھی۔

(۵۷۰۳) نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کھجور کے متعلق فرمایا ہے کہ تم لوگ اپنی پھوپھی سے نیک سلوک کرو۔

(۵۷۰۴) عاصم بن حمید نے محمد بن قیس سے اور انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ علیہ السلام نے بیان فرمایا کہ ایک مرتبہ قاضی شریح اپنے مسند قضا پر بیٹھا ہوا تھا کہ ایک عورت اس کے پاس آئی اور اس نے کہا اے قاضی میرے اور میرے خصم (شوہر) کے درمیان فیصلہ کرو۔ انہوں نے کہا تیرا خصم کون ہے؟ اس عورت نے کہا کہ تم ہو۔ قاضی شریح نے لوگوں سے کہا کہ اس عورت کو راستہ دو اور لوگوں نے اسے راستہ دیدیا تو وہ اس کے پاس پہنچی۔ انہوں نے اس عورت سے پوچھا کہ تجھ پر کیا ظلم ہوا۔ اس نے جواب دیا میرے وہ بھی عضو ہے جو مردوں کے ہوتا ہے اور وہ بھی عضو ہے جو عورت کے ہوتا ہے۔ قاضی شریح نے کہا مگر حضرت امیرالمومنین علیہ السلام تو اس کا فیصلہ پیشاب کے مقام سے کرتے ہیں اس نے کہا مگر میں تو دونوں سے پیشاب کرتی ہوں اور دونوں سے ایک ساتھ پیشاب رک جاتا ہے۔ شریح نے کہا خدا کی قسم میں نے اس سے زیادہ تعجب خیز بات کبھی نہیں سنی۔ اس عورت نے کہا مگر اس سے زیادہ تعجب خیز بات ایک اور ہے شریح نے پوچھا وہ کیا ہے؟ عورت نے کہا میرے شوہر نے مجھ سے مجامعت کی تو میرے لڑکا پیدا ہوا اور میں نے اپنی کنیز سے مجامعت کی تو اس کے بھی لڑکا پیدا ہوا۔ شریح نے تعجب سے ہاتھ پر ہاتھ مارا پھر امیرالمومنین علیہ السلام کی خدمت میں آیا اور عرض کیا یا امیرالمومنین میرے سامنے ایک ایسا مقدمہ پیش ہوا ہے کہ اس سے زیادہ تعجب خیز بات میں نے کبھی سنی ہی نہیں اس کے بعد اس نے سارا قصہ بیان کیا۔ تو

امیرالمومنین علیہ السلام نے دریافت کیا تو اس عورت نے کہا ہاں یہ ایسا ہی ہے جیسا کہ بیان کیا گیا۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا اچھا تیرا شوہر کون ہے اس نے عرض کیا فلاں شخص ہے تو آپ علیہ السلام نے آدمی بھیج کر اس کے شوہر کو بلایا اور اس سے پوچھا کیا تم اس کو پہچانتے ہو؟ اس نے کہا ہاں یہ میری بیوی ہے آپ علیہ السلام نے اس عورت نے جو کچھ بیان کیا تھا اس کے متعلق پوچھا تو اس نے کہا ہاں ایسا ہی ہے آپ علیہ السلام نے فرمایا پھر تم تو شیر پر سواری کرنے والے سے زیادہ جری اور بہادر ہو کہ اس حالت میں اس پر سوار ہوئے۔ اس کے بعد آپ علیہ السلام نے فرمایا اے قنبر اس عورت کو ایک حجرہ میں لے جاؤ اور اس کی پسلیاں شمار کرو۔ اس کے شوہر نے کہا یا امیرالمومنین میں اپنی عورت کے ساتھ کسی مرد کو بھیجوں اس پر مجھے اعتماد نہیں۔ حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا اچھا پھر دینار کو بلاؤ جو خصی ہے اور دینار کا شمار اہل کوفہ کے صالحین میں ہوتا تھا اور اس پر بھروسہ کیا جاتا تھا۔ چنانچہ وہ آیا تو آپ علیہ السلام نے اس سے کہا اے دینار اس عورت کو حجرے میں لے جاؤ اس کے کپڑے اتارو اور اس سے کہو کہ وہ اپنے میزر باندھے رہے۔ پھر تم اس کی پسلیاں گنو چنانچہ دینار نے ایسا ہی کیا تو اس کی پسلیاں سترہ (۱۷) تھیں داہنی جانب نو عدد اور بائیں جانب آٹھ عدد۔ تو حضرت علی علیہ السلام نے اس کو مردوں کا لباس اور ٹوپی اور نعلین پہنایا اور اس کے دوش پر ردا ڈالدی اسے مردوں سے ملحق کردیا اور فرمایا کہ میں نے وہی فیصلہ کیا ہے جو اللہ تعالیٰ کا فیصلہ تھا اللہ تعالیٰ نے حضرت حوا علیہ السلام کو حضرت آدم علیہ السلام کی آخری بائیں پسلی سے پیدا کیا اس لئے مرد کی ایک پسلی کم ہے اور عورت کی پسلیاں پوری ہیں۔

(۵۷۰۵) حسن بن محبوب نے جمیل بن دراج سے یا جمیل بن صالح سے انہوں نے فضیل بن یسار سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے ایک مرتبہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا ایک ایسے مولود کے متعلق جس کے نہ مردوں کا عضو تھا اور نہ عورتوں کا آپ علیہ السلام نے فرمایا امام قرعہ ڈالے گا ایک پرچہ پر عبداللہ لکھے گا اور دوسرے پرچہ امۃ اللہ لکھے گا پھر امام یا قرعہ ڈالنے والا کہے گا۔ اللھم انت اللہ لا الہ الا انت ، عالم الغیب والشھادۃ انت تحکم بین عبادک فیما کانوا فیہ یختلفون ، بیّن لنا امر ھذا المولود حتّی یورّث ما فرضت لہ فی کتابک (اے اللہ صرف تو ہی اللہ ہے تیرے سوا کوئی اللہ نہیں تو ہر غائب و حاضر کو جاننے والا ہے تو اپنے بندوں کے درمیان فیصلہ کردیتا ہے جس میں لوگ اختلاف رکھتے ہیں۔ ہمارے لئے اس مولود کے متعلق واضح کردے تاکہ تو نے اپنی کتاب میں جو فرض کیا ہے اس کے مطابق اس کو وراثت دی جائے۔) پھر ان دونوں پرچوں کو گمنام پرچوں میں ملا کر الٹ پلٹ کردیا جائے۔ اب جو پرچہ نکل آئے اس کے مطابق اس کو وراثت دی جائے۔

باب: اس مولود کی میراث جس کے دو (۲) سر ہوں

(۵۷۰۶) احمد بن محمد بن عیسیٰ نے علی بن احمد بن اشیم سے انہوں نے محمد بن قاسم جوہری سے انہوں نے اپنے باپ سے انہوں نے حریز بن عبداللہ سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے آپ علیہ السلام نے بیان فرمایا کہ حضرت امیرالمومنین علیہ السلام کے عہد میں ایک لڑکا پیدا ہوا جس کے دو سر تھے تو امیرالمومنین علیہ السلام سے دریافت کیا گیا کہ اسے دو آدمی سمجھ کر میراث دی جائے یا ایک آدمی سمجھ کر؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا اسے چھوڑ دیا جائے تاکہ وہ سو جائے پھر اس کو پکارا جائے اگر دونوں ایک ساتھ جاگتے ہیں تو اس کے لئے میراث بھی ایک ہوگی اور ایک جاگ جائے اور دوسرا سوتا رہے تو ان کو دو آدمیوں کی میراث دی جائے گی۔

اور احمد بن محمد بن ابی نصر بزنطی نے ابی جمیلہ سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے فارس میں ایک عورت کو دیکھا کہ اس کے دو سر اور دو سینے ہیں اور کمر ایک ہے (کھانے پینے میں) یہ اس پر جھپٹتا ہے اور وہ اس پر جھپٹتا ہے۔

باب: گم شدہ شخص کی میراث

(۵۷۰۷) یونس بن عبدالرحمٰن نے اسحاق بن عمار سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ حضرت ابو الحسن علیہ السلام نے گمشدہ شخص کے متعلق فرمایا کہ اس کے مال کا چار (۴) سال تک انتظار کیا جائے گا پھر تقسیم کر دیا جائے گا۔

مصنف علیہ الرحمہ فرماتے ہیں یعنی یہ پتہ نہ چلنے کے بعد کہ وہ شخص مر گیا یا زندہ ہے اور یہ بھی نہ معلوم ہو کہ وہ کہاں اور کس سرزمین پر ہے اور چار (۴) سال تک ہر چہار جانب تلاش کرنے کے بعد اور اس کی موت و حیات کی خبر نہ ملنے کے بعد اس کی زوجہ اس کے لئے عدہ وفات رکھے گی اور اللہ تعالیٰ کے مقرر کردہ سہام کے مطابق اس کا مال اس کے وارثوں پر تقسیم کر دیا جائے گا۔

(۵۷۰۸) صفوان بن یحییٰ نے عبداللہ بن جندب سے انہوں نے ہشام بن سالم سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ حفص اعور نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا اور میں اس وقت حاضر خدمت تھا انہوں نے پوچھا کہ میرے والد کا ایک ملازم تھا اور میرے والد کے پاس اس ملازم کا کچھ (مال) تھا اور وہ ملازم مر گیا اور اس نے نہ کوئی وارث چھوڑا اور نہ قرابتدار ہیں اس کی وجہ سے دل تنگ ہوں کہ کیا کروں آپ علیہ السلام نے فرمایا تمہیں غریب فقہا عامہ نے شک میں ڈالا، تمہیں ان غریبوں نے شک میں ڈالا ۔ میں نے عرض کیا میں آپ علیہ السلام پر قربان

میں اس کی وجہ سے دل تنگ ہوں کہ کیا کروں۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا اب یہ تمہارے مال کے طور پر ہے اور اگر اس کا کوئی طلب گار آئے تو اس کو دے دینا۔

(۵۷۰۹) ابن ابی نصر نے حماد سے انہوں نے اسحاق بن عمّار سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے آنجناب علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک شخص مرگیا اس نے کئی لڑکے چھوڑے جس میں ایک غائب ہو گیا نہیں معلوم وہ کہاں ہے۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا اس کی میراث تقسیم کردی جائے گی اور غائب کا حصہ الگ کرکے رکھ دیا جائے گا۔ میں نے عرض کیا پھر اس پر زکوٰۃ ہوگی؟ فرمایا نہیں جب تک وہ آ نہ جائے اور اپنی رقم پر قبضہ نہ کرلے اور اس قبضہ کو ایک سال نہ گزر جائے ۔ میں نے عرض کیا لیکن یہ نہیں معلوم وہ کہاں ہے؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا اگر ورثاء مالدار ہیں تو اس کی میراث کا حصہ بھی تقسیم کرلیں اور وہ آجائے تو اسے واپس کردیں۔

(۵۷۱۰) یونس بن عبدالرحمٰن نے ابن عون سے انہوں نے معاویہ بن وھب سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے ایک ایسے شخص کے متعلق جس پر کسی آدمی کی کچھ رقم تھی مگر اب وہ لا پتہ ہو گیا اور یہ بھی نہیں معلوم کہ کہاں ہے اور یہ بھی نہیں خبر کہ وہ زندہ ہے یا مرگیا اور وہ نہ اس کے کسی وارث کو جانتا ہے اور نہ اولاد کو؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا تلاش کرے عرض کیا اس کی تلاش میں تو بڑی طوالت ہے تو کیا ... کی طرف سے تصدق کردے؟ فرمایا تلاش کرے۔

(۵۷۱۱) اس کے متعلق دوسری حدیث یہ ہے کہ اگر اس کا وارث باوجود تلاش کرنے کے نہ ملے اور اللہ تعالیٰ تیری تلاش و جستجو کو جانتا ہے تو تصدق کردے۔

باب: مرتد کی میراث

(۵۷۱۲) حسن بن محبوب نے ابی ولّاد حنّاط سے روایت کی ہے اس کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک شخص اسلام سے مرتد ہو گیا اس کی میراث کس کے لئے ہے؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا کتاب خدا کے مطابق اس کی میراث وارثوں پر تقسیم کردی جائے گی۔

(۵۷۱۳) حسن بن محبوب نے سیف بن عمیرہ سے انہوں نے ابی بکر حضرمی سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے آپ علیہ السلام نے فرمایا جب کوئی مسلمان اسلام سے مرتد ہوجائے تو اس کی عورت اس سے بائن ہوجائے گی جس طرح عورت تین طلاق سے بائن ہوجاتی ہے اور وہ عدہ رکھے گی جس طرح مطلقہ عدہ رکھتی ہے اور اگر وہ اسلام کی طرف دوبارہ پلٹ آئے تو وہ پھر سے نکاح کرے گا اور اس کے لئے عورت کو عدہ کی ضرورت نہیں۔

(اگر عورت دوسرے سے نکاح کرتی ہے تو دوسرے کے لئے عدہ کی ضرورت ہے) ۔ اور اگر وہ عدہ کی مدت پوری ہونے سے قبل قتل کر دیا جائے یا مرجائے تو عورت عدہ وفات رکھے گی اور وہ عورت عدہ میں اس کی وراثت پائے گی اور اگر عورت بحالت عدہ مرجائے اور مرد اسلام سے مرتد ہے تو مرد اس کا وارث نہ ہوگا۔

باب: ایسے شخص کی میراث جس کا کوئی وارث نہیں ہے

(۵۷۱۴) علاء نے محمد بن مسلم سے انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ جو شخص مرجائے اور اس کا کوئی وارث نہ ہو قرابتداروں میں سے اور نہ اس کا کوئی آزاد کردہ غلام جس کے جرائم کے تاوان کی ذمہ داری اس نے لی ہو تو اس کا مال غنیمت میں شامل ہوگا۔

(۵۷۱۵) اور دوسری حدیث میں روایت کی گئی ہے کہ جو شخص مرجائے اور اس کا کوئی وارث نہ ہو تو اس کا مال اس کے ہم شہریوں یعنی اس شہر کے رہنے والوں کے لئے ہے ۔

مصنف علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ جس وقت امام ظاہر ہونگے تو اس کا مال امام کے لئے ہے اور جب تک امام پردہ غیب میں ہیں تو اس کا مال اس کے شہر والوں کے لئے ہے جب کہ اس کا کوئی وارث یا اہل شہر سے زیادہ اس سے کوئی قرابت نہ رکھتا ہو۔

(۵۷۱۶) حسن بن محبوب نے مالک بن عطیہ سے انہوں نے سلیمان بن خالد سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ایسے شخصِ مسلم کے متعلق روایت کی جو قتل کر دیا گیا اور اس کا باپ نصرانی ہے تو اس کی دیت کس کے لئے ہے آپ علیہ السلام نے فرمایا اس کی دیت لیکر بیت المال میں جمع کر دی جائے گی اس لئے کہ اس کے جرائم کے تاوان کی ذمہ داری (بھی) مسلمانوں کے بیت المال پر ہے۔

باب: مختلف قوموں کی میراث

دو قوموں کے افراد ایک دوسرے کے وارث نہیں بنتے ۔ اور مسلمان کافر کا وارث بنے گا لیکن کافر مسلمان کا وارث نہیں بنے گا۔ اور اس کی وجہ مال مشرکین کے متعلق اصل حکم ہے کہ یہ مسلمانوں کے لئے مال غنیمت ہے اور اس مال کے مشرکین سے زیادہ مسلمان حقدار ہیں اور اللہ تعالیٰ نے کفار پر ان کے کفر کی سزا میں میراث حرام کر دی ہے جس طرح قاتل پر قتل کی سزا میں میراث حرام کر دی ہے ۔ لیکن مسلمان تو یہ کس جرم کی سزا میں میراث سے محروم کر دیا جائے ؟ اور اسلام کیونکر اس کے نقصان اور برائی میں اضافہ کرے گا نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مندرجہ ذیل

ارشاد کی موجودگی میں کہ

(۵۷۱۷) اسلام ہمیشہ زیادہ کرتا ہے کم نہیں کرتا۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے اس قول کی موجودگی میں کہ

(۵۷۱۸) اسلام میں نہ ضرر ہے اور نہ ضرر رسانی۔ تو اسلام مرد مسلمان کے لئے خیر میں اضافہ کا سبب ہے شر میں اضافہ کا سبب نہیں ہے۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے اس قول کی موجودگی میں کہ

(۵۷۱۹) اسلام خود بلند ہوتا ہے بلند نہیں کیا جاتا۔ اور کفار بمنزلہ مُردوں کے ہیں وہ کسی کو مجوب نہیں کرتے (وراثت سے نہیں روکتے) اور وارث نہیں ہوتے۔

(۵۷۲۰) ابو الاسود دئلی سے روایت کی گئی ہے کہ معاذ بن جبل جب یمن میں تھے تو ان کے پاس لوگوں نے آکر بیان کیا فلاں یہودی مرگیا اور اس نے ایک مسلمان بھائی کو چھوڑا تو حضرت معاذ نے کہا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ اسلام ہمیشہ زیادہ کرتا ہے کم نہیں کرتا لہذا یہ مسلمان اپنے یہودی بھائی کا وارث ہوگا۔

(۵۷۲۱) محمد بن سنان نے عبدالرحمٰن بن اعین سے انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے ایک نصرانی کے متعلق روایت کی ہے کہ وہ مرجاتا ہے اور اس کا ایک لڑکا مسلمان ہے تو آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ اسلام ہمیشہ عزت بڑھاتا ہے لہذا ہم لوگ ان کے وارث ہونگے اور وہ ہمارے وارث نہ ہونگے۔

(۵۷۲۲) زرعہ نے سماعہ سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے آنجناب علیہ السلام سے دریافت کیا کہ کیا مسلمان شخص مشرک کا وارث ہوگا؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا ہاں مگر مشرک شخص مسلمان کا وارث نہیں ہوگا۔

(۵۷۲۳) موسیٰ بن بکر نے عبداللہ بن اعین سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے آپ علیہ السلام نے فرمایا دو قوموں کے افراد ایک دوسرے کے وارث نہیں ہوتے۔ ہم لوگ تو ان کے وارث ہوتے ہیں مگر وہ لوگ ہمارے وارث نہیں ہوتے۔ بیشک اللہ تعالیٰ نے اسلام کی وجہ سے ہم لوگوں کی عزت ہی بڑھائی ہے۔

(۵۷۲۴) حسن بن محبوب نے حسن بن صالح سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ ایک مسلمان کافر کو میراث سے مجوب کردیتا مگر مسلمان اس کی میراث لیتا ہے اور کافر ایک مومن کو میراث سے مجوب نہیں کرتا اور نہ وہ مسلمان کی میراث پاتا ہے۔

(۵۷۲۵) حسن بن محبوب نے ابی ولّاد حنّاط سے روایت کی ہے اس کا بیان ہے کہ مسلمان اپنی ذِمّیَّہ عورت کا وارث ہوتا ہے مگر ذِمّیَّہ عورت اس کی وارث نہیں ہوتی۔

(۵۷۲۶) حسن بن علی خزّاز نے احمد بن عائذ سے انہوں نے ابی خدیجہ سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام

سے روایت کی ہے آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ کافر کبھی مسلمان کی وراثت نہیں پائے گا لیکن مسلمان کے لئے حق ہے کہ وہ کافر کی وراثت لے لیکن یہ کہ کسی مسلمان نے کسی کافر کے لئے کسی شے کی وصیت کردی ہو۔

(۵۷۲۷) عاصم بن حمید نے محمد بن قیس سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ یہودی اور نصرانی مسلمانوں کی وراثت نہیں پائیں گے لیکن مسلمان یہودی اور نصرانی کی وراثت پائیں گے۔

(۵۷۲۸) حسن بن محبوب نے علی بن رئاب سے انہوں نے ابی بصیر سے روایت کی ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک مرد مسلمان ہوگیا اور اسکی ماں نصرانیہ ہے اور اس کی زوجہ اور اولاد ہے جو سب مسلمان ہیں۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا اگر وراثت کی تقسیم سے پہلے اس کی ماں مسلمان ہوگئی تو اس کو سدس (چھٹا حصہ) دیا جائے گا۔ میں نے عرض کیا اور اگر اس کی نہ عورت ہو نہ بچے اور نہ مسلمانوں میں سے اس کا کوئی وارث جس کا حق کتاب خدا میں سہم مقرر ہو اور اس کی ماں نصرانیہ ہو دوسرے قرابتدار بھی نصرانی ہوں کہ اگر وہ مسلمان ہوتے تو از روئے کتاب خدا ان کا حق ہوتا تو اس کی میراث کس کے لئے ہوگی؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا اگر اس کی ماں مسلمان ہوجائے تو اس کی تمام میراث ماں کے لئے ہوگی اور اگر اس کی ماں مسلمان نہ ہو بلکہ اس کے قرابتداروں میں سے کوئی ایسا شخص مسلمان ہوجائے جس کا حق کتاب خدا میں مذکور ہے تو اس کی میراث اس کے لئے ہے اور اگر اس کے قرابتداروں میں سے کوئی اسلام نہ لائے تو اس کی میراث امام کے لئے ہے۔

(۵۷۲۹) حسن بن محبوب نے ہشام بن سالم سے انہوں نے عبدالملک بن اعین یا مالک بن اعین سے اور انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے آنجناب علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک نصرانی مرگیا اس کے ایک بھائی کا بیٹا مسلمان ہے اور ایک بہن کا بیٹا مسلمان ہے اور نصرانی کی اولاد اور زوجہ نصرانی ہے آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ میری نظر میں اس کا مال متروکہ دو تہائی اس کے بھائی کے لڑکے کو دیدیا جائے اور ایک تہائی اس کی بہن کے لڑکے کو دیدیا جائے اگر اس کے بچے چھوٹے اور کمسن نہ ہوں اور اگر اس کے بچے چھوٹے اور کمسن ہیں تو ان دونوں وارثوں پر فرض ہے کہ وہ ان بچوں کا خرچ دیں اس میں سے جو انہوں نے ان بچوں کے باپ سے ورثہ میں پایا ہے جب تک کہ وہ بڑے اور بالغ نہ ہوجائیں تو عرض کیا گیا کہ یہ دونوں کس طرح سے خرچ دیں؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا جو دو ثلث کا وارث ہے وہ خرچ کا دو ثلث دے اور جو ایک ثلث کا وارث ہے وہ خرچ کا ایک ثلث دے اور جب بچے بڑے اور بالغ ہوجائیں تو خرچ دینا بند کردیں۔ عرض کیا گیا اور اگر وہ بچے کمسنی ہی میں اسلام لے آئیں؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا پھر اس کے باپ نے جو کچھ چھوڑا ہے وہ سب امام کے حوالے کردیں یہاں تک کہ وہ بالغ ہوجائیں اور بالغ ہونے کے بعد وہ اسلام پر قائم رہیں تو امام ان کی میراث ان کو دے دے گا اور بالغ

ہونے کے بعد وہ اسلام پر باقی نہ رہے تو امام اس کی میراث اس کے بھائی کے لڑکے اور اس کی بہن کے لڑکے کو دیدیگا جو دونوں مسلمان ہیں مال متروکہ کا دو ثلث بھائی کے لڑکے کو اور ایک ثلث بہن کے لڑکے کو۔

(۵۷۳۰) ابن ابی عمیر نے ابراہیم بن عبدالحمید سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کیا ایک نصرانی اسلام لانے کے بعد پھر نصرانیت کی طرف پلٹ گیا اور مرگیا۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ اس کی میراث اس کی نصرانی اولاد کے لئے ہے اور اگر کوئی مسلمان نصرانیت اختیار کرے پھر مرجائے تو اس کی میراث اس کی مسلمان اولاد کے لئے ہے۔

باب: مملوک (غلام) کی میراث

(۵۷۳۱) محمد بن ابی عمیر نے ہشام بن سالم سے انہوں نے سلیمان بن خالد سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ امیرالمومنین علیہ السلام ارشاد فرماتے تھے ایک ایسے آزاد شخص کے متعلق کہ جو مرتا ہے اور اس کی ماں کسی کی مملوکہ ہے آپ علیہ السلام نے فرمایا وہ مملوکہ اپنے لڑکے کے مال سے خریدی جائے پھر آزاد کردی جائے اور پھر اس کو اس کا وارث بنایا جائے۔

(۵۷۳۲) حنان بن سدیر نے ابن ابی یعفور سے انہوں نے اسحاق بن عمار سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے آپ علیہ السلام نے بیان فرمایا حضرت علی علیہ السلام کا ایک آزاد کردہ غلام مرگیا تو آپ علیہ السلام نے لوگوں سے فرمایا تم لوگ نگاہ ڈالو کہیں اس کا وارث تم لوگوں کو ملتا ہے۔ تو آپ علیہ السلام سے عرض کیا گیا کہ اس کی دو لڑکیاں یمامہ میں کسی کی مملوکہ ہیں تو میت کے مال سے ان دونوں کو خریدا گیا پھر بقیہ میراث ان دونوں کے حوالے کردی گئی۔

(۵۷۳۳) محمد بن ابی عمیر نے جمیل سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ایک ایسے شخص کے متعلق دریافت کیا جو مرتا ہے اور اپنا ایک مملوک لڑکا چھوڑتا ہے آپ علیہ السلام نے فرمایا اس کے مال سے اس کے لڑکے کو خرید کر آزاد کردیا جائے پھر بقیہ مال کا اس کو وارث بنا دیا جائے۔

(۵۷۳۴) اور ابن مسکان کی روایت میں سلیمان بن خالد سے ہے ان کا بیان ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے بیان کیا کہ جب کوئی ایسا شخص مرجاتا کہ جس کی زوجہ کسی کی مملوکہ ہوتی تو حضرت علی علیہ السلام اس کے مال سے اس کی زوجہ کو خرید کو آزاد کرتے پھر اس کو اس کا وارث بنادیتے تھے۔

(۵۷۳۵) عبداللہ بن مغیرہ نے عبداللہ بن سنان سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے

آنجناب علیہ السلام کا ارشاد ہے کہ حضرت امیرالمومنین علیہ السلام نے ایک ایسے شخص کے متعلق جس نے کسی آدمی کے غلام کیلئے دعویٰ کیا کہ یہ میرا لڑکا ہے آپؑ نے فیصلہ فرمایا کہ جس نے دعوی کیا ہے اس کے مال سے وہ لڑکا آزاد کرایا جائے۔ اور اگر دعوی کرنے والا وفات پاجائے اور اس کے آزاد کرانے سے پہلے اس کا مال متروکہ تقسیم ہوجائے تو مال اس کی آزادی سے پہلے ختم ہوچکا اور اگر مال کی تقسیم سے پہلے وہ آزاد ہوا ہے تو اس مال میں اس کا بھی حصہ ہوگا۔

(۵۷۳۶) حسن بن محبوب نے وھب بن عبدربّہ سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے آنجناب علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک شخص کے پاس اس کی ام ولد کنیز تھی اس کنیز کا لڑکا مرگیا تو اس کے مالک نے اس کا نکاح کسی دوسرے شخص سے کردیا اور وہاں اس کے لڑکا پیدا ہوا پھر اس کا شوہر مرگیا تو وہ اپنے مالک کے پاس واپس آگئی اب اس کے مالک کو کیا یہ جائز ہے کہ اس سے بغیر نکاح مجامعت کرے؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا اس سے مجامعت نہ کرے جب تک وہ اپنے شوہر کی موت پر چار ماہ دس دن عدہ نہ رکھ لے اور پھر اس کے بعد مالک کی حیثیت سے بغیر نکاح اس سے مجامعت کرے۔ میں نے عرض کیا پھر اس کا لڑکا جو اس کے شوہر سے پیدا ہوا ہے اس کی حیثیت کیا ہوگی؟ آپؑ نے فرمایا اگر اس کے شوہر نے کچھ مال چھوڑا ہے تو وہ اس سے خرید کر آزاد کردیا جائے گا اور وہ اپنے باپ کا وارث ہوگا میں نے عرض کیا اور اگر اس نے کوئی مال نہ چھوڑا ہو؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا پھر وہ اپنی ماں کے ساتھ ہے جو حیثیت اس کی ہے وہی لڑکے کی بھی ہوگی۔

مصنف علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ یہ حدیث میں نے اس لئے تحریر کیا ہے کہ اس کے اسناد قوی ہیں لیکن دراصل ہم لوگوں کے نزدیک یہ ہے کہ ماں باپ میں سے اگر ایک بھی آزاد ہے تو لڑکا بھی آزاد ہوگا۔ اور کبھی کبھی امام علیہ السلام سے ایسی بات ملتی ہے جو بظاہر خبر کی شکل میں ہوتی ہے مگر اس کے معنی انکار کے ہوتے ہیں اور بیان کرنے والے اسے خبر کی شکل میں بیان کردیتے ہیں۔

(۵۷۳۷) حسن بن محبوب نے علی بن رئاب سے روایت کی ان کا بیان ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ غلام کو وارث نہیں بنایا جائے گا اور طلاق بائن پائی ہوئی عورت وارث نہیں بنائی جائے گی۔

(۵۷۳۸) محمد بن اسماعیل بن بزیع نے منصور بن یونس بزرج سے انہوں نے جمیل بن درّاج سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا آپ علیہ السلام فرماتے تھے کہ آزاد اور غلام ایک دوسرے کے وارث نہیں ہونگے۔

(۵۷۳۹) علی بن مہزیار نے فضالہ سے انہوں نے ابان سے انہوں نے فضل بن عبدالملک سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ مملوک اور مملوکہ جب وارث نہیں ہوتے تو کیا یہ دونوں کسی کو ورثہ سے مجوب بھی کرتے ہیں؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا نہیں۔

باب: غلام مکاتب کی میراث

(۵۷۴۰) یونس بن عبدالرحمٰن نے عبداللہ بن سنان سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے آنجناب علیہ السلام سے عرض کیا کہ ایک مکاتب نے خود اپنی ذات کو خرید لیا اور اتنا مال چھوڑا کہ جس کی قیمت ایک لاکھ درہم ہے مگر اس کا کوئی وارث نہیں ہے تو اس کا وارث کون ہوگا؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا اس کا وارث وہ ہوگا جو اس کے جرائم کا ذمہ دار ہے۔ میں نے عرض کیا اس کے جرائم کا ضامن کون ہے آپ علیہ السلام نے فرمایا جو تمام مسلمانوں کے جرائم کا ضامن ہے۔ (یعنی امام)۔

(۵۷۴۱) اور ابن ابی عمیر کی روایت میں ہمارے بعض اصحاب سے ہے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ علیہ السلام نے بیان فرمایا کہ ایک شخص نے اپنے مملوک کو مکاتب بنایا اور اس پر یہ شرط رکھ دی کہ اس مکاتب کی میراث اس (یعنی مالک) کے لئے ہوگی تو یہ مقدمہ حضرت امیرالمومنین علیہ السلام کے سامنے پیش ہوا تو آپ علیہ السلام نے اس کی شرط کو باطل کردیا اور فرمایا اللہ کی شرط تیری شرط سے پہلے ہے۔

(۵۷۴۲) عاصم بن حمید نے محمد بن قیس سے اور انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ امیرالمومنین علیہ السلام نے ایک ایسے مکاتب کے متعلق فیصلہ فرمایا جو مرگیا اور اس کے پاس مال تھا تو آپ علیہ السلام نے فرمایا جس قدر وہ آزاد ہوا ہے اسی کے حساب سے اس کا مال اس کے ورثاء کے لئے ہے اور جس قدر وہ آزاد نہیں ہوا ہے اسی کے حساب سے اس کا مال مکاتبہ کرنے والوں کے لئے ہے۔

(۵۷۴۳) صفوان بن یحییٰ نے منصور بن حازم سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ علیہ السلام نے فرمایا مکاتب نے جس قدر رقم ادا کردی ہے اسی کے حساب سے وہ کسی کو وارث بنائے گا اور کسی کا وارث بنایا جائے گا۔

(۵۷۴۴) احمد بن محمد بن ابی نصر بزنطی نے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ بیان کیا مجھ سے محمد بن سماعہ نے روایت کرتے ہوئے عبدالحمید بن عوّاض سے انہوں نے محمد بن مسلم سے انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے اس مکاتب کے متعلق جو اپنے مکاتبہ کی کچھ رقم ادا کرکے مرجاتا ہے۔ اور ایک لڑکا چھوڑتا ہے اور مکاتبہ کی جتنی رقم اس پر باقی ہے اس سے زیادہ رقم چھوڑتا ہے۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا اس کے موالی (مالکان) اس سے اپنے مکاتبہ کی رقم پوری کریں گے اور بقیہ اس کے لڑکے کو دیدیں گے۔

باب: مجوسیوں کی میراث

مجوسی لوگ نسب کی بنیاد پر میراث پاتے ہیں نکاح فاسد کی بنیاد پر میراث نہیں پاتے۔ پس اگر کوئی مجوسی مرتا ہے اور اپنی ماں کو چھوڑتا ہے جو اس کی بہن بھی ہے اور وہی اس کی زوجہ بھی ہے تو مال متروکہ اس (عورت) کا ہے اس بنیاد پر کہ وہ ماں ہے بہن کی بنیاد پر اور زوجہ کی بنیاد پر اس کا کچھ نہیں ہے۔

(۵۷۴۵) اور سکونی کی روایت میں ہے کہ اگر کوئی مجوسی اپنی ماں اور اپنی بہن اور اپنی بیٹی سے نکاح کئے ہوتا تو حضرت علی علیہ السلام اس کو دو (۲) وجہوں سے میراث دیتے ایک اس وجہ سے کہ وہ اس کی ماں ہے اور دوسرے اس وجہ سے کہ وہ اس کی زوجہ ہے۔

اور سکونی کی اس روایت پر جس میں وہ تنہا ہے میں فتویٰ نہیں دیتا۔

اگر کوئی مجوسی اپنی ماں کو چھوڑے جو اس کی بہن بھی ہو اور لڑکی چھوڑے تو ماں کی حیثیت سے اس کو ایک سدس اور لڑکی کو نصف اور جو باقی رہا اس کو ان کے نصاب کے مطابق انہیں واپس دیدیا جائے گا۔ اور اس حیثیت سے اس کی بہن بھی کچھ نہیں اس لئے کہ ماں کی موجودگی میں بھائی بہن میراث نہیں پاتے۔

اور اگر وہ اپنی لڑکی کو چھوڑے جو اس کی بہن بھی ہو اور وہی اس کی زوجہ بھی تو لڑکی کی حیثیت سے اس کے لئے نصف ہوگا اور باقی اسی پر رد کر دیا جائے گا اور بہن اور زوجہ کی حیثیت سے وہ کوئی میراث نہیں پائے گی۔

اور اگر وہ اپنی بہن کو چھوڑے جو اس کی زوجہ بھی ہے اور ایک بھائی کو چھوڑے تو مال متروکہ ان دونوں کے درمیان مرد کے لئے دو اور عورت کے لئے ایک کے حساب سے تقسیم کر دیا جائے گا اور زوجہ کی حیثیت سے وہ کچھ نہیں پائے گی۔ اور یہ سارا باب اسی مثال پر ہوگا۔

اور اگر کوئی مجوسی اپنی لڑکی سے نکاح کرے اور اس سے دو لڑکیاں پیدا ہوں اور وہ مجوسی مرجائے۔ تو اس نے حقیقت میں تین لڑکیاں چھوڑیں اور مال متروکہ ان تینوں کے درمیان برابر برابر تقسیم ہوگا اور اگر ان دونوں لڑکیوں میں سے ایک مرجائے تو درحقیقت اس (متوفیہ) نے اپنی ماں کو چھوڑا جو پدری اعتبار سے اس کی بہن ہے اور اپنی حقیقی بہن کو چھوڑا تو مال متروکہ اس کی ماں کے لئے ہوگا جو پدری اعتبار سے اس کی بہن ہے اس لئے کہ والدین کی موجودگی میں بھائیوں بہنوں کی کوئی میراث نہیں۔

اور اگر باپ کے مرنے کے بعد لڑکی کی لڑکی مرجائے تو اس نے اپنی ماں کو چھوڑا اور باپ کی طرف سے وہ اس کی بہن بھی ہے تو مال متروکہ اس کی ماں کو ملے گا ماں ہونے کی حیثیت سے اور بہن ہونے کی حیثیت سے اس کو کچھ نہیں ملے گا۔

اور اگر کوئی مجوسی اپنی لڑکی سے نکاح کرے اور اس سے ایک لڑکی پیدا ہو پھر اس لڑکی کی لڑکی سے نکاح کرے اور اس سے ایک لڑکی پیدا ہو پھر مرجائے تو مال متروکہ ان سب میں تین حصہ کرکے تقسیم ہوگا پھر اگر پہلی مرجائے جس نے اس سے نکاح کیا تھا تو مال متروکہ درمیانی لڑکی کا ہوگا اور اگر باپ کے مرنے کے بعد درمیانی لڑکی مرجائے تو اس کی ماں کے لئے جو سب میں بڑی ہے ایک سدس ۔اس لڑکی کے لئے جو سب میں چھوٹی ہے نصف اور جو باقی رہے وہ ان دونوں پر ان کے نصاب کے مطابق واپس کردیا جائے گا۔اور اگر مرنے والی سب سے چھوٹی ہے اور سب سے بڑی ابھی باقی ہے تو سارا مال متروکہ اس کی ماں کے لئے ہے جو درمیانی ہے اور سب سے بڑی والی ساقط ہو جائے گی اس لئے کہ وہ بہن بھی ہے اور نانی بھی اور ماں کی موجودگی میں بہن کے لئے کوئی میراث نہیں ہے۔

اور اگر کوئی مجوسی اپنی لڑکی سے نکاح کرے اور اس سے دو لڑکیاں پیدا ہوں پھر ان دونوں میں سے کسی ایک سے نکاح کرے اور اس سے ایک لڑکی پیدا ہو پھر وہ مجوسی مرجائے تو اس کا مال متروکہ ان سب کے لئے چار حصوں میں تقسیم ہوگا ان کو زوجیت کی بنا پر کچھ نہ ملے گا۔ پس اگر وہ لڑکی مرجائے جس سے آخر میں نکاح کیا تھا تو درحقیقت اس (متوفیہ) نے اپنی لڑکی چھوڑی اور اپنی ماں اور اپنی بہن کو چھوڑا جو اس کی نانی ہے تو اس کی لڑکی کے لئے نصف ہے اور اس کی ماں کے لئے سدس اور جو باقی ہے وہ ان دونوں کے نصاب کے مطابق ان دونوں پر رد کردیا جائے گا اور اس بہن کے لئے جو اس کی نانی بھی ہے کچھ نہیں ہے۔

اور کوئی مجوسی اپنی ماں سے نکاح کرلے اور اس سے ایک لڑکی پیدا ہو پھر اس لڑکی سے نکاح کرے اور اس سے ایک لڑکا پیدا ہو اس کے بعد وہ مجوسی مرجائے تو اس کی ماں کے لئے ایک سدس ہے اور اب جو باقی ہے وہ لڑکے اور لڑکی کے لئے ہے لڑکے کے لئے دو اور لڑکی کے لئے ایک کے حساب سے اور اگر اس کے بعد اس کی ماں مرجائے تو مال متروکہ اس لڑکی کے لئے ہے جس سے اس مجوسی نے نکاح کیا تھا اور لڑکی کے لڑکے کے لئے کچھ نہیں ہے لڑکی کی موجودگی میں اور اگر ماں نہیں مری بلکہ مجوسی کے بعد پہلی لڑکی مرگئی تو اس کی اس ماں کے لئے جو مجوسی کی پہلی لڑکی ہے ایک سدس ہے اور جو باقی ہے وہ لڑکے کے لئے ہے۔اور اگر باپ کے بعد لڑکا مرگیا اور اس کی ماں زندہ ہے اور مجوسی کی ماں بھی بقید حیات ہے تو کل مال متروکہ لڑکے کی ماں کے لئے ہے اور مجوسی کی ماں کے لئے کچھ نہیں ہے۔

اور اگر کوئی مجوسی اپنی ماں سے نکاح کرے اور اس کے ایک لڑکا اور ایک لڑکی پیدا ہو پھر اس کا لڑکا بھی اپنی دادی سے نکاح کرے جو مجوسی کی ماں ہے اور اس سے ایک لڑکی پیدا ہو پھر مجوسی مرجائے تو اس کی ماں کے لئے ایک سدس ہے اب جو باقی ہے وہ اس کے لڑکے اور اس کی لڑکی کے لئے ہے لڑکے کے لئے دو اور لڑکی کے لئے ایک کے حساب سے پھر اگر اس کے مرنے کے بعد اس کی ماں مرجائے تو مال متروکہ اس کے لڑکے اور اس کی لڑکی کے لئے ہے مرد کے لئے دو اور عورت کے لئے ایک کے حساب سے اور اگر اس کی ماں نہیں مری بلکہ اپنے باپ کے مرنے کے بعد

اس کا لڑکا مرگیا تو اس کی ماں کے لئے ایک سدس اور اس کی لڑکی کے لئے نصف اور جو باقی ہے وہ ان دونوں پر ان کے نصاب کے مطابق رد کر دیا جائے گا اور اس کی بہن کے لئے کچھ نہیں ہے۔

اور اگر کوئی مجوسی اپنی ماں سے نکاح کرے اور اس سے ایک لڑکا اور ایک لڑکی پیدا ہو اس کے بعد وہ اپنی بہن سے نکاح کرے اور اس سے بھی ایک لڑکا اور لڑکی پیدا ہو اس کے بعد وہ مجوسی مرجائے تو اس کی ماں کے لئے ایک سدس اور جو باقی ہے وہ اس کے لڑکے اور اس کی لڑکی دونوں کے درمیان مرد کے لئے دو اور لڑکی کے لئے ایک کے حساب سے تقسیم کر دیا جائے گا اور اگر اس مجوسی کی ماں ان سب کے مرنے کے بعد مرجائے تو مال متروکہ کُل کا کُل اس لڑکی کے لئے ہوگا اور باقی سب لوگ ساقط ہو جائیں گے۔

باب: میراث کے متعلق نادر احادیث

(۵۷۴۶) حماد بن عیسیٰ نے ربعی بن عبداللہ سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آنجناب علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ جب کوئی شخص مرجائے تو اس کی تلوار، اس کا مصحف، اس کی انگوٹھی، اس کی کتابیں، اس کے ہر وقت استعمال کی چیزیں، اس کا لباس یہ سب اس کے بڑے لڑکے کا ہے اور اگر سب سے بڑی اولاد لڑکی ہے تو پھر اولاد ذکور (لڑکوں) میں جو سب سے بڑا ہو اس کے لئے ہے۔

(۵۷۴۷) حماد بن عیسیٰ نے شعیب بن یعقوب سے انہوں نے ابی بصیر سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ جب مرنے والا مرجائے تو تلوار، اس کے ہر وقت کے استعمال کی چیزیں، اس کا لباس اس کے سب سے بڑے لڑکے کے لئے ہے۔

(۵۷۴۸) علی بن حکم نے ابان احمر سے انہوں نے میسّر سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے آنجناب علیہ السلام سے عورتوں کے متعلق دریافت کیا کہ میراث میں ان کے لئے کیا ہے؟ تو آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ ان کے لئے پختہ اینٹیں، عمارت، شہتیر اور بانس کی قیمت ہے لیکن زمین اور غیر منقولہ جائیداد تو ان میں ان کے لئے کوئی میراث نہیں ہے۔ راوی کا بیان ہے کہ میں نے عرض کیا اور کپڑے؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا کپڑے ان کے لئے ہیں۔ میں نے عرض کیا یہ چیزیں ان کے لئے کیسے ہوگئیں جبکہ ان کے لئے آٹھواں حصہ اور چوتھا حصہ مقرر ہے؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا اس لئے کہ عورت کا کوئی نسبی رشتہ نہیں ہے جس سے وہ میراث پائے یہ تو ان لوگوں میں آکر داخل ہو گئی ہے اور یہ اس لئے اس طرح ہوا تاکہ اگر عورت کسی سے نکاح کرے تو اس کا شوہر یا دوسری قوم کی اولاد آئے اور ان کی غیر منقولہ جائیداد میں مزاحمت کرے۔

(۵۷۴۹) محمد بن سنان کے مسائل کے جواب دیتے ہوئے حضرت امام رضا علیہ السلام نے انہیں تحریر فرمایا کہ اس کا سبب یہ ہے کہ عورت غیر منقولہ جائیداد میں سے کوئی میراث نہیں پائے گی سوائے پختہ اینٹوں ، منہدم مکان کی قیمت کے اس کے لئے غیر منقولہ جائیداد کی تبدیلی اور تغیر ممکن نہیں اور عورت اور اس کے شوہر کے درمیان رشتہ منقطع ہو جائے تو اس کے رشتہ میں تغیر اور تبدیلی آجائے گی لیکن بیٹے اور باپ کے لئے ایسا نہیں وہ ایک دوسرے سے چھٹکارا حاصل نہیں کرسکتے اور عورت کے لئے تبدیلی ممکن ہے پس وہ چیز جو آتی جاتی ہے اس کے لئے میراث میں بھی وہی چیز دی جائے گی جس میں تبدیلی ہوسکتی ہے اس لئے کہ یہ دونوں آپس میں مشابہت رکھتی ہیں۔ اور ثابت اور مقیم شے اپنے حال پر باقی رہے گی اور اسی طرح رہے گی جیسے وہاں کے ثابت اور مقیم لوگ۔

(۵۷۵۰) اور حسن بن محبوب کی روایت میں احول سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے آنجناب علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ عورتیں غیر منقولہ جائیداد میں کچھ وارثت نہیں پائیں گی ان کے لئے بناؤں اور اشجار اور کھجور کی قیمت ہے بناؤں سے مراد یہاں مکانات ہیں اور عورتوں سے مراد زوجہ ہے۔

(۵۷۵۱) محمد بن ولید نے حمّاد بن عثمان سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ عورت کے لئے طوب اور شہتیروں کی قیمت اس لئے قرار دیدی گئی کہ مبادا وہ نکاح کرے اور ایسا شخص (شوہر) داخل ہو جائے جو ان کی موروثی جائیداد کو خراب و برباد کردے۔ یہاں طوب سے مراد پختہ اینٹیں ہیں۔

(۵۷۵۲) اور حسن بن محبوب کی روایت میں علی بن رئاب اور خطاب ابی محمد ہمدانی سے ہے انہوں نے طربال سے ار انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ عورت شوہر کے متروکہ میں پانی کے حوض ومکانات و اسلحے اور سواریوں میں سے میراث نہیں پائے گی۔ اور نقد رقم ، غلام ، کپڑے اور گھر کا سامان جو کچھ اس کے شوہر نے چھوڑا ہے اس میں سے میراث پائے گی۔

(۵۷۵۳) ابان نے فضل بن عبدالملک سے اور ابن ابی یعفور نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے آنجناب علیہ السلام سے مرد کے متعلق دریافت کیا کہ وہ عورت کے ورثہ میں اس کا مکان اور اس کی زمین سے کچھ لے سکتا ہے یا یہ بھی عورت کے مانند ان میں سے کچھ نہیں لے سکتا؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا وہ ہر شے میں میراث لے گا جس میں عورت میراث لیتی ہے اور اس کو چھوڑے گا جس کو عورت چھوڑ دیتی ہے۔

مصنف علیہ الرحمہ نے فرمایا کہ یہ اس وقت ہوگا جب اس عورت سے اس کے کوئی لڑکا ہو اور اگر اس عورت سے اس کے کوئی لڑکا نہ ہو تو بربنائے اصول اس کی قیمت کے سوا ان چیزوں کی کوئی میراث نہیں پائے گی اور اس کی تصدیق اس حدیث سے ہوتی ہے۔

(۵۷۵۴) جس کی روایت کی ہے محمد بن ابی عمیر نے اذنیہ سے عورتوں کے متعلق کہ جب عورت کے لڑکا ہو تو اس کو کاشتکاری میں سے حصہ داری دی جائے گی۔

(۵۷۵۵) محمد بن سنان کے مسائل کے جواب میں حضرت امام رضا علیہ السلام نے جو کچھ لکھا اس میں یہ بھی تحریر فرمایا کہ میراث میں سے مرد کو جس قدر دیا جاتا ہے اس سے نصف عورت کو دیئے جانے کا سبب یہ ہے کہ عورت جب نکاح کرتی ہے تو لیتی ہے اور مرد دیتا ہے اس لئے وہ مردوں سے زیادہ پاتی ہے۔ اور دوسرا سبب مرد کو عورت سے دوگنا دینے کا یہ ہے کہ عورت اگر محتاج ہے تو مرد اس کی کفالت کرتا ہے اور مرد پر اس کا نان نفقہ واجب ہے اور اگر مرد محتاج ہے تو عورت پر اس کی کفالت اور اس کا نان نفقہ واجب نہیں ہے اس لئے عورت کو مرد سے زیادہ مل جاتا ہے چنانچہ اللہ تعالیٰ کا قول ہے **الرجال قوامون علی النسآء بما فضّل اللّٰہ بعضھم علی بعض وبمآء انفقوامن اموالھم** (سورۃ نساء۔ آیت ۳۴) (مرد حاکم ہیں عورتوں پر اس واسطے کہ بڑائی دی اللہ نے ایک کو دوسرے پر اور اس واسطے کہ خرچ کئے انہوں نے اپنے مال)۔

(۵۷۵۶) حمدان بن حسین کی روایت میں حسین بن ولید سے ہے اور انہوں نے ابن بکیر سے اور انہوں نے عبداللہ بن سنان سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کیا کہ کیا سبب ہے کہ میراث میں مرد کے لئے عورت سے دوگنا ہے؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کے لئے مہر قرار دیا ہے۔

(۵۷۵۷) ابن ابی عمیر نے ہشام سے روایت کی ہے کہ ابن ابی العوجاء نے محمد بن نعمان احول سے کہا کہ کیا بات ہے کہ عورت کمزور و ضعیف ہے اس کو تو ایک سہم اور مرد قوی اور دولتمند اس کو دو سہم؟ راوی کا بیان ہے کہ اس کا ذکر میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے کیا تو آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ عورت کا کوئی کنبہ نہیں اور نہ اس پر کسی کا نان و نفقہ ہے نہ اس پر جہاد ہے اور اسی طرح کی دوسری چیزوں کا بھی شمار کیا اور یہ سب مردوں پر فرض ہے اسی لئے مرد کے لئے دو سہم ہے اور عورت کے لئے ایک سہم۔

(۵۷۵۸) محمد بن ابی عبداللہ کوفی نے موسیٰ بن عمران نخعی سے انہوں نے اپنے چچا حسین بن یزید سے انہوں نے علی بن سالم سے انہوں نے اپنے والد سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا اور عرض کیا کہ میراث میں ایک مرد کو دو عورتوں کے برابر کیسے ہوگیا؟ تو آپ علیہ السلام نے فرمایا اس لئے کہ وہ دانے جو حضرت آدمؑ اور حضرت حوا نے کھائے تھے وہ تعداد میں اٹھارہ (۱۸) تھے اس میں سے حضرت آدم علیہ السلام نے بارہ (۱۲) دانے کھائے اور حضرت حوا نے چھ دانے کھائے اس لئے میراث میں مرد کے لئے عورت سے دوگنا ہے۔

(۵۷۵۹) نصر بن سوید نے یحییٰ حلبی سے انہوں نے ایوب بن عطیہ حذّاء سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا آپ علیہ السلام فرما رہے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرمایا کرتے تھے کہ میں ہر مومن کا خود اس کے نفس سے زیادہ مالک ہوں لہذا جو مرجائے اور مال چھوڑے تو اس کے وارثوں کے لئے ہے اور جو قرض چھوڑے یا عیال چھوڑے تو ان سب کی ذمہ داری مجھ پر ہے۔

(۵۷۶۰) اسماعیل بن مسلم سکونی نے حضرت جعفر بن محمد علیہما السلام سے انہوں نے اپنے پدر بزرگوار علیہ السلام سے انہوں نے حضرت ابو ذر رحمہ اللہ سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا وہ ارشاد فرماتے تھے کہ جو کوئی شخص سفر میں مرجائے تو اس کی موت کو پوشیدہ نہ رکھو اس لئے کہ عورت کے عدہ کے لئے یہ ایک امانت ہے وہ عدہ رکھے گی اور اس شخص کی میراث تقسیم ہوگی اس شخص کے اہل کے درمیان اور اس کا حصہ جاتا رہے گا۔

(۵۷۶۱) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے اجساد پیدا کرنے سے دو ہزار سال پہلے عالم ظِل میں ارواح کے درمیان مواخات (ایک دوسرے کا بھائی) قرار دیا اور جب ہم اہلبیت میں ہمارا قائم ظہور کرے گا تو عالم ظل میں جو جسکا بھائی بنایا گیا تھا اس کا اس کو وارث بنائے گا وہ ولادت کے سبب بھائی کو وارث نہیں بنائے گا۔

باب نوادر: اور یہ اس کتاب کا آخری باب ہے

(نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وصیتیں حضرت علی علیہ السلام کے لئے)

(۵۷۶۲) حماد بن عمرو اور انس بن محمد دونوں نے اپنے باپ سے اور انہوں نے حضرت جعفر علیہ السلام بن محمد علیہ السلام سے انہوں نے اپنے جد نامدار علیہ السلام سے انہوں نے حضرت علی ابن ابی طالب علیہ السلام سے انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان سے ارشاد فرمایا کہ

۱ یا علی (علیہ السلام) میں تم کو وصیت کرتا ہوں تم اس کو یاد رکھو اور جب تک تم میری وصیت یاد رکھو گے ہمیشہ خیر و بہتری میں رہو گے۔

۲ یا علی (علیہ السلام) جو شخص غیظ و غضب کو ضبط کرلے باوجودیکہ وہ اس پر عمل کرنے پر قادر ہو تو قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اس کے پیچھے پیچھے امن وایمان کو روانہ کرے گا جس سے وہ لذت یاب ہوگا۔

۳ یا علی (علیہ السلام) جس شخص نے اپنے مرنے کے وقت حسن سلوک کی وصیت نہیں کی تو اس سے پتہ چلے گا

کہ اس کی مروت میں نقص تھا اس کو شفاعت میسر نہ ہوگی۔

۴ یا علی(علیہ السلام) بہترین جہاد یہ ہے انسان اس حالت میں صبح کرے کہ اس کا کسی پر ظلم و ناانصافی کرنے کا ارادہ نہ ہو۔

۵ یا علی(علیہ السلام) جس کی زبان سے لوگ ڈرتے ہوں وہ جہنمی ہے۔

۶ یا علی(علیہ السلام) بدترین شخص وہ ہے جس کے فحشیات کے ڈر سے لوگ اس کا اکرام کریں اور یہ بھی ایک روایت میں ہے کہ اس کے شر کے ڈر سے۔

۷ یا علی(علیہ السلام) بدترین شخص وہ ہے جو اپنی دنیا کے لئے اپنی آخرت کو فروخت کردے اور اس سے بھی بدترین وہ ہے جو دوسرے کی دنیا کے لئے اپنی آخرت کو فروخت کردے۔

۸ یا علی(علیہ السلام) جو شخص کسی آدمی کی سچی یا جھوٹی معذرت کو قبول نہ کرے گا۔ میری شفاعت اس کو نصیب نہ ہوگی۔

۹ یا علی(علیہ السلام) صلح کرانے کے لئے جھوٹ اللہ کو پسند ہے اور فساد کرانے کے لئے سچ اللہ کو ناپسند ہے۔

۱۰ یا علی(علیہ السلام) جو شخص شراب کو غیر خدا کی خوشنودی کے لئے بھی ترک کردے تو اللہ اس کو سربہ مہر شراب جنت میں پلائے گا۔ حضرت علیؑ نے عرض کیا غیر خدا کی خوشنودی کے لئے ؟آپ علیہ السلام نے فرمایا ہاں خدا کی قسم اپنے نفس کو بچانے کی وجہ سے اللہ تعالیٰ اس پر اس کا شکریہ بھی ادا کرے گا۔

۱۱ یا علی(علیہ السلام) شراب خوار بت پرست کے مانند ہے۔

۱۲ یا علی(علیہ السلام) شراب خوار کی نماز چالیس (۴۰) دن تک اللہ قبول نہیں کریگا اور اگر اس چالیس (۴۰) دن کے اندر مرگیا تو کافر رہتے ہوئے مرے گا۔

مصنف علیہ الرحمہ فرماتے ہیں اس وقت جب کہ وہ شراب کو حلال سمجھ کر پیئے۔

۱۳ یا علی(علیہ السلام) ہر نشہ آور چیز حرام ہے اور جس کا کثیر نشہ آور ہے اس کا ایک گھونٹ بھی حرام ہے۔

۱۴ یا علی(علیہ السلام) اللہ تعالیٰ نے تمام گناہوں کو ایک گھر میں بند کردیا ہے اور اس کی کنجی شراب خواری ہے۔

۱۵ یا علی(علیہ السلام) شرابی پر ایک ایسا وقت آتا ہے کہ جب وہ اپنے رب کو بھی نہیں پہچانتا۔

۱۶ یا علیؑ بڑے بڑے پہاڑوں کا ازالہ زیادہ آسان ہے بہ نسبت اس سلطنت کے ازالہ کے جس کی مقررہ مدت کے دن ابھی پورے نہیں ہوئے۔

۱۷ یا علی(علیہ السلام) جس شخص کے نہ دین سے تمہیں نفع پہنچے اور نہ اس کی دنیا سے تو اس کی ہمنشینی میں

تمہارے لئے کوئی بھلائی نہیں اور جو تمہاری تعظیم وتکریم ضروری نہ سمجھے اس کی تعظیم وتکریم تم پر ضروری نہیں۔

۱۸ یاعلی(علیہ السلام)مناسب ہے مومن کے اندر یہ آٹھ (۸) صفات ہوں۔(۱) ہلادینے والے فتنوں کے وقت وقار (۲) بلاؤں کے وقت صبر (۳) خوشحالی اور کشادگی میں شکرِ خدا (۴) اللہ تعالیٰ نے اس کو جو رزق دیا ہے اس پر قناعت کرے (۵) اپنے دشمنوں پر بھی ظلم نہ کرے (۶) اپنے دوستوں پر بار نہ ڈالے (۷) اپنے جسم پر سختی برداشت کرلے (۸) اور لوگوں کو راحت پہنچائے۔

۱۹ یاعلی(علیہ السلام)چار (۴) شخصوں کی دعا رد نہیں ہوتی۔(۱) امام عادل کی (۲) باپ کی اپنے لڑکے کے لئے (۳) کسی شخص کی اپنے برادر مومن کے لئے اس کے پسِ پشت دعا (۴) اور مظلوم کی دعا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ مجھے اپنے عزت وجلال کی قسم تھوڑی دیر بعد ہی سہی لیکن میں تیری ضرور مدد کروں گا۔

۲۰ یاعلی(علیہ السلام)آٹھ (۸) مواقع پر اگر لوگوں کو خفت اٹھانی پڑے تو اپنے سوا کسی دوسرے کو برا نہ کہیں۔ (۱) بغیر بلائے کسی کے دسترخوان پر پہنچ جانا (۲) صاحب خانہ پر حکم چلانا (۳) اپنے دشمنوں سے بھلائی کی امید رکھنا (۴) کمینے اور بخیل سے بخشش کی امید رکھنا (۵) دو شخصوں کی راز کی باتوں میں دخیل ہونے والا جس کو وہ دونوں داخل نہیں کرنا چاہتے (۶) بادشاہ وقت کا استخفاف کرنے والا (۷) ایسی مجلس میں بیٹھنے والا جس میں وہ بیٹھنے کا اہل نہیں ہے (۸) اس شخص سے بات کرنے والا جس کو وہ سننا نہیں چاہتا۔

۲۱ یاعلی(علیہ السلام)اللہ تعالیٰ نے جنت کو فحش گو اور بد زبان پر حرام کردیا ہے جس کو پرواہ نہیں کہ کیا کہتا ہے اور اس کے لئے کیا کہا جاتا ہے۔

۲۲ یاعلی(علیہ السلام)خوش نصیب ہے وہ شخص جس کی عمر بھی طویل اور اس کا عمل بھی نیک ہو۔

۲۳ یاعلی(علیہ السلام)کسی سے مزاح نہ کرو ورنہ تمہاری شان جاتی رہے گی، جھوٹ نہ بولو ورنہ تمہارے چہرے کا نور جاتا رہے گا، اور دو باتوں سے پرہیز کرو۔ اکتاہٹ اور کسلمندی۔ اگر تم اکتا گئے تو حق پر صبر نہ کرسکو گے، اگر تم کسلمند ہوگئے تو حق ادا نہ کرسکو گے۔

۲۴ یاعلی(علیہ السلام)ہر گناہ کی توبہ ہے سوائے بد خلقی کے اس لئے کہ بدخلق جب ایک گناہ سے نکلے گا تو دوسرے گناہ میں مبتلا ہوجائے گا۔

۲۵ یاعلی علیہ السلام چار (۴) شخصوں کو بہت جلد سزا ملتی ہے۔(۱) ایک وہ جس پر تم احسان کرو اور وہ تمہارے احسان کا بدلہ برائی سے دے (۲) اور ایک وہ شخص جس پر تم ظلم وزیادتی نہ کرو (مگر) وہ تم پر ظلم وزیادتی کرے (۳) ایک وہ شخص جس سے تم کسی کام کا عہد کرو اور اسے پورا کرو اور وہ تم سے غداری کرے (۴)

اور وہ شخص جو اپنے قرابتداروں سے ملے مگر وہ لوگ اسے چھوڑے رہیں۔

۲۶ یاعلی (علیہ السلام) جس پر تنگ دلی مسلط ہوئی اس کی راحت جاتی رہی۔

۲۷ یاعلی (علیہ السلام) بارہ (۱۲) باتیں ہیں جو ایک مرد مسلمان کو چاہیئے دسترخوان کے لئے سیکھ لے۔ ان میں سے چار (۴) فریضہ ہیں اور چار (۴) سنت ہیں اور چار (۴) ادب ہیں۔ اب فریضہ تو معلوم کرلے کیا کھا رہا ہے۔ پھر بسم اللہ کرے اور اللہ کا شکر ادا کرے اور اس پر راضی اور خوش رہے اور سنت تو بائیں پاؤں پر بیٹھے اور تین انگلیوں سے کھائے۔ اور جو اس کے قریب ہے اسے کھائے اور انگلیاں چاٹ لے اور ادب تو چھوٹے چھوٹے لقمے اٹھانا۔ اور خوب اچھی طرح چبانا۔ اور لوگوں کے چہروں پر کم نظر کرنا اور ہاتھ دھونا۔

۲۸ یاعلی (علیہ السلام) اللہ تعالیٰ نے جنت دو طرح کی اینٹوں سے بنائی۔ ایک اینٹ سونے کی اور ایک اینٹ چاندی کی اور اس کی چہار دیواری یاقوت کی ہے اور اس کی چھت زبرجد کی۔ اور اس کے سنگ ریزے موتی ہیں۔ اور اس کی مٹی زعفران۔ مہک اذفر ہے پھر اللہ تعالیٰ نے اس سے کہا کہ اب بول تو اس نے کہا نہیں ہے کوئی اللہ سوائے اس اللہ کے جو ہمیشہ زندہ و قائم رہنے والا ہے میرے اندر جو داخل ہوگا وہ سعید و نیک ہوگا تو اللہ جل جلالہ نے فرمایا مجھے اپنے عزت و جلال کی قسم اس میں وہ داخل نہ ہوگا جو شراب کا عادی ہو اور نہ چغلخور اور نہ دیوث (زنا کرانے والا) اور نہ شرطی اور نہ مخنث اور نہ نباش قبر (کفن چور) اور نہ عشر وصول کرنے والا اور نہ قطع رحم کرنے والا اور نہ قدری۔

۲۹ یاعلی (علیہ السلام) اس امت میں سے دس طرح کے اشخاص خدائے عظیم سے کفر کرنے والے ہونگے، جھوٹے چغلخور، ساحر، دیوث، عورت سے بطور حرام اس کے مقعد میں مجامعت کرنے والا، جانور سے مجامعت کرنے والا، اپنے محرم سے مجامعت کرنے والا، فتنہ برپا کرنے کی کوشش کرنے والا، کافران حربی کو اسلحہ فروخت کرنے والا، زکوٰۃ دینے سے انکار کرنے والا اور وہ جو استطاعت کے باوجود مرجائے اور حج نہ کرے۔

۳۰ یاعلی (علیہ السلام) پانچ مواقع کے علاوہ کسی موقع پر ولیمہ نہیں ہے۔ عرس یا خرس یا عذار یا وکار یا رکاز۔ عرس یعنی نکاح کرنا، خرس یعنی لڑکے کی ولادت، عذار یعنی ختنہ، وکار یعنی تعمیر مکان یا اسکی خریداری رکاز یعنی آدمی کا حج کرکے مکہ سے آنا۔

مصنف علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ میں نے اہل لغت سے سنا ہے وہ وکار کے معنی میں کہتے ہیں کہ یہ اس دعوت کے لئے کہا جاتا ہے جو مکان کی تعمیر یا اسکے خریدنے کے وقت کی جاتی ہے اور وکیرہ اور وکار اسی سے ماخوذ ہے۔ اور وہ دعوت جو سفر سے پلٹنے کے بعد کی جاتی ہے اس کو نقیعہ کہتے ہیں اور اس کو رکاز بھی کہتے ہیں اور رکاز کے معنی غنیمت کے ہیں گویا مکہ سے واپسی کے بعد لوگوں کو دعوت طعام دینا حاجی کے لئے

غنیمت کے طور پر بڑے ثواب کا باعث ہے اور اسی بناء پر نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے کہ سردیوں میں روزہ ایک ٹھنڈی غنیمت ہے۔

۳۱ یاعلی (علیہ السلام) کسی عاقل کے لئے یہ مناسب نہیں کہ تین باتوں کے لئے علاوہ کسی اور کے لئے سفر کرے۔ اپنی معاش کی درستی کے لئے یا آخرت کے لئے زاد سفر مہیا کرنے کے لئے۔ یا اس شے سے لذت یاب ہونے کے لئے جو حرام نہیں ہے۔

۳۲ یاعلی علیہ السلام حسن خلق تین ہیں دنیا اور آخرت میں۔ جو تم پر ظلم و زیادتی کرے اس کو معاف کر دو۔ جو تم سے قطع تعلق کرے تم اس سے میل ملاپ کی کوشش کرو۔ اور جو کوئی اپنی جہالت و نادانستگی میں تم پر کوئی الزام لگائے تو تم اس کو برداشت کرو۔

۳۳ یاعلی (علیہ السلام) چار کے آنے سے پہلے چار میں جلدی کرو۔ اپنے بڑھاپے سے پہلے اپنی جوانی میں۔ اپنے مریض ہونے سے پہلے اپنی صحت کے لئے۔ اپنے فقر سے پہلے خود کو غنی رکھنے کے لئے اور اپنی موت سے پہلے اپنی حیات کے لئے۔

۳۴ یاعلی (علیہ السلام) اللہ تعالیٰ نے میری امت کے لئے (مندرجہ ذیل باتوں کو) مکروہ کردیا ہے۔

نماز میں فعل عبث کرنا۔ صدقہ دینے میں احسان جتانا۔ مسجد کے اندر حالت جنب میں آنا۔ قبروں کے درمیان ہنسنا۔ لوگوں کے گھروں میں جھانکنا۔ عورتوں کی شرمگاہ کی طرف نظر کرنا اس لئے کہ یہ اندھا پن پیدا کرتا ہے۔ عورت سے جماع کرتے وقت بات کرنے کو مکروہ کیا ہے اس سے گونگا پن پیدا ہوتا ہے۔ مغرب و عشاء کے درمیان سونے کو مکروہ کیا ہے اس لئے کہ یہ رزق سے محروم کردیتا ہے۔ بغیر لنگی پہنے زیر آسمان غسل کرنے کو مکروہ کیا ہے۔ بغیر لنگی پہنے دریا میں داخل ہونے کو مکروہ کیا ہے اس لئے کہ اس میں ملائکہ رہتے ہیں۔ بغیر لنگی پہنے حمام میں داخل ہونے کو مکروہ کیا ہے۔ نماز ظہر میں اذان و اقامت کے درمیان باتیں کرنے کو مکروہ کیا ہے۔ طوفان کے وقت سمندر کے سفر کو مکروہ کیا ہے۔ اس چھت پر سونا جس کے چاروں طرف باڑ نہ بنی ہو مکروہ کیا ہے اور کہا کہ جو شخص بغیر باڑ کی چھت پر سوئے تو اس سے میں بری الذمہ ہوں۔ کسی مکان میں تنہا سونے کو مکروہ کیا ہے۔ اپنی عورت پر حالت حیض میں مجامعت کو مکروہ کیا ہے۔ اگر اس نے ایسا کیا اور جذامی یا مبروص اولاد پیدا ہو تو اپنے سوا کسی اور کو برا نہ کہے۔ جذامی شخص سے بات کرنے کو مکروہ کیا ہے مگر یہ کہ جذامی اور اس کے درمیان چند ہاتھ کا فاصلہ ہو اور آنجناب علیہ السلام نے فرمایا کہ جذامی شخص سے اسی طرح بھاگو جیسے شیر سے بھاگتے ہیں۔ اور کسی شخص کا حالت احتلام میں اپنی عورت سے مجامعت کو مکروہ کیا جب تک غسل جنابت نہ کرلے ورنہ لڑکا مجنوں پیدا ہو تو

اپنے سوا کسی دوسرے کو برا نہ کہے۔ دریا کے کنارے پیشاب کرنے کو مکروہ کیا ہے۔ اور اس درخت یا کھجور کے نیچے پائخانہ کرنے کو مکروہ کیا ہے جس پر پھل آئے ہوئے ہوں۔ اور کھڑے کھڑے پائخانہ کرنے کو مکروہ کیا ہے۔ اور کھڑے کھڑے جوتا پہننے کو مکروہ کیا ہے۔ اور اندھیرے مکان میں بغیر چراغ داخل ہونے کو مکروہ کیا ہے۔

۳۵ یا علی (علیہ السلام) فخر کرنا حسب کے لئے آفت ہے۔

۳۶ یا علی (علیہ السلام) جو شخص اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہے اس سے ہر چیز ڈرتی ہے اور جو شخص اللہ تعالیٰ سے نہیں ڈرتا اس کو اللہ ہر چیز سے ڈراتا ہے۔

۳۷ یا علی (علیہ السلام) آٹھ (۸) شخصوں کی اللہ تعالیٰ نماز قبول نہیں کرتا۔ بھاگا ہوا غلام جب تک وہ اپنے مالک کے پاس پلٹ کر نہ آجائے۔ ناشزہ نافرمان عورت جس کا شوہر اس سے ناراض ہو۔ زکوٰۃ کو منع کرنے والا۔ وضو کو ترک کرنے والا۔ بالغہ لڑکی کو جو بغیر اوڑھنی کے نماز پڑھے۔ پیش نماز جو لوگوں کو نماز پڑھائے اور لوگ اس کو ناپسند کرتے ہوں۔ وہ شخص جو نشہ میں ہو۔ اور جو زمین پر پیشاب پائخانہ پھینکتا ہے۔

۳۸ یا علی (علیہ السلام) جس شخص میں یہ چار (۴) باتیں ہونگی اللہ تعالیٰ اس کے لئے جنت میں ایک گھر بنا دے گا۔ (۱) جو شخص کسی یتیم کے لئے پناہ بنے (۲) اور ضعیف پر رحم کرے (۳) اور اپنے والدین پر مہربان ہو (۴) اور اپنے مملوک پر نرمی کرے۔

۳۹ یا علی (علیہ السلام) تین (۳) باتوں کے ساتھ جو اللہ تعالیٰ سے ملاقات کرے گا وہ لوگوں میں سب سے افضل ہوگا۔ جو شخص اللہ تعالیٰ کی طرف سے عائد کردہ فرائض کو ادا کرے گا وہ لوگوں میں سب سے عابد ترین شمار ہوگا۔ جو شخص اللہ تعالیٰ کی طرف سے حرام باتوں سے پرہیز کرے گا وہ لوگوں میں سب سے زیادہ پرہیزگار شمار ہوگا۔ جو شخص اللہ کے دیئے ہوئے رزق پر قناعت کرے گا وہ لوگوں میں سب سے زیادہ غنی شمار ہوگا۔

۴۰ یا علی (علیہ السلام) یہ امت تین (۳) چیزوں کی طاقت نہیں رکھتی۔ اپنے مال میں اپنے بھائی کے ساتھ برابری۔ اپنے مقابلہ میں لوگوں کے ساتھ انصاف اور ہر حال میں اللہ کا ذکر اور یہ ذکر **سبحان اللّٰہ والحمدللّٰہ ولا الٰہ الا اللّٰہ واللّٰہ اکبر** کہنا نہیں ہے بلکہ جب کوئی امر اس کے سامنے پیش آئے تو اللہ تعالیٰ سے ڈرے اور اسے ترک کردے۔

۴۱ یا علی (علیہ السلام) تین (۳) طرح کے لوگ ہیں کہ تم ان کے ساتھ انصاف بھی کرو مگر وہ لوگ تمہارے ساتھ ظلم و ناانصافی کریں گے۔ ایک کمینہ شخص دوسرے تمہاری بیوی، تیسرا تمہارا خادم، اور تین طرح کے لوگ تین طرح کے لوگوں سے انصاف نہیں کرتے۔ شخص آزاد غلام کے ساتھ، عالم جاہل کے ساتھ،

قوی ضعیف کے ساتھ ۔

۴۲ یاعلی(علیہ السلام)سات (۷) باتیں ہیں کہ جس شخص میں یہ باتیں ہو گئیں حقیقتاً اس کا ایمان مکمل ہو گیا اور اس کے لئے جنت کا دروازہ کھل گیا۔ (۱) جس نے کامل وضو کیا (۲) اور اچھی طرح نماز ادا کی (۳) اور اپنے مال کی زکوٰۃ ادا کی (۴) اور غصہ کو ضبط کیا (۵) اپنی زبان کو قید میں رکھا (۶) اور اپنے گناہوں کے لئے طلب مغفرت کرتا رہا (۷) اور اپنے نبی کے اہلبیت کے لئے خیر خواہی کا حق ادا کرتا رہا۔

۴۳ یاعلی(علیہ السلام)تین (۳) شخصوں پر اللہ تعالیٰ نے لعنت کی ہے۔ جو اپنا زاد سفر اکیلا کھائے۔ ریگستان و صحرا میں اکیلے سفر کرے اور مکان میں اکیلا سوئے۔

۴۴ یاعلی(علیہ السلام)تین باتوں سے جنون کا خوف ہے۔ (۱) قبروں کے درمیان پائخانہ کرنا (۲) ایک جوتا پہن کر چلنا (۳) اکیلے سونا۔

۴۵ یاعلی(علیہ السلام)تین مواقع پر جھوٹ مستحسن ہے۔ (۱) جنگ میں کید و مکر (۲) زوجہ کو دھمکی کے لئے (۳) اور لوگوں کے درمیان صلح کرانے کے لئے ۔ تین شخص کے ساتھ بیٹھنے سے قلب مردہ ہو جاتا ہے۔ (۱) خسیس اور کمینوں کے ساتھ بیٹھنے سے (۲) دولتمندوں کے ساتھ بیٹھنے سے (۳) عورتوں کے ساتھ بات کرنے سے ۔

۴۶ یاعلی(علیہ السلام)ایمان کی تین حقیقتیں ہیں ۔ مفلس ہوتے ہوئے بھی مساکین پر خرچ کرنا، اپنے مقابلے میں لوگوں کے ساتھ انصاف کرنا، طالب علموں پر علم کو خرچ کرنا۔

۴۷ یاعلی(علیہ السلام)تین باتیں اگر کسی میں نہیں ہیں تو اس کا عمل پورا نہ ہوگا ۔ (۱) پرہیزگاری جو اس کو اللہ کی نافرمانی سے بچائے ۔ (۲) خلق جس سے لوگوں کی دلجوئی و مدارات کرے ۔ (۳) حلم و بردباری جس سے جاہلوں کے جہل کو رد کرے۔

۴۸ یاعلی(علیہ السلام)دنیا میں تین باتیں مومن کی فرحت کا سبب ہوتی ہیں ۔ (۱) برادران ایمانی سے ملاقات ۔ (۲) روزہ دار کو افطار کرانا ۔ (۳) اور آخر شب میں نماز تہجد ۔

۴۹ یاعلی(علیہ السلام)میں تم کو تین باتوں سے منع کرتا ہوں ، حسد و حرص اور تکبر۔

۵۰ یاعلی(علیہ السلام)چار باتیں شقاوت کی نشانی ہیں (۱) آنکھوں کا جمود (آنسو نہ نکلنا) (۲) قساوتِ قلبی (۳) لمبی چوڑی امیدیں (۴) بقا کی خواہش ۔

۵۱ یاعلی(علیہ السلام)تین درجات ہیں تین کفارات ہیں تین مہلکات ہیں اور تین نجات دہندہ ہیں۔ درجات : سخت سردی میں کامل وضو کرنا اور ایک نماز کے بعد دوسری نماز کا انتظار کرنا۔ رات اور دن دونوں میں نماز جماعت کے لئے جانا۔ اور کفارات : کھلی آواز سے سلام کرنا۔ لوگوں کو کھانا کھلانا۔ اور جب سب لوگ سو

رہے ہوں نماز تہجد پڑھنا۔ اور مہلکات: بخل و کنجوسی پر عمل کرنا، خواہشات کا تابع ہونا، خود پسندی کرنا۔ اور نجات دہندہ: ظاہرہ اور پس پردہ خوفِ خدا۔ اور فقر و دولتمندی میں میانہ روی اختیار کرنا اور خوشی اور نا خوشی دونوں میں عدل وانصاف کی بات کرنا۔

۵۲ یاعلی(علیہ السلام)دودھ چھڑانے کے بعد کوئی رضاعت نہیں۔ احتلام کے بعد یتیمی نہیں۔ (جب لڑکے کو احتلام ہونے لگے تو وہ یتیم نہیں رہتا)۔

۵۳ یاعلی(علیہ السلام)والدین کے ساتھ حسن سلوک کے لئے دو سال تک چلنا پڑے تو جاؤ۔ کسی قرابتدار کے ساتھ حسن سلوک کے لئے ایک سال تک چلنا پڑے تو جاؤ، کسی مریض کی عیادت کے لئے ایک میل تک جانا پڑے تو جاؤ۔ کسی جنازے کی مشایعت کے لئے دو میل تک جاؤ۔ کسی دعوت کو قبول کرنے کے لئے تین میل تک بھی جاؤ۔ اپنے دینی بھائی کی ملاقات کے لئے چار میل جاؤ کسی کی فریاد رسی کے لئے پانچ میل تک جانا پڑے تو جاؤ۔ کسی مظلوم کی مدد کے لئے چھ میل بھی جانا پڑے تو جاؤ اور تم پر استغفار لازم ہے۔

۵۴ یاعلی(علیہ السلام)مومن کی تین علامتیں ہیں۔ نماز و زکوٰۃ اور صوم۔ غیر مخلص کی تین علامتیں ہیں جب حاضر ہو تو چاپلوسی کرے جب غائب ہو تو غیبت و برائی کرے۔ جب مصیبت میں دیکھے تو طعنہ زنی کرے اور ظالم کی تین علامتیں ہیں۔ اپنے ماتحتوں پر غلبہ کی وجہ سے سختی کرے اور اپنے اوپر والوں کی نافرمانی کرے۔ اور ظالموں کی پشت پناہی کرے۔ اور ریاکار کی بھی تین علامتیں ہیں لوگوں کے سامنے چستی اور تیزی دکھائے اور جب اکیلا ہو تو سستی اور کسالت کرے اور چاہتا ہو کہ تمام امور میں اس کی تعریف کی جائے اور منافق کی بھی تین علامتیں ہے۔ جب بات کرے تو جھوٹ بولے۔ جو وعدہ کرے تو اس کے خلاف کرے جب امانتدار بنایا جائے تو خیانت کرے۔

۵۵ یاعلی(علیہ السلام)نو (۹) چیزیں نسیان پیدا کرتی ہیں۔ کھٹا اور ترش سیب کھانا، دھنیاں اور پنیر اور چوہے کا جھوٹا کھانا اور قبروں کے کتبہ کا پڑھنا، اور عورتوں کے درمیان چلنا، جوؤں کا پھینکنا، گردن کی جڑ کی حجامت کرنا، ٹھہرے ہوئے پانی میں پیشاب کرنا۔

۵۶ یاعلی(علیہ السلام)عیش تین باتوں میں ہے وسیع مکان، حسین کنیز اور پتلی کمر کا گھوڑا۔

مصنف علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ میں نے کوفہ میں اہل لغت میں سے ایک شخص سے سنا ہے کہ فرس قباء پتلی کمر والے گھوڑے کو کہتے ہیں اس کو فرس اقب وقباء دونوں کہتے ہیں اس لئے کہ فرس مذکر ومونث دونوں کے لئے استعمال کیا جاتا ہے اور مونث کے علاوہ کسی کو قباء نہیں کہتے ذوالرمہ شاعر کہتا ہے۔

تنصبت حوله یوماً تراقبه ○ صحر سماحیج فی احشانها قبب

(ایک دن اسکے ارد گرد دیکھنے کے لئے ایسی طویل حماران وحشی کھڑی ہو گئیں جن کی کمر پتلی تھی۔)

صحر جمع اصحر مائل بہ سرخی، سماحیج طویل، قبب پتلی۔

۵۷ یا علی(علیہ السلام)خدا کی قسم اشرار کی سلطنت میں اگر کوئی کمینہ اور گھٹیا آدمی کنوئیں کی تہہ میں بھی پڑا ہو گا تو اللہ تعالیٰ اس کے پاس ایسی ہوا بھیجے گا جو اس کو اٹھا کر اخیار واشراف کے اوپر کر دے گی۔

۵۸ یا علی(علیہ السلام)جو شخص خود کو اپنے موالی کے علاوہ کسی اور کی طرف منسوب کرتا ہے اس پر اللہ کی لعنت، جو شخص مزدور کو مزدوری دینے سے انکار کرے تو اس پر اللہ کی لعنت، جو شخص کوئی حادثہ کر گزرے یا حادثہ کرنے والے کو پناہ دے تو اس پر اللہ کی لعنت تو عرض کیا گیا یا رسول اللہ وہ حادثہ کیا ہو گا؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا قتل۔

۵۹ یا علی(علیہ السلام)مومن وہ ہے کہ جس سے تمام مسلمانوں کی جان و مال محفوظ رہے۔ اور مسلمان وہ ہے جس کے ہاتھ اور زبان سے تمام مسلمان سلامت رہیں۔ اور مہاجر وہ ہے جو برائیوں کو ترک کر دے۔

۶۰ یا علی(علیہ السلام)سب سے زیادہ مومن کے ایمان کی نشانی اللہ کے لئے دوستی اور اللہ کے لئے دشمنی ہے۔

۶۱ یا علی(علیہ السلام)جو شخص اپنی عورت کی اطاعت کرے گا اللہ تعالیٰ اس کو منہ کے بل جہنم میں ڈال دے گا۔ تو حضرت علی علیہ السلام نے عرض کیا کہ وہ اطاعت کیا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا وہ حمام جانے کی اور کسی عروسی میں جانے کی یا کسی غمی میں جانے کی اور باریک لباس پہننے تک کی اجازت چاہے۔

۶۲ یا علی(علیہ السلام)اللہ تعالیٰ نے اسلام کے ذریعہ جاہلیت کی نخوت اور اپنے آباء پر فخر کو ختم کر دیا اور کہا کہ آگاہ رہو سب لوگ آدم علیہ السلام سے پیدا ہوئے اور آدمؑ مٹی سے پیدا ہوئے اور ان میں سب سے زیادہ مکرم وہ ہے جو سب سے زیادہ متقی ہے۔

۶۳ یا علی(علیہ السلام)مردار کی قیمت، کتے کی قیمت، شراب کی قیمت۔ زانیہ کا مہر، فیصلہ کرنے پر رشوت اور کاہن کی اجرت یہ سب حرام کی کمائی ہے۔

۶۴ یا علی(علیہ السلام)جو شخص علم اس لئے حاصل کرے کہ بیوقوفوں سے بحث کرے یا علماء سے مجادلہ و مناظرہ کرے یا خود اپنی طرف لوگوں کو دعوت دے تو وہ اہل جہنم میں سے ہے۔

۶۵ یا علی(علیہ السلام)جب کوئی بندہ مرجاتا ہے تو لوگ کہتے ہیں کہ اس نے کچھ نہیں چھوڑا اور ملائکہ کہتے ہیں کہ اس نے آخرت کے لئے کچھ نہیں بھیجا۔

۶۶ یاعلی(علیہ السلام)دنیا مومن کا قید خانہ اور کافر کی جنت ہے۔
۶۷ یاعلی(علیہ السلام)اچانک موت مومن کے لئے راحت اور کافر کے لئے حسرت ہے۔
۶۸ یاعلی(علیہ السلام)اللہ تعالیٰ نے دنیا کی طرف وحی فرمائی کہ تو اس کی خدمت کر جس نے میری خدمت کی اور اسے تکلیف دے جس نے تیری خدمت کی۔
۶۹ یاعلی(علیہ السلام)اگر دنیا اللہ تبارک وتعالیٰ کے نزدیک پرمگس کے برابر بھی (اہم) ہوتی تو کافر اس میں سے پانی کا ایک گھونٹ بھی نہیں پی سکتا تھا۔
۷۰ یاعلی(علیہ السلام)اولین وآخرین میں سے ہر ایک قیامت کے دن یہی تمنا کرے گا کہ اس کو دنیا میں سے صرف قوت لایموت ہی دیا جاتا۔
۷۱ یاعلی(علیہ السلام)بدترین شخص انسانوں میں سے وہ ہے جو قضا وقدر کے معاملہ میں اللہ پر اتہام رکھے۔
۷۲ یاعلی(علیہ السلام)مومن کی کراہ تسبیح اس کی چیخ تہلیل، اس کا بستر پر سونا عبادت اور ایک پہلو سے دوسرے پہلو کروٹ بدلنا راہ خدا میں جہاد ہے اور اگر وہ عافیت وشفاء پا گیا تو لوگوں میں اس طرح چلے پھرے گا کہ اس پر کوئی گناہ نہ ہوگا۔
۷۳ یاعلی(علیہ السلام)اگر مجھے کوئی سواری کا جانور (گدھا خچر) ہدیہ کیا جائے تو میں اسے قبول کرلوں گا۔ اور اگر مجھے اس پر سوار ہونے کی دعوت دی جائے تو میں اسے پسند کروں گا۔
۷۴ یاعلی(علیہ السلام)عورتوں پر نہ جمعہ ہے نہ جماعت، نہ اذان واقامت، نہ مریض کی عیادت نہ جنازے کی مشایعت، نہ صفا ومروہ کے درمیان ھرولہ، نہ حجر اسود کا بوسہ، نہ باآواز بلند تلبیہ، نہ بال منڈوانا، نہ فیصلہ کرنے کی ذمہ داری، نہ اس سے مشورہ لیا جائے گا، نہ وہ کوئی جانور ذبح کرے گی مگر بوقت ضرورت، نہ باآواز بلند تلبیہ، نہ قبر کے پاس کھڑا ہونا، نہ خطبہ کا سننا نہ خود اپنا آپ نکاح پڑھے گی، نہ شوہر کی اجازت کے بغیر اس کے گھر سے نکلے گی اور اگر اس کی اجازت کے بغیر اس کے گھر سے نکلی تو اس پر اللہ کی لعنت اور جبرئیل کی اور میکائیل، کی اور نہ شوہر کے گھر سے بغیر اس کی اجازت کچھ لیگی۔ اور اگر شوہر اس پر ناراض ہو وہ اس پر ظلم بھی کرے تو وہ اس کے گھر سے باہر شب نہ بسر کرے گی۔
۷۵ یاعلی(علیہ السلام)اسلام برہنہ ہے اس کا لباس حیا ہے اس کی زینت وفا ہے اس کی مروت عمل صالح ہے اس کا ستون ورع اور پرہیزگاری ہے اور ہر شے کی ایک بنیاد ہوتی ہے اور اسلام کی بنیاد ہم اہلبیت کی محبت ہے۔
۷۶ یاعلی(علیہ السلام)بدخلقی نحوست ہے اور عورت کی اطاعت ندامت ہے۔
۷۷ یاعلی(علیہ السلام)اگر کسی شے میں نحوست ہے تو وہ عورت کی زبان میں ہے۔

۷۸ یاعلی (علیہ السلام) ہلکی پھلکی زندگی بسر کرنے والے نجات پائیں گے۔
۷۹ یاعلی (علیہ السلام) جس نے عمداً دیدہ و دانستہ مجھ پر جھوٹ لگایا تو وہ اوندھا جہنم میں جائے گا۔
۸۰ یاعلی (علیہ السلام) تین چیزیں حافظہ زیادہ کردیتی ہیں اور بلغم کو دور کرتی ہیں، کندر و مسواک اور قرآن پاک کی تلاوت۔
۸۱ یاعلی (علیہ السلام) مسواک سنت ہے وہ منہ کو پاک کرنے والی ہے اور آنکھوں کو جلا دیتی ہے اور خدائے رحمٰن کی خوشنودی ہے۔ دانتوں کو سفید کرتی ہے اور ان کے پیلے پن کو دور کرتی ہے۔ مسوڑھوں کو مضبوط رکھتی ہے۔ بلغم دور کرتی ہے۔ حافظہ کو زیادہ کرتی ہے نیکیوں میں اضافہ کرتی ہے۔ اس سے ملائکہ کو فرحت ہوتی ہے۔
۸۲ یاعلی (علیہ السلام) نیند چار طرح کی ہے۔ انبیاء علیہم السلام کی نیند ان کی پشت کے بل ہوتی ہے۔ مومنین کی نیند دائیں کروٹ کے بل ہوتی ہے، کفار و منافقین کی نیند ان کے بائیں کروٹ کے بل ہوتی ہے اور شیاطین کی نیند ان کے منہ کے بل ہوتی ہے۔
۸۳ یاعلی (علیہ السلام) اللہ تعالیٰ نے جس نبی کو بھی بھیجا اس کی صلب سے اس کی ذریت کو قرار دیا۔ اور میری ذریت کو تمہارے صلب سے قرار دیا اگر تم نہ ہوتے تو میری ذریت نہ ہوتی۔
۸۴ یاعلی (علیہ السلام) چار چیزیں پشت کو شکستہ کردیتی ہیں۔ (۱) وہ امام جو اللہ کی نافرنی کرے اور اس کے حکم پر عمل کیا جائے (۲) وہ بیوی کہ جس کا شوہر لاکھ جتن کرے مگر وہ زنا سے باز نہ آئے (۳) وہ فقر کہ جس کی دوا خود فقیر کے پاس نہ ہو (۴) اور برا پڑوسی جو گھر میں رہتا ہو۔
۸۵ یاعلی (علیہ السلام) حضرت عبدالمطلب علیہ السلام نے زمانہ جاہلیت میں پانچ سنتیں قائم کیں جن کو اللہ تعالیٰ نے اسلام میں بھی جاری رکھا۔ باپ کی عورتوں کو بیٹوں پر حرام کیا تو اللہ تعالیٰ نے آیت نازل فرمائی **و لا تنکحوا مانکح اباؤکم من النسآء** (سورۃ نساء۔ آیت نمبر ۲۲) (جن عورتوں سے تمہارے آباء نے نکاح کیا ان سے تم لوگ نکاح نہ کرو)۔ آپؑ نے ایک دفینہ پایا تو اس میں سے پانچواں حصہ خمس نکال کر تصدق کردیا تو اللہ تعالیٰ نے آیت نازل فرمائی **واعلموا انما غنمتم من شی فان للّٰہ خمسہ وللرسول ولذی القربی والیتمیٰ والمسکین و ابن السبیل ان کنتم امنتم باللہ و ما انزلنا علیٰ عبرنا یوم الفرقان یوم التقی الجمعن واللہ علی کل شیء قدیر۔** (سورۃ انفال۔ آیت نمبر ۴۱) [یہ جان لو جو چیز بھی تم مال غنیمت پاؤ تو اس میں سے پانچواں حصہ اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قرابتداروں اور یتیموں اور مسکینوں اور

پردیسیوں کا ہے۔ اور اگر تم خدا پر اور اس (غیبی امداد) پر ایمان لا چکے ہو جو ہم نے اپنے بندے پر فیصلے کے دن نازل کی تھی جس دن دو جماعتیں باہم گتھ گئی تھیں اور خدا تو ہر چیز پر قادر ہے]۔ اور جب آپؑ نے چاہ زمزم کھودا تو اس کا نام سقایۃ الحاج رکھا۔ تو اللہ تعالیٰ نے آیت نازل فرمائی اجعلتم سقایته الحاج و عمارة المسجدالحرام کمن اٰمن بالله والیوم الاخر و جٰهد فی سبیل اللّٰهؕ لا یستوٗن عنداللّٰهؕ و الله لایهدی القوم الظّٰلمین (سورۃ توبہ۔ آیت نمبر ۱۹) (کیا تم لوگوں نے حاجیوں کو پانی پلانا اور مسجد الحرام کو اللہ اور یوم آخر پر ایمان لانے کے مانند سمجھ لیا ہے۔ اور جو خدا اور روز آخرت پر ایمان لایا اور خدا کی راہ میں جہاد کیا۔ خدا کے نزدیک تو یہ لوگ برابر نہیں ہیں اور خدا ظالم لوگوں کی ہدایت نہیں کرتا)۔ اور آپؑ نے قتل کی دیت ایک سو اونٹ قرار دیئے تو اللہ تعالیٰ نے اس کو اسلام میں جاری رکھا۔

اور قریش کے نزدیک خانہ کعبہ کے طواف میں شوط اور چکر کی تعداد مقرر نہ تھی تو حضرت عبدالمطلب علیہ السلام نے سات شوط مقرر فرمائے۔ تو اللہ تعالیٰ نے اسی کو اسلام میں جاری رکھا۔

۸۶ یا علی (علیہ السلام) حضرت عبدالمطلب علیہ السلام ازلام (فال لینے کے تیر) سے مال تقسیم نہیں کرتے تھے اور بتوں کی عبادت نہیں کرتے تھے اور بتوں کے نام کا ذبیحہ نہیں کھاتے تھے اور فرمایا کرتے تھے کہ میں اپنے باپ ابراہیم علیہ السلام کے دین پر ہوں۔

۸۷ یا علی (علیہ السلام) وہ قوم جو آخر زمانہ میں پیدا ہوگی اور نبی کے عہد سے ملحق نہ ہوگی اور حجت ان کی نگاہوں سے پردے میں ہوگی مگر ان کے ہر سفید و سیاہ پر ایمان رکھے گی ان کا ایمان لوگوں میں تعجب خیز ہوگا اور ان کا یقین سب سے بڑھا ہوا ہوگا۔

۸۸ یا علی (علیہ السلام) تین چیزیں قسی القلب کر دیتی ہیں۔ لہو (گانے بجانے کا) سننا، شکار کی تلاش، اور حاکم وقت کے دروازے پر جانا۔

۸۹ یا علی (علیہ السلام) ان جانوروں کی جلد پر نماز نہ پڑھو جن کا تم دودھ نہیں پیتے اور نہ ان کا گوشت کھاتے ہو۔ اور ذات الجیش اور ذات الصلاصل اور ضجنان (مکہ اور مدینہ کے درمیان مقامات) میں نماز نہ پڑھو

۹۰ یا علی (علیہ السلام) ہر وہ انڈا جس کے دونوں اطراف مختلف ہوں اور مچھلیوں میں سے جس کے فلس (چھلکا) ہو اور چڑیوں میں سے جو پرواز میں پر پھڑپھڑائے (دف کرے) یہ سب کھاؤ اور جو چڑیا پرواز کے وقت صف کرے (پر نہ پھڑپھڑائے) اسے چھوڑ دو اور آبی چڑیوں میں سے جن کے پوٹے ہوں انہیں کھاؤ۔

۹۱ یا علی (علیہ السلام) جن درندوں کے نکیلے دانت ہو اور چڑیوں میں سے جن کے پنجے ہوں ان کا کھانا حرام ہے

انہیں نہ کھاؤ۔

۹۲ یاعلی(علیہ السلام)پھل اور شگوفہ کی چوری پر ہاتھ نہیں کٹے گا۔

۹۳ یاعلی(علیہ السلام)زانی پر کوئی مہر نہیں اشارے کنایہ پر کوئی حد نہیں اور حد میں کوئی شفاعت نہیں۔ اور قطع رحم میں کوئی قسم نہیں۔ بیٹے کے لئے باپ کے ساتھ عورت کے لئے اپنے شوہر کے ساتھ اور غلام کے لئے اپنے آقا کے ساتھ کوئی قسم نہیں۔ اور دن کا رات تک کوئی روزہ نہیں اور ایک روزہ دوسرے سے ملانا نہیں اور ہجرت کے بعد عرب صحرائی بننا نہیں ہے۔

۹۴ یاعلی(علیہ السلام)کوئی باپ بیٹے کے قصاص میں قتل نہیں کیا جائے گا۔

۹۵ یاعلی(علیہ السلام)بددلی سے دعا اللہ قبول نہیں کرتا۔

۹۶ یاعلی(علیہ السلام)عالم کا سونا عابد کی عبادت سے زیادہ افضل ہے۔

۹۷ یاعلی(علیہ السلام)وہ دو رکعت نماز جو عالم پڑھتا ہے وہ اس ایک ہزار رکعت نماز سے افضل ہے جو عابد پڑھتا ہے۔

۹۸ یاعلی(علیہ السلام)شوہر کی اجازت کے بغیر زوجہ سنتی روزہ نہیں رکھے گی۔ اور مالک کی اجازت کے بغیر غلام سنتی روزہ نہیں رکھے گا۔ اور میزبان کی اجازت کے بغیر مہمان سنتی روزہ نہیں رکھے گا۔

۹۹ یاعلی(علیہ السلام)یوم عید فطر کا روزہ حرام ہے یوم عید الضحیٰ کا روزہ حرام ہے۔ اور وصال کا روزہ (دو روزوں کو بغیر افطار کئے رکھنا) حرام ہے اور خاموشی کا روزہ حرام ہے اور معصیت کے لئے نذر کا روزہ حرام ہے اور صوم دھر (لمبی مدت کا روزہ) حرام ہے۔

۱۰۰ یاعلی(علیہ السلام)زنا میں چھ باتیں ہیں ان میں سے تین دنیا میں اور تین آخرت میں پس جو دنیا میں ہوگی وہ یہ کہ چہرے کی رونق جاتی رہے گی اور آدمی جلد فنا ہو جائے گا۔ اور روزی منقطع ہو جائے گی اور جو آخرت میں واقع ہوگی وہ بدترین حساب ہوگا اللہ تعالیٰ کا غضب ہوگا اور ہمیشہ کے لئے جہنم میں جانا ہوگا۔

۱۰۱ یاعلی(علیہ السلام)سود و ربا۔ کے ستر(۷۰) حصے ہیں اس میں سب سے معمولی حصہ ایسا ہے جیسے کوئی اپنی ماں سے زنا کرے۔

۱۰۲ یاعلی(علیہ السلام)ایک درہم سود لینا اللہ تعالیٰ کے نزدیک اس سے بھی بڑا ہے کہ کوئی خانہ کعبہ میں اپنی محرم عورت کے ساتھ ستر(۷۰) مرتبہ زنا کرے۔

۱۰۳ یاعلی(علیہ السلام)جو شخص ایک قیراط بھی زکوٰۃ ادا نہ کرے وہ نہ مومن ہے اور نہ مسلم اور نہ اس میں کوئی خوبی ہے۔

۱۰۴ یاعلی(علیہ السلام)تارک زکوٰۃ اللہ تعالیٰ سے درخواست کرے گا کہ وہ اسے دنیا میں پھر سے پلٹا دے (تاکہ اسے ادا کردے) چنانچہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ **حتی اذا جاء احدھم الموت قال رب ارجعون** (سورۃ مومنون آیت ۹۹) [یہاں تک کہ جب ان میں سے کسی کو موت آئیگی تو وہ کہے گا کہ پروردگار تو مجھے دنیا میں واپس کردے (تاکہ زکوٰۃ ادا کردوں۔)]

۱۰۵ یاعلی(علیہ السلام)جو شخص حج کی استطاعت رکھتا ہو اور حج ترک کردے تو وہ کافر ہے چنانچہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ **وللہ علی الناس حج البیت من استطاع الیہ سبیلاً ومن کفر فان اللہ غنی عن العٰلمین** (سورۃ آل عمران آیت نمبر ۹۷) (اور اللہ کے لئے لوگوں پر اس کے گھر کا حج فرض ہے جو استطاعت رکھتا ہو اور جس نے کفر و انکار کیا تو اللہ تمام عالمین سے بے نیاز ہے)۔

۱۰۶ یاعلی(علیہ السلام)جو شخص حج کو ٹالتا رہے یہاں تک کہ اسے موت آجائے تو اللہ تعالیٰ اس کو یہودی یا نصرانی بنا کر مبعوث کرے گا۔

۱۰۷ یاعلی(علیہ السلام)صدقہ سے قضائے مبرم (حتمی موت) بھی رد ہو جاتی ہے۔

۱۰۸ یاعلی(علیہ السلام)رشتہ داروں کے ساتھ حسن سلوک سے عمر میں اضافہ ہوتا ہے۔

۱۰۹ یاعلی(علیہ السلام)کھانا نمک سے شروع کرو اور نمک پر ختم کرو اس لئے کہ اس میں بہتر(۷۲) امراض سے شفاء ہے۔

۱۱۰ یاعلی(علیہ السلام)جب میں مقام محمود پر کھڑا ہوں گا تو عہد جاہلیت میں جتنے میرے باپ ماں چچا اور بھائی ہونگے ان سب کی شفاعت کروں گا۔

۱۱۱ یاعلی(علیہ السلام)میں ابن ذبیحین ہوں۔ (یعنی حضرت اسماعیل علیہ السلام و حضرت اسحٰق علیہ السلام کا بیٹا)

۱۱۲ یاعلی(علیہ السلام)میں اپنے باپ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا ہوں۔

۱۱۳ یاعلی(علیہ السلام)عقل وہ ہے جس سے جنت حاصل کی جائے اور اللہ تعالیٰ کی رضا طلب کی جائے۔

۱۱۴ یاعلی(علیہ السلام)سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے جس چیز کو خلق کیا وہ عقل ہے۔ اس سے کہا آگے آؤ وہ آگے آئی پھر اس سے کہا پیچھے ہٹ تو وہ پیچھے ہٹ گئی۔ پھر فرمایا مجھے اپنے عزت وجلال کی قسم میں نے کوئی مخلوق ایسی نہیں پیدا کی جو میرے نزدیک تجھ سے زیادہ پسندیدہ ہو۔ تیرے ہی بناء میں لوگوں سے لین دین کروں گا تیرے ہی بناء پر میں لوگوں کو ثواب دوں گا اور تیرے ہی بناء پر میں لوگوں پر عقاب کروں گا۔

۱۱۵ یاعلی(علیہ السلام)اگر کوئی رشتہ دار محتاج ہے تو اس وقت صدقہ نہیں (بلکہ اس کی مدد)۔

۱۱۶ یاعلی(علیہ السلام)خضاب کے لئے ایک درہم خرچ کرنا اللہ کی راہ میں ایک ہزار درہم خرچ کرنے سے بہتر ہے۔ اس میں چودہ خوبیاں ہے۔ یہ دونوں کانوں سے ریح نکال دیتا ہے۔ آنکھوں کا دھندلا پن دور کر دیتا ہے۔ ناک کے نتھنوں کو ملین (نرم) کر دیتا ہے۔ خوشبو کو اچھی کر دیتا ہے۔ جبڑوں کو مضبوط کر دیتا ہے۔ ضعف و کمزوری کو دور کر دیتا ہے۔ شیطانی وسوسے کم ہوجاتے ہیں۔ اس سے ملائکہ فرحت و خوشی محسوس کرتے ہیں۔ مومن کے لئے خوشخبری اور بشارت ہے اور کافر ناراض اور ناخوش ہوتا ہے۔ یہ زینت و طیب ہے منکر ونکیر کو (سوال کرنے سے) حیا آتی ہے اور قبر کے عذاب سے نجات ملتی ہے۔

۱۱۷ یاعلی(علیہ السلام)اس قول میں کوئی بھلائی نہیں جس کے ساتھ عمل نہ ہو۔ اور نہ سرسری نگاہ میں جس کے ساتھ اختیار وآزمائش نہ ہو اور نہ مال و دولت میں جس کے ساتھ جود و سخاوت نہ ہو۔ اور نہ سچائی میں جس کے ساتھ وفا نہ ہو اور نہ فقہ میں جس کے ساتھ ورع و پرہیزگاری نہ ہو اور نہ صدقہ میں جس کے ساتھ نیت نہ ہو۔ اور نہ زندگی میں جس کے ساتھ صحت و تندرستی نہ ہو اور نہ وطن میں جس کے ساتھ امن وخوشی نہ ہو۔

۱۱۸ یاعلی(علیہ السلام)بکری کی سات چیزیں حرام ہیں خون، مذاکیر، مثانہ، حرام مغز، غدود، طحال اور پتہ۔

۱۱۹ یاعلی(علیہ السلام)چار چیزوں کی قیمت کم کرانے کی کوشش نہ کرو۔ قربانی کا جانور خریدنے میں، کفن کے خریدنے میں، غلام کے خریدنے میں اور مکہ مکرمہ جانے کے لئے کرایہ پر سواری لینے میں اتار چڑھاؤ نہ کرو۔

۱۲۰ یاعلی(علیہ السلام)کیا میں تمہیں نہ بتاؤں کہ اخلاق میں مجھ سے سب سے مشابہہ تم لوگوں میں کون ہے۔ حضرت علی علیہ السلام نے عرض کیا ہاں، یارسول اللہ۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو تم لوگوں میں سب سے زیادہ خوش اخلاق، تم میں سب سے زیادہ بردبار، تم میں سے اپنے قرابتداروں کے ساتھ سب سے زیادہ نیکی کرنے والا اور تم میں سب سے زیادہ اپنے نفس کے ساتھ انصاف کرنے والا ہے۔

۱۲۱ یاعلی(علیہ السلام)میری امت کے لوگ جب کشتی پر سوار ہوں تو وہ یہ آیت پڑھ کر دم کرلیں غرق سے امان ہے بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○ وَمَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖ وَالْاَرْضُ جَمِيْعًا قَبْضَتُهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَالسَّمٰوٰتُ مَطْوِيّٰتٌ بِيَمِيْنِهٖ سُبْحٰنَهٗ وَتَعٰلٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ (سورۃ زمر آیت ۶۷) (اللہ کے نام سے جو رحمن اور رحیم ہے خدا کی جیسی قدر کرنی چاہیے تھی لوگوں نے نہ کی۔ قیامت کے دن زمین اس کی مٹھی میں ہوگی اور سارے آسمان اس کے داہنے ہاتھ میں لپٹے ہوئے۔ جسے یہ لوگ اس کا شریک بناتے ہیں وہ اس سے پاکیزہ اور برتر ہے)۔ بِسْمِ اللّٰهِ مَجْرٖىهَا وَمُرْسٰىهَا اِنَّ رَبِّيْ لَغَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ (سورۃ ھود آیت نمبر ۴۱) (اللہ کے نام سے ہے

اس کا چلنا اور ٹھہرنا ۔ بے شک میرا رب ہی بخشنے والا مہربان ہے) ۔

۱۲۲ یاعلی(علیہ السلام)میری امت کے لئے چوری سے امان ہے (اس آیت کریمہ میں) قُلِ ادْعُوا اللّٰهَ اَوِادْعُوا الرَّحْمٰنَ اَيًّا مَّا تَدْعُوْا فَلَهُ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰى وَلَا تَجْهَرْ بِصَلَاتِكَ وَلَا تُخَافِتْ بِهَا وَابْتَغِ بَيْنَ ذٰلِكَ سَبِيْلًا ۔ وَقُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ لَمْ يَتَّخِذْ وَلَدًا وَّلَمْ يَكُنْ لَّهٗ شَرِيْكٌ فِي الْمُلْكِ وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ وَلِيٌّ مِّنَ الذُّلِّ وَكَبِّرْهُ تَكْبِيْرًا ۔ (سورۃ بنی اسرائیل آیت نمبر ۱۱۱ ۔ ۱۱۰)(کہہ دو کہ اللہ کہہ کر پکارو یا رحمن کہہ کر جو کہہ کر پکارو گے سو سب نام اسی کے اچھے ہیں ۔ اور اپنی نماز بہت بلند آواز سے نہ پڑھ اور نہ بالکل چپکے چپکے اور ان دونوں کے درمیان کا راستہ اختیار کر ۔ اور کہہ کہ ہر طرح کی تعریف اس خدا کو سزاوار ہے جو نہ تو کوئی اولاد رکھتا ہے اور نہ سلطنت میں اس کا کوئی ساجھے دار ہے اور نہ اسے کسی طرح کی کمزوری ہے کہ کوئی اس کا سرپرست ہو اور اس کی بڑائی اچھی طرح کرتا رہ ۔)

۱۲۳ یاعلی(علیہ السلام)میری امت کے لئے امان ہے اِنَّ اللّٰهَ يُمْسِكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ اَنْ تَزُوْلَا وَلَئِنْ زَالَتَآ اِنْ اَمْسَكَهُمَا مِنْ اَحَدٍ مِّنْۢ بَعْدِهٖ اِنَّهٗ كَانَ حَلِيْمًا غَفُوْرًا (سورہ فاطر ۔ آیت نمبر ۴۱) (بے شک اللہ تھام رہا ہے آسمان کو اور زمین کو کہ ٹل نہ جائیں ۔ اور اگر ٹل جائیں تو کوئی تھام نہ سکے ان کو سوائے اس کے ۔ وہ ہے تحمل والا اور بخشنے والا)

۱۲۴ یاعلی(علیہ السلام)(یہ کہنا) میری امت کے لئے امان ہے ہر غم و ہم میں لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ لَا مَلْجَأَ وَلَا مَنْجَا مِنَ اللّٰهِ اِلَّا اِلَيْهِ یعنی نہیں ہے کوئی طاقت اور نہیں کوئی قوت لیکن صرف اللہ کی دی ہوئی اور نہیں کوئی جائے پناہ اور نہیں ہے کوئی جائے نجات اللہ سے لیکن صرف اللہ کی طرف ۔

۱۲۵ یاعلی(علیہ السلام)میری امت کے لئے جلنے سے امان ہے ۔ اِنَّ وَلِيِّيَ اللّٰهُ الَّذِيْ نَزَّلَ الْكِتٰبَ وَهُوَ يَتَوَلَّى الصّٰلِحِيْنَ (اعراف ۔ آیت نمبر ۱۹۶) (میرا حمایتی تو اللہ ہے ۔ جس نے اتاری کتاب اور وہ حمایت کرتا ہے نیک بندوں کی) وَمَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖ اِذْ قَالُوْا مَا اَنْزَلَ اللّٰهُ عَلٰى بَشَرٍ مِّنْ شَيْءٍ قُلْ مَنْ اَنْزَلَ الْكِتٰبَ الَّذِيْ جَآءَ بِهٖ مُوْسٰى نُوْرًا وَّهُدًى لِّلنَّاسِ تَجْعَلُوْنَهٗ قَرَاطِيْسَ تُبْدُوْنَهَا وَتُخْفُوْنَ كَثِيْرًا وَعُلِّمْتُمْ مَّا لَمْ تَعْلَمُوْٓا اَنْتُمْ وَلَآ اٰبَآؤُكُمْ قُلِ اللّٰهُ ثُمَّ ذَرْهُمْ فِيْ خَوْضِهِمْ يَلْعَبُوْنَ (سورۃ انعام آیت ۹۱) [ان لوگوں (یہودی) نے خدا کی جیسی قدر کرنی چاہیئے نہ کی اس لئے کہ ان لوگوں نے یہ کہہ دیا کہ خدا نے کسی

بشر پر کچھ نازل ہی نہیں کیا تم پوچھو تو پھر وہ کتاب جسے موسیٰ لیکر آئے تھے کس نے نازل کی جو لوگوں کے لیے روشنی اور ہدایت تھی جسے تم لوگوں نے الگ الگ کرکے کاغذی اوراق بنا ڈالے اور اس میں کا کچھ حصہ تو تم ظاہر کرتے ہو اور بہترے کو چھپاتے ہو حالانکہ تمہیں وہ باتیں سکھائی گئیں جنہیں تم جانتے تھے نہ تمہارے باپ دادا۔ تم ہی کہہ دو کہ خدا نے اس کے بعد انہیں چھوڑ دیا کہ اپنی تو تو میں میں، میں کھیلتے پھریں]۔

۱۲۶ یاعلی (علیہ السلام) جس شخص کو درندوں سے خوف ہو وہ اس آیت کو پڑھے۔ لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ عَزِيْزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيْصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ۝ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقُلْ حَسْبِيَ اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَهُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ (سورہ توبہ آیت ۱۲۸ - ۱۲۹) (تمہارے پاس آیا ہے رسول تم ہی میں سے۔ بھاری ہے اس پر جو تم کو تکلیف پہنچی۔ تمہاری بھلائی پر حریص ہے۔ ایمان والوں پر نہایت شفیق مہربان ہے۔ پھر بھی اگر منہ پھیریں تو کہہ دو کہ مجھے اللہ کافی ہے۔ کسی کی بندگی نہیں اس کے سوا۔ اسی پر میں نے بھروسہ کیا اور وہی عرش عظیم کا مالک ہے۔)

۱۲۷ یاعلی (علیہ السلام) جس شخص کی سواری سرکشی کرے تو اس کے داہنے کان میں یہ آیت پڑھے۔ وَلَهٗٓ اَسْلَمَ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ طَوْعًا وَّكَرْهًا وَّاِلَيْهِ يُرْجَعُوْنَ (سورہ آل عمران ۸۳) (اور اسی کے حکم میں ہے جو کوئی آسمان اور زمین میں ہے۔ خوشی سے۔ مجبوری سے اور اسی کی طرف سب لوٹ جائیں گے۔)

۱۲۸ یاعلی (علیہ السلام) جس شخص کے شکم میں پت کا پانی یعنی مرض استسقاء ہو تو وہ اپنے شکم پر آیۃ الکرسی تحریر کرے اور پانی پر دم کرکے وہ پانی پیئے۔ اللہ تعالیٰ کے حکم سے شفایاب ہوگا۔

۱۲۹ یاعلی (علیہ السلام) جو شخص کسی ساحر یا کسی شیطان سے خوف زدہ ہو تو ان آیات کی تلاوت کرے اِنَّ رَبَّكُمُ اللّٰهُ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ فِيْ سِتَّةِ اَيَّامٍ ثُمَّ اسْتَوٰى عَلَى الْعَرْشِ يُغْشِي الَّيْلَ النَّهَارَ يَطْلُبُهٗ حَثِيْثًا وَّالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ وَالنُّجُوْمَ مُسَخَّرٰتٍ بِاَمْرِهٖ اَلَا لَهُ الْخَلْقُ وَالْاَمْرُ تَبٰرَكَ اللّٰهُ رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ۔ (سورۃ اعراف آیت نمبر ۵۴) (بے شک تمہارا رب اللہ ہے۔ جس نے پیدا کئے آسمان اور زمین چھ دن میں۔ پھر قرار پکڑا عرش پر۔ اڑھاتا ہے رات پر دن کہ وہ اس کے پیچھے دوڑ لگاتا ہوا آتا ہے۔ اور سورج چاند تارے پیدا کئے اپنے حکم کے تابعدار۔ سن لو کہ اسی کا کام پیدا کرنا ہے اور حکم کرنا ہے۔ بڑی برکت والا ہے۔ اللہ جو رب ہے

سارے جہانوں کا) اِنَّ رَبَّکُمُ اللّٰہُ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ فِیْ سِتَّۃِ اَیَّامٍ ثُمَّ اسْتَوٰی عَلَی الْعَرْشِ یُدَبِّرُ الْاَمْرَ مَا مِنْ شَفِیْعٍ اِلَّا مِنْۢ بَعْدِ اِذْنِہٖ ذٰلِکُمُ اللّٰہُ رَبُّکُمْ فَاعْبُدُوْہُ اَفَلَا تَذَکَّرُوْنَ ۔ (سورۃ یونس آیت نمبر ۳) (بے شک تمہارا رب اللہ ہے ۔ جس نے آسمان اور زمین کو چھ دن میں بنایا ، پھر قائم ہوا عرش پر ۔ کام کی تدبیر کرتا ہے ۔ کوئی سفارش نہیں کر سکتا مگر اس کی اجازت کے بعد ۔ وہ اللہ ہے رب تمہارا سو اس کی بندگی کرو ۔ کیا تم خیال نہیں کرتے)۔

۱۳۰ یاعلی (علیہ السلام) لڑکے کا حق اس کے باپ پر یہ ہے کہ اس کا کوئی اچھا سا نام رکھے ۔ اس کو ادب سکھائے اور اس کو ایسی جگہ رکھے جو صالحین کے رہنے کی جگہ ہے ۔ اور باپ کا حق بیٹے پر یہ ہے کہ وہ اپنے باپ کو نام لے کر نہ پکارے اور اس کے آگے نہ چلے اور اس کے آگے نہ بیٹھے اور اس کے ساتھ حمام میں نہ جائے ۔

۱۳۱ یاعلی (علیہ السلام) تین چیزیں وسواس پیدا کرتی ہیں مٹی کھانا ۔ دانتوں سے ناخن کترنا اور اپنی داڑھی چبانا ۔

۱۳۲ یاعلی (علیہ السلام) ان والدین پر اللہ کی لعنت جو اپنی اولاد کو اپنی نافرمانی پر مجبور کردیں ۔

۱۳۳ یاعلی (علیہ السلام) والدین پر بھی اپنے لڑکے کے نافرمان ہونے کی اتنی ہی ذمہ داری ہے جتنی لڑکے پر اپنے والدین کے نافرمان ہونے کی ذمہ داری ہے ۔

۱۳۴ یاعلی (علیہ السلام) اللہ تعالیٰ ان والدین پر رحم کرے جو اپنے لڑکوں کو اپنے ساتھ حسن سلوک پر آمادہ کریں ۔

۱۳۵ یاعلی (علیہ السلام) جو شخص اپنے والدین کو رنج پہنچائے وہ والدین سے عاق ہوجاتا ہے ۔

۱۳۶ یاعلی (علیہ السلام) جس شخص کے سامنے کسی مرد مسلم کی غیبت ہورہی ہو اور وہ اس کی صفائی اور مدد کرسکتا ہو مگر مدد نہ کرے تو اللہ تعالیٰ اس کو دنیا و آخرت میں (بے یار و مددگار) چھوڑ دے گا ۔

۱۳۷ یاعلی (علیہ السلام) جو شخص اپنے مال سے کسی یتیم کے اخراجات سنبھالے یہاں تک کہ وہ مستغنی ہوجائے تو البتہ اس پر جنت واجب ہے ۔

۱۳۸ یاعلی (علیہ السلام) جو شخص کسی یتیم کے سر پر اپنے شفقت کا ہاتھ پھیرے تو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کے ہر بال کے عوض اس کو ایک نور عطا کرے گا ۔

۱۳۹ یاعلی (علیہ السلام) جہل سے سخت کوئی تنگدستی نہیں ۔ اور عقل سے بڑھ کر کوئی مال منفعت بخش نہیں اور غرور سے بڑھ کر کوئی وحشت نہیں اور تدبیر کے مانند کوئی عقل نہیں اور اللہ تعالیٰ نے جن چیزوں کو حرام کیا ہے اس سے بچنے کے مانند کوئی پرہیزگاری نہیں اور حسن خلق کے مانند کوئی ذاتی فضیلت نہیں اور تفکر کے مانند کوئی عبادت نہیں ۔

۱۴۰ یاعلی (علیہ السلام) تکلم کی آفت جھوٹ ہے اور علم کی آفت نسیان ہے اور عبادت کی آفت عدمِ رجوعِ قلب ہے ،

اور جمال کی آفت غرور ہے اور علم کی آفت حسد ہے۔

۱۴۱ یاعلی(علیہ السلام)چار باتیں اسراف اور فضول خرچی ہیں۔شکم سیری کے باوجود کھانا۔چاندنی میں چراغ جلانا زمین شور میں تخم ریزی کرنا اور نااہل کے ساتھ حسن سلوک کرنا۔

۱۴۲ یاعلی(علیہ السلام)جو شخص مجھ پر درود پڑھنا بھول گیا وہ جنت کا راستہ بھول گیا۔

۱۴۳ یاعلی(علیہ السلام)نماز میں کوے کی طرح چونچ مارنے سے بچو اور سجدے میں شیر کی طرح شکار کھانے سے پرہیز کرو۔

۱۴۴ یاعلی(علیہ السلام)اگر میں اژدھے کے منہ میں کہنی تک ہاتھ ڈال دوں تو یہ میرے لئے اس سے بہتر ہے کہ میں کسی ایسے سے کچھ مانگوں جس کے پاس پہلے نہ تھا اور اب ہوگیا۔

۱۴۵ یاعلی(علیہ السلام)اللہ تعالیٰ کا لوگوں میں سب سے زیادہ نافرمان اور سرکش وہ ہے جو اپنے قاتل کے علاوہ کسی اور کو قتل کرے اور جس نے مارا ہے اس کے علاوہ کسی اور کو مارے۔اور جو اپنے موالی کے علاوہ کسی سے تولیٰ (محبت) رکھے اور اس سے انکار کرے جس کو اللہ تعالیٰ نے نازل فرمایا ہے۔

۱۴۶ یاعلی(علیہ السلام)داہنے ہاتھ میں انگوٹھی پہنو اس لئے کہ یہ اللہ کے مقرب بندوں کے لئے اللہ کی طرف سے فضیلت ہے تو حضرت علی علیہ السلام نے عرض کیا میں کس نگینہ کی انگوٹھی پہنوں؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تم عقیق سرخ کی انگوٹھی پہنو اس لئے کہ اس کے پہاڑ نے سب سے پہلے اللہ کی ربوبیت اور میری نبوت اور اے علی(علیہ السلام)تمہارے وصی ہونے کا اور تمہاری اولاد کی امامت کا اور تمہارے شیعوں کے جنتی ہونے کا اور تمہارے دشمنوں کے جہنمی ہونے کا اقرار کیا۔

۱۴۷ یاعلی(علیہ السلام)اللہ تعالیٰ نے اہل دنیا پر پہلی نظر ڈالی تو تمام عالمین میں سے مردوں میں مجھے منتخب کیا پھر دوسری نظر ڈالی تو سارے عالمین میں سے تم کو منتخب کیا اور تیسری مرتبہ نظر ڈالی تو سارے عالمین کے مردوں میں سے تمہاری اولاد کے ائمہ کو منتخب کیا اور چوتھی مرتبہ نظر ڈالی تو تمام عالمین کی عورتوں میں سے فاطمہ(علیہا السلام) کو منتخب کیا۔

۱۴۸ یاعلی(علیہ السلام)میں نے تین مقامات پر اپنے نام کے ساتھ تمہارے نام کو دیکھا تو اسے دیکھتے ہوئے مجھے اچھا لگا۔جب میں معراج میں آسمان پر جاتے ہوئے بیت المقدس پہنچا تو اس کے صخرہ پر لکھا ہوا پایا **لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ ایدتہ بوزیرہ ونصرتہ بوزیرہ** (نہیں کوئی اللہ سوائے اس اللہ کے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ کے رسول ہیں میں نے ان کے وزیر کے ذریعہ ان کی تائید کی میں نے ان کے وزیر کے ذریعے ان کی نصرت کی) تو میں نے حضرت جبرئیل علیہ السلام سے پوچھا میرا وزیر

کون ہے ؟ تو انہوں نے کہا علی علیہ السلام ابن ابی طالب ہیں پھر جب میں سدرۃ المنتہیٰ پر پہنچا تو اس پر لکھا ہوا پایا **انی انا اللہ لا الہ الا انا وحدی محمد صفوتی من خلقی ایدتہ بوزیرہ و نصرتہ بوزیرہ** (بیشک میں ہی اللہ ہوں نہیں ہے کوئی اللہ سوائے میرے اکیلے کے ، محمد(صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)میری مخلوق میں میرے منتخب بندے ہیں میں نے ان کی تائید ان کے وزیر کے ذریعہ کی ، میں نے ان کی نصرت ان کے وزیر کے ذریعہ کی) تو میں نے جبرئیل علیہ السلام سے پوچھا میرا وزیر کون ہے ؟ تو انہوں نے کہا علی علیہ السلام ابن ابی طالب ہیں پھر جب میں رب العالمین کے عرش تک پہنچا تو اس کے ستونوں پر لکھا ہوا پایا **انی انا اللہ لا الہ الا انا وحدی محمد حبیبی ایدتہ بوزیرہ ونصرتہ بوزیرہ** (میں ہی اللہ ہوں نہیں ہے کوئی اللہ سوائے میرے اکیلے کے ، محمد(صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)میرے حبیب ہیں میں نے ان کی تائید ان کے وزیر کے ذریعہ کی میں ان کی نصرت ان کے وزیر کے ذریعہ کی ۔)

۱۴۹ یاعلی(علیہ السلام)اللہ تبارک وتعالیٰ نے مجھے تمہارے اندر سات خوبیاں عطا کی ہیں ۔ میرے ساتھ تم ہی ہو جس کے لئے قبر شق ہوگی ۔ اور تم ہی پہلے ہوگے جو میرے ساتھ صراط پر کھڑے ہوگے اور جب مجھے لباس جنت پہنایا جائے گا تو تمہیں بھی پہلے پہنایا جائے گا ۔ اور جب مجھے تحیت وسلام کہا جائے گا تو تمہیں بھی کہا جائے گا ۔ اور تم پہلے ہوگے جس کو میرے ساتھ علیین میں ساکن کیا جائے گا ۔ اور تم پہلے ہوگے جس کو میرے ساتھ جنت کی شراب جس کے منہ پر مسک کی مہر لگی ہوگی پلائی جائے گی ۔

پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سلمان فارسی رحمتہ اللہ علیہ سے فرمایا اے سلمان اگر تم بیمار ہوئے تو تمہاری بیماری کے اندر تمہارے لئے تین باتیں ہوگی ۔ تم اللہ تبارک وتعالیٰ کی طرف سے یاد میں رہو گے اور اس میں تمہاری دعا قبول ہوگی ۔ اور تمہاری بیماری تمہارے جسم سے ہر گناہ کو بغیر جھاڑے ہوئے نہیں چھوڑے گی ۔ اور اللہ تعالیٰ تمہاری مدت حیات پوری ہونے تک تمہیں خیروعافیت سے رکھے گا ۔

پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت ابی ذر رحمتہ اللہ علیہ سے ارشاد فرمایا کہ اے ابو ذر تم کسی سے کچھ مانگنے سے ہمیشہ بچنا اس لئے کہ اس میں اس وقت ذلت ہوگی پھر بہت جلد فقیر بنا دیگی اور قیامت کے دن اس کا بہت لمبا چوڑا حساب ہوگا ۔

اے ابو ذر تم تنہائی میں زندگی بسر کروگے اور تنہائی کے عالم میں مروگے اور تنہا جنت میں داخل ہوگے اور اہل عراق کا ایک گروہ تم تک پہنچنے کی سعادت حاصل کرے گا اور وہی تمہارے غسل وکفن و دفن کا فریضہ انجام دے گا ۔ اے ابو ذر تم اپنا ہاتھ پھیلا کر کسی سے کچھ نہ مانگنا لیکن اگر خود کوئی شخص کچھ دے تو اسے قبول کرلینا ۔

پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے اصحاب سے فرمایا کیا میں تم لوگوں کو یہ نہ بتاؤں کہ تم سب میں بد ترین کون لوگ ہیں ؟ لوگوں نے عرض کیا جی ہاں یا رسول اللہ بتائیں ۔آپ نے فرمایا چغل خور ، دوستوں کے درمیان جدائی ڈالنے والے ، عیب سے برائت کی مخالفت کرنے والے ۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وہ چھوٹے چھوٹے فقرات جو اس سے پہلے بیان نہیں کیے گئے

(۵۷۶۳) اوپر والا ہاتھ نیچے والے ہاتھ سے بہتر ہے۔

(۵۷۶۴) وہ چیز جو تھوڑی ہو اور کافی ہو وہ اس چیز سے بہتر ہے جو زیادہ ہو اور الجھائے رکھے۔

(۵۷۶۵) بہترین توشۂ آخرت تقویٰ ہے۔

(۵۷۶۶) حکمت کی اصل خوفِ خدائے عزوجل ہے۔

(۵۷۶۷) دل میں جو چیزیں ڈالی جاتی ہیں ان میں سب سے بہتر یقین ہے۔

(۵۷۶۸) شک و ریب مجملۂ کفر کے ہے۔

(۵۷۶۹) نوحہ کرنا جاہلیت کا عمل ہے۔

(۵۷۷۰) سکر (نشہ) جہنم کا انگارہ ہے۔

(۵۷۷۱) شعر ابلیس کی طرف سے ہے۔

(۵۷۷۲) شراب گناہوں کا مجموعہ ہے۔

(۵۷۷۳) عورتیں شیطان کے پھندے ہیں۔

(۵۷۷۴) جوانی جنون کا ایک شعبہ ہے۔

(۵۷۷۵) بدترین کمائی سود کی کمائی ہے۔

(۵۷۷۶) بدترین کھانا یتیم کا مال ناجائز طور پر کھانا ہے۔

(۵۷۷۷) نیک بخت وہ ہے جو غیر سے نصیحت حاصل کرے۔

(۵۷۷۸) بدبخت وہ ہے جو بطن سے بدبخت ہو۔

(۵۷۷۹) تم لوگوں کی بازگشت چار ہاتھ زمین کی طرف ہے۔(یعنی قبر)

(۵۷۸۰) سب سے بڑا سود تو جھوٹ ہے۔

(۵۷۸۱) مومن کو دُشنام (گالی) دینا فِسق ہے، مومن سے قتال کرنا کفر ہے، اس کا گوشت کھانا (غیبت کرنا) اللہ کی معصیت ہے، اس کے مال کا احترام اس کے خون کے احترام کے مانند ہے۔

(۵۷۸۲) جو شخص اپنے غصہ کو ضبط کرے گا اللہ تعالیٰ اس کا اجر دے گا۔

(۵۷۸۳) جو مصیبت پر صبر کرے گا اللہ اس کا عوض دے گا۔

(۵۷۸۴) اس وقت (میدان جنگ) تنور کی طرح گرم ہے۔(یہ جملہ حنین کے دن فرمایا)۔

(۵۷۸۵) مومن ایک سوراخ سے دو مرتبہ نہیں ڈسا جاتا۔

(۵۷۸۶) آدمی پر مصیبت اپنے ہاتھ ہی سے آتی ہے۔

(۵۷۸۷) طاقتور وہ ہے جو اپنے نفس پر غالب آجائے۔

(۵۷۸۸) کان سے سنا آنکھوں سے دیکھنے کے مانند نہیں ہوتا۔

(۵۷۸۹) یا اللہ میری امت کو ہفتہ اور جمعرات کے دن سحر خیزی میں برکت دے۔

(۵۷۹۰) مجلسوں میں (جو کچھ دیکھا یا سنا جاتا ہے) ایک طور کی امانت ہے۔

(۵۷۹۱) قوم کا سردار قوم کا خادم ہوتا ہے۔

(۵۷۹۲) اگر ایک پہاڑ دوسرے پہاڑ سے ٹکرائے تو اللہ تعالیٰ اس کو پاش پاش کردے گا۔

(۵۷۹۳) حسن سلوک ان لوگوں سے شروع کرو جو تمہاری عیال ہیں۔

(۵۷۹۴) جنگ دھوکے اور چالبازی کا نام ہے۔

(۵۷۹۵) ایک مسلمان اپنے برادر مسلم کے کردار کا آئینہ ہوتا ہے۔

(۵۷۹۶) جو شخص میدان جنگ میں (جہاد میں) نہیں مرا گویا وہ بستر پر مرا (یعنی کوئی فضیلت نہیں)۔

(۵۷۹۷) منہ سے بات نکلی اور بَلا مسلط ہوئی۔

(۵۷۹۸) تمام انسان کنگھی کے دندانوں کی طرح برابر ہیں۔

(۵۷۹۹) بُخل سے بڑا کون سا مرض ہے؟

(۵۸۰۰) حیا مکمل خیر اور خوبی ہے۔

(۵۸۰۱) جھوٹی قسم آبادیوں کو اجاڑ کر چھوڑتی ہے۔

(۵۸۰۲) بغاوت کی سب سے جلد سزا ملتی ہے۔

(۵۸۰۳) حسن سلوک کی بہت جلد اور اچھی جزا ملتی ہے۔

(۵۸۰۴) مسلمان اپنی شرط اور عہد کے پابند ہوتے ہیں۔
(۵۸۰۵) بیشک بعض شعر حکمت سے لبریز ہوتے اور بعض کے بیان میں سحر وجادو ہوتا ہے۔
(۵۸۰۶) زمین والوں پر تم رحم کرو آسمان والا تم پر رحم کرے گا۔
(۵۸۰۷) جو شخص اپنے مال کی حفاظت میں قتل ہو وہ شہید ہے۔
(۵۸۰۸) عطا کردہ شے کو واپس لینا ایسا ہی ہے جیسے اپنی قے کو پھر کھائے۔
(۵۸۰۹) کسی مومن کے لئے یہ جائز نہیں کہ اپنے برادر مومن کو تین دن سے زیادہ چھوڑے۔
(۵۸۱۰) جو شخص رحم نہیں کرتا اس پر رحم نہیں کیا جاتا۔
(۵۸۱۱) شرمندگی اور ندامت ہی توبہ ہے۔
(۵۸۱۲) لڑکا شوہر کا ہے اور زانی کے لئے پتھر ہے۔
(۵۸۱۳) نیکی کی طرف رہنمائی کرنے والا بھی ایسا ہی ہے جیسے وہ خود نیک کام کرنے والا ہے۔
(۵۸۱۴) کسی شے کی محبت وخواہش تجھے اندھا اور بہرا کردیتی ہے۔
(۵۸۱۵) جو شخص بندوں کا شکریہ ادا نہیں کرتا وہ اللہ تعالی کا بھی شکر ادا نہیں کرتا۔
(۵۸۱۶) گم شدہ چیز گم کرنے والے ہی کو دی جائے گی۔
(۵۸۱۷) جہنم سے بچو خواہ کھجور کے ایک ٹکڑے سے ہی کیوں نہ ہو۔
(۵۸۱۸) تمام روحیں (عالم ارواح میں) فوج درفوج رہتی تھیں اگر وہاں ایک دوسرے سے تعارف ہوا ہے تو یہاں ان میں باہمی الفت ہے اور اگر وہ وہاں ایک دوسرے سے متعارف نہیں ہوئیں تو یہاں ان کے درمیان اختلاف ہوگا۔
(۵۸۱۹) مالدار شخص کا ادائیگی قرض میں ٹال مٹول کرنا ظلم ہے۔
(۵۸۲۰) سفر بھی عذاب کا ایک حصہ ہے۔
(۵۸۲۱) انسانوں کا بھی معدن ہوتا ہے سونے اور چاندی کے معدن کی طرح۔
(۵۸۲۲) صاحبِ مجلس صدرِ مجلس بننے کا زیادہ حقدار ہے۔
(۵۸۲۳) تعریف کرنے والوں کے منہ میں خاک ڈالو۔
(۵۸۲۴) صدقہ دے کر آسمان سے رزق اتارو۔
(۵۸۲۵) دعا کے ذریعہ بلاؤں کو دفع کرو۔
(۵۸۲۶) دلوں کی فطرت میں یہ ہے کہ جو شخص ان پر احسان کرے اس سے محبت کریں اور جس نے ان سے بدسلوکی

کی ہے اس سے نفرت کریں۔

(۵۸۲۷) صدقہ سے مال کبھی کم نہیں ہوتا۔

(۵۸۲۸) اگر اپنے رشتہ دار محتاج ہیں تو کسی اور کو صدقہ دینا مناسب نہیں۔

(۵۸۲۹) صحت اور فراغت یہ دونوں پوشیدہ نعمتیں ہیں۔

(۵۸۳۰) بادشاہوں کا عفو سے کام لینا اُن کی سلطنت کو زیادہ دنوں باقی رکھتا ہے۔

(۵۸۳۱) آدمی کا اپنی زوجہ کو ہدیہ دینا اس کی عفت میں اضافہ کرتا ہے۔

(۵۸۳۲) خالق کی نافرمانی میں مخلوق کی اطاعت جائز نہیں ہے۔

(۵۸۳۳) محمد بن ابراہیم بن اسحاق رضی اللہ عنہ نے احمد بن محمد بن سعید ہمدانی سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ مجھ سے حسن بن قاسم نے اس حدیث کی قرات کی کہ بیان کیا مجھ سے علی بن ابراہیم بن معلی نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے ابو عبداللہ محمد بن خالد نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے عبداللہ بن بکر مرادی نے انہوں نے روایت کی حضرت موسیٰ علیہ السلام بن جعفر علیہ السلام سے انہوں نے اپنے پدر بزرگوار سے انہوں نے اپنے جد نامدار سے انہوں نے حضرت علی علیہ السلام ابن الحسین علیہ السلام سے انہوں نے اپنے والد مکرم علیہ السلام سے ان کا بیان ہے کہ ایک دن حضرت امیرالمومنین علیہ السلام اپنے اصحاب کے ساتھ بیٹھے ہوئے سامان جنگ کے متعلق گفتگو فرمارہے تھے کہ اتنے میں ایک ضعیف العمر شخص وارد ہوا جس پر آثار سفر نمایاں تھے اور بولا کہ امیرالمومنین کہاں ہیں؟ تو اس سے کہا گیا کہ امیرالمومنین یہ ہیں تو اس نے آپ علیہ السلام کو سلام کیا اور کہا کہ یا امیرالمومنین میں آپ علیہ السلام کے پاس دیار شام سے حاضر ہوا ہوں۔ میں بوڑھا ہوں اور میں نے آپ علیہ السلام کے لاتعداد فضائل سنے ہیں کہ جس سے مجھے گمان ہوتا ہے کہ آپ علیہ السلام لوگوں کو کہیں فریب تو نہیں دیتے لہذا جو کچھ اللہ تعالیٰ نے آپ علیہ السلام کو علم دیا ہے اس میں سے کچھ مجھے بھی عطا کیجئے۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا اچھا اے شیخ سنو! جس شخص کے دو دن برابر اور یکساں گزرے وہ نقصان میں ہے اور جس شخص کا مقصد ہی دنیا حاصل کرنا ہوگا تو دنیا چھوڑتے وقت اس کو بہت حسرت ہوگی۔ اور جس کسی کا آج کے بعد کل کا دن اس سے برا گزرا تو وہ محروم ہے اور ایک شخص کو جب اس کی دنیا سپرد کی جائے پھر وہ آخرت کے خسارے کی پرواہ نہ کرے تو وہ ہلاک ہونے والا ہے۔ اور جو شخص اس نقصان سے اپنے نفس کو نہ بچائے تو یقیناً اس پر خواہشات کا غلبہ ہے اور جو اس نقصان میں زندگی بسر کررہا ہے تو اس کے لئے موت بہتر ہے۔

اے شیخ جس چیز کو تم اپنے لئے پسند کرتے ہو وہی دوسروں کے لئے بھی پسند کرو۔ اور دوسروں کے لئے بھی وہی برتاؤ کرو جس کو تم چاہتے ہو کہ تمہارے ساتھ کیا جائے۔

اس کے بعد آپ علیہ السلام اپنے اصحاب کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا اے لوگو کیا تم نہیں دیکھتے کہ اہل دنیا شام و صبح مختلف حالات میں بسر کرتے ہیں کوئی بستر مرض پر کروٹیں بدلتا ہے تو کوئی کسی کی عیادت کو جاتا ہے کوئی ایسا ہے کہ لوگ اس کی عیادت کو آتے ہیں کوئی نزع کے عالم میں ہے کسی کو بچنے کی امید نہیں۔ کوئی کفن پہنے ہوئے ہے مگر لوگ دنیا کے طالب ہیں اور موت ان کی طالب ہے۔ وہ غافل ہیں مگر موت ان سے غافل نہیں اور گذشتگان کے نقشِ قدم پر موجودہ لوگ بھی جا رہے ہیں۔

زید بن صوحان عبدی نے عرض کیا یا امیرالمومنین علیہ السلام کس کی سلطنت زیادہ غالب ہوتی ہے ؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا خواہشات کی، اس نے عرض کیا سب سے زیادہ ذلیل بات کیا ہے ؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا دنیا کی حرص۔ عرض کیا کون سا فقر و افلاس زیادہ شدید ہے ؟ فرمایا ایمان کے بعد کفر۔ عرض کیا کون سی دعوت سب سے زیادہ گمراہ کن ہے ؟ فرمایا اس چیز کی طرف دعوت جو ممکن نہیں۔ عرض کیا کون سا عمل سب سے افضل ہے ؟ فرمایا تقویٰ۔ عرض کیا کون سا عمل ہے جو سب سے زیادہ نجات دہندہ ہے ؟ فرمایا اس شے کی طلب جو خدائے عزوجل کے پاس ہے۔ عرض کیا کون سا مصاحب برا ہے ؟ فرمایا وہ مصاحب جو تیرے سامنے اللہ عزوجل کی معصیت کو مزین کرکے پیش کرے۔ عرض کیا مخلوق میں کون سب سے شقی و بدبخت ہے ؟ فرمایا جو اپنے دین کو دوسرے کی دنیا کے لئے فروخت کردے عرض کیا اور مخلوق میں سب سے زیادہ قوی کون ہے ؟ فرمایا حلیم و بردبار۔ عرض کیا مخلوق میں سب سے زیادہ حریص و بخیل کون ہے۔ فرمایا جو ناجائز طور پر مال حاصل کرے اور ناجائز طور پر خرچ کرے عرض کیا اور لوگوں میں سب سے چالاک کون ہے ؟ فرمایا جو گمراہی میں رہتے ہوئے ہدایت کو دیکھے تو ہدایت کی طرف مائل ہوجائے۔ عرض کیا اور لوگوں میں سب سے زیادہ حلیم کون ہے ؟ فرمایا جو کبھی غصہ میں نہیں آیا۔ عرض کیا اور لوگوں میں سب سے زیادہ اپنی رائے پر ثابت قدم کون ہے ؟ فرمایا جس کو لوگ نہ بہکا سکیں اور جس کو دنیا کا کوئی شوق نہ بہکا سکے۔ عرض کیا اور لوگوں میں سب سے زیادہ احمق کون ہے۔ فرمایا جو دنیا کے حالات کے انقلاب کو دیکھ کر بھی دنیا سے دھوکا کھا جائے۔ عرض کیا اور سب سے زیادہ مایوس کون ہے ؟ فرمایا جو دنیا اور آخرت دونوں سے محروم رہے اور یہی کھلا ہوا نقصان ہے۔ عرض کیا اور مخلوق میں سب سے زیادہ اندھا کون ہے ؟ فرمایا جو غیر خدا کے لئے عمل کرے اور اللہ سے اپنے اس عمل کا اجر و ثواب چاہے۔ عرض کیا سب سے افضل قناعت کیا ہے ؟ فرمایا جو اللہ تعالیٰ نے اس کو دیا ہے اسی پر قناعت کرے۔ عرض کیا سب سے شدید مصیبت کیا ہے ؟ فرمایا کہ دین کی مصیبت۔ عرض کیا سب سے زیادہ پسندیدہ عمل اللہ کے نزدیک کیا ہے ؟ فرمایا انتظار فرجِ (امامِ زمانہ)۔ عرض کیا اللہ کے نزدیک سب سے زیادہ اچھا کون شخص ہے ؟ فرمایا جو سب سے زیادہ خدا کا خوف کرے اور سب سے زیادہ متقی ہو اور سب سے زیادہ وہ دنیا میں زہد اختیار کرے۔ عرض کیا اور اللہ کے نزدیک سب سے افضل کلام کیا ہے ؟ فرمایا کہ اللہ کو کثرت سے یاد کرنا اور اس سے گڑگڑا کر دعا کرنا۔ عرض

کیا سب سے زیادہ سچا قول کیا ہے؟ فرمایا اس بات کی گواہی دینا کہ نہیں ہے کوئی اللہ سوائے اس اللہ کے ۔ عرض کیا اور اللہ کے نزدیک سب سے بڑا عمل کیا ہے؟ فرمایا اپنے امور حوالہ بخدا کرنا اور ورع اختیار کرنا عرض کیا اور لوگوں میں سب سے زیادہ سچا کون ہے؟ فرمایا جو ہر موقع پر سچا ہو۔

اس کے بعد شیخ کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا اے شیخ اللہ تعالیٰ نے کچھ ایسے لوگ پیدا کئے جن پر دنیا تنگ کردی ان کو دیکھتے ہوئے انہیں دنیا اور اسباب دنیا میں زاہد بنا دیا تو یہ لوگ اس دارالسلام کی طرف راغب ہوئے جس کی انہیں دعوت دی گئی انہوں نے تنگی معاش پر اور دنیا کے مصائب پر صبر کیا اور اس کرم کے مشتاق ہوئے جو خدائے عزوجل پاس فراہم ہے لہذا اللہ تعالیٰ کی رضا اور خوشنودی کے حصول کے لئے انہوں نے اپنی جان قربان کردی اور ان کے اعمال شہادت پر ختم ہوئے۔ اور وہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں اس شان سے حاضر ہوئے کہ اللہ ان سے راضی وخوش اور وہ اللہ سے راضی وخوش اور انہوں نے سمجھ لیا کہ جو گزر گئے اور جو باقی ہیں ان کے لئے موت ہی ایک راستہ ہے۔ چنانچہ ان لوگوں نے اپنی آخرت کے لئے زاد سفر میں سونا اور چاندی ساتھ نہیں لیا موٹے جھوٹے لباس پہنتے رہے اور بلاؤں پر صبر کیا اور نیکیاں آگے بھیجتے رہے اور کسی سے محبت کی تو اللہ کے لئے اور کسی سے نفرت کی تو اللہ کے لئے یہی لوگ چراغ راہ ہدایت اور آخرت میں اہل جنت ہیں والسلام۔

شیخ نے عرض کیا پھر میں جنت کو چھوڑ کر کہاں جاؤں جبکہ جنت اور اہل جنت کو آپ علیہ السلام کے ساتھ دیکھتا ہوں یا امیرالمومنین مجھے سامان حرب دیجیئے تاکہ میں آپ علیہ السلام کے دشمنوں کے خلاف جنگ کروں تو امیرالمومنین علیہ السلام نے اس کو سلاحِ جنگ عطا فرمایا اور وہ اسے لے کر امیرالمومنین کے سامنے جنگ کرتا رہا اور ایسی بہادری کے ساتھ جنگ کرتا رہا کہ خود امیرالمومنین علیہ السلام اس کے حرب و ضرب پر تعجب کرتے رہے اور جب جنگ سخت ہوگئی تو اس نے اپنے گھوڑے کو آگے بڑھایا اور قتل کر دیا گیا اللہ اس پر رحمت نازل فرمائے۔ اور امیرالمومنین علیہ السلام کے اصحاب میں سے ایک شخص اس کے پیچھے گیا تو دیکھا کہ وہ زمین پر گرا ہوا ہے اور وہاں اس کے گھوڑے کو کھڑا پایا اور اس کی تلوار کو اس کے دونوں ہاتھوں کے درمیان پایا جب جنگ تمام ہوئی تو وہ اس کے گھوڑے اور اس کی تلوار دونوں کو لے کر امیرالمومنین علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا تو امیرالمومنین علیہ السلام نے اس کے لئے رحمت کی دعا کی اور فرمایا کہ خدا کی قسم یہ شخص حقیقت میں سعید و نیک بخت ہے۔ تم لوگ بھی اپنے بھائی کے لئے طلب رحمت کرو۔

(۵۸۳۴) حضرت امیرالمومنین علیہ السلام نے اپنے فرزند محمد حنفیہ رضی اللہ عنہ سے وصیت کے اندر فرمایا اے فرزند جھوٹی تمناؤں پر اعتماد کرنے سے گریز کرو اس لئے کہ یہ احمق لوگوں کا سرمایہ ہے اور آخرت کے امور میں دیر کرنا ہے۔ اور آدمی کی خوش قسمتی صالح ساتھی کا ملنا ہے۔ اہل خیر کے ساتھ بیٹھو تم بھی ان میں سے ہو جاؤ گے اور اہل شر سے جدائی

اختیار کرو۔ اور جو لوگ غلط اور فضول باتیں اور جھوٹی اور خود ساختہ کہانیاں سنا کر تمہیں ذکر خدا اور ذکر موت سے روکتے ہیں ان سے ہوشیار رہو تم پر اللہ کی طرف غلط فہمی اور بدگمانی نہ غالب آجائے اس لئے کہ یہ تمہارے اور تمہارے دوست کے درمیان صلح نہیں چھوڑے گی ۔ تم اپنے قلب ادب سے اس طرح پاک کرلو جس طرح آگ لکڑی کو پاک کردیتی ہے۔ نفس کے لئے ادب اور صاحب عقل کے لئے تجربہ اچھا مددگار ہے ۔ تم تمام لوگوں کی آراء کو باہم ملاؤ پھر ان میں سے جو قرین صواب اور شک و ریب سے دور ہو اس کو اختیار کرلو۔ اے فرزند اسلام سے بڑھ کر کوئی شرف نہیں اور تقویٰ سے بڑھ کر کوئی بزرگی نہیں اور پرہیزگاری سے بڑھ کر کوئی حفاظت نہیں اور توبہ سے بڑھ کر کوئی شفیع نہیں۔ اور عافیت سے زیادہ خوبصورت لباس نہیں۔ اور سلامت روی سے بڑھ کر کوئی بچاؤ نہیں۔ اور قناعت سے بڑھ کر غنی کرنے والا کوئی خزانہ نہیں اور اپنے قوت لایموت پر راضی رہنے سے بڑھ کر کوئی مال و دولت نہیں جو فقروفاقہ کو دور کردے۔ اور جس نے اپنی ضروریات کو کم کرلیا اس نے اپنی راحت کا انتظام کرلیا اور سکون کی جگہ بیٹھ گیا۔ اور حرص گناہوں میں مبتلا کردیتی ہے۔ تم صبر کا عزم کرکے افکار کا بوجھ اپنے سر سے اتار دو۔ اپنے نفس کو صبر کا عادی بناؤ۔ صبر کی عادت بہت اچھی ہے۔ دنیا کے جتنے افکار و مصائب تم پر آئیں ان پر اپنے نفس کو قابو دو۔ کامیاب ہونے والے کامیاب ہوئے اور ان لوگوں نے نجات پائی جن کے لئے اللہ کی طرف سے پہلے ہی نیکیاں لکھ دی گئی تھیں تو یہی فاقہ سے بچاؤ اور سپر ہے۔ اور تم اپنے نفس کو جمیع امور میں خدائے واحد و قہار کی پناہ میں دو اگر تم نے ایسا کیا تو گویا تم نے ایک مضبوط غار میں بے خطر مقام پر اور محفوظ جگہ پناہ لی اور اپنے پروردگار کی بارگاہ میں انتہائی خلوص سے دعا مانگو اس لئے کہ نیک و بد، دینا یا نہ دینا، رسائی اور نارسائی سب اسی کے ہاتھ میں ہے۔

اور آنجناب علیہ السلام نے اس روایت میں فرمایا اے فرزند رزق دو قسم کے ہیں ایک رزق وہ جس کو تم تلاش کرتے ہو اور ایک رزق وہ جو تم کو تلاش کرتا ہے۔ پس اگر تم اس کے پاس نہ پہنچو تو وہ خود تمہارے پاس پہنچ جاتا ہے پس تم اپنی ایک دن کی فکر پر اپنے ایک سال کی فکر کا بوجھ نہ ڈالو اور ہر دن تمہارے لئے وہی کافی جو اس دن تم کو ملتا ہے لہذا اگر تمہاری عمر میں ایک سال باقی ہے تو اللہ تعالیٰ ہر کل کے لئے جدید رزق دے گا جو تمہارے مقسوم ہے اور ایک سال تمہاری عمر میں نہیں ہے تو پھر اس کے لئے کیوں فکر کرو جو تمہارے مقسوم میں نہیں اور یہ بھی جان لو کہ تمہارے حصہ کے رزق کو کوئی تلاش کرنے والا حاصل نہیں کرسکتا اور کوئی قبضہ کرنے والا قبضہ نہیں کرسکتا اور جو تمہارے مقدر میں ہے وہ تم سے پوشیدہ نہیں رہ سکتا۔ اور تم نے بہت سے تلاش کرنے والوں کو دیکھا ہے کہ وہ کتنا ہی اپنے نفس کو مشقت میں ڈالیں انکا رزق کم ہی رہتا ہے اور بہت سے ایسے ہیں جو متوسط اور معتدل کوشش کرتے ہیں مگر مقدر ان کا ساتھ دیتا ہے مگر یہ سب فنا کے نزدیک ہیں۔ آج کا دن تمہارے لئے ہے مگر تم کل تک پہنچ بھی لوگے یہ غیر یقینی ہے۔ اور اکثر آنے والا آج واپس نہیں آتا اور اول شب صحیح و سالم شخص پر آخر شب آہ و بکا برپا ہوجاتا ہے لہذا

اللہ کی طرف سے طویل عرصہ سے نعمتیں ملنے اور مصیبت نازل ہونے کی تاخیر پر مغرور نہ ہو جاؤ اس لئے کہ اگر اس کو وقت کے فوت ہونے کا ڈر ہوتا تو وہ موت سے پہلے ہی سزا شروع کر دیتا۔

اے فرزند تم حکماء کے مواعظ اور ان کے تدبر احکام کو قبول کرو اور جو حکم دیا گیا ہے اس کی سب سے زیادہ تعمیل کرنے والے اور جن باتوں سے منع کیا گیا ہے ان سے سب سے زیادہ پرہیز کرنے والے بن جاؤ۔ اور دین میں فقیہ بننے کی کوشش کرو اس لئے کہ فقہا ہی انبیاء کے وارث ہوتے ہیں انبیاء ورثہ میں درہم و دینار نہیں چھوڑتے بلکہ ورثہ میں علم چھوڑتے ہیں لہذا جس نے وہ علم حاصل کیا اس نے بہت کچھ لے لیا اور تمہیں یہ بھی معلوم ہو کہ طالب علم کے لئے ہر وہ چیز جو آسمانوں اور زمینوں میں ہے استغفار کرتی ہے یہاں تک کہ فضا میں اڑنے والے پرندے اور سمندروں کی مچھلیاں بھی اور ملائکہ اس طالب علم کے لئے اپنے پر بچھاتے ہیں جس سے وہ خوش ہوتے ہیں۔ اس میں دنیا کا بھی شرف ہے اور قیامت کے دن حصول جنت میں بھی کامیاب ہوگا اس لئے کہ فقہاء ہی جنت کی طرف دعوت دیتے ہیں اور اللہ کی ذات پر دلیل ہیں۔ اور تمام لوگوں کے ساتھ اچھا سلوک کرو جیسا کہ تم چاہتے ہو کہ تمہارے ساتھ اچھا سلوک کیا جائے اور ان کے لئے وہ بات پسند کرو جو تم اپنی ذات کے لئے پسند کرتے ہو اور جو بات تم اپنے لئے ناپسند کرتے ہو وہ دوسروں کے لئے ناپسند کرو اور تمام لوگوں کے ساتھ حسن اخلاق سے پیش آؤ تاکہ جب تم ان سے غائب رہو تو لوگ تم سے ملاقات کے مشتاق رہیں اور جب مر جاؤ تو تم پر آنسو بہائیں اور کہیں کہ **انا للّٰہ و انا الیہ راجعون** اور ان لوگوں میں سے نہ بنو کہ تمہارے مرنے پر کہا جائے کہ **الحمدللّٰہ رب العالمین** (خدا کا شکر کہ یہ مر گیا)۔

اور تم کو معلوم ہے کہ اللہ پر ایمان لانے کے بعد اصل عقل لوگوں کی دلجوئی و مدارات ہے اور جن لوگوں کے ساتھ رہن سہن ضروری ہے ان کے ساتھ جو شخص حسن معاشرت نہیں رکھتا اس میں کوئی اچھائی نہیں ہے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اس سے چھٹکارے کا کوئی راستہ نہ پیدا کر دے اس لئے کہ میں نے ان تمام لوگوں کو دیکھا جو لوگوں کے ساتھ رہتے ہیں یا لوگ اس کے ساتھ رہتے ہیں ان میں دو تہائی لوگ حسن سلوک چاہتے ہیں اور ایک تہائی اس سے غافل ہیں اور اللہ تعالیٰ نے جتنی چیزیں پیدا کی ہیں ان میں سب سے اچھا کلام ہے اور سب سے برا (بھی) کلام ہے اسی سے چہرے روشن رہتے ہیں اور اس سے چہرے سیاہ پڑ جاتے ہیں اور تمہیں یہ معلوم ہو کہ جب تک تم نے منہ سے بات نہیں نکالی ہے وہ تمہاری گرفت میں ہے اور جب تم نے منہ سے بات نکال دی تو اب تم اس کی گرفت میں ہو لہذا تم اپنی زبان کی حفاظت کرو جس طرح تم اپنے سونے اور دولت کی حفاظت کرتے ہو اس لئے کہ زبان ایک کاٹنے والے کتے کے مانند ہے اگر تم نے اس کو آزاد چھوڑ دیا تو وہ کاٹ کھائے گی۔ اور کچھ کلمات ایسے ہیں جن سے نعمتیں چھین لی جاتی ہیں۔ جو شخص اس کو بے لگام چھوڑے گا وہ اسے ہر کراہت اور فضیحت کی طرف لے جائیگی پھر وہ اسے اللہ کے غضب اور لوگوں کی مذمت کے سوا کسی اور بات کے لئے تا عمر نہ چھوڑے گی۔

جو شخص صرف اپنی رائے پر قائم رہے اور کسی دوسرے کی رائے کی ضرورت نہ سمجھے تو اس نے اپنے نفس کو خطرہ میں ڈال دیا اور جس نے دوسروں کی آراء کو بھی پیش نظر رکھا اس نے سمجھ لیا کہ غلطی کہاں ہے۔ جو بغیر انجام پر نظر رکھے ہوئے اپنے امور کے بھنور میں کود پڑا اس کو شدید مصائب کا سامنا ہوا۔ عمل سے پہلے تدبر تم کو ندامت سے بچائے گا۔ عقلمند وہ ہے جو لوگوں کے تجربوں سے فائدہ اٹھائے۔ تجربوں سے نیا علم حاصل ہوتا ہے اور حالات کے انقلاب میں آدمیوں کے جوہر کھلتے ہیں زمانہ تمہارے سامنے چھپے ہوئے اسرار کا پردہ چاک کرکے رکھ دیتا ہے۔ لہذا تم میری اس وصیت کو سمجھو اور اس سے سرسری طور پر نہ گزرو۔ اس لئے کہ بہترین قول وہ ہے جس سے نفع حاصل کیا جائے۔

اے فرزند یہ سمجھ لو کہ تمہارے لئے بہترین جستجو اور اس زاد آخرت کی طرف پہنچنا لازم ہے جس سے تمہاری پشت بھی ہلکی رہے۔ لہذا اپنی پشت پر اتنا نہ لادو کہ جس کے اٹھانے کی تم میں طاقت نہ ہو۔ اور قیامت کے دن حشر ونشر میں تمہارے لئے بوجھ بن جائے۔ اور آخرت کے لئے بدترین زاد سفر اللہ کے بندوں پر ظلم و زیادتی ہے۔

اور یہ بھی سمجھ لو کہ تمہارے سامنے بہت سی ہلاکتیں اور بہت سی ہولناکیاں اور بہت سے پل اور گھاٹیاں اور مشکلات ہیں جن میں تم کو اترنا ہے اور اترنا یا جنت کی طرف ہے یا جہنم کی طرف۔ لہذا اس اترنے سے پہلے اپنے لئے یہ منتخب کرلو کہ یہ زاد آخرت کس کی پشت پر لاد کر لے چلو۔ اگر تمہیں کوئی فاقہ کش اور مفلس مل جائے جو تمہارے زاد آخرت قیامت کے دن تک لیکر چلے اور کل بروز قیامت تمہیں واپس کردے جس دن تم کو اس کی ضرورت ہو تو اس کو غنیمت سمجھو اور یہ زاد سفر اس کے کاندھوں پر لاد دو۔ اور جن کو تم اپنا زاد سفر حوالے کر رہے ہو وہ کثیر تعداد میں ہوں جب کہ تم ان کے ڈھونڈنے پر قادر ہو۔ ایک ہوا تو شاید قیامت کی بھیڑ میں تم تلاش کرو اور وہ کہیں نہ مل سکے۔ اور تم اپنا زاد آخرت اٹھانے کے لئے ایسے شخص سے پرہیز کرو جس میں پرہیزگاری اور ایمانداری نہیں ہے ورنہ تمہاری مثال اس پیاسے کے مانند ہوگی جو سراب کو دیکھ کر اس کے پاس پہنچتا ہے تو اس کو کچھ نہیں ملتا اور تم قیامت کے دن اس سے جدا رہ جاؤ گے۔

نیز آنجناب علیہ السلام نے اپنی اس وصیت میں فرمایا کہ اے فرزند بغاوت و سرکشی آدمی کو ہلاکت کی طرف لے جاتی ہے جو شخص اپنی قدر و منزلت کو پہچانتا ہے وہ کبھی ہلاک نہیں ہوگا۔ اور جو اپنی خواہشات کو قابو میں رکھے گا وہ اپنی قدر و منزلت کی حفاظت کرے گا۔ ہر شخص کی قدر و قیمت اتنی ہی ہے جتنی اس میں خوبیاں ہیں۔ عبرت و سبق حاصل کرنا ہدایت کے لئے مفید ہے۔ خواہشات کو ترک کردینا سب سے اچھی دولتمندی ہے۔ حرص ولالچ، فقر وافلاس موجود ہونے کی دلیل ہے۔ مودت و محبت ایسی قرابت و رشتہ داری ہے جس سے فائدہ حاصل ہوتا ہے۔ تمہارا دوست تمہارا حقیقی بھائی ہے مگر ہر حقیقی بھائی تمہارا دوست بھی نہیں ہے۔ اپنے دوست کے دشمن کو اپنا دوست نہ بناؤ۔ وہ تمہارے

دوست کو دشمن بنا دے گا۔ بہت سے دور کے لوگ تمہارے قریبی رشتہ داروں سے بھی زیادہ قریب ہوتے ہیں۔ مفلس شخص سے میل ملاپ ایسے دولتمند کے میل ملاپ سے بہتر ہے جو خشک ہو۔ موعظہ ایک جائے پناہ ہے اس کے لئے جو اسے قبول کرے۔ جس شخص نے اپنے حسن سلوک پر احسان جتایا اس نے اپنے احسان و حسن وسلوک کو برباد کر دیا۔ جس نے بد خلقی کی اس نے خود کو عذاب میں مبتلا کیا اس سے بہتر تو دشمنی تھی۔ موثق لوگوں کی گواہی کے باوجود اپنے گمان پر فیصلہ کرنا عدل نہیں ہے۔ کتنی بری بات ہے کامیابی و کامرانی پر حد سے زیادہ خوشی منانا اور مصیبت پر حد سے زیادہ محزون و مغموم ہونا، پڑوسی پر سختی اور بے رحمی کرنا، اپنے مالک کے خلاف ہونا، ایک صاحب مروت سے مروت کے خلاف کرنا اور اپنے بادشاہ سے غداری کرنا۔

نعمتوں سے انکار حماقت ہے۔ احمق کی ہمنشینی نحوست ہے۔ جو تمہارے حق کو پہچانے تم بھی اس کے حق کو پہچانو خواہ وہ شریف ہو یا کمینہ۔ جس نے میانہ روی چھوڑی اس نے ظلم کیا۔ جس نے حق سے تجاوز کیا اس نے اپنی راہ خود تنگ کر لی۔ کتنے مریض ہیں جنہوں نے شفا پائی اور کتنے صحیح اور تندرست ہیں جو مر گئے۔ کبھی ایسا ہوتا ہے کہ جو مایوس ہے وہ مقصد کو پا جاتا ہے اور جو لالچ کرتا ہے وہ ہلاک ہوتا ہے۔ جس سے تم کو عتاب کی امید ہے اسے راضی اور خوش کرو۔ غدار شخص کے ساتھ شب نہ بسر کرو۔ مرد مسلمان کا بدترین لباس غداری ہے۔ جس نے غداری کی وہ اس کا سزاوار ہے کہ اس سے وفا نہ کی جائے۔ فساد کثیر کو بھی تباہ کر دیتا ہے۔ میانہ روی تھوڑی چیز کو بڑھا دیتی ہے۔ ذمیوں سے عہد کا وفا کرنا شرافت ہے۔ جس نے کرم کیا وہ سردار ہوا جس نے مفاہمت کی اس نے ترقی کی۔ اپنے بھائی کو پر خلوص نصیحت کرو اور ہر حال میں اس کی مدد کرو جب تک وہ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی پر مجبور نہ کرے۔ اس کے ساتھ جاؤ جہاں جائے۔ اپنے بھائی کو کسی بد گمانی پر نہ چھوڑو۔ اور بغیر وجہ دریافت کئے ہوئے قطع تعلق نہ کرو شاید اس کے پاس کوئی عذر ہو اور تم اس کو ملامت کر رہے ہو۔ معذرت کرنے والے کی معذرت قبول کرو تو تم بھی شفاعت سے بہرہ ور ہو گے۔

جن لوگوں سے تمہارا میل ملاپ ہے ان کا اکرام کرو اور ان لوگوں کی طویل مصاحبت کو نیکی و اکرام و شرف و تعظیم کے ساتھ زیادہ کرو اس لئے کہ جو تمہاری تعظیم کرتا ہے اس کی جزا یہ نہیں ہے کہ تم اس کی قدر و منزلت کو گھٹاؤ اور جو تمہیں خوش کرے اس کی یہ جزا نہیں کہ تم اس کو ناخوش کرو۔ جہاں تک ممکن ہو اپنے ہم نشین کے ساتھ کثرت کے ساتھ نیکی کرو اس لئے کہ تم جب چاہو گے اس کے رشد وہدایت کو دیکھ لو گے اور جو حیا کا لباس پہنے رہتا ہے اس کا عیب لوگوں کی نگاہوں سے چھپا رہتا ہے۔ جو شخص کفایت شعاری کا ارادہ کرے گا اس پر اخراجات کا بوجھ ہلکا ہو جائے گا۔ جو شخص اپنے نفس کی خواہش کو پورا نہیں کرے گا وہ رشد وہدایت کو پالے گا۔ ہر سختی کے ساتھ آسانی ہے۔ اور ہر لقمہ گلے میں پھنستا ہے۔ تکلیف اٹھانے کے بعد ہی نعمت ملتی ہے۔ اور جو تم پر غصہ ہو اس کے ساتھ نرمی کرو

تم اپنے مقصد میں کامیاب رہو گے۔ تکالیف کی ساعتیں کفارہ کی ساعتیں ہیں۔ ساعتیں تمہاری عمر کو ختم کر دیتی ہیں۔ اس لذت میں کوئی بھلائی نہیں جس کے بعد جہنم ہو۔ اور وہ بھلائی کوئی بھلائی نہیں جس کے بعد جہنم ہو۔ اور وہ شر کوئی شر نہیں جس کے بعد جنت ہو۔ جنت کے سامنے ہر نعمت حقیر ہے اور جہنم کے سامنے ہر مصیبت عافیت ہے تمہارے اور تمہارے بھائی کے درمیان جو اعتماد ہے تو اس کے حق کو ہرگز ضائع نہ کرو کیونکہ جس کے حق کو تم نے ضائع کیا وہ تمہارا بھائی نہیں رہ جائے گا۔ اور تمہارے بھائی کا تم سے قطع رحم تمہارے صلہ رحم سے قوی تر اور تمہارے ساتھ اس کی بد سلوکی تمہارے حسن سلوک سے ہرگز قوی تر نہ ہوگی۔

اے فرزند اگر تم کو قوی بننا ہے تو اللہ تعالیٰ کی اطاعت کے لئے قوی بنو اور اگر تمہیں کمزور بننا ہے کہ تو اللہ تعالیٰ کی معصیت کے لئے ضعیف بنو۔ اور اگر تم سے ہوسکے کہ تم اپنی زوجہ سے اس کی حیثیت سے زیادہ کام نہ لو تو ایسا کرو اس لئے کہ اس سے اس کا حسن و جمال برقرار رہتا ہے اس کا دل مطمئن رہتا ہے اس کا حال اچھا رہتا ہے اس لئے کہ عورت ایک پھول ہے وہ سختی کے لئے نہیں ہے ہر حال میں اس کی دلجوئی اور مدارات کرو اور اس کے ساتھ بود و باش کو اچھا رکھو تمہاری زندگی اچھی بسر ہوگی۔ قضائے الہیٰ کو خوشی سے برداشت کرو اور اگر تم چاہتے ہو کہ دنیا و آخرت دونوں کی بھلائی حاصل کرو تو جو کچھ لوگوں کے پاس ہے اس کی حرص و لالچ چھوڑ دو۔ تم پر سلام اور اللہ کی رحمت اور برکتیں ہوں۔ محمد بن حنفیہ کے لئے آنجناب علیہ السلام کی یہ آخری وصیت تھی۔

(۵۸۳۵) محمد بن ابی عمیر نے ابان بن عثمان اور ہشام بن سالم و محمد بن حمران سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ مجھے اس شخص پر تعجب ہے جو ان چار چیزوں سے ڈرتا ہے وہ ان چار چیزوں سے کیوں نہیں مدد چاہتا ہے تعجب ہے کہ جو شخص خوف زدہ ہے وہ اللہ تعالیٰ کے اس قول سے کیوں نہیں مدد لیتا۔ حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ اس لئے کہ میں نے اس کے بعد یہ قول بھی سنا ہے کہ فَانْقَلَبُوْا بِنِعْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ وَفَضْلٍ لَّمْ يَمْسَسْهُمْ سُوْٓءٌ (سورہ آل عمران ۱۷۴) (پھر چلے آئے مسلمان اللہ کے احسان اور فضل کے ساتھ کچھ نہ پہنچی ان کو برائی۔) اور مجھے تعجب اس شخص سے جو کسی غم میں مبتلا ہے وہ اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد سے کیوں نہیں مدد لیتا لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحٰنَكَ اِنِّیْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ (نہیں ہے کوئی اللہ سوائے تیرے۔ تو پاک ہے۔ بے شک میں ظالموں میں سے ہوں۔) اس لئے کہ میں نے اس کے بعد اللہ تعالیٰ کا یہ قول بھی سنا ہے فَاسْتَجَبْنَا لَهٗ وَنَجَّيْنٰهُ مِنَ الْغَمِّ وَكَذٰلِكَ نُنْجِي الْمُؤْمِنِيْنَ (الانبیاء آیت ۸۸) (پھر سن لی ہم نے اس کی فریاد اور بچادیا اس کو اس گھٹن سے اور یوں ہی ہم بچادیتے ہیں ایمان والوں کو)۔

اور مجھے اس شخص سے تعجب ہے کہ جس شخص سے مکر و فریب کیا گیا ہے وہ اللہ تعالیٰ کے اس قول سے کیوں نہیں مدد لیتا وَاُفَوِّضُ اَمْرِیْٓ اِلَى اللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ بَصِيْرٌۢ بِالْعِبَادِ (سورۃ مومن آیت ۴۴) اور میں سونپتا ہوں

اپنا کام اللہ کو بے شک اللہ کی نگاہ میں سب بندے ہیں) اس لئے کہ میں نے اس کے بعد اللہ تعالیٰ کا یہ قول بھی سنا کہ فَوَقٰهُ اللّٰهُ سَيِّاٰتِ مَا مَكَرُوْا (سورۃ مومن آیت ۴۵) (پھر بچالیا اللہ نے برے داؤ سے جو وہ کرتے تھے) اور مجھے تعجب ہے کہ جو شخص دنیا اور اس کی زینتیں چاہتا ہے وہ اللہ تعالیٰ کے اس قول سے کیوں نہیں مدد لیتا مَاشَآءَ اللّٰهُ لَاقُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ اس لئے کہ میں نے اس کے بعد اللہ تعالیٰ کا یہ قول بھی سنا ہے اِنْ تَرَنِ اَنَا اَقَلَّ مِنْكَ مَالًا وَّ وَلَدًا فَعَسٰى رَبِّيْٓ اَنْ يُّؤْتِيَنِ خَيْرًا مِّنْ جَنَّتِكَ (سورۃ کہف آیت ۴۰ ○ ۳۹) (اگر تو دیکھتا ہے مجھ کو کہ میں کم ہوں تجھ سے مال اور اولاد میں ۔ تو امید ہے کہ میرا رب مجھے دے اپنی جنت سے بہتر) اور یہاں عسیٰ سے مراد لازمی ہے ۔

(۵۸۳۶) محمد بن زیاد ازدی نے ابان بن عثمان احمر سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی کہ ایک شخص آپ علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس نے عرض کیا کہ فرزند رسول میرے ماں باپ آپ علیہ السلام پر قربان مجھے کوئی موعظہ تعلیم فرمایئے تو آپ علیہ السلام نے اس سے فرمایا کہ اگر اللہ تعالیٰ رزق کا ضامن ہے پھر تمہاری دوڑ دھوپ کیوں ہے ۔ اور اگر تقسیم ہو چکا ہے تو پھر لالچ کیسی اور اگر حساب ہے تو پھر مال جمع کرنا کیوں ۔ اور اگر اللہ کی طرف سے بدلہ ملنا حق ہے تو پھر بخل کیوں ہے ۔ اور اگر اللہ کی جانب سے سزا جہنم ہے تو معصیت کیوں ہے اور اگر موت حق ہے تو پھر خوشی کیوں ہے ۔ اگر اللہ کے سامنے حاضر ہونا ہے تو مکر و فریب کیوں ہے ۔ اور اگر شیطان دشمن ہے تو پھر اس پر غفلت کیوں ہے ۔ اور پل صراط سے گذرنا ہے تو تکبر اور غرور کیوں ہے ۔ اور اگر ہر بات اللہ تعالیٰ کے قضا و قدر سے ہوتی ہے تو رنج و حزن کیوں ہے ۔ اور اگر دینا فانی ہے تو پھر اس پر اطمینان و بھروسہ کیوں ہے ۔

(۵۸۳۷) اور آنجناب علیہ السلام نے فرمایا مجھے تین شخصوں پر بڑا رحم آتا ہے اور واقعاً وہ اس قابل ہیں کہ ان پر رحم کھایا جائے ایک عزت والا شخص جسے عزت کے بعد ذلت نصیب ہو اور ایک دولتمند شخص جو دولتمندی کے بعد محتاج ہو جائے اور ایک عالم جسکے گھر والے اسکو جاہل اور بے وقعت کرتے اور مذاق اڑاتے ہوں ۔

(۵۸۳۸) نیز فرمایا پانچ اشخاص ہیں کہ وہ ویسے ہی رہیں گے جیسا کہ میں کہتا ہوں ۔ بخیل کو راحت نہیں ۔ حاسد کے لئے کوئی لذت نہیں ۔ اور غلام کے لئے وقار نہیں ۔ اور جھوٹے شخص میں مروت نہیں ۔ اور سفیہ و بیوقوف شخص سردار نہیں بنتا ۔

(۵۸۳۹) اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اگر تم لوگوں کے مال ودولت کے ساتھ پیش نہیں آسکتے تو اچھے اخلاق سے تو پیش آؤ ۔

(۵۸۴۰) یونس بن ظبیان نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ اپنی عبادت کو مشتہر کرنے سے اس کے خلوص میں شک ہوتا ہے ۔ میرے پدر بزرگوار نے اپنے پدر بزرگوار سے اور انہوں نے

اپنے جد علیہم السلام سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص اپنے فرائض کو ادا کرلے وہ سب سے بڑا عبادت گزار ہے۔ اور سب سے زیادہ سخی وہ ہے جو اپنے مال سے زکوٰۃ کو ادا کرے اور سب سے بڑا زاہد و پرہیزگار وہ ہے جو محرمات سے اجتناب کرے اور لوگوں میں سب سے زیادہ متقی وہ ہے جو سچ کہے خواہ اپنے موافق ہو خواہ اپنے مخالف اور سب سے بڑا عادل وہ ہے جو لوگوں کے لئے وہی پسند کرتا ہے جو اپنے لئے پسند کرے اور دوسروں کے لئے بھی وہ چیز ناپسند کرے جو اپنے لئے ناپسند کرتا ہے۔ اور سب سے زیادہ ہوشیار و چالاک وہ ہے جو موت کو شدت کے ساتھ یاد کرے اور سب سے زیادہ رشک کے قابل وہ شخص ہے جو زیر خاک جانے کے بعد عتاب و سزا سے محفوظ رہے اور اس کو ثواب کی امید ہو۔ اور سب سے زیادہ غافل وہ ہے جو دنیا کے تغیرات ایک حال سے دوسرے حال کی طرف بدلتے ہوئے دیکھے اور اس سے نصیحت حاصل نہ کرے۔ اور دنیا میں سب سے بڑا قدر و منزلت والا انسان وہ ہے جو دنیا کی کوئی قیمت نہ سمجھے۔ اور لوگوں میں سب سے بڑا عالم وہ ہے کہ جس کے علم کے اندر تمام انسانوں کے علوم جمع ہو جائیں۔ اور لوگوں میں سب سے زیادہ شجاع وہ ہے جو اپنی خواہشات پر غالب آجائے۔ جو شخص علم میں سب سے زیادہ ہے اس کی قیمت سب سے زیادہ ہے۔ اور سب سے کم قیمت وہ ہے جو سب سے کم علم ہے۔ اور سب سے کم لذت حاصل کرنے والا حاسد ہے اور سب سے کم راحت پانے والا بخیل ہے اور سب سے بڑا بخیل وہ ہے جو اس میں بخل کرے جسے اللہ تعالیٰ نے اس پر فرض کیا ہے اور لوگوں میں سب سے زیادہ حق کا سزاوار وہ ہے جو ان میں سب سے زیادہ صاحب علم ہے۔ اور سب سے کم حرمت و عزت والا مرد فاسق اور لوگوں میں سب سے کم وفادار غلام ہے اور لوگوں میں سب سے کم دوست رکھنے والا بادشاہ ہے۔ اور سب سے زیادہ مفلس و فقیر لالچی ہے۔ اور سب سے زیادہ غنی وہ ہے جو حرص کا اسیر نہ ہو۔ اور ایمان میں سب سے افضل وہ ہے جو سب سے اچھا اخلاق والا ہے۔ اور سب سے زیادہ مکرم وہ ہے جو سب سے زیادہ متقی ہے اور قدر و منزلت میں سب سے بڑا وہ ہے جو بے معنی اور بے مطلب باتوں کو ترک کردے اور سب سے زیادہ پرہیزگار وہ ہے جو دکھاوے کو چھوڑدے خواہ وہ اس کا حق رکھتا ہو۔ اور لوگوں میں سب سے کم مروت والا جھوٹ بولنے والا ہے۔ اور لوگوں میں سب سے زیادہ شقی القلب بادشاہ ہوتا ہے۔ اور سب سے زیادہ قابل نفرت متکبر (غرور کرنے والا) ہے۔ اور سب سے زیادہ شدید جہاد کرنے والا وہ ہے جو گناہوں کو ترک کردے اور سب سے زیادہ سعید و خوش قسمت وہ ہے جو مکرم لوگوں سے خلط ملط رکھے۔ اور سب سے زیادہ عقلمند وہ ہے جو سب سے زیادہ لوگوں کی مدارات کرے اور سب سے زیادہ تہمت کا مستحق وہ ہے جو متہم لوگوں کی صحبت میں بیٹھے۔ اور سب سے زیادہ سرکش وہ ہے جو اس کو قتل کرے جس نے قتل نہ کیا ہو اور اس کو مارے جس نے مارا نہ ہو۔ اور وہ شخص معاف کرنے کا زیادہ سزاوار ہے جو سزا دینے پر قدرت رکھتا ہو۔ اور سب سے زیادہ گناہ کا سزاوار وہ ہے جو سامنے بیوقوف بنائے اور پیٹھ پیچھے غیبت کرے سب سے زیادہ ذلیل وہ ہے جو لوگوں کی اہانت اور بے عزتی کرے اور سب سے زیادہ حزم واحتیاط والا

وہ شخص ہے جو غصہ کو ضبط کرے اور سب سے زیادہ باصلاحیت وہ شخص ہے جو لوگوں سے صلح رکھے۔ اور بہترین شخص وہ ہے جس سے لوگ نفع حاصل کریں۔

(۵۸۴۱) ایک مرتبہ امیرالمومنین علیہ السلام ایک ایسے شخص کی طرف سے ہو کر گزرے جو فضول باتیں کر رہا تھا تو آپ علیہ السلام اس کے پاس کھڑے ہوگئے اور فرمایا اے شخص اپنے کراماً کاتبین کی اس کتاب کو پُر کر رہا ہے جس کو وہ تیرے رب کے سامنے پیش کریں گے لہذا تو وہ بات کر جو تیرے مطلب کی ہے اور اسے چھوڑ جو تیرے مطلب کی نہیں ہے۔

(۵۸۴۲) نیز آنجناب علیہ السلام نے فرمایا جب تک انسان خاموش رہتا ہے (اسکے نامہ اعمال میں) اس کو نیک لکھا جائے گا اور جب بات کرے گا تو پھر اس کو نیک یا بد لکھا جائے گا۔

(۵۸۴۳) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ خاموشی ایک بڑا خزانہ ہے بردبار کی زینت ہے اور جاہل کی پردہ پوشی۔

(۵۸۴۴) نیز آنجناب علیہ السلام نے ارشاد فرمایا باطل پر خاموش رہنے سے بہتر حق بات کہنا ہے۔

(۵۸۴۵) اسماعیل بن مسلم نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے انہوں نے اپنے پدر بزرگوار سے انہوں نے اپنے آبائے کرام علیہم السلام سے روایت کی ہے کہ حضرت امیرالمومنین علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ فقہاء اور حکماء جب ایک دوسرے کو خط لکھا کرتے تھے تو اس میں تین بات کے علاوہ چوتھی بات نہیں لکھتے تھے۔ جس کو اپنی آخرت کی فکر ہوتی ہے اللہ تعالیٰ اس سے دنیا کے افکار کو دور کر دیتا ہے۔ اور جو اپنے باطن کی اصلاح کر لیتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے ظاہر کی اصلاح کر دیتا ہے۔ اور جو شخص اپنے اور اللہ کے درمیان کے معاملہ کو درست رکھتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے اور لوگوں کے درمیان کے معاملہ کو درست کر دیتا ہے۔

(۵۸۴۶) اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ خوش نصیب ہے وہ جس کی عمر طویل ہو اور اس کے اعمال اچھے ہوں پھر اس کی بازگشت بھی اچھی ہوگی جب اس کا رب اس سے راضی ہوگا۔ اور بد بخت ہے وہ جس کی عمر طویل ہو اور اس کے اعمال برے ہوں پھر اس کی بازگشت بری ہوگی جب اس کا رب اس سے ناراض ہوگا۔

(۵۸۴۷) اور عمرو بن شمر نے جابر ابن یزید جعفی سے انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف وحی کی کہ میں جعفر بن ابی طالب کا چار باتوں کے لئے ممنون ہوں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کو بلا کر یہ بات بتائی تو جعفر بن ابی طالب نے عرض کیا کہ اگر اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نہ بتایا ہوتا تو میں بھی اس کو نہیں بتاتا۔ میں نے کبھی شراب نہیں پی اس لئے کہ میں جانتا تھا کہ اگر میں اس کو پیوں گا تو میری عقل زائل ہو جائے گی۔ اور میں نے کبھی جھوٹ نہیں بولا اس لئے

کہ جھوٹ سے مروت میں نقص آجاتا ہے۔ اور میں نے کبھی زنا نہیں کیا اس لئے کہ میں اس سے ڈرتا تھا کہ اگر میں نے ایسا کیا تو میرے ساتھ بھی ایسا ہی کیا جائے گا۔ اور میں نے کبھی بت پرستی نہیں کی اس لئے کہ میں جانتا تھا کہ یہ نہ ضرر پہنچا سکتا ہے اور نہ نفع پہنچا سکتا ہے۔ تو نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کے کاندھے کو تھپ تھپایا اور فرمایا کہ اللہ تعالیٰ پر لازم ہے کہ تمہیں دو بازو عطا کرے جس کے ذریعہ تم ملائکہ کے ساتھ جنت میں پرواز کرو۔

(۵۸۴۸) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بیان فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ میرے بندے تم سب کے سب گمراہ ہو مگر صرف وہ لوگ جن کی میں نے ہدایت کردی ہے اور میرے بندے تم سب کے سب فقیر ہو بس صرف وہ کہ جن کو میں نے غنی کردیا ہے۔ اور تم سب کے سب گنہگار ہو بس صرف وہ کہ جن کو میں نے معصوم بنایا ہے۔

(۵۸۴۹) اور سکونی کی روایت میں ہے کہ حضرت علی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ جو دن بھی آدم علیہ السلام کی اولاد پر گزرتا ہے وہ دن ابن آدم سے کہتا ہے کہ میں ایک نیا دن ہوں میں تیرے اعمال پر گواہ رہوں گا لہذا میرے اندر سچ بولنا اور میرے اندر نیک کام کرنا قیامت کے دن میں تیری گواہی دونگا اور پھر تو مجھے کبھی بھی نہ دیکھ سکے گا۔

(۵۸۵۰) اور مسعدہ بن صدقہ کی روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ایک مومن کے دوسرے مومن پر سات حق اللہ کی طرف سے واجب ہیں۔ اپنی آنکھوں میں اس کے لئے بزرگی۔ اپنے دل میں اس کے لئے محبت۔ اور اپنے مال کے ساتھ اس کی مدد۔ اس کی غیبت و برائی کو حرام سمجھے۔ وہ بیمار ہو تو اس کی عیادت کرے۔ وہ مرے تو اس کے جنازے کی مشایعت کرے اور اس کے مرنے کے بعد اس کے متعلق بھلائی کے سوا اور کچھ نہ کہے۔

(۵۸۵۱) ابن ابی عمیر نے ابی زیاد نہدی سے انہوں نے عبداللہ بن وھب سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ مومن کے لئے اللہ کی طرف سے یہی نصرت کافی ہے کہ وہ اپنے دشمن کو اللہ کی معاصی میں مبتلا دیکھتا ہے۔

(۵۸۵۲) ابن ابی عمیر نے معاویہ بن وھب سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے آپ علیہ السلام نے فرمایا تم نعمت کے دشمنوں (حاسدوں) پر صبر کرو اس لئے کہ جو اللہ کی نافرمانی کررہا ہے اس کو اس سے بڑا بدلہ نہیں دے سکتے کہ اللہ نے اس کے متعلق جو حکم دیا ہے اس کی اطاعت کرو۔

(۵۸۵۳) معلّی بن محمد بصری نے احمد بن محمد بن عبداللہ سے انہوں نے عمرو بن زیاد سے انہوں نے مدرک بن عبدالرحمٰن سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ تمام آدمیوں کو زمین کے ایک بلند حصے میں جمع کرے گا اور ترازو کرکے شہدا کے خون کو علماء کی روشنائی کے ساتھ تولے گا تو علماء کی روشنائی کا پلہ شہدا کے خون کے پلہ سے جھکا ہوا ہوگا۔

(۵۸۵۴) محمد بن ابی عمیر نے عبداللہ بن قاسم سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے انہوں نے اپنے

پدر بزرگوار سے انہوں نے اپنے جد نامدار علیہم السلام سے انہوں نے حضرت علی علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ علیہ السلام نے فرمایا اس کے لئے تیار رہو جس کی تم امید نہیں رکھتے ۔ وہ اس سے بہتر ہے جس کی تم امید رکھتے ہو۔ اس لئے کہ حضرت موسیٰ بن عمران علیہ السلام اپنے اہل وعیال کے لئے آگ تلاش کرنے کے لئے نکلے تو اللہ تعالیٰ نے ان سے کلام کیا اور وہ نبی ہو کر پلٹے ۔ اور ملکہ سبا نکلی تو حضرت سلیمان علیہ السلام کے ساتھ مسلمان ہو گئی ۔ اور فرعون کے جادوگر فرعون کے لئے عزت بڑھانا چاہتے تھے اور وہ مومن ہو کر پلٹے۔

(۵۸۵۵) عبداللہ بن عباس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کی ہے کہ آنحضرت نے ارشاد فرمایا کہ میری امت کے شریف لوگ حاملین قرآن اور عابد شب زندہ دار ہیں۔

(۵۸۵۶) ایک مرتبہ جبرئیل علیہ السلام نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نازل ہوئے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اے جبرئیل علیہ السلام مجھے کوئی نصیحت بتادو تو انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہا اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب تک چاہو زندہ رہو بالآخر تمہیں مرنا ہے اور جس سے چاہو محبت کرو بالآخر تمہیں اس سے جدا ہونا ہے اور جو عمل چاہو بجالاؤ بالآخر تمہیں اس سے ملاقات کرنی ہے ۔ مومن کا شرف نماز شب ہے اور اس کی عزت اس میں ہے کہ لوگوں کو اذیت دینے سے باز رہے۔

(۵۸۵۷) حسن بن موسیٰ خشّاب نے غیاث بن کلوب سے انہوں نے اسحاق بن عمّار سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے انہوں نے اپنے آبائے کرام علیہم السلام سے روایت کی ہے کہ حضرت علی علیہ السلام فرمایا کرتے تھے کہ جو شخص کسی مصیبت و مرض میں مبتلا ہو اور اگرچہ اس کی مصیبت کتنی ہی عظیم ہو اس کو دعا کا حق اس سے زیادہ نہیں ہے جتنا حق اس شخص کو ہے جو صحیح تندرست ہے اور مرض و مصیبت میں گرفتار ہونے کا ڈر ہے۔

(۵۸۵۸) علی بن مہزیار نے حسین بن سعید سے انہوں نے حارث بن محمد بن نعمان احول صاحب طاق سے انہوں نے جمیل بن صالح سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے انہوں نے اپنے آبائے کرام علیہم السلام سے روایت کی ہے انہوں نے فرمایا کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص چاہتا ہے کہ لوگوں میں سب سے زیادہ مکرم ہوجائے تو تقویٰ الہیٰ اختیار کرے اور جو شخص یہ چاہتا ہے کہ لوگوں میں سب سے زیادہ متقی ہوجائے تو وہ اللہ تعالیٰ پر توکل کرے اور جو شخص یہ چاہتا ہے کہ لوگوں میں سب سے زیادہ غنی ہوجائے تو جو کچھ اس کے قبضہ میں ہے اس سے زیادہ اس پر بھروسہ کرے جو اللہ کے پاس ہے۔ پھر فرمایا کیا تم لوگوں کو بتاؤں کہ لوگوں میں سب سے برا کون ہے ؟ لوگوں نے عرض کیا جی ہاں یا رسول اللہ ۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جو لوگوں سے بُغض رکھے اور لوگ اس سے بُغض رکھیں۔ پھر فرمایا کیا میں تم لوگوں کو بتاؤں کہ اس سے بھی زیادہ برا کون ہے ۔ لوگوں نے عرض کیا جی ہاں یا رسول اللہ ۔ فرمایا کہ جو کسی کی ایک لغزش کو بھی نظرانداز نہ کرے اور کسی

کی معذرت کو قبول نہ کرے اور کسی کی خطا کو معاف نہ کرے۔ پھر فرمایا کیا میں تم لوگوں کو بتاؤں کہ اس سے بھی زیادہ بُرا کون ہے؟ لوگوں نے عرض کیا جی ہاں یا رسول اللہ۔ آپؐ نے فرمایا وہ شخص جس کے شر سے لوگ ڈرتے ہوں اور اس سے خیر کی امید نہ رکھتے ہوں۔ حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام بنی اسرائیل کے اندر کھڑے ہوئے اور کہا اے بنی اسرائیل حکمت کی باتیں جاہلوں کو نہ بتاؤ یہ تم حکمت پر ظلم کروگے اور حکمت کی باتیں اس کے اہل سے نہ چھپاؤ یہ تم اہل حکمت پر ظلم کروگے۔ اور کسی ظالم کی ظلم میں مدد نہ کرو ورنہ تمہارا فضل و شرف بھی ختم ہوجائے گا۔ اور امور تین طرح کے ہوتے ہیں۔ ایک وہ امر کہ جس کی ہدایت تم پر بالکل واضح ہے اس کی اتباع کرو۔ دوسرا وہ امر جس کی گمراہی تم پر بالکل واضح ہے اس سے پرہیز کرو اور تیسرا وہ امر کہ جس میں اختلاف ہے اس کے متعلق اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرو (کہ وہ کیا کہتا ہے)۔

(۵۸۵۹) حسن بن علی بن فضّال نے حسن بن جہم سے انہوں نے فضیل بن یسار سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ جس چیز کے متعلق تمہارا عزم پختہ اور قوی ہو اس سے بدن میں ضعف نہیں آتا۔

(۵۸۶۰) ابن فضّال نے غالب بن عثمان سے انہوں نے شعیب عقرقوفی سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ارشاد فرمایا کہ جو شخص کسی شے کی طرف رغبت یا ڈر کے وقت اور خواہش کے وقت اور غصہ اور خوشی کے وقت اپنے نفس پر قابو رکھے تو اللہ تعالیٰ اس کے جسم پر جہنم کو حرام کردے گا۔

(۵۸۶۱) ایک مرتبہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا گیا کہ دنیا میں زاہد کون ہے تو آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ وہ شخص جو حساب کے خوف سے حلال کو بھی ترک کردے اور عذاب کے خوف سے حرام کو بھی ترک کردے۔

(۵۸۶۲) محمد بن سنان نے عبداللہ بن مسکان سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ سب سے زیادہ تو بخیلوں کو سزا وار ہے کہ وہ اس کی تمنا کریں کہ سب لوگ مالدار ہوجائیں اس لئے کہ جب سب لوگ مالدار ہوجائیں گے تو ان بخیلوں کے مال سے ہاتھ روک لیں گے۔ اور سب سے زیادہ ان لوگوں کے لئے درستی اصلاح اخلاق کی تمنا کرنے کا حق اہل عیوب کو پہنچتا ہے کیونکہ لوگ اگر درست اور صالح ہونگے تو ان کی عیب جوئی نہ کریں گے۔ اور سب سے زیادہ لوگوں کے لئے حلم و بردباری کی تمنا کرنے کا حق ان سفیہ اور بیوقوفوں کے لئے ہے جنہیں ضرورت ہے کہ ان کی سفاہت اور بے وقوفیوں کو لوگ درگزر کریں مگر (اس کے برخلاف) بخیل اس امر کی تمنا کرتا ہے کہ لوگ فقیر ہوجائیں اور اہلِ عیوب تمنا کرتا ہے کہ لوگ بھی عیوب میں مبتلا ہوں اور سفیہ و بے وقوف لوگ تمنا کرتے ہیں کہ سب لوگ سفیہ ہوجائیں حالانکہ فقیر لوگ بخیل سے حاجت طلب

کرتے ہیں۔ اور فسادِ اخلاق میں لوگ اہلِ عیوب کی عیب جوئی کرتے ہیں اور سفاہت میں لوگ غلطیوں پر سزا دیتے ہیں۔

(۵۸۶۳) ابی ہاشم جعفری سے روایت کی گئی ہے ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں شدید تنگی معاش میں مبتلا ہوا تو میں حضرت ابوالحسن علی بن محمد امام علی النقی علیہ السلام کی خدمت میں گیا اور باریابی کی اجازت مل گئی جب میں بیٹھا تو آپ علیہ السلام نے فرمایا اے ابو ہاشم اللہ تعالیٰ نے تمہیں کون سی نعمتیں عطا فرمائی ہیں جن کا تم شکر ادا کرنا چاہتے ہو؟ ابو ہاشم کا بیان ہے کہ یہ سن کر میں نے سر جھکایا اور سمجھ میں نہیں آتا تھا کہ آنجناب علیہ السلام سے کیا عرض کروں تو آپ علیہ السلام نے خود ہی گفتگو شروع کی اور فرمایا اللہ تعالیٰ نے تمہیں ایمان کا رزق دیا ہے اور اس کی وجہ سے تمہارے بدن پر جہنم کو حرام کردیا ہے اور اللہ تعالیٰ نے تمہیں عافیت کی روزی دی ہے جس کے ذریعہ تمہاری اطاعت میں اعانت فرمائی ہے اور اس نے تمہیں قناعت کی روزی دی ہے اور اس کی وجہ سے تمہیں لوگوں کے سامنے ذلت سے بچایا ہے۔ اے ابوالہاشم میں نے تم سے یہ پہلے ہی اس لئے کہہ دیا کہ میرا خیال تھا کہ تم مجھ سے اس ذات کی شکایت کرو گے جس نے تمہیں اس حالت کو پہنچایا ہے۔ اور میں نے تمہارے لئے ایک سو (۱۰۰) دینار کا حکم دے دیا ہے اس کو لے لو۔

(۵۸۶۴) محمد بن سنان نے طلحہ بن زید سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا وہ فرماتے تھے کہ بصیرت و عقل کے خلاف عمل کرنے والا ایسا ہی ہے جیسے اصل راستہ کو چھوڑ کر دوسرے راستہ پر چلے اور اس پر جتنی تیزی کے ساتھ چلتا رہے گا اتنا ہی وہ اصل راستہ سے دور ہوتا جائے گا۔

(۵۸۶۵) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ نیند جسم کے لئے راحت ہے۔ نطق (بولنا) روح کے لئے راحت ہے۔ اور سکوت (خاموشی) عقل کے لئے راحت ہے۔

(۵۸۶۶) محمد بن سنان نے مفضل بن عمر سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ جس شخص کا دل اس کو نصیحت نہ کرے اور اس کا نفس اس کی زجر و توبیخ نہ کرے اور اس کا کوئی مصاحب اس کو ہدایت کرنے والا نہ ہو تو اس کا دشمن اس کی گردن پر سوار ہوجاتا ہے۔

(۵۸۶۷) جعفر بن محمد بن مالک فزاری کوفی نے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ مجھ سے بیان کیا جعفر بن محمد بن سہل نے روایت کرتے ہوئے سعید بن محمد سے انہوں نے مسعدہ ان کا بیان ہے کہ مجھ سے حضرت ابوالحسن موسیٰ بن جعفر علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ آدمی کے اہل و عیال اس کے قیدی ہوتے ہیں تو اللہ تعالیٰ اگر اس کو کچھ انعام کرے تو اس کو چاہیئے کہ اپنے قیدیوں کو بھی کشادگی دے اگر اس نے ایسا نہیں کیا تو گمان غالب یہ ہے کہ وہ نعمت اس سے زائل ہوجائے گی۔

(۵۸۶۸) صفوان بن یحییٰ نے ابو الصباح کنانی سے روایت کی ہے اس کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کیا کہ یہ بتائیں کہ یہ مندرجہ اقوال کس کے ہیں۔

میں اللہ تعالیٰ سے ایمان اور تقویٰ کی درخواست کرتا ہوں اور اپنے امور کے برے انجام سے اس کی پناہ چاہتا ہوں۔ سب سے اشرف و بہترین بات اللہ تعالیٰ کا ذکر ہے اور اصل حکمت اس کی اطاعت ہے۔ اور سب سے سچا قول اور سب سے زیادہ بلیغ موعظہ اور بہترین کہانی اللہ کی کتاب ہے۔ سب سے زیادہ قابل وثوق شے اللہ تعالیٰ پر ایمان ہے۔ بہترین ملت حضرت ابراہیم علیہ السلام کی ملت ہے۔ بہترین کشتی انبیاء علیہم السلام کی سنت ہے۔ بہترین ہدایت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہدایت ہے۔ بہترین توشہ آخرت تقویٰ ہے۔ بہترین علم وہ ہے جس سے نفع ہو۔ بہترین ہدایت وہ ہے جس کی پیروی کی جائے بہترین دولتمندی نفس کا غنی ہونا ہے۔ اور تمام باتیں جو دل میں ڈالی جاتی ہیں ان میں سب سے بہتر یقین ہے۔ کلام کی زینت سچائی ہے علم کی زینت احسان ہے۔ بہترین موت قتل شہادت ہے۔ سب سے بہتر کام وہ ہے جس کا انجام بہتر ہو۔ جو چیز کم ہو اور کافی ہو وہ اس چیز سے بہتر ہے جو زیادہ ہو مگر ناکافی ہو۔ بد بخت وہ ہے جو شکم مادر سے بد بخت ہو۔ خوش بخت وہ ہے جو غیر سے سبق حاصل کرے۔ چالاکوں میں سب سے زیادہ چالاک وہوشیار متقی ہے۔ احمقوں میں سب سے زیادہ احمق وہ ہے جو فسق و فجور میں مبتلا ہو۔ بدترین روایت جھوٹ کی روایت ہے۔ تمام کاموں میں بدترین کام بدعت ہے۔ بدترین اندھا دل کا اندھا ہے۔ بدترین ندامت قیامت کے دن کی ندامت ہے۔ اللہ کے نزدیک خطا کاروں میں سب سے بڑی خطا کار جھوٹے شخص کی زبان ہے۔ بدترین کمائی سود کی کمائی ہے۔ بدترین کھانا مال یتیم کا ناجائز طور پر کھانا ہے۔ آدمی کی سب سے اچھی زینت ایمان کے ساتھ سکون و وقار ہے۔ جو شخص لوگوں کے ساتھ ہنسی مزاح کرے گا اللہ اس کے ساتھ ہنسی مزاح کرے گا۔ جو شخص بلا ومصیبت کو پہچانتا ہے وہ اس پر صبر کرتا ہے اور جو اس کو نہیں پہچانتا وہ اس پر صبر نہیں کرتا ہے۔ شک کفر ہے۔ جو شخص خود کو بڑا سمجھے گا اللہ اس کو گرا دے گا۔ جو شخص شیطان کی اطاعت کرے گا وہ اللہ کی نافرمانی کرے گا۔ اور جو اللہ کی نافرمانی کرے گا اللہ اس کو عذاب میں مبتلا کرے گا۔ جو شخص اللہ کا شکر کرے گا اللہ اس کی نعمتوں میں اور اضافہ کرے گا۔ اور جو شخص مصیبت پر صبر کرے گا اللہ اس کی فریاد رسی کرے گا۔ جو اللہ پر توکل کرے گا تو اللہ اس کے لئے کافی ہوگا۔ اور جو شخص اللہ پر بھروسہ کرے گا اللہ اس کو اس کا اجر دے گا۔ مخلوق میں کسی شخص کو خوش کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ کو ناراض نہ کرو۔ اور کسی شخص کا تقرب حاصل کرنے کے لئے اللہ سے دوری اختیار نہ کرو۔ اس لئے کہ اللہ کے اور مخلوق میں سے کسی شخص کے درمیان کوئی رشتہ نہیں کہ اس کی بنا پر وہ اس کے ساتھ نیکی کرے اور اس کی بدی کو دور کرے یہ صرف اس کی اطاعت اور اس کی مرضی کے مطابق عمل کرنے سے ہوتا ہے۔ بے شک اللہ تعالیٰ کی اطاعت سے ہر خیر ملتا ہے جو بندہ چاہتا ہے اور ہر شر دور ہوتا ہے جس سے وہ ڈرتا ہے اور اللہ تعالیٰ اس کو بچاتا ہے جو اس کی اطاعت کرتا ہے اور اس کو نہیں

بچاتا جو اس کی اطاعت نہیں کرتا۔ اور اللہ سے بھاگنے والے کو بھاگنے کی کوئی جگہ نہیں ملتی اس لئے کہ اللہ تعالیٰ کا حکم اس کو ذلیل کرنے کے لئے نازل ہوجاتا ہے خواہ مخلوق کو پسند نہ آئے ۔اور جو بھی حکم آنے والا ہے وہ قریب ہے ۔جو اللہ نے چاہا وہی ہوا اور جو اس نے نہیں چاہا وہ ہرگز نہیں ہوا۔ نیکی اور تقویٰ کے کام میں لوگوں سے تعاون کرو اور گناہ اور سرکشی کے کام میں لوگوں سے تعاون نہ کرو۔ اللہ سے ڈرو اللہ سخت سزا دینے والا ہے ۔

تو امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا یہ تمام اقوال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہیں ۔

(۵۸۶۹) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے کہ اللہ بزرگ و برتر کا ارشاد ہے کہ جس بندے نے میری اطاعت کی اس کو میں نے اپنے غیر کے حوالے نہیں کیا اور جس بندے نے میری نافرمانی کی اس کو میں نے اس کے نفس کے حوالے کردیا اور میں نے پرواہ نہیں کی کہ وہ کس وادی میں ہلاک ہوتا ہے۔

(۵۸۷۰) محمد بن ابی عمیر نے عیسیٰ فرّاء سے انہوں نے عبداللہ بن ابی یعفور سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا آپ علیہ السلام فرما رہے تھے کہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا کہ جس شخص کا ظاہر اس کے باطن سے راجح اور جھکا ہوا ہے۔ اس کی میزان بھی راجح ہے۔

(۵۸۷۱) اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ میری مخلوق میں سے جو میری معرفت رکھتا ہے ۔اس نے جب بھی میری نافرمانی کی تو اس پر میں نے ایسے شخص کو مسلط کردیا جو میری معرفت نہیں رکھتا۔

(۵۸۷۲) ابن ابی عمیر نے اسحاق بن عمّار سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ اے اسحاق تم منافق سے زبانی طور پر بنائے رکھو اور مومن سے تمہاری محبت پر خلوص ہو۔ اور اگر کوئی یہودی بھی تمہارے پاس بیٹھے تو اس سے بھی صحبت اچھی رکھو۔

(۵۸۷۳) مفضّل بن عمر نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے انہوں نے اپنے پدر بزرگوار سے انہوں نے اپنے جد نامدار علیہم السلام سے روایت کی ہے آپ علیہ السلام نے بیان فرمایا کہ ایک مرتبہ حضرت امام حسین ابن علی علیہما السلام سے عرض کیا گیا کہ فرزند رسول آپ علیہ السلام کی صبح کیسی ہوئی ؟آپ علیہ السلام نے فرمایا میری صبح اس طرح ہوئی کہ میرا رب میرے اوپر ہے۔ جہنم میرے سامنے ہے اور موت مجھے تلاش کررہی ہے میں حساب میں گھرا ہوا ہوں میں اپنے اعمال میں گھرا ہوں جو میں چاہتا ہوں وہ نہیں پاتا اور جس کو میں ناپسند کرتا ہوں اس کو دور نہیں کرسکتا سارے امور میرے غیر کے قبضہ میں ہیں وہ چاہے تو مجھے عذاب میں مبتلا کرے اور وہ چاہے تو مجھے معاف کردے پھر مجھ سے بڑھ کر کون فقیر و محتاج ہوگا۔

(۵۸۷۴) مفضّل نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے آپ علیہ السلام نے فرمایا ایک مرتبہ

حضرت سلمان فارسی رحمتہ اللہ علیہ اور کسی شخص کے درمیان کوئی بات ہو گئی تو اس شخص نے حضرت سلمان سے کہا تم کون ہو اور تمہاری حقیقت کیا ہے۔ تو حضرت سلمان علیہ السلام نے کہا کہ میری ابتداء اور تمہاری ابتداء بھی نطفہ نجس سے ہے اور میری انتہا اور تمہاری انتہا بھی سڑا ہوا لاشہ ہے۔ لیکن جب قیامت کے دن میزان نصب کیا جائے گا (اعمال تولے جائیں گے) تو جس کا وزن بھاری ہوگا وہ کریم ثابت ہوگا اور جس کا وزن ہلکا ہوگا وہ لئیم (قابل ملامت) ہوگا۔

(۵۸۷۵) مفضل کا بیان ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا وہ فرما رہے تھے کہ لوگ بھی ہم لوگوں کے لئے عجیب بلا ہیں اگر ہم انہیں دعوت دیتے ہیں تو وہ اسے قبول نہیں کرتے اگر ہم انہیں چھوڑ دیتے ہیں تو ہمارے بغیر وہ ہدایت نہیں پاتے۔

(۵۸۷۶) اور امیرالمومنین علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ سارا خیر تین چیزوں میں جمع ہے۔ نظر میں سکوت میں اور کلام میں، ہر وہ نظر جو سبق حاصل کرنے کے لئے نہ ہو وہ سہو ہے۔ ہر وہ کلام کہ جس میں ذکر الٰہی نہیں ہے وہ لغو ہے اور ہر وہ سکوت جو فکر و غور کے لئے نہ ہو وہ غفلت ہے۔ خوش قسمت ہے وہ جس کی نظر عبرت کے لئے ہو اس کا سکوت غور وفکر کے لئے اور اس کا کلام ذکر کے لئے ہو اور اپنی خطا پر گریہ کرے اور لوگ اس کے شر سے بے خطر رہیں۔

(۵۸۷۷) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم (علیہ السلام) کی طرف وحی کی کہ اے آدم (علیہ السلام) میں نے سارا خیر چار باتوں میں جمع کر دیا ہے۔ جس میں سے ایک بات میرے لئے ہے، ایک بات تمہارے لئے ہے، ایک بات میرے اور تمہارے درمیان ہے اور ایک بات تمہارے اور مخلوق کے درمیان ہے۔ جو میرے لئے ہے وہ یہ کہ میری عبادت کرو اور میرے ساتھ کسی کو شریک نہ کرو۔ اور وہ جو تمہارے لئے ہے وہ یہ ہے کہ جس کی تمہیں شدید ضرورت پڑ جائے اس کی میں تمہیں اجازت دیتا ہوں۔ اور وہ جو میرے اور تمہارے درمیان ہے وہ یہ کہ تم پر لازم ہے کہ دعا کرو اور مجھ پر لازم ہے کہ میں اسے قبول کروں۔ اور وہ جو تمہارے اور مخلوق کے درمیان ہے تو یہ کہ تم دیگر لوگوں کے لئے بھی وہی بات پسند کرو جو اپنے لئے پسند کرتے ہو۔

(۵۸۷۸) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ صحت و عافیت ایک ایسی نعمت خفی ہے کہ جب تک موجود رہتی ہے اس وقت تک لوگ اس کو بھلائے رہتے ہیں اور جب وہ مفقود ہو جاتی ہے تو اسے یاد کیا جاتا ہے۔

(۵۸۷۹) سکونی نے حضرت جعفر علیہ السلام بن محمد علیہ السلام سے انہوں نے اپنے پدر بزرگوار سے انہوں نے اپنے آبائے کرام علیہم السلام سے روایت کی انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے کہ دو کلمے جو عالم غربت و مسافرت میں ادھر ادھر ہیں تم انہیں اٹھا لو۔ ایک حکمت کا کلمہ جو کسی سفیہ و بیوقوف کے منہ سے نکلے تو اسے قبول کر لو۔ اور ایک سفاہت و بیوقوفی کا کلمہ جو کسی حکیم کے منہ سے نکلے تو اس کو معاف کر دو۔

(۵۸۸۰) عمرو بن شمر نے جابر بن یزید جعفی سے انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے انہوں نے اپنے پدر بزرگوار سے انہوں نے اپنے جد علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات کے بعد امیرالمومنین علیہ السلام نے جو خطبہ دیا اس میں یہ بھی ارشاد فرمایا کہ اے لوگو اسلام سے اعلیٰ کوئی شرف نہیں اور نہ کوئی بزرگی تقویٰ سے بڑھ کر ہے اور نہ کوئی زرہ پرہیزگاری سے زیادہ محافظ ہے۔ اور توبہ سے بڑھ کر کوئی سفارش نہیں۔ علم سے بڑھ کر نفع دینے والا کوئی خزانہ نہیں۔ حلم و برداشت سے بلند تر کوئی عزت نہیں اور ادب سے بڑھ کر کوئی حسب نہیں ہے۔ اور غضب سے بڑھ کر کوئی عداوت نہیں۔ اور عقل سے بڑھ کر کوئی حسن وجمال نہیں۔ اور جھوٹ سے بڑھ کر کوئی برائی نہیں۔ اور خاموشی سے بڑھ کر کوئی محافظ نہیں۔ عافیت سے زیادہ خوب صورت کوئی لباس نہیں اور موت سے زیادہ اور کوئی غائب چیز قریب نہیں ہے۔ اے لوگو جو شخص روئے زمین پر چل رہا ہے۔ وہ زمین کے شکم میں چلا جائے گا۔ اور رات اور دن دونوں عمر کے ختم کرنے کے لئے تیزی سے گردش کر رہے ہیں۔ اور وہ چیز جس میں ایک رمق بھی حیات ہے اس کے لئے خوراک ہے اور ہر دانے کے لئے غذا ہے اور تم موت کی خوراک ہو اور جو شخص زمانہ کو پہچانتا ہے وہ استعداد سے غافل نہیں رہے گا۔ اور کوئی دولتمند اپنی دولت کی وجہ سے موت سے نہیں بچے گا اور نہ کوئی فقیر اپنی فقیری کی وجہ سے۔ اے لوگو جو شخص اپنے رب سے ڈرا وہ ظلم سے باز رہا۔ جو شخص اپنی گفتگو میں محتاط نہیں ہوتا وہ فحش بکنے لگتا ہے۔ اور جو شخص خیر و شر میں امتیاز نہیں کرنا جانتا وہ بمنزلہ بہائم اور جانوروں کے ہے اور کل کے عظیم فاقہ کے مقابلے میں آج کی مصیبتیں کتنی چھوٹی ہیں۔ افسوس تم لوگ ایک دوسرے کو نہیں پہچانتے صرف اس لئے کہ تمہارے اندر معاصی و ذنوب (گناہ اور برائیاں) ہیں۔ دنیا کی راحت سے آخرت کی تکلیف اور دنیا کی تکلیف سے آخرت کی نعمت کتنی قریب ہے۔ وہ شر کوئی شر نہیں جس کے بعد جنت ہو اور وہ خیر کوئی خیر نہیں جس کے بعد جہنم ہو۔ اور جنت کے سامنے ہر نعمت حقیر ہے اور جہنم کے سامنے ہر مصیبت عافیت ہے۔

(۵۸۸۱) اسماعیل بن مسلم نے ایک روایت میں کہا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میں اپنے بعد اپنی امت کے لئے تین باتوں سے ڈرتا ہوں۔ ہدایت کے بعد گمراہی اور گمراہ کرنے والے فتنے اور شکم و شرمگاہ کی شہوت۔

(۵۸۸۲) ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کچھ لوگوں کی طرف سے ہو کر گزرے تو دیکھا کہ وہ سب ایک دوسرے کے مقابلہ میں پتھر اٹھائے ہوئے ہیں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پوچھا کہ یہ تم لوگ پتھر کیوں اٹھائے ہوئے ہو تو انہوں نے عرض کیا یہ دیکھنے کے لئے کہ ہم میں سے کون زیادہ طاقتور اور قوی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کیا میں تم لوگوں کو یہ بتاؤں کہ تم لوگوں میں سب سے زیادہ طاقتور اور قوی کون ہے؟ لوگوں نے عرض کیا جی ہاں یا رسول اللہ بتائیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تم میں سب سے زیادہ طاقت ور اور قوی وہ

ہے کہ جب خوش ہو تو یہ خوشی اس کو کسی گناہ یا امرِ باطل میں نہ مبتلا کر دے۔ اور جب ناراض ہو تو یہ ناراضی اس کو سچی بات کہنے سے نہ روک دے۔ جو چیز اس کے قبضہ میں ہو تو وہ چیز نہ لے جو اس کے لئے نہیں ہے۔ اور دوسری حدیث ہے کہ جب اس کی قدرت میں ہو تو وہ چیز نہ لے جس کے لینے کا اس کو حق نہ ہو۔

(۵۸۸۳) حسن بن محبوب نے ابی ولّاد حنّاط سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا اللہ تعالیٰ کے اس قول کے متعلق، **وبالوالدین احساناً** (سورہ انعام آیت ۱۵۱) اس احسان سے کیا مراد ہے۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ احسان سے مراد یہ ہے کہ دونوں سے سنگت و صحبت کو بہتر رکھو۔ اور ان کو اس کی تکلیف نہ دو کہ وہ اپنی ضرورت کی چیزیں تم سے مانگیں خواہ وہ خود اس سے مستغنی کیوں نہ ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا **لن تنالوا البر حتی تنفقوا مما تحبون** (سورۃ آل عمران آیت ۹۲) (ہر گز نہ حاصل کر سکو گے نیکی میں کمال جب تک خرچ نہ کرو اپنی پیاری چیز سے کچھ)۔ پھر آپ علیہ السلام نے فرمایا اور (قول خدا) **امایبلغن عندک الکبر احد هما او کلا هما فلا تقل لهما اف ولا تنهر هما** (سورۃ بنی اسرائیل آیت ۲۳) (اگر پہنچ جائیں تیرے سامنے بڑھاپے کو دونوں یا ان میں سے ایک تو ان سے جھڑک کر نہ بول)۔ اگر وہ دونوں تم کو ڈانٹیں **ولا تنهرهما** تم ان دونوں کو نہ جھڑکو اگر وہ دونوں تم کو ماریں **وقل لهما قولا کریما** (اور تم ان دونوں کے لئے قول کریم کہو) اور قول کریم یہ ہے کہ تم ان دونوں سے کہو کہ اللہ آپ دونوں کی مغفرت فرمائے تو یہ ہے تمہارا قول کریم **واخفض لهما جناح الذل من الرحمة** (سورۃ بنی اسرائیل آیت ۲۴) (اور تم ان دونوں کے لئے نہایت مہربانی کے ساتھ بازو جھکا دو) اور یہ کہ تم ان دونوں کی طرف غصہ سے بھری ہوئی نگاہ بھی نہ ڈالو بلکہ مہربانی اور نرمی کی نگاہ سے دیکھو اور تم ان دونوں کی آواز پر اپنی آواز بلند نہ کرو اور نہ ان کے ہاتھ پر اپنا ہاتھ بلند کرو اور نہ ان کے آگے چلو۔

(۵۸۸۴) حسن بن محبوب نے مالک بن عطیّہ سے انہوں نے عائذ احمسی سے انہوں نے ابی حمزہ ثمالی سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ حضرت امام زین العابدین علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ آگاہ رہو تم لوگوں میں سے اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے پسندیدہ وہ ہے جس کا عمل سب سے اچھا ہے اور تم لوگوں میں اللہ کے پاس سب سے بڑا حصہ ثواب اس کا ہے جس کو اللہ کے پاس سے ثواب لینے کی زیادہ خواہش ہے اور سب سے زیادہ عذاب الہٰی سے وہ بچے گا جو اللہ سے زیادہ ڈرے گا۔ اور سب سے زیادہ اللہ سے قرب اسے حاصل ہو گا جو سب سے زیادہ وسیع الاخلاق ہو گا اور سب سے زیادہ اللہ کی رضا اسے حاصل ہو گی جو اپنے اہل و عیال کو سب سے زیادہ عطا کرے گا اور اللہ کے نزدیک تم میں سب سے زیادہ مکرم وہ ہے جو سب سے زیادہ متقی ہو گا۔

(۵۸۸۵) حسن بن محبوب نے سعد بن ابی خلف سے انہوں نے حضرت ابوالحسن امام موسیٰ بن جعفر علیہما السلام سے

روایت کی ہے کہ آپ علیہ السلام نے اپنے کسی فرزند سے فرمایا کہ اے فرزند تم پرہیز کرو اس امر سے اللہ تعالیٰ تم کو اس مصیبت میں مبتلا دیکھے جس سے اس نے تم کو منع کیا ہے اور پرہیز کرو اس امر سے کہ اللہ تعالیٰ اس اطاعت کے وقت تم کو غیر حاضر پائے جس کی اطاعت کا اس نے تم کو حکم دیا ہے۔ تم پر جدوجہد لازم ہے اور عبادت الہیٰ میں کوتاہی ہونے کی وجہ سے اپنے نفس کو اس سے نہ نکالو۔ اس لئے کہ اللہ کی اتنی عبادت نہیں کی جاسکتی جتنی اس کی عبادت کا حق ہے۔ اور مزاح کو چھوڑ دو اس لئے کہ اس سے نور ایمان جاتا رہتا ہے اور اس سے تمہاری مروت کم ہوجائیگی اور کسل و اکتاہٹ سے بچو اس لئے کہ یہ دونوں تمہیں تمہارے حصہ سے محروم کردینگے۔

(۵۸۸۶) علی بن حکم نے ہشام بن سالم سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ یہ دنیا طالب بھی ہے اور مطلوب بھی جو دنیا کا طالب ہے اس کو موت طلب کرلیتی ہے اور وہ اس دنیا سے نکل جاتا ہے اور جو آخرت کا طالب ہے اس کو دنیا طلب کرتی ہے تاکہ وہ اس کا رزق پورا کردے۔

(۵۸۸۷) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ ایک مومن کے لئے اللہ کی طرف سے یہ نصرت ہی کافی ہے کہ وہ اپنے دشمن کو اللہ کی معصیت میں مبتلا دیکھتا ہے۔

(۵۸۸۸) اور اللہ تعالیٰ کے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ تم لوگ جنت کے باغ کی طرف جانے میں جلدی کرو۔ لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جنت کا باغ کیا؟ فرمایا وہ حلقہ جس میں ذکر الہیٰ ہوتا ہے۔

(۵۸۸۹) محمد بن احمد بن یحییٰ نے محمد بن آدم سے انہوں نے اپنے باپ سے انہوں نے حضرت امام ابوالحسن رضا علیہ السلام سے انہوں نے اپنے آبائے کرام علیہم السلام سے انہوں نے حضرت علی علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے علی علیہ السلام سے ارشاد فرمایا کہ اے علی (علیہ السلام) تم کسی بزدل سے ہرگز مشورہ نہ کرنا اس لئے کہ وہ تمہارے لئے مشکل سے نکلنے کا راستہ تنگ کردے گا۔ اور کبھی کسی بخیل (کنجوس) سے مشورہ نہ کرنا اس لئے کہ وہ تمہارے مقصد تک پہنچنے میں کوتاہی کا سبب بنے گا اور کبھی کسی لالچی اور حریص سے مشورہ نہ کرنا اس لئے کہ وہ برائی کو خوبصورت بنا کر پیش کرے گا اور یہ جان لو کہ بزدلی و بخل اور حرص یہ وہ فطرت ہے جس کو بدگمانی جمع کرتی ہے۔

(۵۸۹۰) حسن بن محبوب نے ہیثم بن واقد سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا ہے وہ فرمارہے تھے کہ جس کو اللہ تعالیٰ گناہوں کی ذلت سے نکال کر تقوی کی عزت بخشتا ہے تو پھر اسے بغیر مال کے غنی بنا دیتا ہے، بغیر کنبہ کے عزت دیتا ہے بغیر انس کے اس کا جی بہلاتا ہے۔ اور جو اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہے اس سے ہر شے کو اللہ تعالیٰ ڈراتا ہے۔ اور جو اللہ تعالیٰ سے نہیں ڈرتا تو اس کو اللہ تعالیٰ ہر شے سے ڈراتا ہے اور جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے تھوڑا رزق ملنے پر راضی ہے اللہ تعالیٰ اس کے تھوڑے سے عمل پر راضی ہوتا ہے اور جو شخص

طلب معاش میں کوتاہی نہیں کرتا ہے اس کا خرچ آسانی سے چلتا ہے اور وہ اپنے اہل وعیال پر انعام کرتا ہے اور جو شخص دنیا میں زہد اختیار کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے قلب میں حکمت جاگزین کردیتا ہے اور اس کی زبان سے حکمت کی باتیں نکلتا ہے اور دنیا کے عیوب اور اس کا مرض اور اس کا علاج اس کو دکھاتا ہے اور وہ دنیا سے صحیح سلامت نکل کر سیدھا دارالسلام کی طرف جاتا ہے۔

(۵۸۹۱) ابو حمزہ ثمالی کی روایت میں ہے ان کا بیان ہے کہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے مجھ سے ارشاد فرمایا کہ میرے والد علیہ السلام کا وقت وفات قریب ہوا تو مجھے انہوں نے اپنے سینے سے لگایا اور فرمایا اے فرزند حق پر صبر کرنا اگرچہ کہ وہ تلخ ہے، تم کو اس کا حساب دیا جائے گا۔

(۵۸۹۲) ابن مسکان نے عبداللہ بن ابی یعفور سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ایک شخص سے ارشاد فرمایا کہ تم اپنے دل کو اپنے قریب رکھو اور اس سے مشورہ کیا کرو۔ اور اپنے علم کو اپنے والد کے برابر سمجھو اور اس کی پیروی کیا کرو۔ اور اپنے نفس کو اپنا دشمن سمجھو اور اس سے جہاد کیا کرو۔ اور اپنے مال کو چند روزہ عاریت کے طور پر سمجھو اس کو تمہیں واپس کرنا ہے۔

(۵۸۹۳) نیز آنجناب علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ تم اپنے نفس سے اسی طرح جہاد کرو جس طرح تم اپنے دشمن سے جنگ و جہاد کرتے ہو۔

(۵۸۹۴) حسن بن راشد نے ابی حمزہ ثمالی سے انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے آپ علیہ السلام نے بیان فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں ایک شخص آیا اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ مجھے کچھ تعلیم کیجئے۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جو لوگوں کے قبضہ میں ہے اس سے ناامید ہو جاؤ اس لئے کہ یہی دولتِ حاضر ہے۔ اس نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کچھ اور۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا طمع اور لالچ سے پرہیز کرو اس لئے کہ یہ فقر وافلاسِ حاضر ہے۔ اس نے عرض کیا یا رسول اللہ کچھ اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم کسی کام کا ارادہ کرو تو اس کے انجام کو سوچ لو اگر اس کا انجام بہتر اور درست ہے تو اس کے پیچھے جاؤ اور اگر انجام برا اور گمراہی ہے تو اس کو چھوڑ دو۔

(۵۸۹۵) حسین بن یزید نے علی بن عزاب سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا جو شخص تخلیہ میں کوئی گناہ کرنے جائے اور اسے خیال آئے کہ اللہ تعالیٰ یہاں بھی دیکھتا ہے اور وہ اپنے محافظ فرشتوں سے حیاء کرے کہ (وہ دیکھتے ہیں) تو اللہ تعالیٰ اس کے تمام گناہوں کو معاف کردے گا خواہ وہ دو جہان کے گناہوں کے برابر کیوں نہ ہوں۔

(۵۸۹۶) عباس بن بکار ضبی سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے محمد بن سلیمان کوفی بزاز نے انہوں

نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے عمرو بن خالد نے روایت کرتے ہوئے زید بن علی سے انہوں نے اپنے پدر بزرگوار علیؑ ابن الحسینؑ سے انہوں نے اپنے پدر بزرگوار حسینؑ ابن علیؑ سے انہوں نے اپنے پدر نامدار حضرت امیرالمومنین علیؑ بن ابی طالب علیہم السلام سے روایت کی ہے کہ آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ جو شخص جمعرات کو بعد زوال سے لے کر جمعہ کے دن زوال کے وقت وفات پائے اور وہ مومن ہو تو اللہ تعالیٰ اس کو فشار قبر سے محفوظ رکھے گا اور قبیلہ ربیعہ و مضر کے افراد کی تعداد کے برابر اس کی شفاعت قبول کرے گا اور جو شخص مومنین میں سے سنیچر کو وفات پائے تو اللہ تعالیٰ اس کو اور قوم یہود کو جہنم میں تاابد جمع نہیں کرے گا اور مومنین میں سے جو شخص اتوار کو وفات پائے تو اللہ تعالیٰ اس کو قوم نصاریٰ کو ایک ساتھ جہنم میں تاابد جمع نہیں کرے گا۔ اور جو شخص مومنین میں سے دوشنبہ (پیر) کو وفات پائے تو اللہ تعالیٰ اس کو اور ہمارے دشمنوں کو نبی امیہ میں سے ایک ساتھ تاابد جہنم میں جمع نہیں کرے گا اور جو شخص مومنین میں سے منگل کے دن وفات پائے تو اللہ تعالیٰ اسے ہم لوگوں کے ساتھ رفیق اعلیٰ میں محشور کرے گا اور جو شخص مومنین میں سے چہار شنبہ کو وفات پائے تو اللہ تعالیٰ اس کو قیامت کے دن کی نحوست و سختیوں سے محفوظ رکھے گا۔ اور اس کے اپنی مجاورت سے سرفراز کرے گا اور اپنے فضل و کرم سے دارالمقامہ (جنت) میں داخل کرے گا اور اسے کوئی تھکن محسوس ہوگی اور نہ کوئی تکلیف محسوس ہوگی۔

پھر آنجناب علیہ السلام نے فرمایا کہ مومن کسی حالت میں وفات پائے اور کسی دن کسی ساعت میں اس کی روح قبض ہو وہ صدیق و شہید ہوگا اور میں نے اپنے حبیب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا ہے وہ فرماتے تھے اگر کوئی مرد مومن دنیا سے اس طرح نکلے کہ اس پر تمام روئے زمین کے گناہوں کے برابر بوجھ ہو تو اس کی موت اس کے تمام گناہوں کی کفارہ بن جاتی ہے۔

پھر فرمایا جو شخص **لا الہ الا اللہ** خلوص دل سے کہے وہ شرک سے بری ہے اور جو دنیا سے اس طرح نکلے کہ اس نے اللہ کا کسی کو شریک نہ کیا ہو تو وہ جنت میں داخل ہوگا پھر آپ علیہ السلام نے اس آیت کی تلاوت فرمائی۔ **ان اللہ لایغفران یشرک بہ ویغفر مادون ذلک لمن یشاء** (اللہ تعالیٰ اگر اس کے ساتھ شرک کیا جائے تو اسے ہرگز نہیں بخشے گا اور اس کے علاوہ سب بخش دے گا جسے چاہے گا) (سورۃ النساء آیت ۴۸) تمہارے شیعوں اور تم سے محبت کرنے والوں میں سے یا علی (علیہ السلام)۔

امیرالمومنین علیہ السلام فرماتے ہیں کہ پس میں نے عرض کیا کہ یارسول اللہ یہ آیت میرے شیعوں کے لئے ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہاں قسم اپنے پروردگار کی یہ تمہارے شیعوں ہی کے لئے ہے۔ یہ لوگ اپنی قبروں سے قیامت کے دن یہ کہتے ہوئے نکلیں گے **لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ علی ابن ابی طالب حجۃ اللہ** تو ان کے لئے جنت سے سبز لباس لایا جائے گا اور ان کے سر پر شاہی تاج کرامت اور جنت کا تاج رکھا

سے گا و جنت کے گھوڑے لائے جائیں گے اور ان میں سے ہر ایک کو جنت کی سبز پوشاک پہنائی جائے گی۔ اور ان کے سروں پر شاہی تاج اور تاج کرامت رکھا جائے گا پھر وہ اسپہائے جنت (جنت کے گھوڑے) پرسوار ہونگے اور ان پر بیٹھ کر جنت کی طرف پرواز کر جائیں گے۔ ان کو فزع اکبر نہیں ستائے گا اور ان سے ملائکہ ملاقات کر کے کہیں گے کہ یہ دن تم لوگوں کا ہے جس کا تم لوگوں سے وعدہ کیا گیا تھا۔

(۵۸۹۷) ایک مرتبہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کیا گیا حسنِ خُلق کی حد کیا ہے؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا تم اپنے پہلو کو نرم رکھو، خوش گفتاری سے کام لو اور اپنے بھائی سے مسکراتے ہوئے چہرے کے ساتھ ملو۔

(۵۸۹۸) نیز آپ علیہ السلام سے دریافت کیا گیا کہ سخاوت کی حد کیا ہے؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا تم اپنے مال سے اتنا حصہ نکال دو جتنا اللہ تعالیٰ نے تم پر واجب کیا ہے اور اس کو اس کے مستحق کے حوالے کر دو۔

(۵۸۹۹) یعقوب بن یزید نے احمد بن حسن میثمی سے انہوں نے حسین بن ابی حمزہ سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا وہ فرما رہے تھے کہ کار خیر میں خرچ کرو اور یقین رکھو کہ اس کا عوض ضرور ملے گا اور یہ بھی معلوم ہونا چاہیئے کہ جو شخص اللہ کی اطاعت میں صرف نہیں کرے گا وہ ایسے حالات میں گرفتار ہوگا کہ اس کو اللہ تعالیٰ کی نافرمانی میں صرف کرنا پڑے گا۔ اور جو شخص خدا کے دوست کی حاجت روائی کے لئے نہیں جائے گا وہ ایسا پھنسے گا کہ کسی دشمن کی حاجت روائی کے لئے جانا پڑے گا۔

(۵۹۰۰) احمد بن اسحاق بن سعد نے عبداللہ بن میمون سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے انہوں نے اپنے پدر بزرگوار علیہ السلام سے روایت کی ہے آپ نے بیان فرمایا کہ فضل بن عباس کا بیان ہے کہ کسریٰ یا قیصر میں سے کسی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں ایک بغلہ (خچر) ہدیہ بھیجا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس پر بالوں کا جھول ڈالا اور سوار ہوئے اور پیچھے مجھے بٹھالیا۔ اور مجھ سے فرمایا اے لڑکے تم خدا کو یاد کرو خدا تم کو یاد کرے گا تم خدا کو یاد کرو تو تم اس کو اپنے آگے پاؤ گے۔ تم کشادگی کے زمانے میں اللہ کو پہچانو تو اللہ تعالیٰ تنگی کے زمانے میں تم کو پہچانے گا۔ اور اگر کسی سے کچھ مانگنا ہے تو اللہ سے مانگو اگر تم کسی سے مدد کے طلبگار ہو تو اللہ تعالیٰ سے مدد کے طلبگار ہو۔ اور جو کچھ ہونے والا ہے اس کو قلم قدرت لکھ چکا۔ اگر ساری دنیا کوشش کرے کہ تمہیں ایسے معاملہ میں نفع پہنچائے جس کو قلم قدرت نے نہیں لکھا ہے تو وہ تمہیں نہیں پہنچا سکتی اور اگر ساری دنیا کوشش کرے کہ تمہیں ایسے امر میں نقصان پہنچائے جس کو قلم قدرت نے نہیں لکھا ہے تو نقصان نہیں پہنچا سکتی۔ اگر تم سے ہوسکے تو یقین کے ساتھ صبر کرو اور ممکن نہ ہو تو صرف صبر کرو۔ اس لئے کہ مصیبت پر صبر میں بھی بہت بھلائی ہے۔ اور یہ جان لو کہ صبر کے ساتھ ہی اللہ کی مدد بھی ہے اور تکلیف کے ساتھ کشادگی ہے اور مشکل کے ساتھ آسانی بیشک مشکل کے ساتھ آسانی ہے۔

(۵۹۰۱) محمد بن علی کوفی نے اسماعیل بن مہران سے انہوں نے مرازم سے انہوں نے جابر بن یزید سے انہوں نے جابر بن عبداللہ انصاری سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جب بچہ ماں کے پیٹ میں پڑتا ہے تو اگر لڑکا ہے تو اس کا چہرہ ماں کی پشت کی طرف رہتا ہے اور اگر لڑکی ہے تو اس کا چہرہ ماں کے پیٹ کی طرف رہتا ہے اور اس کے دونوں ہاتھ اس کے دونوں رخساروں پر اور اس کی ٹھڈی اس کے دونوں گھٹنوں پر ہوتی ہے محزون کی شکل میں، وہ جیسے اپنی ناف کے ساتھ اپنی ماں کی ناف سے بندھا رہتا ہے اور اسی ناف کے ذریعہ وہ ماں کے طعام و غذا سے غذا حاصل کرتا ہے وقت ولادت تک جو مقرر رہتا ہے پس اللہ تعالیٰ ایک ملک کو بھیجتا ہے جو اس کی پیشانی پر لکھ دیتا ہے۔ متقی ہے یا سعید، مومن ہے یا کافر، غنی ہے یا فقیر اور اس کی اجل اور اس کا رزق اس کی بیماری اس کی صحت کو لکھتا ہے اور جب ماں کی ناف سے اس کا مقرر رزق منقطع ہو جاتا ہے تو وہ ملک اس کو ڈانٹتا ہے تو وہ بچہ ڈانٹ کی آواز سن کر ڈرتا ہے اور الٹ جاتا ہے اور اس کا سر مخرج کے سامنے آجاتا ہے اور جب وہ زمین پر گرتا ہے تو ایک عجیب خوف و عذاب عظیم میں مبتلا ہو جاتا ہے کہ اگر اس کے جسم کو ہوا یا ہاتھ مس ہو تو اتنی تکلیف محسوس کرتا ہے کہ جتنی کسی آدمی کے جسم کی کھال اتری ہوئی ہو اور وہ تکلیف محسوس کرے اب وہ بھوکا ہے تو نہ خود سے کھا سکتا ہے اور پیاسا ہے تو نہ خود سے پانی پی سکتا ہے۔ اس کو کہیں درد محسوس ہوتا ہے تو وہ کسی کو مدد کے لئے بھی نہیں بلا سکتا لہذا وہ اللہ کی مہربانی اور اپنی ماں کی شفقت و محبت پر بھروسہ کرتا ہے اور وہ اس کو اپنی جان کی بازی لگا کر گرمی سردی سے بچاتی ہے اور کبھی کبھی اس پر جان بھی فدا کر دیتی ہے۔ اور اس کی مہرمادری اس حد تک ہوتی ہے کہ اس کو اپنی بھوک کی پروا نہیں اگر بچہ شکم سیر ہو جائے تو اس کو اپنی پیاس کی فکر نہیں اگر بچہ کی پیاس بجھ جائے۔ خود ننگی رہے اور بچے کو کپڑا پہنا دے۔ اللہ نے اس بچہ کا رزق اب ماں کی دونوں چھاتیوں میں رکھ دیا ہے ایک میں اس کا پانی ہے اور ایک میں اس کا کھانا ہے جب تک وہ دودھ پیتا ہے اللہ تعالیٰ ہر روز جو اس کا رزق مقرر ہے اس میں پیدا کر دیتا ہے اور جب بڑا ہوتا ہے تو اس میں اپنے گھر والوں کی اور ماں کی سمجھ آتی ہے اور اس میں لالچ و خواہش پیدا ہوتی ہے اور اس کے ساتھ وہ ہر طرح کی بلاؤں، آفتوں اور امراض میں مبتلا ہوتا رہتا ہے اور ملائکہ اس کی ہدایت و رہنمائی کرتے ہیں اور شیاطین اس کو بہکانے اور گھبراؤ ڈالنے کی کوشش کرتے ہیں۔ اور اگر اللہ اس کو نہ بچائے تو وہ ہلاک ہو جائے چنانچہ اللہ تعالیٰ نے انسان کا ذکر اپنی کتاب میں فرمایا ہے۔ **ولقد خلقنا الانسان من سللة من طين ○ ثم جعلنه نطفة فى قرار مكين ○ ثم خلقنا النطفة علقة فخلقنا العلقة مضغة فخلقنا المضغة عظماً فكسونا العظم لحماً ثم انشانه خلقاً اخر فتبرك الله احسن الخالقين ○ ثم انكم بعد ذالك لميتون ○ ثم انكم يوم القيمة تبعثون ○** (سورۃ مومنون آیات ۱۲ سے ۱۶ تک) (اور ہم نے انسان کو چنی ہوئی مٹی سے بنایا۔ پھر ہم نے اس کو پانی کی بوند کر کے ایک

جے ہوئے ٹھکانے میں رکھا۔ پھر ہم نے اس بوند سے جما ہوا لہو بنایا پھر اس جے ہوئے خون سے گوشت کی بوٹی بنائی۔ پھر ان گوشت کی بوٹیوں سے ہڈیاں بنائیں۔ پھر ان پر گوشت چڑھایا۔ پھر ایک نئی صورت میں اسے اٹھا کر کھڑا کر دیا۔ بڑی برکت اللہ کی ہے جو سب سے بہتر بنانے والا ہے۔ پھر تم اس کے بعد مروگے۔ پھر تم قیامت کے دن کھڑے کئے جاؤ گے۔)

جابر بن عبداللہ انصاری نے عرض کیا یا رسول اللہ یہ تو ہم لوگوں کی پیدائش کا حال ہے یا رسول اللہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیدائش اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اوصیاء کی پیدائش کا کیا حال ہے؟ اس سوال پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ذرا خاموش ہوئے پھر فرمایا اے جابر تم نے ایک امر عظیم کا سوال کر لیا اس کو وہی برداشت کر سکتا ہے جسے عقل کا بڑا حصہ ملا ہو۔ سنو انبیاء اور اوصیاء اللہ تعالیٰ کے نور عظمت سے خلق ہوئے ہیں اللہ تعالیٰ نے ان کے انوار کو اصلاب طیبہ اور ارحام طاہرہ میں ودیعت کیا اور اس کی حفاظت اپنے ملائکہ سے کراتا رہا۔ اپنی حکمت سے ان کی پرورش کرتا رہا اور اپنے علم سے نہیں غذا دیتا رہا۔ پس ان لوگوں کا معاملہ بیان سے بالاتر ہے اور ان لوگوں کے حالات اتنے دقیق ہیں کہ تمہاری سمجھ میں نہیں آئیں گے۔ اس لئے کہ یہ سب اللہ کی زمین پر اس کے ستارے ہیں اس کے بندوں میں اس کے خلفاء اور اس کے ملک میں اس کے انوار اور اس کی مخلوق پر اس کی حجت ہیں اے جابر یہ ایک علم مخفی و مخزون ہے اس کو تم بھی نا اہل سے پوشیدہ رکھنا۔

(۵۹۰۲) مفضل بن عمر نے ثابت ثمالی سے انہوں نے حبابۃ الوالبیۃ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ان کا بیان ہے کہ میں نے اپنے مولا امیرالمومنین علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا آپ علیہ السلام فرماتے تھے کہ ہم اہلبیت شراب نہیں پیتے بام مچھلی نہیں کھاتے اور موزوں پر مسح نہیں کرتے پس جو بھی ہمارا شیعہ ہے وہ ہماری پیروی کرے اور ہماری سنت پر عمل کرے۔

(۵۹۰۳) حماد بن عثمان نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ حکمت آل داؤد میں ہے کہ عقلمند کو چاہیئے کہ اپنے حالات پر نظر رکھے۔ اپنی زبان پر قبضہ رکھے اور اپنے زمانے کے لوگوں کو پہچانے۔

(۵۹۰۴) صفوان بن یحیی و محمد بن ابی عمیر نے موسیٰ بن بکر سے انہوں نے زرارہ اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ احسان۔ تو یہ احسان صاحبِ حسب کے علاوہ کسی کے پاس نہیں ہے۔ ہر متقی کے لئے نماز تقرب کا ذریعہ ہے اور حج ہر کمزور کا جہاد ہے۔ ہر شے کی زکوٰۃ ہے اور جسم کی زکوٰۃ روزہ ہے۔ عورت کا جہاد شوہر کے ساتھ اچھی طرح گزر کرنا ہے۔ تم لوگ صدقہ دے کر اپنا رزق آسمان سے اتار لو۔ جس کو بدلہ ملنے کا یقین ہوتا ہے وہ عمدہ عطیہ اور تحفہ دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ مدد بھی بقدر ضرورت نازل کرتا ہے۔ زکوٰۃ

دے کر اپنے اموال کی حفاظت کرو۔ ایک انداز سے چلنا نصف عیش ہے۔ جو شخص کفایت شعاری سے کام لیتا ہے وہ محتاج نہیں ہوتا۔ اہل وعیال کی کمی بھی کشادہ حالی کا ایک سبب ہے۔ بغیر خود عمل کئے لوگوں کو دعوت دینا ایسا ہے جیسے بغیر تیر کے تیر چلانے والا۔ آپس میں مودت نصف عقل ہے۔ فکر نصف بڑھاپا ہے۔ اللہ تعالیٰ مصیبت کے برابر صبر نازل کر دیتا ہے۔ جو شخص کسی مصیبت کے وقت زانو پر اپنا ہاتھ مارے گا اس کا اجر وثواب ضبط ہو جائے گا۔ جو اپنے والدین کو رنج پہنچائے گا وہ ان دونوں کی طرف سے عاق ہو جائے گا۔

(۵۹۰۵) امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے تم لوگوں میں اخلاق کو بھی اسی طرح تقسیم کیا جس طرح تم لوگوں میں تمہارا رزق تقسیم کیا ہے۔

(۵۹۰۶) ابی جمیلہ مفضل بن صالح سے روایت ہے انہوں نے سعد بن طریف سے انہوں نے اصبغ ابن نباتہ سے انہوں نے حضرت امیرالمومنین علی ابن ابی طالب علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ ایک مرتبہ حضرت جبرئیل علیہ السلام حضرت آدم علیہ السلام پر نازل ہوئے اور کہا کہ اے آدم (علیہ السلام) مجھے حکم ہوا ہے کہ میں آپ کو تین باتوں میں سے ایک بات کا اختیار دوں اور دو کو چھوڑ دوں اور وہ باتیں عقل وحیاء ودین ہیں تو حضرت آدم علیہ السلام نے فرمایا کہ میں عقل کو اختیار کرتا ہوں۔ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے حیاء ودین سے کہا کہ تم دونوں واپس چلو اور اس کو چھوڑ دو۔ تو ان دونوں نے کہا اے جبرئیل ہم دونوں کو تو حکم دیا گیا ہے کہ ہم دونوں عقل کے ساتھ رہیں جہاں وہ ہو۔ تو جبرئیل علیہ السلام نے کہا اچھا تم دونوں کی مرضی ہے یہ کہہ کر وہ پرواز کر گئے۔

(۵۹۰۷) احمد بن محمد بن عیسیٰ نے علی بن اسماعیل سے انہوں نے عبداللہ بن ولید سے انہوں نے ابی بصیر سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ علیہ السلام نے فرمایا چار چیزیں ضائع چلی جاتی ہیں وہ محبت جو ایسے سے کی جائے جس میں وفا نہ ہو۔ اور وہ احسان جو ایسے شخص پر کیا جائے جو شکر گزار نہیں ہوتا اور وہ علم جو ایسے شخص کو سکھایا جائے جو سنتا نہیں ہے اور وہ راز جو ایسے شخص کو ودیعت کیا جائے جو اس کی حفاظت نہیں کرتا۔

(۵۹۰۸) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے چند قطعہ زمین ہیں جن کا نام منتقمہ ہے جب اللہ تعالیٰ کسی کو مال دیتا ہے اور وہ اس میں سے اللہ کا حق نہیں نکالتا تو اللہ تعالیٰ ان پر زمین کے ان قطعوں میں سے ایک قطعہ کو مسلط کر دیتا ہے اور وہ اس کے مال کو ضائع کرا دیتا پھر وہ مرجاتا ہے۔ وہ قطعہ چھوڑ جاتا ہے۔

(۵۹۰۹) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص اس کی پرواہ نہیں کرتا کہ وہ خود کیا کہتا ہے اور لوگ اس کے متعلق کیا کہتے ہیں تو وہ شیطان کا شریک ہے۔ اور جو اس کی پروا نہیں کرتا کہ لوگ اس کو گناہوں میں مبتلا دیکھیں گے تو بھی شیطان کا شریک ہے اور جو شخص اپنے برادر مومن کی غیبت اور برائی کرتا ہے بغیر اس کے کہ دونوں کے درمیان جھگڑا ہو تو وہ بھی شریکِ شیطان ہے اور جو حرام محبت میں شغف رکھتا ہے اور زنا کی خواہش رکھتا

ہے وہ بھی شریک شیطان ہے۔
پھر فرمایا کہ والد الزنا کی چند نشانیاں ہیں ان میں سے ایک ہم اہلبیت سے بُغض ہے دوسرے یہ کہ اسے اس حرام کا شوق ہو جس سے وہ پیدا ہوا ہے۔ تیسرے دین کا استخفاف کرنا۔ اور چوتھے لوگوں کے لئے اس کی موجودگی پسند نہ ہونا۔ اور اپنے بھائیوں کی موجودگی صرف اسی کو بری محسوس ہوگی جو اپنے باپ کے علاوہ کسی دوسرے کی اولاد ہوگا یا اس کی ماں حالت حیض میں حاملہ ہوئی ہوگی۔

(۵۹۱۰) حضرت امیرالمومنین علیہ السلام نے ارشاد فرمایا جو دنیا میں صرف اس پر راضی ہو جائے جو اس کے لئے جائز ہے تو اس کے لئے دنیا میں سے کم سے کم ہی کافی ہوگا اور جو دنیا میں سے جو اس کے لئے جائز ہے اس پر راضی نہیں ہے تو پھر اسے دنیا کی کوئی شے بھی کافی نہ ہوگی۔

(۵۹۱۱) اسحاق بن عمّار نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ آسمان سے مدد بقدر حاجت نازل ہوتی ہے۔

(۵۹۱۲) حسن بن علی بن فضّال نے میسّر سے روایت کی ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ آسمان سے جو باتیں بذریعہ وحی نازل کی ہوئی ہیں ان میں یہ بھی ہے کہ اگر ابن آدم کے لئے وادیوں میں سونے چاندی کا سیلاب بھی آجائے تو وہ ایسی ہی وادیاں اور چاہے گا۔ اے آدم (علیہ السلام) کی اولاد تیرا شکم تو سمندروں میں سے ایک سمندر ہے اور وادیوں میں سے ایک وادی ہے اس کو مٹی کے سوا کوئی پر نہیں کر سکتا۔

(۵۹۱۳) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ مومن کو گالی دینا فسق ہے، اسے قتل کرنا کفر ہے اور اس کا گوشت کھانا (غیبت کرنا) اللہ کی معصیت ہے اور اس کے مال کی بھی حرمت اتنی ہی ہے جتنی اس کے خون کی۔

(۵۹۱۴) احمد بن محمد بن سعید کوفی نے روایت کی ہے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے حسن بن فضّال نے روایت کرتے ہوئے اپنے باپ سے انہوں نے حضرت ابوالحسن علی بن موسیٰ الرضا علیہما السلام سے آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ امام کی چند عادتیں ہیں۔ وہ لوگوں میں سب سے زیادہ عالم، لوگوں میں سب سے زیادہ اچھا فیصلہ کرنے والا، سب سے زیادہ متقی، سب سے زیادہ شجاع، سب سے زیادہ سخی، سب سے زیادہ عبادت گزار ہو اور ختنہ شدہ پیدا ہوگا اور پاک پیدا ہوگا وہ پس پشت اسی طرح دیکھے جیسے اپنے آگے دیکھتا ہے اس کے جسم کا سایہ نہ ہو اور شکم مادر سے جب زمین پر آئے تو اپنی دونوں ہتھیلیوں کو زمین پر ٹیکے اور باآواز بلند شہادتین پڑھے اور اس کو خواب میں احتلام نہ ہو۔ اس کی آنکھ سوئے مگر دل بیدار رہے۔ وہ فرشتوں سے بات کرے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زرہ اس کے جسم پر ٹھیک ہو۔ اس کا پیشاب پائخانہ نہ دیکھا جائے اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے زمین کے ذمہ یہ کام سپرد کیا ہے کہ جو کچھ نکلے وہ اسے نگل جائے اور وہ مشک سے بھی زیادہ خوشبودار ہو۔ اور وہ لوگوں کی جانوں کا لوگوں سے زیادہ مالک ہو۔ اور ان پر اپنے

ماں باپ سے زیادہ مہربان ہو اور لوگوں سے زیادہ اللہ کے لئے متواضع ہو اور سب سے زیادہ اللہ کے حکم پر عمل کرے اور اللہ نے جس سے منع کیا ہے اس سے دست کش رہے اور اس کی دعا مستجاب ہو یہاں تک کہ اگر کسی چٹان کے لئے بھی دعا کرے تو وہ بیچ سے دو ٹکڑے ہو جائے۔ اور اس کے پاس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اسلحے ہوں اور ان کی تلوار ذوالفقار ہو اور اس کے پاس وہ صحیفہ ہو جس میں اس کے دوستوں کے تا قیامت نام لکھے ہوں اور اسکے دشمنوں کے تاقیامت نام ہوں۔ اور اس کے پاس جامعہ ہو اور وہ ایک صحیفہ ہے جو ستر ہاتھ طولانی ہے اس میں وہ سب کچھ ہے جس کی ضرورت نبی آدم کو ہے۔ اور اس کے پاس جفرِ اکبر و اصغر ہو۔ ایک بکرے اور ایک مینڈھے کی کھال کے جن میں تمام علوم ہیں حتیٰ کہ ایک خراش کی دیت بھی اور ایک جلد و نصف جلد اور ایک تہائی جلد کی بھی اور اس کے پاس مصحف فاطمہ علیہا السلام ہو۔

(۵۹۱۵) ہم لوگوں سے عبدالواحد بن عبدوس نیشاپوری رضی اللہ عنہ نے روایت کی ہے کہ بیان کیا مجھ سے علی بن محمد بن قتیبہ نے فضل بن شاذان سے نقل کرتے ہوئے کہ ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام رضا علیہ السلام کو سنا وہ فرماتے تھے کہ جب حضرت سیدالشہدا امام حسین علیہ السلام کا سر اقدس شام لے جایا گیا تو یزید ملعون حکم دیتا وہ سر اقدس رکھا جاتا اور اس پر دسترخوان بچھایا جاتا اور اس کے دوست آتے اور اس پر کھاتے اور شراب پیتے اور جب اس سے فارغ ہوتے تو حکم دیتا اور سر اقدس طشت کے اندر اس کے تخت کے نیچے رکھ دیا جاتا۔ اور تخت پر شطرنج کی بساط جمائی جاتی اور یزید ملعون اس پر بیٹھ کر شطرنج کھیلتا اور حضرت امام حسین بن علی علیہ السلام اور ان کے باپ دادا کا ذکر کر کے ان کا مذاق اڑاتا۔ اور جب تک وہ شطرنج کھیلتا درمیان میں شراب لے کر تین مرتبہ پیتا اور جو بچ رہتی وہ اس طشت سے متصل زمین پر بہا دیتا۔ لہذا جو بھی ہمارا شیعہ ہے وہ شراب پینے اور شطرنج کھیلنے سے اجتناب کرے اور جس کی نظر بھی شراب یا شطرنج پر پڑے وہ امام حسین علیہ السلام کو یاد کرے اور یزید اور آل زیاد پر لعنت کرے تو اللہ تعالیٰ اس کے تمام گناہ بخش دے گا خواہ وہ ستاروں کی تعداد کے برابر کیوں نہ ہوں۔

(۵۹۱۶) امام رضا علیہ السلام نے فرمایا کہ جس کا جسم دشمن کا اسیر نہ ہو اور اس کا راستہ نہ رُکا ہو اور اس کے پاس اس دن کا کھانا ہو تو گویا اس کے پاس دنیا آگئی۔

(۵۹۱۷) نیز آنجناب علیہ السلام نے فرمایا کہ دلوں کی فطرت یہ ہے کہ جو ان پر احسان کرے اس سے محبت اور جو اس سے بد سلوکی کرے اس سے نفرت کریں۔

(۵۹۱۸) اور سعد بن طریف نے اصبغ بن نباتہ سے روایت کی ہے کہ حضرت امیرالمومنین علیہ السلام نے اپنے ایک خطبہ میں فرمایا کہ اے لوگو! سنو میری بات اور مجھے سمجھو اس لئے کہ جدائی قریب ہے۔ میں تمام مخلوق کا امام ہوں اور

بہترین مخلوق کا وصی ہوں اور امت کی تمام عورتوں کی سردار کا شوہر اور عترت طاہرہ اور ائمہ ہادیہ کا باپ ہوں ۔ میں رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا بھائی، ان کا وصی، ان کا ولیعہد، ان کا وزیر، ان کا صحابی، ان کا مخلص، ان کا حبیب، ان کا خلیل ہوں ۔ میں مومنین کا امیر و حاکم، شہہ سواران کا قائد، تمام اوصیاء کا سردار ہوں ۔ میری جنگ اللہ کی جنگ، میری صلح اللہ کی صلح، میری اطاعت اللہ کی اطاعت، میری ولایت اللہ کی ولایت ہے ۔ میرے دوستدار اللہ کے دوستدار ہیں میرے مدد گار اللہ کے مدد گار ہیں ۔ اس ذات کی قسم جس نے مجھ کو پیدا کیا جبکہ میں کچھ بھی نہ تھا کہ اصحاب محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم میں سے وہ لوگ جن کا حافظہ درست ہے وہ جانتے ہیں کہ ناکثین و قاسطین و مارقین کے لئے نبی امی کی زبان پر لعنت جاری ہوئی ہے اور جو افتراء باندھے اور جھوٹ کہے وہ نامراد اور نقصان اٹھانے والا ہوگا ۔

(۵۹۱۹) اور امیرالمومنین علیہ السلام نے فرمایا کہ ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ پروردگار میرے خلفاء پر رحم فرما تو عرض کیا گیا کہ یا رسول اللہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے خلفاء کون ہیں ؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا وہ لوگ جو میرے بعد آئیں گے اور میری حدیث و سنت کی روایت کریں گے ۔

(۵۹۲۰) معلّی بن محمد بصری نے جعفر بن سلمہ سے انہوں نے عبداللہ بن حکم سے انہوں نے اپنے باپ سے انہوں نے سعید بن جبیر سے انہوں نے ابن عباس سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ علی (علیہ السلام) ہی میرے وصی اور میرے خلیفہ ہیں اور ان کی زوجہ فاطمہ علیہا السلام تمام عالمین کی عورتوں کی سردار میری دختر ہیں اور حسنؑ و حسینؑ دونوں جوانان اہل جنت کے سردار میری اولاد ہیں جس نے ان لوگوں سے دوستی رکھی اس نے مجھ سے دوستی رکھی جس نے ان لوگوں سے دشمنی رکھی اس نے مجھ سے دشمنی رکھی ۔ جس نے ان لوگوں سے جھگڑا اور نزاع کیا اس نے مجھ سے جھگڑا اور نزاع کیا، جس نے ان لوگوں پر ظلم و جفا کی اس نے میرے اوپر ظلم و جفا کی ۔ جس نے ان لوگوں کے ساتھ نیکی کی اس نے میرے ساتھ نیکی کی، جس نے ان لوگوں سے میل رکھا اس نے اللہ سے میل رکھا جس نے ان لوگوں کو چھوڑا اس کو اللہ نے چھوڑا، جس نے ان لوگوں کی مدد و اعانت کی اس کی اللہ نے مدد کی، جس نے ان لوگوں کی نصرت ترک کی اس کی اللہ نے نصرت ترک کی ۔ اے اللہ تیرے انبیاء اور تیرے رسولوں کے ثقل اور اہلبیت ہیں تو علی (علیہ السلام) و فاطمہ علیہا السلام و حسن (علیہ السلام) و حسین (علیہ السلام) میرے اہلبیت اور میرے ثقل ہیں ان سے ہر پلیدگی (نجاست) کو دور رکھ اور انہیں پاک رکھ جو پاک رکھنے کا حق ہے ۔ (اے رب العالمین) ۔

الحمدللہ من لایحضرہ الفقیہ تالیف شیخ عالم فقیہ سعید موید ابی جعفر محمد بن علی بن حسین بن موسیٰ بن بابویہ قمی رضی اللہ عنہ کی جلد چہارم کا اردو ترجمہ تمام ہوا ۔ سید حسن امداد ممتازالافاضل (غازی پوری)

۲۳ رمضان المبارک بروز سہ شنبہ ۱۴۱۶ھ بمطابق منگل ۱۳ فروری ۱۹۹۶ء

راویوں کے اِسمائے گرامی

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اس کتاب کے مصنف محمد بن علی بن حسین بن موسیٰ بن بابویہ قمی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اس کتاب میں جتنی احادیث

۱ عمّار بن موسیٰ ساباطی سے ہیں اس کی روایت میں نے اپنے والد اور محمد بن حسن بن احمد بن ولید رضی اللہ عنہما سے انہوں نے سعید بن عبداللہ سے انہوں نے احمد بن حسن علی بن فضّال سے انہوں نے عمرو بن سعید مدائنی سے انہوں نے مصدق بن صدقہ سے انہوں نے عمار بن موسیٰ ساباطی سے کی ہے۔

۲ اس کتاب میں جو بھی حدیث علی بن جعفر علیہ السلام سے ہے اس کی روایت میں نے اپنے والد رضی اللہ عنہ سے انہوں نے محمد بن یحییٰ عطار سے انہوں نے عمرکی بن علی بوفکی سے انہوں نے علی بن جعفر سے انہوں نے برادر محترم حضرت امام موسیٰ بن جعفر علیہما السلام سے کی ہے۔

نیز اس کی روایت میں نے محمد بن حسن بن احمد بن ولید رضی اللہ عنہ سے انہوں نے محمد بن حسن صفّار سے اور سعد بن عبداللہ سے اور ان سب نے احمد بن محمد بن عیسیٰ سے اور فضل بن عامر سے انہوں نے موسیٰ بن قاسم بجلی سے انہوں نے علی بن جعفر سے انہوں نے اپنے برادر محترم حضرت امام موسیٰ بن جعفر علیہما السلام سے کی ہے اور اسی طرح جو بھی اس کتاب میں علی بن جعفر علیہ السلام سے ہے اس کو میں نے انہی اسناد سے روایت کیا ہے۔

۳ اور جو کچھ اس میں اسحاق بن عمّار سے ہے اس کی روایت میں نے اپنے والد رضی اللہ عنہ سے انہوں نے عبداللہ بن جعفر حمیری سے انہوں نے علی بن اسماعیل سے انہوں نے صفوان بن یحییٰ سے انہوں نے اسحاق بن عمّار سے کی ہے۔

۴ اور جو کچھ اس کتاب میں یعقوب بن عثیم ہے اس کی روایت میں نے محمد بن موسیٰ بن متوکل رضی اللہ عنہ سے انہوں نے علی بن ابراہیم بن ہاشم سے انہوں نے محمد بن ابی عمیر سے انہوں نے یعقوب بن عثیم سے روایت کی ہے اور نیز میں نے اس کی روایت کی ہے اپنے والد رحمہ اللہ اور انہوں نے سعد بن عبداللہ سے انہوں نے یعقوب بن یزید سے اور انہوں نے محمد بن ابی عمیر سے اور انہوں نے یعقوب بن عثیم سے روایت کی ہے۔

۵ اور جو کچھ اس میں جابر بن یزید جعفی سے ہے اس کی روایت میں نے محمد بن علی ماجیلویہ رضی اللہ عنہ سے انہوں نے اپنے چچا محمد بن ابی القاسم سے انہوں نے احمد بن محمد بن خالد برقی سے انہوں نے اپنے والد سے انہوں نے عمرو بن شمر سے اور انہوں نے جابر بن یزید جعفی سے کی ہے۔

۶ اور جو کچھ اس میں محمد بن مسلم ثقفی سے ہے میں نے اس کی روایت علی بن احمد بن عبداللہ ابن احمد بن ابی عبداللہ سے اور انہوں نے اپنے والد سے انہوں نے اپنے جد احمد بن ابی عبداللہ برقی سے انہوں نے اپنے والد محمد بن خالد سے انہوں نے علاء بن رزین اور انہوں نے محمد بن مسلم سے روایت کی ہے۔

۷ اور جو کچھ اس میں کردویہ ہمدانی سے ہے اس کی روایت میں نے اپنے والد رضی اللہ عنہ سے اور انہوں نے علی بن ابراہیم سے انہوں نے اپنے والد اور انہوں نے کردویہ ہمدانی سے کی ہے۔

۸ اور جو کچھ اس میں سعد بن عبداللہ سے ہے اس کی روایت میں نے اپنے والد　　اور محمد بن حسن رضی اللہ عنہما سے اور انہوں نے سعد بن عبداللہ بن ابی خلف سے کی ہے۔

۹ اور جو کچھ اس میں ہشام بن سالم سے ہے اس کی روایت میں نے اپنے والد　　اور محمد بن حسن بن احمد ابن ولید رضی اللہ عنہما سے انہوں نے سعد بن عبداللہ اور عبداللہ بن جعفر حمیری سے ان سب نے یعقوب بن یزید اور حسن بن ظریف سے اور ایوب بن نوح سے انہوں نے نضر بن سوید سے انہوں نے ہشام بن سالم سے روایت کی ہے۔

نیز اس کی روایت میں نے اپنے والد رضی اللہ عنہ سے انہوں نے علی بن ابراہیم سے انہوں نے اپنے والد سے انہوں نے محمد بن ابی عمیر سے اور علی بن حکم سے اور ان سب نے ہشام بن سالم جوالیقی سے روایت کی ہے۔

۱۰ اور جو کچھ اس میں عمر بن یزید سے ہے اس کی روایت میں نے اپنے والد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کی ہے اور انہوں نے محمد بن یحییٰ عطّار سے انہوں نے یعقوب بن یزید سے انہوں نے محمد بن ابی عمیر سے اور صفوان بن یحییٰ سے انہوں نے عمر بن یزید سے روایت کی ہے۔

نیز یہ روایت میں نے اپنے والد رضی اللہ عنہ سے بھی کی ہے اور انہوں نے عبداللہ بن جعفر حمیری سے انہوں نے محمد بن عبدالحمید سے انہوں نے محمد بن عمر بن یزید سے انہوں نے حسین بن عمر بن یزید سے انہوں نے اپنے والد عمر بن یزید سے روایت کی ہے نیز یہ روایت میں نے اپنے والد رحمہ اللہ سے (اس طرح) بھی کی ہے کہ انہوں نے عبداللہ بن جعفر حمیری سے انہوں نے محمد بن عبدالجبار سے انہوں نے محمد بن اسماعیل سے انہوں نے محمد بن عباس اور انہوں نے عمر بن یزید سے روایت کی ہے۔

۱۱ اور جو کچھ اس میں زرارہ بن اعین سے ہے اس کی روایت میں نے اپنے والد رضی اللہ عنہ سے انہوں نے عبداللہ بن جعفر حمیری سے انہوں نے محمد بن عیسیٰ بن عبید سے اور حسن بن ظریف سے اور علی بن اسماعیل بن عیسیٰ سے اور ان سب نے حمّاد بن عیسیٰ سے انہوں نے حریز بن عبداللہ سے اور انہوں نے زرارہ بن اعین سے روایت کی ہے۔

اور اسی طرح جو کچھ اس میں حریز بن عبداللہ سے ہے اس کی روایت میں نے ان ہی اسناد کے ساتھ اور اس طرح جو کچھ اس میں حمّاد بن عیسیٰ سے اس کی بھی روایت (انہی اسناد سے کی ہے)۔

۱۲ اور جو کچھ اس میں اس یہودی گروہ کے متعلق دیا ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے چند مسائل دریافت کئے اور ان کے سوالات میں سے ایک سوال یہ بھی تھا کہ اے محمد(صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)یہ بتایئے کہ آپ(صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کس سبب سے ان چار اعضاء پر وضو کرتے ہیں اور اسی کے مانند ان کے اور بھی سوالات ۔ تو میں نے اس کی روایت کی ہے علی احمد بن عبداللہ برقی رضی اللہ عنہ سے انہوں نے اپنے والد سے انہوں نے اپنے جد احمد بن ابی عبداللہ سے انہوں نے اپنے والد سے انہوں نے ابی الحسن علی بن حسین برقی سے انہوں نے عبداللہ بن جبلہ سے انہوں نے معاویہ بن عمّار سے انہوں نے حسن بن عبداللہ سے انہوں نے اپنے آباء سے اور انہوں نے اپنے جد حسن بن علی بن ابی طالب علیہما السلام سے روایت کی ہے۔

۱۳ اور جو کچھ اس میں زید شحّام سے تو اس کی روایت کی ہے میں نے اپنے والد اور محمد بن حسن رضی اللہ عنہما سے انہوں نے سعد بن عبداللہ سے انہوں نے محمد بن عبدالحمید سے انہوں نے ابی جمیلہ سے انہوں نے زید شحّام ابی اسامہ سے روایت کی ہے۔

۱۴ اور جو کچھ اس میں عبدالرّحمٰن بن ابی عبداللہ بصری سے ہے اس کی روایت کی ہے میں نے اپنے والد رضی اللہ عنہ سے انہوں نے سعد بن عبداللہ سے انہوں نے ایّوب بن نوح سے انہوں نے محمد بن ابی عمیر وغیرہ سے انہوں نے عبدالرّحمٰن بن ابی عبداللہ سے روایت کی ہے۔

۱۵ اور جو کچھ اس میں اسماعیل بن جابر سے ہے تو اس کی روایت کی ہے میں نے محمد بن موسیٰ بن متوکّل رضی اللہ عنہ سے انہوں نے عبداللہ بن جعفر حمیری سے انہوں نے محمد بن عیسیٰ سے انہوں نے صفوان بن یحییٰ سے انہوں نے اسماعیل بن جابر سے روایت کی ہے۔

۱۶ اور جو کچھ اس میں سماعہ بن مہران سے ہے تو اس کی روایت کی ہے میں نے اپنے والد رضی اللہ عنہ سے انہوں نے علی بن ابراہیم بن ہاشم سے انہوں نے اپنے والد سے انہوں نے عثمان بن عیسیٰ عامری سے اور

انہوں نے سماعہ بن مہران سے روایت کی ہے۔

۱۷ اور جو کچھ اس میں زرعہ سے اور انہوں نے سماعہ سے روایت کی ہے تو اس کی روایت کی ہے میں نے اپنے والد رضی اللہ عنہ سے اور انہوں نے سعد بن عبداللہ سے انہوں نے احمد بن محمد بن عیسیٰ سے انہوں نے حسین بن سعید سے انہوں نے اپنے بھائی حسن سے انہوں نے زرعہ بن محمد حضرمی سے انہوں نے سماعہ بن مہران سے۔

۱۸ اور جو کچھ اس میں عبداللہ بن ابی یعفور سے ہے تو اس کی روایت کی ہے میں نے احمد بن محمد بن یحییٰ عطّار رضی اللہ عنہ سے انہوں نے سعد بن عبداللہ سے انہوں نے احمد بن ابی عبداللہ برقی سے انہوں نے اپنے والد سے انہوں نے محمد بن ابی عمیر سے انہوں نے حمّاد بن عثمان سے انہوں نے عبداللہ بن ابی یعفور سے روایت کی ہے۔

۱۹ اور جو کچھ اس میں عبداللہ بن بکیر سے ہے تو اس کی روایت کی ہے میں نے اپنے والد رضی اللہ عنہ سے انہوں نے عبداللہ بن جعفر حمیری سے اور انہوں نے احمد بن محمد بن عیسیٰ سے انہوں نے حسن بن علی بن فضّال سے اور انہوں نے عبداللہ بن بکیر سے روایت کی ہے۔

۲۰ اور جو کچھ اس میں محمد بن علی حلبی سے ہے تو اس کی روایت کی ہے میں نے اپنے والد اور محمد بن حسن اور محمد بن موسیٰ بن متوکّل رضی اللہ عنہم سے انہوں نے عبداللہ بن جعفر حمیری سے انہوں ایّوب بن نوح سے انہوں نے صفوان بن یحییٰ سے انہوں نے عبداللہ بن مسکان سے اور انہوں نے محمد بن علی حلبی سے روایت کی ہے۔

۲۱ اور جو کچھ اس میں حکم بن حکیم ابن برادر خلّاد سے ہے اس کی روایت میں نے اپنے والد اور محمد بن حسن رضی اللہ عنہما سے کی ہے اور انہوں نے سعد بن عبداللہ اور عبداللہ بن جعفر حمیری سے انہوں نے احمد بن ابی عبداللہ برقی سے انہوں نے اپنے والد سے انہوں نے محمد بن ابی عمیر سے اور انہوں نے حکم بن حکیم سے روایت کی ہے۔

۲۲ اور جو کچھ اس میں ابراہیم بن ابی محمود سے ہے اس کی روایت میں نے کی محمد بن علی ، ماجیلویہ رضی اللہ عنہ سے انہوں نے علی بن ابراہیم سے انہوں نے اپنے والد سے اور انہوں نے ابراہیم بن ابی محمود سے روایت کی ہے۔

نیز میں نے اس کی روایت اپنے والد رضی اللہ عنہ سے انہوں نے حسن بن احمد مالکی سے انہوں نے اپنے والد سے انہوں نے ابراہیم بن ابی محمود سے کی ہے اور نیز میں نے اس کی روایت محمد بن حسن رضی اللہ عنہ سے

انہوں نے سعد بن عبداللہ سے اور محمد بن حسن صفّار سے انہوں نے احمد بن محمد بن عیسیٰ سے اور انہوں نے ابراہیم بن ابی محمود سے روایت کی ہے۔

۲۳ اور جو کچھ اس میں حنان بن سدیر سے ہے تو اس کی روایت کی ہے میں نے اپنے والد سے اور محمد بن حسن رضی اللہ عنہما سے انہوں نے سعد بن عبداللہ سے اور عبداللہ بن جعفر حمیری سے ان سب نے محمد بن عیسیٰ بن عبید سے اور انہوں نے حنان سے روایت کی ہے۔
اور میں نے اس کی روایت کی ہے محمد بن حسن رضی اللہ عنہ سے انہوں نے محمد بن حسن صفّار سے انہوں نے عبدالصمد بن محمد سے اور انہوں نے حنان سے اور اس کی روایت کی ہے میں نے محمد بن علی ماجیلویہ رضی اللہ عنہ سے انہوں نے علی بن ابراہیم بن ہاشم سے انہوں نے اپنے والد سے انہوں نے حنان بن سدیر سے۔

۲۴ اور جو کچھ اس میں محمد بن نعمان سے ہے اس کی روایت کی ہے میں نے محمد بن علی ماجیلویہ رضی اللہ عنہ سے انہوں نے علی بن ابراہیم بن ہاشم سے انہوں نے اپنے والد سے انہوں نے محمد بن ابی عمیر اور حسن بن محبوب سے اور ان سب نے محمد بن نعمان سے۔

۲۵ اور جو کچھ اس میں ابی الاعز نخّاس سے ہے اس کی روایت کی ہے میں نے اپنے والد رضی اللہ عنہ سے انہوں نے محمد بن یحییٰ عطّار سے انہوں نے ابراہیم بن ہاشم سے انہوں نے صفوان بن یحییٰ اور محمد بن ابی عمیر سے اور انہوں نے ابی الاعز نخّاس سے روایت کی ہے۔

۲۶ اور جو کچھ اس میں ہے جو لکھا امام رضا علیہ السلام نے محمد بن سنان کو ان کے مسائل کے جواب میں تو اس کی روایت کی ہے میں نے علی بن احمد بن موسیٰ دقّاق اور محمد بن احمد سنانی اور حسین بن ابراہیم بن احمد بن ہشام مکتب رضی اللہ عنہم سے۔ انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا محمد بن ابی عبداللہ کوفی نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا ہم سے محمد بن اسماعیل برمکی نے انہوں نے علی بن عبّاس سے، انہوں نے کہا کہ بیان کیا قاسم بن ربیع صحّاف سے انہوں نے محمد بن سنان سے اور انہوں نے امام رضا علیہ السلام سے۔

۲۷ اور جو کچھ اس میں عبیداللہ بن علی حلبی سے ہے تو اسے روایت کیا میں نے اپنے والد سے اور محمد بن حسن رضی اللہ عنہما سے انہوں نے سعد بن عبداللہ اور حمیری سے اور ان سب نے احمد و عبداللہ، محمد بن عیسیٰ کے فرزندوں سے انہوں نے محمد بن ابی عمیر سے انہوں نے حمّاد بن عثمان سے اور انہوں نے عبید اللہ بن علی حلبی سے روایت کی ہے۔
اور اسی کی روایت کی ہے میں نے اپنے والد اور محمد بن حسن اور جعفر بن محمد بن مسرور رضی اللہ

عنہم سے انہوں نے حسین بن محمد بن عامر سے انہوں نے اپنے چچا عبداللہ بن عامر سے انہوں نے محمد بن ابی عمیر سے انہوں نے حمّاد بن عثمان سے انہوں نے عبیداللہ بن علی حلبی سے روایت کی ہے۔

۲۸ اور جو کچھ اس میں معاویہ بن میسرہ سے ہے تو اس کی روایت کی ہے میں نے اپنے والد رضی اللہ عنہ سے انہوں نے عبداللہ بن جعفر حمیری سے انہوں نے احمد بن محمد بن عیسیٰ سے انہوں نے علی بن حکم سے انہوں نے معاویہ بن میسرہ بن شریح قاضی سے روایت کی ہے۔

۲۹ اور جو کچھ اس میں عبدالرحمٰن بن ابی نجران سے روایت ہے تو اس کی روایت میں نے محمد بن حسن رضی اللہ عنہ سے کی ہے انہوں نے محمد بن حسن صفّار سے انہوں نے احمد بن محمد بن عیسیٰ سے اور انہوں نے عبدالرحمٰن بن ابی نجران سے روایت کی ہے۔

۳۰ اور جو کچھ اس میں محمد بن حمران اور جمیل بن درّاج سے روایت ہے تو اس کو میں نے روایت کیا اپنے والد رضی اللہ عنہ سے انہوں نے سعد بن عبداللہ سے انہوں نے یعقوب بن یزید سے انہوں نے محمد بن ابی عمیر سے اور انہوں نے محمد بن حمران اور جمیل بن درّاج سے روایت کی ہے۔

۳۱ اور جو کچھ اس میں عبداللہ بن سنان سے روایت ہے تو اس کی روایت میں نے کی ہے اپنے والد رضی اللہ عنہ سے انہوں نے عبداللہ بن جعفر حمیری سے انہوں نے ایوب بن نوح سے انہوں نے محمد بن ابی عمیر سے انہوں نے عبداللہ بن سنان سے۔

یہ وہ ہیں جن کا ذکر جب حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کے سامنے کیا گیا تو آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ تم جان لو کہ یہ بڑی عمر والے ہیں۔

۳۲ اور جو کچھ اس میں احمد بن محمد بن ابی نصر بزنطی سے روایت کی ہے تو اس کی روایت میں نے کی ہے اپنے والد اور محمد بن حسن رضی اللہ عنہما سے انہوں نے سعد بن عبداللہ اور حمیری سے اور ان سب سے احمد بن محمد بن عیسیٰ سے انہوں نے احمد بن محمد بن ابی نصر بزنطی سے۔ اور اسے روایت کیا ہے میں نے اپنے والد اور محمد بن علی ماجیلویہ رضی اللہ عنہما سے انہوں نے علی بن ابراہیم سے انہوں نے اپنے والد سے اور انہوں نے احمد بن محمد بن ابی نصر بزنطی سے روایت کی ہے۔

۳۳ اور جو کچھ اس میں ابی بصیر سے ہے تو اس کی روایت کی ہے میں نے محمد بن علی ماجیلویہ رضی اللہ عنہ سے انہوں نے اپنے چچا محمد بن ابی قاسم سے انہوں نے احمد بن محمد بن خالد سے انہوں نے اپنے والد سے انہوں نے محمد بن ابی عمیر سے انہوں نے علی بن ابی حمزہ سے اور انہوں نے ابی بصیر سے روایت کی ہے۔

۳۴ اور جو کچھ اس میں عبیداللہ رافقی سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے جعفر بن محمد بن مسرور رضی اللہ

عنہ سے انہوں نے حسین بن محمد بن عامر سے انہوں نے اپنے چچا عبداللہ بن عامر سے انہوں نے ابی احمد محمد بن زیاد ازدی سے اور انہوں نے عبیداللہ رافقی سے روایت کی ہے۔

۳۵ اور جو کچھ اس میں سعدان بن مسلم سے ہے کہ جن کا نام عبدالرّحمٰن بن مسلم تھا تو اسے میں نے روایت کیا محمد بن حسن رضی اللہ عنہ سے انہوں نے محمد بن حسن صفّار سے انہوں نے عباس بن معروف اور احمد بن اسحاق بن سعد سے اور ان سب نے سعدان بن مسلم سے روایت کی ہے۔

۳۶ اور جو کچھ اس میں ریّان بن صلت سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد اور محمد بن موسیٰ بن متوکّل اور محمد بن علی ماجیلویہ اور حسین بن ابراہیم رضی اللہ عنہم سے۔انہوں نے علی بن ابراہیم ابن ہاشم سے انہوں نے اپنے والد سے اور انہوں نے ریّان بن صلت سے۔

۳۷ اور جو کچھ اس میں حسن بن جہم سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا محمد بن علی ماجیلویہ رضی اللہ عنہ سے انہوں نے علی بن ابراہیم بن ہاشم سے انہوں نے اپنے والد سے اور انہوں نے حسن بن جہم سے۔

۳۸ اور جو کچھ اس میں عبدالرحیم قصیر سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے جعفر بن علی بن حسن ابن علی بن عبداللہ بن مغیرہ کوفی سے انہوں نے اپنے جد حسن بن علی سے انہوں نے عباس بن عامر سے قصبانی سے انہوں نے عبدالرحیم قصیر اسدی سے اور انہیں اسدی اس لئے کہا جاتا ہے کہ وہ بنی اسد کے غلام تھے۔

۳۹ اور جو کچھ اس میں حسین بن ابی علاء سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے۔اپنے والد رضی اللہ عنہ سے انہوں نے سعد بن عبداللہ سے انہوں نے محمد بن حسین بن ابی خطّاب سے انہوں نے موسیٰ بن سعدان سے انہوں نے عبداللہ بن ابی قاسم سے اور انہوں نے حسین بن ابی علاء خفّاف غلام بنی اسد سے۔

۴۰ اور جو کچھ اس میں محمد بن حسن صفّار رحمہ اللہ سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے محمد بن حسن بن احمد بن ولید رضی اللہ عنہ سے اور انہوں نے محمد بن حسن صفّار سے۔

۴۱ اور جو کچھ اس میں علی بن بلال سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے محمد بن علی ماجیلویہ رضی اللہ عنہ سے انہوں نے علی بن ابراہیم بن ہاشم سے انہوں نے اپنے والد سے اور انہوں نے علی بن بلال سے۔

۴۲ اور جو کچھ اس میں یحییٰ بن عبّاد مکّی سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے محمد بن موسیٰ بن متوکّل رضی اللہ عنہ سے انہوں نے محمد بن ابی عبداللہ اسدی کوفی سے انہوں نے موسیٰ بن عمران نخعی سے انہوں نے اپنے چچا حسین بن یزید سے اور انہوں نے یحییٰ بن عبّاد مکّی سے روایت کیا ہے۔

۴۳ اور جو کچھ اس میں ابی نمیر غلام حارث بن مغیرہ نصری سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے حمزہ بن محمد علوی رضی اللہ عنہ سے انہوں نے علی بن ابراہیم سے انہوں نے اپنے والد سے انہوں نے محمد بن سنان سے

اور انہوں نے ابی نمیر سے روایت کیا ہے۔

۴۴ اور جو کچھ اس میں منصور بن حازم سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے محمد بن علی ماجیلویہ رضی اللہ عنہ سے انہوں نے محمد بن یحییٰ عطار سے انہوں نے محمد بن احمد سے انہوں نے محمد بن عبدالحمید سے انہوں نے سیف ابن عمیرہ سے اور انہوں نے منصور بن حازم اسدی کوفی سے روایت کیا ہے۔

۴۵ اور جو کچھ اس میں مفضّل بن عمر سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے محمد بن الحسن رحمہ اللہ سے انہوں نے حسن بن متّیل دقاق سے انہوں نے احمد بن ابی عبداللہ سے انہوں نے اپنے والد سے انہوں نے محمد بن سنان سے اور انہوں نے مفضّل بن عمر جعفی کوفی سے اور وہ غلام تھے۔

۴۶ اور جو کچھ اس میں ابی مریم انصاری سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد رضی اللہ عنہ سے انہوں نے سعد بن عبداللہ سے انہوں نے احمد بن محمد بن عیسیٰ سے انہوں نے حسین بن سعید سے انہوں نے فضالہ بن ایّوب سے انہوں نے ابان بن عثمان سے اور انہوں نے ابی مریم سے روایت کیا ہے۔

۴۷ اور جو کچھ اس میں ابان بن تغلب سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد رضی اللہ عنہ سے انہوں نے سعد بن عبداللہ سے انہوں نے یعقوب بن یزید سے انہوں نے صفوان بن یحییٰ سے انہوں نے ابی ایوب سے انہوں نے ابی علی صاحب اکلل سے انہوں نے ابان بن تغلب سے۔ان کی کنیت ابو سعید تھی وہ کندی کوفی تھے۔دور امام صادق علیہ السلام میں فوت ہوئے تو آپ علیہ اسلام نے ان کا اچھے انداز میں ذکر کیا اور فرمایا "اللہ اس پر رحم کرے" ابان کی موت سے میرے دل کو شدید تکلیف پہنچی ہے۔اور آپ علیہ اسلام نے ابان بن عثمان کے متعلق فرمایا" بلاشبہ ابان بن تغلب نے مجھ سے کثیر روایت نقل کی ہیں تو جس نے تمہارے لئے مجھ سے روایت کی ہے تو تمھیں اجازت ہے کہ اسے میری طرف سے روایت کرو۔اور انہوں نے حضرت امام محمد باقر اور حضرت امام جعفر صادق علیہما اسلام سے ملاقات کی تھی اور دونوں حضرات سے روایت کی ہے

۴۸ اور جو کچھ اس میں فضل بن عبدالملک سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد رضی اللہ عنہ سے انہوں نے سعد بن عبداللہ سے انہوں نے محمد بن حسین بن ابی الخطّاب سے۔انہوں نے جعفر بن بشیر سے انہوں نے حمّاد بن عثمان سے اور انہوں نے فضل بن عبدالملک سے روایت کی ہے جو ابی عباس بقباق کوفی کے نام سے مشہور تھے۔

۴۹ اور جو کچھ اس میں حسن بن زیاد سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے۔محمد بن موسیٰ بن متوکّل رضی اللہ عنہ سے انہوں نے علی بن حسین سعد آبادی سے انہوں نے احمد بن ابی عبداللہ برقی سے انہوں نے اپنے والد سے انہوں نے یونس بن عبدالرحمٰن سے انہوں نے حسن بن زیاد صیقل سے اور وہ کوفی غلام تھے اور

ان کی کنیت ابو ولید تھی۔

۵۰ اور جو کچھ اس میں فضیل بن عثمان اعور سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے محمد بن حسن بن احمد بن ولید رضی اللہ عنہ سے انہوں نے محمد بن حسن صفّار سے انہوں نے محمد بن عیسیٰ بن عبید سے انہوں نے صفوان بن یحییٰ سے اور انہوں نے فضیل بن عثمان اعور مراری کوفی سے روایت کیا ہے۔

۵۱ اور جو کچھ اس میں صفوان بن مہران جمّال سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے محمد بن علی ماجیلویہ رضی اللہ عنہ سے انہوں نے اپنے چچا محمد بن ابی القاسم سے انہوں نے احمد بن محمد بن خالد سے انہوں نے اپنے والد سے انہوں نے ابن ابی عمیر سے اور انہوں نے صفوان بن مہران جمّال سے روایت کیا ہے۔ اور اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد رضی اللہ عنہ سے انہوں نے محمد بن یحییٰ عطّار سے انہوں نے محمد بن احمد بن یحییٰ سے انہوں نے موسیٰ بن عمر سے انہوں نے عبداللہ بن محمد حجّال سے اور انہوں نے صفوان بن مہران جمّال سے روایت کیا ہے۔

۵۲ اور جو کچھ اس میں یحییٰ بن عبداللہ سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے احمد بن حسین قطّان سے انہوں نے احمد بن محمد بن سعید ہمدانی غلامِ نبی ہاشم سے انہوں نے عبدالرحمٰن بن جعفر حریری سے اور انہوں نے یحییٰ بن عبداللہ بن محمد بن عمر بن علی بن ابی طالب علیہ السلام سے روایت کیا ہے۔

۵۳ اور جو کچھ اس میں ہشام بن حکم سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد اور محمد بن حسن رضی اللہ عنہما سے۔ انہوں نے سعد بن عبداللہ اور حمیری سے اور ان سب نے احمد بن محمد بن عیسیٰ سے انہوں نے علی بن حکم اور محمد بن ابی عمیر سے اور ان سب نے ہشام بن حکم سے روایت کیا ہے جن کی کنیت ابو محمد تھی اور وہ بنی شیبان، بیّاع کرابیس کے غلام تھے اور بغداد سے کوفہ منتقل ہوگئے تھے۔

۵۴ اور جو کچھ اس میں جرّاح مدائنی سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد رضی اللہ عنہ سے انہوں نے سعد بن عبداللہ سے انہوں نے احمد بن محمد بن عیسیٰ سے انہوں نے حسین بن سعید سے انہوں نے نضر بن سوید سے انہوں نے قاسم بن سلیمان سے اور انہوں نے جرّاح مدائنی سے روایت کیا ہے۔

۵۵ اور جو کچھ اس میں حفص بن بختری سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد اور محمد بن حسن رضی اللہ عنہما سے انہوں نے سعد بن عبداللہ اور عبداللہ بن جعفر حمیری سے اور ان سب نے یعقوب ابن یزید سے انہوں نے محمد بن ابی عمیر سے اور انہوں نے حفص بن بختری کوفی سے روایت کیا ہے۔

۵۶ اور جو کچھ اس میں احمد بن ابی عبداللہ برقی سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد اور محمد بن موسیٰ بن متوکّل رضی اللہ عنہما سے انہوں نے علی بن حسین سعد آبادی سے اور انہوں نے احمد بن ابی عبداللہ

برقی سے روایت کیا ہے۔

۵۷ اور جو کچھ اس میں زید بن علی بن حسین بن علی بن ابی طالب علیہم السلام سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد اور محمد بن حسن رضی اللہ عنہما سے انہوں نے سعد بن عبداللہ سے انہوں نے ابی جوزاء المنبہ بن عبداللہ سے انہوں نے حسین بن علوان سے انہوں نے عمرو بن خالد سے اور انہوں نے زید بن علی بن حسین بن ابی طالب علیہم السلام سے روایت کیا ہے۔

۵۸ اور جو کچھ اس میں اسماء بنت عمیس سے روایت ہے رد شمس کے بارے میں جو حضرت علی امیرالمومنین علیہ السلام کے لئے حیات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں ہوا تو اسے میں نے روایت کیا ہے احمد بن حسن قطّان سے۔ انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا ابو حسین محمد بن صالح نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا ہم سے عمر بن خالد مخزومی نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا ہم سے ابو نباتہ نے انہوں نے روایت کیا محمد بن موسیٰ سے انہوں نے عمارہ بن مہاجر سے انہوں نے محمد بن جعفر کی صاحبزادی ام جعفر اور ام محمد سے اور انہوں نے اسماء بنت عمیس سے جو ان کی جدہ تھیں۔

اور میں نے روایت کیا ہے اسے احمد بن محمد بن اسحاق سے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے حسین بن موسیٰ نخّاس نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا ہم سے عثمان بن ابی شیبہ نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا ہم سے عبداللہ بن موسیٰ نے انہوں نے روایت کیا ابراہیم بن حسن سے انہوں نے فاطمہ بنت حسین علیہ السلام سے اور انہوں نے اسماء بنت عمیس سے روایت کیا ہے۔

۵۹ اور جو کچھ اس میں جویریہ بن مسہر سے رد شمس کے بارے میں ہے جو حضرت علی امیرالمومنین علیہ السلام کے لئے بعد وفات نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہوا تو اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد اور محمد بن حسن رضی اللہ عنہما سے ان دونوں کا بیان ہے کہ بیان کیا ہم سے سعد بن عبداللہ نے انہوں نے احمد بن محمد بن عیسیٰ سے انہوں نے حسین بن سعید سے انہوں نے احمد بن عبداللہ قروی سے انہوں نے حسین بن مختار قلانسی سے انہوں نے ابی بصیر سے انہوں نے عبدالواحد بن مختار انصاری سے انہوں نے امِّ المقدام ثقفیّہ سے اور انہوں نے جویریہ بن مسہر سے روایت کیا ہے۔

۶۰ اور جو کچھ اس میں حدیث سلیمان بن داؤد علیہ السلام کے بارے میں ہے کہ اللہ عزوجل نے فرمایا "**فطفق مسحاً بالسوق والاعناق**" (تو گھوڑوں کی گردنوں اور ٹانگوں کو کاٹنے لگے) (سورہ ص آیت ۳۳) اسے میں نے روایت کیا ہے علی بن احمد بن موسیٰ رضی اللہ عنہ سے انہوں نے محمد بن ابی عبداللہ کوفی سے انہوں نے موسیٰ بن عمران نخعی سے انہوں نے اپنے چچا حسین ابن یزید نوفلی سے انہوں نے

علی بن سالم سے اور انہوں نے امام جعفر صادق بن محمد علیہما السلام سے روایت کیا ہے۔

۶۱ اور جو کچھ اس میں سلیمان بن خالد بجلی سے ہے تو اسے روایت کیا ہے میں نے اپنے والد رضی اللہ عنہ سے انہوں نے سعد بن عبداللہ سے انہوں نے ابراہیم بن ہاشم سے انہوں نے محمد بن ابی عمیر سے انہوں نے ہشام بن سالم سے انہوں نے سلیمان بن خالد بجلی اقطع کوفی سے اور جنہوں نے زید بن علی علیہ السلام کے ساتھ خروج کیا اور مارے گئے۔

۶۲ اور جو کچھ اس میں معمر بن یحییٰ سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد رضی اللہ عنہ سے انہوں نے عبداللہ بن جعفر حمیری سے انہوں نے احمد بن محمد بن عیسیٰ سے انہوں نے حسین بن سعید سے انہوں نے فضالہ سے انہوں نے حمّاد بن عثمان سے اور انہوں نے معمر بن یحییٰ سے روایت کیا ہے۔

۶۳ اور جو کچھ اس میں عائذ احمسی ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد اور محمد بن حسن رضی اللہ عنہما سے انہوں نے سعد بن عبداللہ اور حمیری سے اور ان سب نے احمد بن محمد بن عیسیٰ سے انہوں نے حسین بن سعید سے انہوں نے فضالہ بن ایّوب سے انہوں نے جمیل سے اور انہوں نے عائذ بن حبیب احمسی سے روایت کیا ہے۔

۶۴ اور جو کچھ اس میں مسعدہ بن صدقہ سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد رضی اللہ عنہ سے انہوں نے عبداللہ بن جعفر حمیری سے انہوں نے ہارون بن مسلم سے اور انہوں نے مسعدہ بن صدقہ ربعی سے روایت کیا ہے۔

۶۵ اور جو کچھ اس میں معاویہ بن وہب سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے محمد بن علی ماجیلویہ رضی اللہ عنہ سے انہوں نے محمد بن یحییٰ عطّار سے انہوں نے احمد بن محمد بن عیسیٰ سے انہوں نے حسن بن محبوب سے اور انہوں نے ابو قاسم معاویہ بن وہب بجلی کوفی سے روایت کیا ہے۔

۶۶ اور جو کچھ اس میں مالک جہنی سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد رضی اللہ عنہ سے انہوں نے علی ابن موسیٰ بن جعفر بن ابی جعفر کندانی سے انہوں نے احمد بن محمد بن عیسیٰ سے انہوں نے حسن ابن محبوب سے انہوں نے عمرو بن ابی مقدام سے اور انہوں نے ابی محمد مالک بن اعین جہنی سے اور وہ عربی اور کوفی تھے اور آل سنسن سے نہیں تھے۔

۶۷ اور جو کچھ اس میں عبید بن زرارہ سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد رضی اللہ عنہ سے انہوں نے سعد بن عبداللہ سے انہوں نے محمد بن حسین بن ابی خطّاب سے انہوں نے حکم بن مسکین ثقفی سے اور انہوں نے عبید بن زرارہ بن اعین سے روایت کیا ہے اور وہ احول تھے۔

۶۸ اور جو کچھ اس میں فضیل بن یسار سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے محمد بن موسیٰ بن متوکل رضی اللہ عنہ سے انہوں نے علی بن حسین سعد آبادی سے انہوں نے احمد بن ابی عبداللہ برقی سے انہوں نے اپنے والد سے انہوں ابن ابی عمیر سے انہوں نے عمر بن اذینہ سے اور انہوں نے فضیلؒ بن یسار سے روایت کیا ہے جو کوفی تھے اور بنی نہد کے غلام تھے۔ وہ کوفہ سے بصرہ منتقل ہوگئے تھے۔ اور جب حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے انہیں دیکھا تو فرمایا "رغبت کرنے والوں کو بشارت دو۔" اور ربعی بن عبداللہ نے فضیل بن یسار کے نہلانے والے کا ذکر کیا ہے کہ اس نے کہا کہ جب میں نے فضیل کو غسل دیا تو انہوں نے اپنے پوشیدہ عضو کو اپنے ہاتھ سے چھپا رکھا تھا تو یہ خبر حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو پہنچائی گئی تو آپ علیہ السلام نے فرمایا "اللہ فضیل بن یسار پر رحم کرے وہ ہم اہلبیت میں سے ہے۔"

۶۹ اور جو کچھ اس میں بکیر بن اعین سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد رضی اللہ عنہ سے انہوں نے علی ابن ابراہیم سے انہوں نے اپنے والد سے انہوں نے محمد بن ابی عمیر سے اور انہوں نے بکیر بن اعین سے روایت کیا ہے۔ وہ کوفی تھے ان کی کنیت ابو جہم تھی اور وہ بنی شیبان کے غلاموں میں سے تھے۔ اور جب امام جعفر صادق علیہ السلام کو بکیر بن اعین کی موت کی اطلاع دی گئی تو آپ علیہ السلام نے فرمایا "خدا کی قسم اسے خدائے عزوجل نے اپنے رسول اور امیرالمومنین صلوات اللہ علیہما کے درمیان اتارا۔"

۷۰ اور جو کچھ اس میں محمد بن یحییٰ خثعمی سے ہے تو اسے روایت کیا ہے میں نے اپنے والد رضی اللہ عنہ سے انہوں نے سعد بن عبداللہ سے انہوں نے محمد بن عیسیٰ سے انہوں نے ذکریا مومن سے اور انہوں نے محمد بن یحییٰ خثعمی سے روایت کیا ہے۔

۷۱ اور جو کچھ اس میں بکر بن محمد ازدی سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے محمد بن حسن رضی اللہ عنہ سے انہوں نے محمد بن حسن صفّار سے انہوں نے عبّاس بن معروف اور احمد بن اسحاق بن سعد اور ابراہیم بن ہاشم سے اور انہوں نے بکر بن محمد ازدی سے روایت کیا ہے۔

۷۲ اور جو کچھ اس میں اسماعیل بن رباح سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے محمد بن علی ماجیلویہ رضی اللہ عنہ سے انہوں نے اپنے والد سے انہوں نے احمد بن ابی عبداللہ برقی سے انہوں نے اپنے والد سے انہوں نے محمد بن ابی عمیر سے اور انہوں نے اسماعیل بن رباح کوفی سے روایت کیا ہے۔

۷۳ اور جو کچھ اس میں ابی عبداللہ فرّاء سے ہے تو اسے میں نے اپنے والد رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے انہوں نے سعد بن عبداللہ سے انہوں نے احمد بن ابی عبداللہ سے انہوں نے اپنے والد سے انہوں نے محمد بن ابی عمیر سے اور انہوں نے ابی عبداللہ فرّاء سے روایت کیا ہے۔

۷۴ اور جو کچھ اس میں حسین بن مختار سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد رضی اللہ عنہ سے انہوں نے سعد بن عبداللہ، حمیری، محمد بن یحییٰ عطار اور احمد بن ادریس سے اور ان سب نے محمد بن حسین بن ابی خطاب سے انہوں نے حماد بن عیسیٰ سے اور انہوں نے حسین بن مختار قلانسی سے روایت کیا ہے۔

اور اسے میں نے روایت کیا ہے محمد بن حسین رضی اللہ عنہ سے انہوں نے حسین بن حسن بن ابان سے انہوں نے حسین بن سعید سے انہوں نے حماد بن عیسیٰ سے اور انہوں نے حسین بن مختار قلانسی سے روایت کیا ہے۔

۷۵ اور جو کچھ اس میں عمر بن حنظلہ سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے حسین بن احمد بن ادریس رضی اللہ عنہ سے انہوں نے اپنے والد سے انہوں نے محمد بن احمد بن یحییٰ سے انہوں نے محمد بن عیسیٰ سے انہوں نے صفوان بن یحییٰ سے انہوں نے داؤد بن حصین سے اور انہوں نے عمر بن حنظلہ سے روایت کیا ہے۔

۷۶ اور جو کچھ اس میں حریز بن عبداللہ سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد اور محمد بن حسن رضی اللہ عنہما سے انہوں نے سعد بن عبداللہ، حمیری، محمد بن یحییٰ عطّار اور احمد بن ادریس سے انہوں نے احمد بن محمد بن عیسیٰ سے انہوں نے حسین بن سعید اور علی بن حدید اور عبدالرحمٰن ابن ابی نجران سے انہوں نے حمّاد بن عیسیٰ جہنی سے انہوں نے حریز بن عبداللہ سجستانی سے۔

اور اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد اور محمد بن حسن اور محمد بن موسیٰ بن متوکّل رضی اللہ عنہم سے انہوں نے عبداللہ بن جعفر حمیری سے انہوں نے علی بن اسماعیل اور محمد بن عیسیٰ اور یعقوب بن یزید اور حسن بن ظریف سے انہوں نے حمّاد بن عیسیٰ سے اور انہوں نے حریز بن عیسیٰ سجستانی سے روایت کیا ہے۔

۷۷ اور جو کچھ اس میں حریز بن عبداللہ سے زکاۃ کے بارے میں ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے محمد بن حسن رضی اللہ عنہ سے انہوں نے محمد بن حسن صفّار سے انہوں نے عبّاس بن معروف سے انہوں نے اسماعیل ابن سہل سے انہوں نے حمّاد بن عیسیٰ سے اور انہوں نے حریز بن عبداللہ سے روایت کیا ہے

اور اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد رضی اللہ عنہ سے انہوں نے علی بن ابراہیم سے انہوں نے اپنے والد سے انہوں نے حمّاد سے اور انہوں نے حریز سے روایت کیا ہے۔

۷۸ اور جو کچھ اس میں خالد بن ماد قلانسی سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد رضی اللہ عنہ سے انہوں نے عبداللہ بن جعفر حمیری سے انہوں نے محمد بن عبدالجبار سے انہوں نے نضر بن شعیب سے اور انہوں نے خالد ابن ماد قلانسی سے روایت کیا ہے۔

۷۹ اور جو کچھ اس میں ابی حمزہ ثمالی سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد رضی اللہ عنہ سے انہوں نے سعد بن عبداللہ سے انہوں نے ابراہیم بن ہاشم سے انہوں نے احمد بن محمد بن ابی نصر بزنطی سے انہوں نے محمد بن فضیل سے اور انہوں نے ابی حمزہ ثابت بن دینار ثمالی سے ۔ اور دینار کی کنیت ابو صفیّہ تھی وہ قبیلہ بنی ثُعل کی ایک بستی میں رہتے تھے ان کا نسب ثمالہ کی طرف جاتا ہے ان کا گھر اسی بستی میں ان کے ساتھ تھا اور ان کا انتقال ۱۵۰ھ میں ہوا وہ ثقہ اور عادل تھے انہوں نے چار ائمہ علیہم السلام سے ملاقات کا شرف حاصل کیا یعنی حضرت علی بن الحسین و محمد بن علی و جعفر بن محمد و موسیٰ بن جعفر علیہم السلام ۔ اور ان سے سلسلہ روایات کثیر ہیں لیکن میں نے صرف ایک پر اکتفا کیا ہے۔

۸۰ اور جو کچھ اس میں عبدالاعلیٰ سے ہے جو آل سام کے غلام تھے تو اسے میں نے روایت کیا ہے محمد بن حسن رضی اللہ عنہ سے انہوں نے حسن بن متیل سے انہوں نے محمد بن حسین بن ابی خطاب سے انہوں نے جعفر بن بشیر سے انہوں نے خالد بن ابی اسماعیل سے اور انہوں نے عبدالاعلیٰ جو آل سام کے غلام تھے سے روایت کیا ہے ۔

۸۱ اور جو کچھ اس میں اصبغ بن نباتہ سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے محمد بن علی ماجیلویہ رضی اللہ عنہ سے انہوں نے اپنے والد سے انہوں نے احمد بن محمد خالد سے انہوں نے ہیثم بن عبداللہ نہدی سے انہوں نے حسین بن علوان سے انہوں نے عمرو بن ثابت سے انہوں نے سعد بن طریف سے اور انہوں نے اصبغ بن نباتہ سے روایت کیا ہے۔

۸۲ اور جو کچھ اس میں جابر بن عبداللہ انصاری سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے علی بن احمد بن موسیٰ رضی اللہ عنہ سے انہوں نے محمد بن ابی عبداللہ کوفی سے انہوں نے محمد بن اسماعیل برمکی سے انہوں نے جعفر بن احمد سے انہوں نے عبداللہ بن فضل سے انہوں نے مفضّل بن عمر سے انہوں نے جابر بن یزید جعفی سے اور انہوں نے جابر بن عبداللہ انصاری سے روایت کیا ہے۔

۸۳ اور جو کچھ اس میں صالح بن حکم سے ہے تو اسے میں نے اپنے والد رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے انہوں نے سعد بن عبداللہ سے انہوں نے محمد بن حسین بن ابی خطّاب سے انہوں نے جعفر بن بشیر سے انہوں نے حمّاد بن عثمان سے اور انہوں نے صالح بن حکم احول سے روایت کیا ہے۔

۸۴ اور جو کچھ اس میں عامر بن نعیم قمی سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے محمد بن علی ماجیلویہ رضی اللہ عنہ سے انہوں نے علی بن ابراہیم سے انہوں نے اپنے والد سے انہوں نے محمد بن ابی عمیر سے اور انہوں نے عامر بن نعیم قمی سے روایت کیا ہے۔

۸۵ اور جو کچھ اس میں علی بن مہزیار سے روایت ہے تو اسے روایت کیا ہے میں نے اپنے والد رضی اللہ عنہ سے انہوں نے محمد بن یحییٰ عطار سے انہوں نے حسین بن اسحاق تاجر سے اور انہوں نے علی بن مہزیار سے روایت کیا ہے۔

اور اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد رضی اللہ عنہ سے انہوں نے سعد بن عبداللہ اور حمیری سے اور ان سب نے ابراہیم بن مہزیار سے اور انہوں نے اپنے بھائی علی بن مہزیار سے روایت کیا ہے۔

اور اسے میں نے محمد بن حسن رضی اللہ عنہ سے بھی روایت کیا ہے انہوں نے محمد بن حسن صفار سے انہوں نے عبّاس بن معروف سے اور انہوں نے علی بن مہزیار اہوازی سے روایت کیا ہے۔

۸۶ اور جو کچھ اس میں صفوان بن یحییٰ سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد رضی اللہ عنہ سے انہوں نے علی بن ابراہیم بن ہاشم سے انہوں نے اپنے والد سے اور انہوں نے صفوان بن یحییٰ سے روایت کیا ہے۔

۸۷ اور جو کچھ اس میں حسن بن علی کوفی سے ہے تو اسے میں نے روایت کی ہے اپنے والد رحمہ اللہ سے انہوں نے علی بن حسن بن علی کوفی سے انہوں نے اپنے والد سے اور میں نے روایت کی ہے جعفر بن علی بن حسن کوفی سے انہوں نے اپنے دادا حسن بن علی کوفی سے روایت کی ہے۔

۸۸ اور جو کچھ اس میں ابی جارود سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے محمد بن علی ماجیلویہ رضی اللہ عنہ سے انہوں نے اپنے چچا محمد بن ابی القاسم سے انہوں نے محمد بن علی قرشی کوفی سے انہوں نے محمد بن سنان سے اور انہوں نے ابی جارود زیاد بن منذر کوفی سے روایت کیا ہے۔

۸۹ اور جو کچھ اس میں حبیب بن معلّی سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد رضی اللہ عنہ سے انہوں نے سعد بن عبداللہ سے انہوں نے محمد بن ولید خزّاز (ریشم کے سوداگر) سے انہوں نے حمّاد بن عثمان سے اور انہوں نے حبیب بن معلّی خثعمی سے روایت کیا ہے۔

۹۰ اور جو کچھ اس میں عبدالرحمٰن بن حجّاج سے روایت ہے تو اسے روایت کیا ہے میں نے احمد بن محمد بن یحییٰ عطّار رضی اللہ عنہ سے انہوں نے اپنے والد سے انہوں نے احمد بن محمد بن عیسیٰ سے انہوں نے ابن ابی عمیر اور حسن بن محبوب سے اور ان سب نے عبدالرحمٰن بن حجّاج بجلی کوفی سے روایت کیا ہے اور وہ غلام تھے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق اور حضرت امام موسیٰ بن جعفر علیہما السلام سے ملاقات کا شرف حاصل کیا اور ان سے روایت کی اور جب موسیٰ بن جعفر علیہ السلام کے سامنے ان کا ذکر کیا گیا تو آپ علیہ السلام نے فرمایا "بے شک یہ دلوں میں بہت وزنی بوجھ ہے۔"

۹۱ اور جو کچھ اس میں موسیٰ بن عمر بن بزیع سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے محمد بن علی ماجیلویہ رحمہ

اللہ سے انہوں نے علی بن ابراہیم سے انہوں نے اپنے والد سے اور انہوں نے موسیٰ بن عمر بن بزیع سے روایت کیا ہے۔

۹۲ اور جو کچھ اس میں عیص بن قاسم سے ہے تو اسے روایت کیا ہے میں نے محمد بن حسن رضی اللہ عنہ سے انہوں نے محمد بن حسن صفّار سے انہوں نے یعقوب بن یزید سے انہوں نے صفوان بن یحییٰ سے اور انہوں نے عیص بن قاسم سے روایت کیا ہے۔

۹۳ اور جو کچھ اس میں سلیمان بن جعفر جعفری سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے محمد بن موسیٰ بن متوکّل رضی اللہ عنہ سے انہوں نے علی بن حسین سعد آبادی سے انہوں نے احمد بن ابی عبداللہ برقی سے اور انہوں نے سلیمان بن جعفر جعفری سے روایت کیا ہے۔

اس کے علاوہ میں نے اسے روایت کیا ہے اپنے والد رحمہ اللہ سے انہوں نے علی بن ابراہیم سے انہوں نے اپنے والد سے اور انہوں نے سلیمان بن جعفر جعفری سے روایت کیا ہے۔

اس کے علاوہ میں نے اسے روایت کیا ہے اپنے والد رضی اللہ عنہ سے انہوں نے احمد بن محمد بن عیسیٰ سے انہوں نے حسین بن سعید سے اور انہوں نے سلیمان بن جعفر جعفری سے روایت کیا ہے۔

۹۴ اور جو کچھ اس میں اسماعیل بن عیسیٰ سے ہے تو اسے روایت کیا ہے میں نے محمد بن موسیٰ بن متوکّل رضی اللہ عنہ سے ان کا ارشاد ہے کہ بیان کیا ہم سے علی بن ابراہیم نے انہوں نے اپنے والد سے اور انہوں نے اسماعیل بن عیسیٰ سے روایت کیا ہے۔

۹۵ اور جو کچھ اس میں جعفر بن محمد بن یونس سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد رضی اللہ عنہ سے انہوں نے سعد بن عبداللہ سے انہوں نے ابراہیم بن ہاشم سے اور انہوں نے جعفر بن محمد بن یونس سے روایت کیا ہے۔

۹۶ اور جو کچھ اس میں ہاشم حنّاط سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے محمد بن حسن رضی اللہ عنہ سے انہوں نے محمد بن حسن صفّار سے انہوں نے ابراہیم بن ہاشم سے اور احمد بن اسحاق بن سعد سے اور انہوں نے ہاشم حنّاط سے روایت کیا ہے۔

۹۷ اور جو کچھ اس میں ابی جمیلہ سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد رضی اللہ عنہ سے انہوں نے حمیری سے انہوں نے احمد بن محمد بن عیسیٰ سے انہوں نے احمد بن محمد بن ابی نصر بزنطی سے اور انہوں نے ابی جمیلہ مفضّل ابن صالح سے روایت کیا ہے۔

۹۸ اور جو کچھ اس میں داؤد صرمی سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے محمد بن موسی بن متوکّل رضی اللہ عنہ

سے انہوں نے سعد بن عبداللہ اور علی بن ابراہیم بن ہاشم سے اور ان سب نے محمد بن عیسیٰ ابن عبید سے اور انہوں نے داؤد صرمی سے روایت کیا ہے۔

۹۹ اور جو کچھ اس میں ابراہیم بن مہزیار سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد رضی اللہ عنہ سے انہوں نے حمیری سے اور انہوں نے ابراہیم بن مہزیار سے روایت کیا ہے۔

۱۰۰ اور جو کچھ اس میں یحییٰ بن ابی عمران سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے محمد بن علی ماجیلویہ رضی اللہ عنہ سے انہوں نے علی بن ابراہیم سے انہوں نے اپنے والد سے اور انہوں نے یحییٰ بن ابی عمران سے روایت کیا ہے جو یونس بن عبدالرحمٰن کے شاگرد تھے۔

۱۰۱ اور جو کچھ اس میں مسمع بن مالک بصری سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد رضی اللہ عنہ سے انہوں نے سعد بن عبداللہ سے انہوں نے احمد بن محمد بن عیسیٰ سے انہوں نے حسین بن سعید سے انہوں نے قاسم بن محمد سے انہوں نے ابان سے اور انہوں نے مسمع بن مالک بصری سے روایت کیا ہے اور ان کو مسمع بن عبدالملک بصری کہا جاتا تھا اور ان کا لقب کردین تھا وہ عرب تھے بنی قیس بن ثعلبہ میں سے تھے اور ان کی کنیّت ابوسیّار تھی۔ اور کہا جاتا ہے کہ جب پہلی مرتبہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے انہیں دیکھا تو دریافت فرمایا "تمہارا کیا نام ہے؟" انہوں نے کہا "مسمع" آپ علیہ السلام نے دریافت کیا کس کے بیٹے ہو؟ انہوں نے جواب دیا مالک کا بیٹا ہوں۔ تو امام نے فرمایا "نہیں بلکہ مسمع بن عبدالملک ہو"

۱۰۲ اور جو کچھ اس میں محمد بن اسماعیل بن بزیع سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے محمد بن حسن رضی اللہ عنہ سے انہوں نے محمد بن حسن صفّار سے انہوں نے احمد بن محمد بن عیسیٰ سے اور انہوں نے محمد بن اسماعیل بن بزیع سے روایت کیا ہے۔

۱۰۳ اور جو کچھ اس میں علی بن ریّان سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے محمد بن علی ماجیلویہ رضی اللہ عنہ سے انہوں نے علی بن ابراہیم سے انہوں نے اپنے والد سے اور انہوں نے علی بن ریّان سے روایت کیا ہے۔

۱۰۴ اور جو کچھ اس میں یونس بن یعقوب سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد رضی اللہ عنہ سے انہوں نے سعد بن عبداللہ سے انہوں نے محمد بن حسین بن ابی خطّاب سے انہوں نے حکم بن مسکین سے اور انہوں نے یونس بن یعقوب بجلی سے روایت کیا ہے۔

۱۰۵ اور جو کچھ اس میں علی بن یقطین سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد رضی اللہ عنہ سے انہوں نے سعد بن عبداللہ سے انہوں نے احمد بن محمد بن عیسیٰ سے انہوں نے حسن بن علی بن یقطین سے انہوں نے اپنے بھائی حسین سے اور انہوں نے اپنے پدر علی بن یقطین سے روایت کیا ہے۔

۱۰۶ اور اس میں جو کچھ رفاعہ بن موسیٰ نخاس سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد رضی اللہ عنہ سے انہوں نے سعد بن عبداللہ سے انہوں نے یعقوب بن یزید سے انہوں نے محمد بن ابی عمیر سے اور انہوں نے رفاعہ بن موسیٰ نخاس سے روایت کیا ہے۔

۱۰۷ اور جو کچھ اس میں زیاد بن سوقہ سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد رضی اللہ عنہ سے انہوں نے سعد بن عبداللہ سے انہوں نے ایّوب بن نوح سے انہوں نے محمد بن ابی عمیر سے اور انہوں نے زیاد بن سوقہ سے روایت کیا ہے۔

۱۰۸ اور جو کچھ اس میں حمّاد بن عثمان سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد رضی اللہ عنہ سے انہوں نے سعد بن عبداللہ اور حمیری سے اور ان دونوں نے یعقوب بن یزید سے انہوں نے محمد بن ابی عمیر سے اور انہوں نے حمّاد بن عثمان سے روایت کی ہے۔

۱۰۹ اور جو کچھ اس میں یاسر خادم سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد رضی اللہ عنہ سے انہوں نے علی بن ابراہیم سے انہوں نے اپنے والد سے اور انہوں نے یاسر خادم امام رضا علیہ السلام سے روایت کی ہے۔

۱۱۰ اور جو کچھ اس میں حسن بن محبوب سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے محمد بن موسیٰ بن متوکل رضی اللہ عنہ سے انہوں نے عبداللہ بن جعفر حمیری اور سعد بن عبداللہ سے انہوں نے احمد بن محمد بن عیسیٰ سے اور انہوں نے حسن بن محبوب سے روایت کی ہے۔

۱۱۱ اور جو کچھ اس میں داؤد بن ابی زید سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد رضی اللہ عنہ سے انہوں نے سعد بن عبداللہ سے انہوں نے محمد بن عیسیٰ بن عبید سے اور انہوں نے داؤد بن ابی زید سے روایت کی ہے۔

۱۱۲ اور جو کچھ اس میں علی بن بُجیل سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے محمد بن حسن رضی اللہ عنہ سے انہوں نے حسن بن متیل دقاق سے انہوں نے محمد بن حسین بن ابی خطّاب سے انہوں نے ابی عبداللہ حکم بن مسکین ثقفی سے اور انہوں نے علی بن بُجیل بن عقیل کوفی سے روایت کی ہے۔

۱۱۳ اور جو کچھ اس میں معاویہ بن عمّار سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد اور محمد بن حسن رضی اللہ عنہما سے انہوں نے سعد بن عبداللہ اور حمیری سے اور ان دونوں نے یعقوب بن یزید سے انہوں نے صفوان بن یحییٰ اور محمد بن ابی عمیر سے اور ان دونوں نے معاویہ بن عمار دہنی غنوی کوفی سے روایت کی ہے وہ جبلیہ کے غلام تھے اور ان کی کنیّت ابوالقاسم تھی۔

۱۱۴ اور جو کچھ اس میں حسن بن قارن سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے حمزہ بن محمد علوی رحمہ اللہ سے

انہوں نے علی بن ابراہیم سے انہوں نے اپنے والد سے اور انہوں نے حسن بن قارن سے روایت کی ہے۔

۱۱۵ اور جو کچھ اس میں عبداللہ بن فضالہ سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے محمد بن موسیٰ بن متوکل رضی اللہ عنہ سے انہوں نے علی بن حسین سعد آبادی سے انہوں نے احمد بن محمد بن خالد سے انہوں نے اپنے والد سے انہوں نے محمد بن سنان سے انہوں نے بندار بن حماد سے اور انہوں نے عبداللہ بن فضالہ سے روایت کی ہے۔

۱۱۶ اور جو کچھ اس میں خالد بن نجیح سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد رضی اللہ عنہ سے انہوں نے عبداللہ ابن جعفر حمیری سے انہوں نے احمد بن محمد بن عیسیٰ سے انہوں نے ابن ابی عمیر سے اور انہوں نے خالد بن نجیح جوان سے روایت کی ہے۔

۱۱۷ اور جو کچھ اس میں حسن بن سری سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے محمد بن حسن رضی اللہ عنہ سے انہوں نے حسن بن متیل دقاق سے انہوں نے محمد بن حسین بن ابی خطاب سے انہوں نے جعفر بن بشیر سے اور انہوں نے حسن بن سری سے روایت کی ہے۔

۱۱۸ اور جو کچھ اس میں عباس بن ہلال سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے حسین بن ابراہیم بن ناتانہ رضی اللہ عنہ سے انہوں نے علی بن ابراہیم سے انہوں نے اپنے والد سے اور انہوں نے عباس بن ہلال سے روایت کی ہے۔

۱۱۹ اور جو کچھ اس میں حارث بن مغیرہ نصری سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے محمد بن علی ماجیلویہ رضی اللہ عنہ سے انہوں نے اپنے والد سے انہوں نے احمد بن ابی عبداللہ سے انہوں نے اپنے والد سے انہوں نے یونس بن عبدالرحمٰن اور محمد بن ابی عمیر سے اور ان دونوں نے حارث بن مغیرہ نصری سے روایت کی ہے۔

۱۲۰ اور جو کچھ اس میں ابی بکر حضرمی اور کلیب اسدی سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد رضی اللہ عنہ سے انہوں نے سعد بن عبداللہ سے انہوں نے محمد بن حسین بن ابی خطاب سے انہوں نے عبداللہ بن عبدالرحمٰن اصم سے اور انہوں نے ابی بکر عبداللہ بن محمد حضرمی اور کلیب اسدی سے روایت کی ہے۔

۱۲۱ اور جو کچھ اس میں ہشام بن ابراہیم سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے محمد بن علی ماجیلویہ رضی اللہ عنہ سے انہوں نے محمد بن یحییٰ عطار سے انہوں نے ابراہیم بن ہاشم سے اور انہوں نے ہشام بن ابراہیم سے روایت کی ہے جو امام رضا علیہ السلام کے صحابی تھے۔

۱۲۲ اور جو کچھ اس میں حضرت بلال اور موذنوں کے ثواب کے بارے میں ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے احمد بن زیاد بن جعفر ہمدانی رضی اللہ عنہ سے انہوں نے علی بن ابراہیم بن ہاشم سے انہوں نے اپنے والد

سے انہوں نے احمد بن عباس اور عباس بن عمرو فقیمی سے، ان دونوں کا بیان ہے کہ ہم سے بیان کیا ہشام بن حکم نے انہوں نے روایت کیا ثابت بن ہرمز سے انہوں نے روایت کیا حسن بن ابی حسن سے انہوں نے احمد بن عبدالحمید سے انہوں نے عبداللہ بن علی سے ان کا کہنا ہے کہ میں اپنے سامان کو بصرہ سے مصر تک لے گیا اور میں نے اس پوری حدیث کا ذکر کیا ہے۔

۱۲۳ اور جو کچھ اس میں فضل بن شاذان سے روایت ہے ان علتوں کے بارے میں جو حضرت امام رضا علیہ السلام سے دریافت کی گئیں تو اسے میں نے روایت کیا ہے عبدالواحد بن عبدوس عطّار نیشاپوری رضی اللہ عنہ سے انہوں نے علی بن محمد بن قتیبہ سے انہوں نے فضل بن شاذان نیشاپوری سے اور انہوں نے امام رضا علیہ السلام سے روایت کی ہے۔

۱۲۴ اور جو کچھ اس میں حمّاد بن عیسیٰ سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد رضی اللہ عنہ سے انہوں نے سعد بن عبداللہ سے انہوں نے ابراہیم بن ہاشم اور یعقوب بن یزید سے اور انہوں نے حمّاد بن عیسیٰ جہنی سے روایت کیا ہے۔

اور اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد رضی اللہ عنہ سے انہوں نے علی بن ابراہیم بن ہاشم سے انہوں نے اپنے والد سے اور انہوں نے حمّاد بن عیسیٰ سے روایت کیا ہے۔

۱۲۵ اور جو کچھ اس میں عبداللہ بن جندب سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے محمد بن علی ماجیلویہ رضی اللہ عنہ سے انہوں نے علی بن ابراہیم بن ہاشم سے انہوں نے اپنے والد سے اور انہوں نے عبداللہ بن جندب سے روایت کیا ہے۔

۱۲۶ اور جو کچھ اس میں جُہیم بن ابی جہم سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے محمد بن حسن رضی اللہ عنہ سے انہوں نے محمد بن حسن صفّار سے انہوں نے عبّاس بن معروف سے انہوں نے سعدان بن مسلم سے اور انہوں نے جُہیم بن ابی جہم سے روایت کیا ہے اور انہیں ابن ابی جہمہ کہا جاتا تھا۔

۱۲۷ اور جو کچھ اس میں ابراہیم بن عبدالحمید سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے محمد بن حسن رضی اللہ عنہ سے انہوں نے محمد بن حسن صفّار سے انہوں نے عبّاس بن معروف سے انہوں نے سعدان بن مسلم سے اور انہوں نے ابراہیم بن عبدالحمید کوفی سے روایت کیا ہے۔

اس کے علاوہ میں نے اسے روایت کیا ہے اپنے والد رضی اللہ عنہ سے انہوں نے علی بن ابراہیم بن ہاشم سے انہوں نے اپنے والد سے انہوں نے ابن ابی عمیر سے اور انہوں نے ابراہیم بن عبدالحمید سے روایت کیا ہے۔

۱۲۸ اور جو کچھ اس میں سلیمان بن حفص مروزی سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد رضی اللہ عنہ سے انہوں نے سعد بن عبداللہ سے انہوں نے احمد بن ابی عبداللہ برقی سے اور انہوں نے سلیمان بن حفص مروزی سے روایت کی ہے۔

۱۲۹ اور جو کچھ اس میں احمد بن ابی عبداللہ برقی سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد اور محمد بن حسن رضی اللہ عنہما سے انہوں نے سعد بن عبداللہ سے اور انہوں نے احمد بن ابی عبداللہ برقی سے روایت کی ہے۔ اس کے علاوہ میں نے اسے روایت کیا ہے اپنے والد اور محمد بن موسیٰ بن متوکل رضی اللہ عنہما سے انہوں نے علی بن حسین سعد آبادی سے اور انہوں نے احمد بن ابی عبداللہ برقی سے روایت کی ہے۔

۱۳۰ اور جو کچھ اس میں عبدالکریم بن عتبہ سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد رضی اللہ عنہ سے انہوں نے سعد بن عبداللہ سے انہوں نے احمد بن محمد بن عیسیٰ سے انہوں نے احمد بن محمد بن ابی نصر بزنطی سے انہوں نے عبدالکریم بن عمرو خثعمی سے انہوں نے لیث مرادی سے اور انہوں نے عبدالکریم بن عتبہ ہاشمی سے روایت کی ہے۔

۱۳۱ اور جو کچھ اس میں اسماعیل بن مسلم سکونی الکوفی سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد اور محمد بن حسن رضی اللہ عنہما سے انہوں نے سعد بن عبداللہ سے انہوں نے ابراہیم بن ہاشم سے انہوں نے حسین بن یزید نوفلی سے اور انہوں نے اسماعیل بن مسلم سکونی سے روایت کی ہے۔

۱۳۲ اور جو کچھ اس میں عبداللہ بن مغیرہ سے تو اسے میں نے روایت کیا ہے جعفر بن علی کوفی رضی اللہ عنہ سے انہوں نے اپنے جد حسن بن علی سے اور انہوں نے اپنے جد عبداللہ بن مغیرہ کوفی سے روایت کی ہے۔

اور اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد رضی اللہ عنہ سے انہوں نے علی بن ابراہیم سے انہوں نے اپنے والد سے اور انہوں نے عبداللہ بن مغیرہ سے روایت کی ہے۔

اور اسے میں نے روایت کیا ہے محمد بن حسن رضی اللہ عنہ سے انہوں نے محمد بن حسن صفّار سے انہوں نے ابراہیم بن ہاشم اور ایّوب بن نوح سے اور انہوں نے عبداللہ بن مغیرہ سے روایت کی ہے۔

۱۳۳ اور جو کچھ اس میں محمد بن ابی عمیر سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد اور محمد بن حسن رضی اللہ عنہما سے انہوں نے سعد بن عبداللہ اور حمیری سے اور ان سب نے ایّوب بن نوح اور ابراہیم بن ہاشم اور یعقوب بن یزید اور محمد بن عبدالجبار سے اور ان سب نے محمد بن ابی عمیر سے روایت کی ہے۔

۱۳۴ اور جو کچھ اس میں حسین بن حمّاد سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد اور محمد بن حسن رضی اللہ عنہما سے انہوں نے سعد بن عبداللہ اور حمیری سے اور ان سب نے احمد بن محمد بن عیسیٰ سے انہوں نے

بزنطی سے انہوں نے عبدالکریم بن عمرو سے اور انہوں نے حسین بن حماد کوفی سے روایت کی ہے۔

۱۳۵ اور جو کچھ اس میں علاء بن رزین سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد اور محمد بن حسن رضی اللہ عنہما سے انہوں نے سعد بن عبداللہ اور حمیری سے اور ان سب نے احمد بن محمد بن عیسیٰ سے انہوں نے محمد بن خالد سے اور انہوں نے علاء بن رزین سے روایت کی ہے۔

اور اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد اور محمد بن حسن رضی اللہ عنہما سے انہوں نے سعد بن عبداللہ اور حمیری سے اور ان سب نے محمد بن ابی صہبان سے انہوں نے صفوان بن یحییٰ سے اور انہوں نے علاء سے روایت کی ہے۔

اور اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد رضی اللہ عنہ سے انہوں نے علی بن سلیمان زراری کوفی سے انہوں نے محمد بن خالد سے اور انہوں نے علاء بن رزین قلاء سے روایت کی ہے۔

اور اسے میں نے روایت کیا ہے محمد بن حسن رضی اللہ عنہ سے انہوں نے محمد بن حسن صفّار سے انہوں نے احمد بن محمد بن عیسیٰ سے انہوں نے حسن بن علی بن فضّال سے اور انہوں نے حسن بن محبوب سے اور انہوں نے علاء بن رزین سے روایت کی ہے۔

۱۳۶ اور جو کچھ اس میں عبداللہ بن مسکان سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد اور محمد بن حسن رضی اللہ عنہما سے انہوں نے محمد بن یحییٰ عطّار سے انہوں نے محمد بن حسین بن ابی خطّاب سے انہوں نے صفوان بن یحییٰ سے اور انہوں نے عبداللہ بن مسکان سے روایت کی ہے وہ کوفی تھے اور عنزہ کے غلاموں میں سے تھے اور (یہ بھی) کہا جاتا ہے کہ عجل کے غلاموں میں تھے۔

۱۳۷ اور جو کچھ اس میں عامر بن جذاعہ سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے محمد بن حسن رضی اللہ عنہ سے انہوں نے محمد بن حسن صفّار سے انہوں نے محمد بن حسین بن ابی خطّاب سے انہوں نے حکم بن مسکین سے اور انہوں نے عامر بن جذاعہ ازدی سے روایت کی ہے اور ان کا نام عامر بن عبداللہ بن جذاعہ تھا اور وہ کوفی اور عرب تھے۔

۱۳۸ اور جو کچھ اس میں نعمان رازی سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے محمد بن حسن رضی اللہ عنہ سے انہوں نے حسن بن متیل دقّاق سے انہوں نے احمد بن ابی عبداللہ سے انہوں نے محمد بن سالم سے انہوں نے محمد بن سنان سے اور انہوں نے نعمان رازی سے روایت کی ہے۔

۱۳۹ اور جو کچھ اس میں ابی کہمس سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد رضی اللہ عنہ سے انہوں نے سعد بن عبداللہ سے انہوں نے محمد بن حسین بن ابی خطّاب سے انہوں نے حکم بن مسکین سے انہوں نے

عبداللہ بن علی زرّاد سے اور انہوں نے ابی کہمس کوفی سے روایت کی ہے۔

۱۴۰ اور جو کچھ اس میں سہل بن یسع سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے احمد بن زیاد بن جعفر ہمدانی رضی اللہ عنہ سے انہوں نے علی بن ابراہیم سے انہوں نے اپنے والد سے اور انہوں نے سہل بن یسع سے روایت کی ہے۔

۱۴۱ اور جو کچھ اس میں بزیع مؤذن سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے محمد بن موسیٰ بن متوکل رضی اللہ عنہ سے انہوں نے علی بن حسین سعد آبادی سے انہوں نے احمد بن ابی عبداللہ سے انہوں نے اپنے والد سے انہوں نے محمد بن سنان سے اور انہوں نے بزیع مؤذن سے روایت کی ہے۔

۱۴۲ اور جو کچھ اس میں عمر بن اُذینہ سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد رضی اللہ عنہ سے انہوں نے سعد بن عبداللہ سے انہوں نے احمد بن محمد بن عیسیٰ سے انہوں نے حسین بن سعید سے انہوں نے محمد بن ابی عمیر سے اور انہوں نے عمر بن اُذینہ سے روایت کی ہے۔

۱۴۳ اور جو کچھ اس میں ایّوب بن نوح سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد اور محمد بن حسن رضی اللہ عنہما سے انہوں نے سعد بن عبداللہ سے اور حمیری سے اور ان دونوں نے ایّوب بن نوح سے روایت کی ہے۔

۱۴۴ اور جو کچھ اس میں مرازم بن حکیم سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے محمد بن علی ماجیلویہ رضی اللہ عنہ سے انہوں نے علی بن ابراہیم سے انہوں نے اپنے والد سے انہوں نے محمد بن ابی عمیر سے اور انہوں نے مرازم بن حکیم سے روایت کی ہے۔

۱۴۵ اور جو کچھ اس میں ابراہیم بن ابی زیاد کرخی سے تو اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد رضی اللہ عنہ سے انہوں نے سعد بن عبداللہ سے انہوں نے ایّوب بن نوح سے انہوں نے محمد بن ابی عمیر سے اور انہوں نے ابراہیم بن ابی زیاد کرخی سے روایت کی ہے۔

۱۴۶ اور جو کچھ اس میں عبداللہ بن سلیمان سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے محمد بن حسن رضی اللہ عنہ سے انہوں نے محمد بن حسن صفّار سے انہوں نے یعقوب بن یزید سے انہوں نے صفوان بن یحییٰ اور محمد بن ابی عمیر سے اور ان دونوں نے عبداللہ بن سلیمان سے روایت کی ہے۔

۱۴۷ اور جو کچھ اس میں عمر بن ابی زیاد سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد رضی اللہ عنہ سے انہوں نے سعد بن عبداللہ سے انہوں نے محمد بن حسین بن ابی خطّاب سے انہوں نے حکم بن مسکین سے اور انہوں نے عمر بن ابی زیاد سے روایت کی ہے۔

۱۴۸ اور جو کچھ اس میں علی بن بجیل کے بھائی محمد بن بجیل سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد رضی اللہ عنہ سے انہوں نے سعد بن عبداللہ سے انہوں نے ہیثم بن ابی مسروق نہدی سے انہوں نے حسن بن محبوب سے انہوں نے علی بن حسن بن رباط سے اور انہوں نے علی بن بجیل ابن عقیل کوفی کے بھائی محمد بن بجیل سے روایت کی ہے۔

۱۴۹ اور جو کچھ اس میں ابی ذکریا اعور سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے احمد بن زیاد بن جعفر ہمدانی رضی اللہ عنہ سے انہوں نے علی بن ابراہیم بن ہاشم سے انہوں نے محمد بن عیسیٰ بن عبید سے اور انہوں نے ابی ذکریا اعور سے روایت کی ہے۔

۱۵۰ اور جو کچھ اس میں ابی حبیب ناجیہ سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد رضی اللہ عنہ سے انہوں نے سعد بن عبداللہ سے انہوں نے معاویہ بن حکیم سے انہوں نے عبداللہ بن مغیرہ سے انہوں نے مثنّیٰ حناط سے اور انہوں نے ابی حبیب ناجیہ سے روایت کی ہے۔

۱۵۱ اور جو کچھ اس میں اسماعیل جعفی سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا محمد بن علی ماجیلویہ رضی اللہ عنہ سے انہوں نے اپنے چچا محمد بن ابی القاسم سے انہوں نے احمد بن محمد بن خالد سے انہوں نے اپنے والد سے انہوں نے محمد بن سنان اور صفوان بن یحییٰ سے اور انہوں نے اسماعیل بن عبدالرّحمٰن جعفی کوفی سے روایت کی ہے۔

۱۵۲ اور جو کچھ اس میں حفص بن سالم سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد رضی اللہ عنہ سے انہوں نے سعد بن عبداللہ سے انہوں نے محمد بن حسین بن ابی خطّاب سے انہوں نے جعفر بن بشیر سے انہوں نے حمّاد بن عثمان سے اور انہوں نے حفص ابی ولّاد بن سالم کوفی سے روایت کی ہے اور وہ غلام تھے۔

۱۵۳ اور جو کچھ اس میں وہب بن حفص سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا محمد بن علی ماجیلویہ رضی اللہ عنہ سے انہوں نے اپنے چچا محمد بن ابی القاسم سے انہوں نے محمد بن علی ہمدانی سے اور انہوں نے وہب بن حفص کوفی سے روایت کی ہے جو منتوف کے نام سے جانے جاتے تھے۔

۱۵۴ اور جو کچھ اس میں ابراہیم بن میمون سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے محمد بن حسن رضی اللہ عنہ سے انہوں نے حسین بن حسن بن ابان سے انہوں نے حسین بن سعید سے انہوں نے حمّاد بن عیسیٰ سے انہوں نے معاویہ بن عمّار سے اور انہوں نے ابراہیم بن میمون سے روایت کی ہے جو ہروی کپڑے کے تاجر تھے اور آل زبیر کے غلام تھے۔

۱۵۵ اور جو کچھ اس میں داؤد بن حصین سے ہے تو اسے میں نے اپنے والد اور محمد بن حسن رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے سعد بن عبداللہ سے انہوں نے محمد بن حسین بن ابی خطّاب سے انہوں نے حکم ابن مسکین سے اور انہوں نے داؤد ابن حصین اسدی سے روایت کی ہے اور وہ غلام تھے۔

۱۵۶ اور جو کچھ اس میں ابی بکر ابن ابی سمال سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے محمد بن حسن رضی اللہ عنہ سے انہوں نے حسین بن حسن بن ابان سے انہوں نے حسین بن سعید سے انہوں نے فضالہ سے انہوں نے عُثیم سے اور انہوں نے ابی بکر بن ابی سمال سے روایت کی ہے۔

۱۵۷ اور جو کچھ اس میں زیاد بن مروان قندی سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد رضی اللہ عنہ سے انہوں نے سعد بن عبداللہ سے انہوں نے محمد بن عیسیٰ بن عبید اور یعقوب بن یزید سے اور انہوں نے زیاد بن مروان قندی سے روایت کی ہے۔

۱۵۸ اور جو کچھ اس میں ابی مغرا حمید بن مثنّیٰ عجلی سے ہے تو اسے میں نے اپنے والد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے انہوں نے سعد بن عبداللہ سے انہوں نے محمد بن حسین بن ابی خطّاب سے انہوں نے عثمان بن عیسیٰ سے اور انہوں نے ابی مغرا حمید بن مثنّیٰ عجلی سے روایت کی ہے اور وہ کوفی عرب اور ثقہ تھے اور ان کی کتاب بھی ہے۔

۱۵۹ اور جو کچھ اس میں معاویہ بن شریح سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد رضی اللہ عنہ سے انہوں نے سعد بن عبداللہ سے انہوں نے احمد بن محمد بن عیسیٰ سے انہوں نے عثمان بن عیسیٰ سے اور انہوں نے معاویہ بن شریح سے روایت کی ہے۔

۱۶۰ اور جو کچھ اس میں سلیمان بن داؤد مِنقری سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد رضی اللہ عنہ سے انہوں نے سعد بن عبداللہ سے انہوں نے قاسم بن محمد اصبہانی سے اور انہوں نے سلیمان بن داؤد مِنقری سے روایت کی ہے جو ابن شاذ کونی کے نام سے جانے جاتے تھے۔

۱۶۱ اور جو کچھ اس میں ربعی بن عبداللہ سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد رضی اللہ عنہ سے انہوں نے سعد بن عبداللہ اور حمیری سے اور ان دونوں نے احمد بن محمد بن عیسیٰ سے انہوں نے حسین بن سعید سے انہوں نے حمّاد بن عیسیٰ سے اور انہوں نے ربعی بن عبداللہ بن جارود ہذلی سے روایت کی ہے اور وہ بصرہ کے عرب تھے۔

۱۶۲ اور جو کچھ اس میں عبدالعظیم بن عبداللہ حسنی سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے محمد بن موسیٰ بن

متوکل رضی اللہ عنہ سے انہوں نے علی بن حسین سعد آبادی سے انہوں نے احمد بن ابی عبداللہ برقی سے اور انہوں نے عبدالعظیم بن عبداللہ حسنی سے روایت کی ہے جن سے خدا راضی ہے۔

اور میں نے اسے علی بن احمد بن موسیٰ رحمہ اللہ سے بھی روایت کیا ہے انہوں نے محمد بن ابی عبداللہ کوفی سے انہوں نے سہل بن زیاد آدمی سے اور انہوں نے عبدالعظیم سے روایت کی ہے۔

۱۶۳ اور جو کچھ اس میں داؤد بن سرحان سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد اور محمد بن حسن رحمھما اللہ سے۔ انہوں نے سعد بن عبداللہ سے انہوں نے احمد بن محمد بن عیسیٰ سے انہوں نے احمد بن محمد بن ابی نصر بزنطی اور عبدالرحمٰن بن ابی نجران سے اور انہوں نے داؤد بن سرحان عطّار کوفی سے روایت کی ہے۔

۱۶۴ اور جو کچھ اس میں معلی بن خنیس سے ہے تو اسے میں نے اپنے والد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے انہوں نے سعد بن عبداللہ سے انہوں نے احمد بن محمد بن عیسیٰ سے انہوں نے عبدالرحمن بن ابی نجران سے انہوں نے حمّاد بن عیسیٰ سے انہوں نے مسمعی سے اور انہوں نے معلی بن خنیس سے روایت کی ہے وہ امام جعفر صادق علیہ السلام کے غلام تھے کوفی تھے بزاز تھے اور انہیں داؤد بن علی نے قتل کیا۔

۱۶۵ اور جو کچھ اس میں ابراہیم بن ابی بلاد سے ہے تو اسے میں نے اپنے والد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے انہوں نے عبداللہ بن جعفر حمیری سے انہوں نے محمد بن حسین بن ابی خطاب سے انہوں نے ابراہیم بن ابی بلاد سے روایت کی ہے اور ان کی کنیت ابو اسماعیل تھی۔

۱۶۶ اور جو کچھ اس میں ابی ایّوب خزّاز سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے محمد بن موسیٰ بن متوکّل رضی اللہ عنہ سے انہوں نے عبداللہ بن جعفر حمیری سے انہوں نے محمد بن حسین بن ابی خطّاب سے انہوں نے حسن بن محبوب سے اور انہوں نے ابی ایّوب ابراہیم بن عثمان خزّاز سے روایت کی ہے جنہیں ابراہیم بن عیسیٰ کہا جاتا تھا۔

۱۶۷ اور جو کچھ اس میں ابی ولّاد حنّاط سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد رضی اللہ عنہ سے انہوں نے سعد بن عبداللہ سے انہوں نے ھیثم بن ابی مسروق نہدی سے انہوں نے حسن بن محبوب سے اور انہوں نے ابی ولّاد حنّاط سے روایت کی ہے اور ان کا نام حفص بن سالم تھا اور وہ بنی مخزوم کے غلام تھے۔

۱۶۸ اور جو کچھ اس میں محمد بن خالد برقی سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے محمد بن حسن رضی اللہ عنہ سے انہوں نے محمد بن حسن صفّار سے اور انہوں نے محمد بن خالد برقی سے روایت کی ہے۔

۱۶۹ اور جو کچھ اس میں سیف تمّار سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے محمد بن موسیٰ بن متوکّل رحمہ اللہ سے انہوں نے علی بن حسین سعد آبادی سے انہوں نے احمد بن ابی عبداللہ برقی سے انہوں نے حسن بن محبوب

سے انہوں نے حسن بن رباط سے اور انہوں نے سیف تمار سے روایت کیا ہے۔

۱۷۰ اور جو کچھ اس میں زکریّا بن آدم سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے احمد بن زیاد بن جعفر ہمدانی رضی اللہ عنہ سے انہوں نے علی بن ابراہیم سے انہوں نے احمد بن اسحاق بن سعد سے اور انہوں نے زکریّا بن آدم قمی سے روایت کی ہے جو امام رضا علیہ السلام کے مصاحب تھے۔

۱۷۱ اور جو کچھ اس میں بحر سقاء سے ہے تو اسے میں نے اپنے والد رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے انہوں نے سعد بن عبداللہ سے انہوں نے ابراہیم بن مہزیار سے انہوں نے اپنے بھائی علی سے انہوں نے حمّاد بن عیسیٰ سے انہوں نے حریز سے اور انہوں نے بحر سقاء سے روایت کی ہے جن کا نام بحر بن کثیر تھا۔

۱۷۲ اور جو کچھ اس میں جابر بن اسماعیل سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد رحمہ اللہ سے انہوں نے سعد بن عبداللہ سے انہوں نے سلمہ بن خطّاب سے انہوں نے محمد بن لیث سے اور انہوں نے جابر بن اسماعیل سے روایت کی ہے۔

۱۷۳ اور جو کچھ اس میں ابی جریر بن ادریس سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے محمد بن علی ماجیلویہ رضی اللہ عنہ سے انہوں نے علی بن ابراہیم بن ہاشم سے انہوں نے اپنے والد سے اور انہوں نے ابی جریر بن ادریس مصاحب موسیٰ بن جعفر علیہما السلام سے روایت کی ہے۔

۱۷۴ اور جو کچھ اس میں زکریّا نقاض سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد رحمہ اللہ سے انہوں نے محمد بن یحییٰ سے انہوں نے محمد بن احمد سے انہوں نے علی بن اسماعیل سے انہوں نے صفوان بن یحییٰ سے انہوں نے عبداللہ بن مسکان سے انہوں نے ابی العبّاس فضل بن عبدالملک سے اور انہوں نے زکریّا نقاض سے روایت کی ہے جن کا نام زکریّا بن مالک جعفی تھا۔

۱۷۵ اور جو کچھ اس میں معروف بن خرّبوذ سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد رضی اللہ عنہ سے انہوں نے سعد بن عبداللہ سے انہوں نے احمد بن محمد بن عیسیٰ سے انہوں نے حسن بن محبوب سے انہوں نے مالک بن عطیّہ احمسی سے اور انہوں نے معروف بن خربوذ مکّی سے روایت کی ہے۔

۱۷۶ اور جو کچھ اس میں سعید اعرج سے تو اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد رضی اللہ عنہ سے انہوں نے سعد بن عبداللہ سے انہوں نے احمد بن محمد بن عیسیٰ سے انہوں نے احمد بن محمد بن ابی نصر بزنطی سے انہوں نے عبدالکریم بن عمرو خثعمی سے اور انہوں نے سعید بن عبداللہ اعرج کوفی سے روایت کی ہے۔

۱۷۷ اور جو کچھ علی بن عطیّہ سے ہے تو اسے میں نے اپنے والد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے سعد بن عبداللہ سے انہوں نے احمد بن محمد بن عیسی سے انہوں نے علی بن حسّان سے اور انہوں نے علی بن عطیّہ

اصم حناط کوفی سے روایت کی ہے۔

۱۷۸ اور جو کچھ اس میں معمر بن خلاد سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے محمد بن موسیٰ بن متوکل اور محمد بن علی ماجیلویہ اور احمد بن زیاد بن جعفر ہمدانی رضی اللہ عنہم سے انہوں نے علی بن ابراہیم بن ہاشم سے انہوں نے اپنے والد سے اور انہوں نے معمر بن خلاد سے روایت کی ہے۔

۱۷۹ اور جو کچھ اس میں ہارون بن حمزہ غنوی سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے محمد بن حسن رحمہ اللہ سے انہوں نے محمد بن حسن صفار سے انہوں نے محمد بن حسین ابی خطاب سے انہوں نے یزید بن اسحاق شعر سے اور انہوں نے ہارون بن حمزہ غنوی سے روایت کیا ہے۔

۱۸۰ اور جو کچھ اس میں جعفر بن بشیر بجلی سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد رضی اللہ عنہ سے انہوں نے سعد بن عبداللہ سے انہوں نے محمد بن حسین بن ابی خطاب سے اور انہوں نے جعفر بن بشیر بجلی سے روایت کی ہے۔

۱۸۱ اور جو کچھ اس میں حفص بن غیاث سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد رضی اللہ عنہ سے انہوں نے سعد بن عبداللہ سے انہوں نے احمد بن ابی عبداللہ سے انہوں نے اپنے والد سے اور انہوں نے حفص بن غیاث سے روایت کی ہے۔ اس کے علاوہ میں نے اسے روایت کیا ہے علی بن احمد بن موسیٰ رحمہ اللہ سے انہوں نے محمد بن ابی عبداللہ سے انہوں نے محمد بن ابی بشیر سے ان کا بیان ہے کہ بیان کیا ہم سے حسین بن ہیثم نے ان کا کہنا ہے کہ بیان کیا ہم سے سلیمان بن داؤد منقری نے اور انہوں نے حفص بن غیاث سے روایت کی ہے۔ اس کے علاوہ میں نے اسے روایت کیا ہے اپنے والد رحمہ اللہ سے انہوں نے سعد بن عبداللہ سے انہوں نے قاسم بن محمد اصبہانی سے انہوں نے سلیمان داؤد منقری سے اور انہوں نے حفص بن غیاث نخعی قاضی سے روایت کی ہے۔

۱۸۲ اور جو کچھ اس میں علی بن رئاب سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد اور محمد بن حسن رحمہ اللہ سے انہوں نے سعد بن عبداللہ اور حمیری سے انہوں نے احمد بن محمد بن عیسیٰ اور ابراہیم بن ہاشم سے اور ان دونوں نے حسن بن محبوب سے اور انہوں نے علی بن رئاب سے روایت کی ہے۔

۱۸۳ اور جو کچھ اس میں عبدالرحمٰن بن کثیر ہاشمی سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے محمد بن حسن رضی اللہ عنہ سے انہوں نے محمد بن حسن صفار سے انہوں نے علی بن حسان واسطی سے اور انہوں نے اپنے چچا عبدالرحمن بن کثیر ہاشمی سے روایت کی ہے۔

۱۸۴ اور جو کچھ سلیمان دیلمی سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد اور محمد بن حسن رحمہما اللہ سے

انہوں نے سعد بن عبداللہ سے انہوں نے عبّاد بن سلیمان سے انہوں نے محمد بن سلیمان سے اور انہوں نے اپنے والد سلیمان دیلمی سے روایت کی ہے۔

١٨٥ اور جو کچھ اس میں علی بن فضل واسطی سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد رحمہ اللہ سے انہوں نے علی بن ابراہیم سے انہوں نے اپنے والد سے اور انہوں نے علی بن فضل واسطی سے جو حضرت امام رضا علیہ السلام کے صحابی تھے۔

١٨٦ اور جو کچھ اس میں موسیٰ بن قاسم بجلی سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد اور محمد بن حسن رضی اللہ عنہما سے انہوں نے سعد بن عبداللہ سے انہوں نے فضل بن عامر اور احمد بن محمد بن عیسیٰ سے اور انہوں نے موسیٰ بن قاسم بجلی سے روایت کی ہے۔

١٨٧ اور جو کچھ اس میں یونس بن عمّار سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد رحمہ اللہ سے انہوں نے سعد بن عبداللہ سے انہوں نے احمد بن ابی عبداللہ سے انہوں نے حسن بن محبوب سے انہوں نے مالک بن عطیہ سے اور انہوں نے ابوالحسن یونس بن عمار بن فیض صیرفی التغلبی الکوفی سے روایت کی ہے جو اسحاق بن عمّار کے بھائی تھے۔

١٨٨ اور جو کچھ اس میں محمد بن احمد بن یحییٰ بن عمران اشعری سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد اور محمد بن حسن رحمہما اللہ سے انہوں نے محمد بن یحییٰ عطّار سے اور احمد بن ادریس سے اور ان دونوں نے محمد بن احمد بن یحیی بن عمران اشعری سے روایت کی ہے۔

١٨٩ اور جو کچھ اس میں ہارون بن خارجہ سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد رضی اللہ عنہ سے انہوں نے سعد بن عبداللہ سے انہوں نے احمد بن ابی عبداللہ سے انہوں نے محمد بن علی کوفی سے انہوں نے عثمان بن عیسیٰ سے اور انہوں نے ہارون بن خارجہ کوفی سے روایت کی ہے۔

١٩٠ اور جو کچھ اس میں محمد بن خالد قسری سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے جعفر بن محمد بن مسرور رحمہ اللہ سے انہوں نے حسین بن محمد بن عامر سے انہوں نے اپنے چچا عبداللہ بن عامر سے انہوں نے حفصہ سے اور انہوں نے محمد بن خالد بن عبداللہ بجلی قسری سے روایت کی ہے اور وہ کوفی عرب تھے۔

١٩١ اور جو کچھ اس میں مبارک عقرقوفی سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے حسین بن ابراہیم تاتانہ رضی اللہ عنہ سے انہوں نے علی بن ابراہیم بن ہاشم سے انہوں نے اپنے والد سے اور انہوں نے محمد بن سنان سے انہوں نے مبارک عقرقوفی اسدی سے روایت کی ہے۔

١٩٢ اور جو کچھ اس میں ابو حسین محمد بن جعفر اسدی رضی اللہ عنہ سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے علی

بن احمد بن موسیٰ، محمد بن احمد سنانی اور حسین بن ابراہیم بن احمد بن ہشام مؤدّب رضی اللہ عنہم سے اور انہوں نے ابو حسین محمد بن جعفر اسدی کوفی رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔

۱۹۳ اور جو کچھ اس میں عمرو بن جُمیع سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد رحمہ اللہ سے انہوں نے احمد بن ادریس سے انہوں نے محمد بن احمد سے انہوں نے حسن بن حسین لؤلؤی سے انہوں نے حسن بن علی بن یوسف سے انہوں نے معاذ جوہری سے اور انہوں نے عمرو بن جُمیع سے روایت کی ہے۔

۱۹۴ اور جو کچھ اس میں مروان بن مسلم سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد رضی اللہ عنہ سے انہوں نے محمد ابن یحییٰ عطار سے انہوں نے محمد بن احمد بن یحییٰ سے انہوں نے سہل بن زیاد سے انہوں نے محمد بن حسین سے انہوں نے علی بن یعقوب ہاشمی سے اور انہوں نے مروان بن مسلم سے روایت کی ہے۔

۱۹۵ اور جو کچھ اس میں عاصم بن حمید سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد اور محمد بن حسن سے انہوں نے سعد بن عبداللہ سے انہوں نے ابراہیم بن ہاشم سے انہوں نے عبدالرحمٰن بن ابی نجران سے اور انہوں نے عاصم بن حمید سے روایت کی ہے۔

۱۹۶ اور جو کچھ اس میں محمد بن عبدالجبّار سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد سے اور محمد بن حسن رضی اللہ عنہما سے انہوں نے سعد بن عبداللہ اور حمیری اور محمد بن یحییٰ عطّار اور احمد بن ادریس سے اور ان سب نے محمد بن عبدالجبّار سے روایت کی ہے اور وہ محمد بن ابو صہبان کہلاتے تھے۔

۱۹۷ اور جو کچھ اس میں یعقوب بن شعیب سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے محمد بن حسن رضی اللہ عنہ سے انہوں نے حسن بن متیل سے انہوں نے محمد بن حسین بن ابو خطّاب سے انہوں نے جعفر بن بشیر سے انہوں نے حمّاد بن عثمان سے اور انہوں نے یعقوب بن شعیب بن میثم اسدی سے روایت کی ہے اور وہ کوفی غلام تھے۔

۱۹۸ اور جو کچھ اس میں درست بن ابو منصور سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد رحمہ اللہ سے انہوں نے سعد بن عبداللہ سے انہوں نے احمد بن محمد بن عیسیٰ سے انہوں نے حسن بن علی وشّاء سے اور انہوں نے درست بن ابو منصور واسطی سے روایت کی ہے۔

۱۹۹ اور جو کچھ اس میں وہب بن وہب سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد اور محمد بن حسن رضی اللہ عنہما سے انہوں نے سعد بن عبداللہ سے انہوں نے احمد بن محمد بن خالد سے اور انہوں نے اپنے والد سے اور انہوں نے ابو بختری وہب بن وہب قاضی القرشی سے روایت کی ہے۔

۲۰۰ اور جو کچھ اس میں ابو خدیجہ سالم بن مکرم جمّال سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے محمد بن علی ماجیلویہ رحمہ اللہ سے انہوں نے اپنے چچا محمد بن ابو قاسم سے انہوں نے محمد بن علی کوفی سے انہوں نے عبدالرحمٰن بن ابو ہاشم سے اور انہوں نے ابو خدیجہ سالم بن مکرم جمال سے روایت کی ہے۔

۲۰۱ اور جو کچھ اس میں قاسم بن سلیمان سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے محمد بن حسن رحمہ اللہ سے انہوں نے محمد بن حسن صفّار سے انہوں نے محمد بن عیسی بن عبید سے انہوں نے نضر بن سوید سے اور انہوں نے قاسم بن سلیمان سے روایت کی ہے۔

۲۰۲ اور جو کچھ اس میں زکریّا بن مالک جعفی سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے حسین بن احمد بن ادریس رحمہ اللہ سے انہوں نے اپنے والد سے انہوں نے محمد بن احمد سے انہوں نے علی بن اسماعیل سے انہوں نے صفوان بن یحییٰ سے انہوں نے عبداللہ بن مسکان سے انہوں نے ابو عبّاس فضل بن عبدالملک سے اور انہوں نے زکریّا بن مالک جعفی سے روایت کی ہے۔

۲۰۳ اور جو کچھ اس میں ابراہیم بن محمد ہمدانی سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے احمد بن زیاد بن جعفر ہمدانی رضی اللہ عنہ سے ۔ انہوں نے علی بن ابراہیم بن ہاشم سے انہوں نے اپنے والد سے اور انہوں نے ابراہیم بن محمد ہمدانی سے روایت کی ہے۔

۲۰۴ اور جو کچھ اس میں مصادف سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے محمد بن موسیٰ بن متوکّل رحمہ اللہ سے انہوں نے عبداللہ بن جعفر حمیری سے انہوں نے احمد بن محمد بن عیسیٰ سے انہوں نے حسن بن محبوب سے انہوں نے علی بن رئاب سے اور انہوں نے مصادف سے روایت کی ہے۔

۲۰۵ اور جو کچھ اس میں مصعب بن یزید انصاری عامل امیرالمومنین علیہ السلام سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد اور محمد بن حسن رضی اللہ عنہما سے انہوں نے سعد بن عبداللہ سے انہوں نے احمد بن محمد بن عیسیٰ سے انہوں نے علی بن حکم سے انہوں نے ابراہیم بن عمران شیبانی سے انہوں نے یونس بن ابراہیم سے انہوں نے یحییٰ بن ابی اشعث کندی سے اور انہوں نے مصعب بن یزید انصاری سے روایت کی ہے ان کا کہنا ہے کہ " امیرالمومنین علی ابن ابی طالب علیہ السلام نے مجھے مدائن کی چار بستیوں پر عامل بنایا تھا " اور میں نے اس حدیث کا ذکر کیا ہے۔

۲۰۶ اور جو کچھ اس میں طلحہ بن زید سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد اور محمد بن حسن رضی اللہ عنہما سے انہوں نے سعد بن عبداللہ سے انہوں نے احمد بن محمد بن عیسیٰ سے انہوں نے محمد بن یحییٰ خزّاز اور محمد بن سنان سے اور ان دونوں نے طلحہ بن زید سے روایت کی ہے۔

۲۰۷ اور جو کچھ اس میں ابو ورد سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد رحمہ اللہ سے انہوں نے حمیری سے انہوں نے محمد بن حسن بن ابو خطاب سے انہوں نے حسن بن محبوب سے انہوں نے علی بن رئاب سے اور انہوں نے ابو ورد سے روایت کی ہے۔

۲۰۸ اور جو کچھ اس میں فضل بن ابو قرۃ سمندی سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد رحمہ اللہ سے انہوں نے علی بن حسین سعد آبادی سے انہوں نے احمد بن ابو عبداللہ برقی سے انہوں نے شریف بن سابق تفلیسی سے اور انہوں نے فضل بن ابو قرّہ سمندی سے روایت کی ہے۔

۲۰۹ اور جو کچھ اس میں وصّافی سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے محمد بن علی ماجیلویہ رضی اللہ عنہ سے انہوں نے محمد بن یحیٰ عطّار سے انہوں نے احمد بن محمد بن عیسیٰ سے انہوں نے ابن فضّال سے اور انہوں نے عبیداللہ بن ولید وصّافی سے روایت کی ہے۔

۲۱۰ اور جو کچھ اس میں ولید بن صبیح سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد رضی اللہ عنہ سے انہوں نے علی بن ابراہیم سے انہوں نے اپنے والد سے انہوں نے حمّاد بن عیسیٰ سے انہوں نے حسین بن مختار سے اور انہوں نے ولید ابن صبیح سے روایت کی ہے۔

۲۱۱ اور جو کچھ اس میں زہری سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد رضی اللہ عنہ سے انہوں نے سعد بن عبداللہ سے انہوں نے قاسم بن محمد اصبہانی سے انہوں نے سلیمان بن داؤد منقری سے انہوں نے سفیان بن عینہ اور انہوں نے زہری سے روایت کی ہے ان کا نام محمد بن مسلم بن شہاب تھا اور انہوں نے حضرت علی بن حسین علیہما السلام سے روایت کی ہے۔

۲۱۲ اور جو کچھ اس میں حسن بن علی وشّاء سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے محمد بن حسن رضی اللہ عنہ سے انہوں نے محمد بن حسن صفّار سے انہوں نے احمد بن محمد بن عیسیٰ اور ابراہیم بن ہاشم سے اور ان دونوں نے حسن بن علی وشّاء سے روایت کی ہے۔ جو ابن بنت الیاس کے نام سے جانے جاتے تھے۔

۲۱۳ اور جو کچھ اس میں حسن بن راشد سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد رضی اللہ عنہ سے انہوں نے سعد بن عبداللہ اور احمد بن محمد بن عیسیٰ اور ابراہیم بن ہاشم سے اور ان سب نے قاسم بن یحییٰ سے انہوں نے اپنے دادا حسن بن راشد سے روایت کی ہے۔ اس کے علاوہ میں نے اس کی روایت کی ہے محمد بن علی ماجیلویہ رضی اللہ عنہ سے انہوں نے علی بن ابراہیم بن ہاشم سے انہوں نے اپنے والد سے انہوں نے قاسم بن یحییٰ سے اور انہوں نے اپنے دادا حسن بن راشد سے روایت کی ہے۔

۲۱۴ اور جو کچھ اس میں ابان بن عثمان سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے محمد بن حسن رضی اللہ عنہ سے

انہوں نے محمد بن حسن صفّار سے انہوں نے یعقوب بن یزید، ایّوب بن نوح، ابراہیم بن ہاشم اور محمد بن عبدالجبّار سے اور ان سب نے محمد بن ابی عمیر اور صفوان بن یحییٰ سے اور انہوں نے ابان بن عثمان احمر سے روایت کی ہے۔

۲۱۵ اور جو کچھ اس میں عمرو بن خالد سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد رضی اللہ عنہ سے انہوں نے سعد بن عبداللہ سے انہوں نے ہیثم بن ابو مسروق نہدی سے انہوں نے حسین بن علوان سے اور انہوں نے عمرو بن خالد سے روایت کی ہے۔

۲۱۶ اور جو کچھ اس میں منصور بن یونس سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد رضی اللہ عنہ سے انہوں نے عبداللہ بن جعفر حمیری سے انہوں نے احمد بن محمد بن عیسیٰ سے انہوں نے علی بن حدید اور محمد بن اسماعیل بن بزیع سے اور ان دونوں نے منصور بن یونس بزرج سے روایت کی ہے۔

۲۱۷ اور جو کچھ اس میں محمد بن فیض تیمی سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد رضی اللہ عنہ سے انہوں نے احمد بن ادریس سے انہوں نے احمد بن ابو عبداللہ سے انہوں نے داؤد بن اسحاق حذّاء سے اور انہوں نے محمد بن فیض تیمی سے روایت کی ہے۔

۲۱۸ اور جو کچھ اس میں عبدالمومن بن قاسم انصاری کوفی سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد رحمہ اللہ سے۔ انہوں نے سعد بن عبداللہ سے انہوں نے محمد بن حسین بن ابو خطّاب سے انہوں نے حکم بن مسکین سے، انہوں نے ابی کہمس سے اور انہوں نے عبدالمومن بن قاسم انصاری، کوفی، عربی سے روایت کی ہے جو ابو مریم عبدالغفّار بن قاسم انصاری کے بھائی تھے۔

۲۱۹ اور جو کچھ اس میں ادریس بن ہلال سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے محمد بن علی ماجیلویہ رضی اللہ عنہ سے انہوں نے محمد بن یحییٰ عطّار سے انہوں نے محمد بن حسین بن ابو خطّاب سے انہوں نے محمد بن سنان سے اور انہوں نے ادریس بن ہلال سے روایت کی ہے۔

۲۲۰ اور جو کچھ اس میں قاسم بن عروہ سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد رضی اللہ عنہ سے انہوں نے عبداللہ بن جعفر حمیری سے انہوں نے ہارون بن مسلم بن سعدان سے اور انہوں نے قاسم بن عروہ سے روایت کی ہے۔

۲۲۱ اور جو کچھ اس میں محمد بن قیس سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد رحمہ اللہ سے انہوں نے سعد بن عبداللہ سے، انہوں نے ابراہیم بن ہاشم سے انہوں نے عبدالرّحمٰن بن ابی نجران سے انہوں نے عاصم بن حمید سے اور انہوں نے محمد بن قیس سے روایت کی ہے۔

۲۰۷ اور جو کچھ اس میں ابو ورد سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد رحمہ اللہ سے انہوں نے حمیری سے انہوں نے محمد بن حسن بن ابو خطاب سے انہوں نے حسن بن محبوب سے انہوں نے علی بن رئاب سے اور انہوں نے ابو ورد سے روایت کی ہے۔

۲۰۸ اور جو کچھ اس میں فضل بن ابو قرۃ سمندی سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد رحمہ اللہ سے انہوں نے علی بن حسین سعد آبادی سے انہوں نے احمد بن ابو عبداللہ برقی سے انہوں نے شریف بن سابق تفلیسی سے اور انہوں نے فضل بن ابو قرّہ سمندی سے روایت کی ہے۔

۲۰۹ اور جو کچھ اس میں وصّافی سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے محمد بن علی ماجیلویہ رضی اللہ عنہ سے انہوں نے محمد بن یحییٰ عطّار سے انہوں نے احمد بن محمد بن عیسیٰ سے انہوں نے ابن فضّال سے اور انہوں نے عبیداللہ بن ولید وصّافی سے روایت کی ہے۔

۲۱۰ اور جو کچھ اس میں ولید بن صبیح سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد رضی اللہ عنہ سے انہوں نے علی بن ابراہیم سے انہوں نے اپنے والد سے انہوں نے حمّاد بن عیسیٰ سے انہوں نے حسین بن مختار سے اور انہوں نے ولید ابن صبیح سے روایت کی ہے۔

۲۱۱ اور جو کچھ اس میں زہری سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد رضی اللہ عنہ سے انہوں نے سعد بن عبداللہ سے انہوں نے قاسم بن محمد اصبہانی سے انہوں نے سلیمان بن داؤد منقری سے انہوں نے سفیان بن عینہ اور انہوں نے زہری سے روایت کی ہے ان کا نام محمد بن مسلم بن شہاب تھا اور انہوں نے حضرت علی بن حسین علیہما السلام سے روایت کی ہے۔

۲۱۲ اور جو کچھ اس میں حسن بن علی وشّاء سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے محمد بن حسن رضی اللہ عنہ سے انہوں نے محمد بن حسن صفّار سے انہوں نے احمد بن محمد بن عیسیٰ اور ابراہیم بن ہاشم سے اور ان دونوں نے حسن بن علی وشّاء سے روایت کی ہے۔ جو ابن بنت الیاس کے نام سے جانے جاتے تھے۔

۲۱۳ اور جو کچھ اس میں حسن بن راشد سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد رضی اللہ عنہ سے انہوں نے سعد بن عبداللہ اور احمد بن محمد بن عیسیٰ اور ابراہیم بن ہاشم سے اور ان سب نے قاسم بن یحییٰ سے انہوں نے اپنے دادا حسن بن راشد سے روایت کی ہے۔ اس کے علاوہ میں نے اس کی روایت کی ہے محمد بن علی ماجیلویہ رضی اللہ عنہ سے انہوں نے علی بن ابراہیم بن ہاشم سے انہوں نے اپنے والد سے انہوں نے قاسم بن یحییٰ سے اور انہوں نے اپنے دادا حسن بن راشد سے روایت کی ہے۔

۲۱۴ اور جو کچھ اس میں ابان بن عثمان سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے محمد بن حسن رضی اللہ عنہ سے

۲۲۲ اور جو کچھ اس میں بشیر نبال سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے محمد بن علی ماجیلویہ رضی اللہ عنہ سے انہوں نے محمد بن یحییٰ عطّار سے انہوں نے ابراہیم بن ہاشم سے انہوں نے محمد بن سنان سے اور انہوں نے بشیر نبال سے روایت کی ہے۔

۲۲۳ اور جو کچھ اس میں عبدالکریم بن عمرو سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد اور محمد بن حسن رضی اللہ عنہما سے انہوں نے سعد بن عبداللہ سے انہوں نے احمد بن محمد بن عیسیٰ سے انہوں نے احمد بن محمد بن ابی نصر بزنطی سے انہوں نے عبدالکریم بن عمرو خثعمی سے روایت کی ہے جن کا لقب کرّام تھا۔ یعنی بہت زیادہ کرم کرنے والے۔

۲۲۴ اور جو کچھ اس میں عیسیٰ بن ابی منصور سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے محمد بن حسن رضی اللہ عنہ سے انہوں نے محمد بن حسن صفار سے انہوں نے محمد بن حسین بن ابی خطّاب سے انہوں نے جعفر بن بشیر سے انہوں نے حمّاد بن عثمان سے اور انہوں نے عیسیٰ بن ابی منصور سے روایت کی ہے ان کی کنیّت ابو صالح تھی اور وہ کوفی غلام تھے۔ نیز اسے روایت کیا ہے محمد بن حسن رضی اللہ عنہ سے انہوں نے محمد بن حسن صفّار سے انہوں نے یعقوب ابن یزید سے انہوں نے ابن ابی عمیر سے انہوں نے ابراہیم بن عبدالحمید سے انہوں نے عبداللہ بن سنان سے انہوں نے ابن ابی یعفور سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں حاضر تھا کہ عیسیٰ بن ابی منصور وہاں آئے تو امام علیہ السلام نے مجھ سے ارشاد فرمایا "اگر تم چاہتے ہو کہ دنیا اور آخرت کے بہترین فرد کو دیکھو تو انہیں دیکھو"۔

۲۲۵ اور جو کچھ اس میں عمرو بن شمر سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے محمد بن موسیٰ بن متوکّل رضی اللہ عنہ سے انہوں نے علی بن حسین سعد آبادی سے انہوں نے احمد بن ابی عبداللہ برقی سے انہوں نے اپنے والد سے انہوں نے احمد بن نضر خزّاز سے اور انہوں نے عمرو بن شمر سے روایت کی ہے۔

۲۲۶ اور جو کچھ اس میں سلیمان بن عمرو سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے محمد بن حسن رضی اللہ عنہ سے انہوں نے محمد بن حسن صفّار سے انہوں نے احمد بن ابی عبداللہ برقی سے انہوں نے احمد بن علی سے انہوں نے عبداللہ بن جبلہ سے انہوں نے علی بن شجرہ سے اور انہوں نے سلیمان بن عمرو احمر سے روایت کی ہے۔

۲۲۷ اور جو کچھ اس میں عبدالملک بن عتبہ ہاشمی سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد رضی اللہ عنہ سے انہوں نے سعد بن عبداللہ سے انہوں نے محمد بن حسین بن ابی خطّاب سے انہوں نے حسن بن علی بن فضّال سے انہوں نے محمد بن ابی حمزہ سے اور انہوں نے عبدالملک بن عتبہ ہاشمی سے روایت کی ہے۔

۲۲۸ اور جو کچھ اس میں علی بن ابی حمزہ سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے محمد بن علی ماجیلویہ رضی اللہ عنہ سے انہوں نے محمد بن یحییٰ عطار سے انہوں نے محمد بن حسین بن ابی خطاب سے انہوں نے احمد بن محمد بن ابی نصر بزنطی سے اور انہوں نے علی بن ابی حمزہ سے روایت کی ہے۔

۲۲۹ اور جو کچھ اس میں یحییٰ بن ابی علاء سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے محمد بن حسن رضی اللہ عنہ سے انہوں نے حسین بن حسن بن ابان سے انہوں نے حسین بن سعید سے انہوں نے فضالہ بن ایوب سے انہوں نے ابان بن عثمان سے اور انہوں یحییٰ بن ابی علاء سے روایت کی ہے۔

۲۳۰ اور جو کچھ اس میں محمد بن حکیم سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد رحمہ اللہ سے انہوں نے عبداللہ بن جعفر حمیری سے انہوں نے احمد بن ابی عبداللہ سے انہوں نے اپنے والد سے انہوں نے حماد بن عیسیٰ سے انہوں نے حریز سے اور انہوں نے محمد بن حکیم سے روایت کی ہے۔ نیز میں نے اسے روایت کیا ہے محمد بن حسن رحمہ اللہ سے انہوں نے محمد بن حسن صفار سے انہوں نے یعقوب بن یزید سے انہوں نے محمد بن ابی عمیر سے اور انہوں نے محمد بن حکیم سے روایت کی ہے۔

۲۳۱ اور جو کچھ اس میں علی بن حکم سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد رضی اللہ عنہ سے انہوں نے سعد بن عبداللہ سے انہوں نے احمد بن محمد بن عیسیٰ سے اور انہوں نے علی بن حکم سے روایت کی ہے۔

۲۳۲ اور جو کچھ اس میں علی بن سوید سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد اور محمد بن حسن رضی اللہ عنہما سے انہوں نے سعد بن عبداللہ اور عبداللہ بن جعفر حمیری سے ان دونوں نے علی بن حکم سے اور انہوں نے علی بن سوید سے روایت کی ہے۔

۲۳۳ اور جو کچھ اس میں ادریس بن زید اور علی بن ادریس سے ہے یہ دونوں امام رضا علیہ السلام کے صحابی تھے تو اسے میں نے روایت کیا ہے محمد بن علی ماجیلویہ رضی اللہ عنہ سے انہوں نے علی بن ابراہیم بن ہاشم سے انہوں نے اپنے والد سے انہوں نے ادریس بن زید اور علی بن ادریس سے اور ان دونوں نے حضرت امام رضا علیہ السلام سے روایت کی ہے۔

۲۳۴ اور جو کچھ اس میں محمد بن حمران سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد رضی اللہ عنہ سے انہوں نے علی بن ابراہیم سے انہوں نے اپنے والد سے انہوں نے محمد بن ابی عمیر سے اور انہوں نے محمد بن حمران سے روایت کی ہے۔ اس کے علاوہ میں نے اسے روایت کیا ہے محمد بن حسن رحمہ اللہ سے انہوں نے محمد بن حسن صفار سے انہوں نے ایوب بن نوح اور ابراہیم بن ہاشم سے اور ان دونوں نے صفوان بن یحییٰ اور ابن ابی عمیر سے اور ان دونوں نے محمد بن حمران سے روایت کی ہے۔

۲۳۵ اور جو کچھ اس میں سعید نقاش سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے محمد بن موسیٰ بن متوکل رضی اللہ عنہ سے انہوں نے علی بن حسین سعد آبادی سے انہوں نے احمد بن ابی عبداللہ برقی سے انہوں نے اپنے والد سے انہوں نے محمد بن سنان سے اور انہوں نے سعید نقّاش سے روایت کی ہے۔

۲۳۶ اور جو کچھ اس میں قاسم بن یحییٰ سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد اور محمد بن حسن رضی اللہ عنہما سے انہوں نے سعد بن عبداللہ اور حمیری سے اور ان دونوں نے احمد بن محمد بن عیسیٰ اور ابراہیم بن ہاشم سے اور ان دونوں نے قاسم بن یحییٰ سے روایت کی ہے۔

۲۳۷ اور جو کچھ اس میں حسین بن سعید سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے محمد بن حسن رضی اللہ عنہ سے انہوں نے حسین بن حسن بن ابان سے اور انہوں نے حسین بن سعید سے روایت کی ہے نیز میں نے اسے روایت کیا ہے اپنے والد رحمہ اللہ سے انہوں نے سعد بن عبداللہ سے انہوں نے احمد بن محمد بن عیسی سے اور انہوں نے حسین بن سعید سے روایت کی ہے۔

۲۳۸ اور جو کچھ اس میں غیاث بن ابراہیم سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد رضی اللہ عنہ سے انہوں نے سعد بن عبداللہ سے انہوں نے احمد بن محمد بن عیسیٰ سے انہوں نے محمد بن اسماعیل بن بزیع اور محمد بن یحییٰ خزّاز سے اور انہوں نے غیاث بن ابراہیم سے روایت کی ہے۔

۲۳۹ اور جو کچھ اس میں علی بن محمد نوفلی سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے محمد بن علی ماجیلویہ رضی اللہ عنہ سے انہوں نے اپنے والد سے انہوں نے احمد بن محمد بن خالد سے انہوں نے اپنے والد سے اور انہوں نے علی بن محمد نوفلی سے روایت کی ہے۔

۲۴۰ اور جو کچھ اس میں عبداللہ بن لطیف تفلیسی سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے جعفر بن محمد بن مسرور رضی اللہ عنہ سے انہوں نے حسین بن محمد بن عامر سے انہوں نے اپنے چچا عبداللہ بن عامر سے انہوں نے محمد بن ابی عمیر سے اور انہوں نے عبداللہ بن لطیف تفلیسی سے روایت کی ہے۔

۲۴۱ اور جو کچھ اس میں ابن ابی نجران سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد رضی اللہ عنہ سے انہوں نے سعد بن عبداللہ سے انہوں نے احمد بن محمد بن عیسیٰ سے اور انہوں نے عبدالرّحمٰن بن ابی نجران سے روایت کی ہے۔

۲۴۲ اور جو کچھ اس میں محمد بن قاسم بن فضیل بصری صحابی امام رضا علیہ السلام سے ہے تو اسے میں نے حسین بن ابراہیم رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے اور انہوں نے علی بن ابراہیم سے انہوں نے اپنے والد سے انہوں نے عمرو بن عثمان سے اور انہوں نے محمد بن قاسم بن فضیل بصری سے روایت کی ہے۔

۲۴۳ اور جو کچھ اس میں سیف بن عمیرہ نخعی سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے محمد بن حسن رضی اللہ عنہ سے اور انہوں نے محمد بن حسن صفار سے انہوں نے احمد بن محمد بن عیسیٰ سے انہوں نے علی بن سیف سے انہوں نے اپنے بھائی حسین بن سیف سے اور انہوں نے اپنے والد سیف بن عمیرہ نخعی سے روایت کی ہے۔

۲۴۴ اور جو کچھ اس میں محمد بن عیسیٰ سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد رضی اللہ عنہ سے انہوں نے سعد بن عبداللہ سے اور انہوں نے محمد بن عیسیٰ بن عبیدالیقطینی سے راویت کی ہے۔ نیز میں نے اسے روایت کیا ہے محمد بن حسن رضی اللہ عنہ سے انہوں نے محمد بن حسن صفّار سے اور انہوں نے محمد بن عیسیٰ بن عبیدالیقطینی سے روایت کی ہے۔

۲۴۵ اور جو کچھ اس میں محمد بن مسعود عیاشی سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے مظفر بن جعفر بن مظفر علوی رضی اللہ عنہ سے انہوں نے جعفر بن محمد بن مسعود سے اور انہوں نے اپنے والد ابی نصر محمد ابن مسعود عیاشی رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔

۲۴۶ اور جو کچھ اس میں میمون بن مہران سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے احمد بن محمد بن یحییٰ عطّار رضی اللہ عنہ سے انہوں نے اپنے والد سے انہوں نے جعفر بن محمد بن مالک سے انہوں نے ابو یحییٰ اہوازی سے انہوں نے محمد بن جمہور سے انہوں نے حسین بن مختار سے جو کفن فروخت کرتے تھے اور انہوں نے میمون بن مہران سے روایت کی ہے۔

۲۴۷ اور جو کچھ اس میں محمد بن عمران عجلی سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے محمد بن علی ماجیلویہ رضی اللہ عنہ سے انہوں نے اپنے چچا محمد بن ابو قاسم سے انہوں نے احمد بن ابو عبداللہ سے انہوں نے اپنے والد سے انہوں نے محمد بن ابو عمیر سے اور انہوں نے محمد بن عمران عجلی سے روایت کی ہے۔

۲۴۸ اور جو کچھ اس میں عیسیٰ بن عبداللہ ہاشمی سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے محمد بن موسیٰ بن متوکّل رضی اللہ عنہ سے انہوں نے محمد بن یحییٰ عطّار سے انہوں نے محمد بن حسین بن ابی خطّاب سے انہوں نے محمد بن عبداللہ سے اور انہوں نے عیسیٰ بن عبداللہ بن علی بن عمر بن علی بن حسین بن علی بن ابی طالب علیہم السلام سے روایت کی ہے۔

۲۴۹ اور جو کچھ اس میں ابو ہمّام اسماعیل بن ہمّام سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد رضی اللہ عنہ سے انہوں نے سعد بن عبداللہ اور عبداللہ بن جعفر حمیری سے ان دونوں نے احمد بن محمد بن عیسیٰ اور ابراہیم بن ہاشم سے اور ان دونوں نے ابو ہمّام اسماعیل بن ہمّام سے روایت کی ہے۔

۲۵۰ اور جو کچھ اس میں عیسیٰ بن یونس سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے احمد بن محمد بن زیاد بن جعفر ہمدانی رضی اللہ عنہ سے انہوں نے علی بن ابراہیم سے انہوں نے اپنے والد سے انہوں نے محمد بن سنان سے انہوں نے حماد بن عثمان سے اور انہوں نے عیسیٰ بن یونس سے روایت کی ہے۔

۲۵۱ اور جو کچھ اس میں حذیفہ بن منصور سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد رضی اللہ عنہ سے انہوں نے سعد بن عبداللہ سے انہوں نے احمد بن محمد بن عیسیٰ سے انہوں نے محمد بن سنان سے اور انہوں نے حذیفہ بن منصور سے روایت کی ہے۔

۲۵۲ اور جو کچھ اس میں داؤد رقی سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے حسین بن احمد بن ادریس رضی اللہ عنہ سے انہوں نے اپنے والد سے انہوں نے محمد بن احمد بن عبداللہ بن احمد رازی سے انہوں نے حریز ابن صالح سے انہوں نے اسماعیل بن مہران سے انہوں نے زکریا بن آدم سے اور انہوں نے داؤد بن کثیر رقی سے روایت کی ہے۔ اور امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ میرے نزدیک داؤد رقی کی وہی منزلت ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نزدیک مقداد کی تھی۔

۲۵۳ اور جو کچھ اس میں اسحاق بن برید سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے محمد بن موسیٰ بن متوکل رضی اللہ عنہ سے انہوں نے علی بن حسین سعد آبادی سے انہوں نے احمد بن ابی عبداللہ برقی سے انہوں نے احمد بن محمد بن ابی نصر بزنطی سے انہوں نے مثنیٰ بن ولید سے اور انہوں نے اسحاق بن برید سے روایت کی ہے۔

۲۵۴ اور جو کچھ اس میں ابراہیم بن عمر سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد رضی اللہ عنہ سے انہوں نے سعد بن عبداللہ سے انہوں نے یعقوب بن یزید سے انہوں نے حماد بن عیسیٰ سے اور انہوں نے ابراہیم بن عمر یمانی سے روایت کی ہے۔

۲۵۵ اور جو کچھ اس میں حسن بن علی بن فضال سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد رضی اللہ عنہ سے انہوں نے سعد بن عبداللہ سے انہوں نے احمد بن محمد بن عیسیٰ سے اور انہوں نے **حسن بن** علی بن فضال سے روایت کی ہے۔

۲۵۶ اور جو کچھ اس میں نضر بن سوید سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے محمد بن حسن رضی اللہ عنہ سے انہوں نے محمد بن حسن صفار سے انہوں نے محمد بن عیسیٰ بن عبید سے اور انہوں نے نضر بن سوید سے روایت کی ہے۔

۲۵۷ اور جو کچھ اس میں شہاب بن عبد ربہ سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد رضی اللہ عنہ سے انہوں نے سعد بن عبداللہ سے انہوں نے احمد بن محمد بن عیسیٰ سے انہوں نے حسن بن محبوب سے او

انہوں نے شہاب بن عبدربّہ سے روایت کی ہے۔
۲۵۸ اور جو کچھ اس میں حسن صیقل سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے محمد بن موسیٰ بن متوکل رضی اللہ عنہ سے انہوں نے علی بن حسین سعد آبادی سے انہوں نے احمد بن ابی عبداللہ برقی سے انہوں نے اپنے والد سے انہوں نے یونس بن عبدالرحمن سے اور انہوں نے حسن بن زیاد صیقل کوفی سے روایت کی ہے جن کی کنیت ابو ولید تھی اور وہ غلام تھے۔
۲۵۹ اور جو کچھ اس میں عمرو بن ابی مقدام سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے محمد بن حسن رضی اللہ عنہ سے انہوں نے محمد بن حسن صفّار سے انہوں نے محمد بن حسین بن ابی خطّاب سے اور انہوں نے حکم ابن مسکین سے روایت کی ہے جن کا کہنا ہے کہ بیان کیا مجھ سے عمرو بن ابی مقدام نے۔ اور ابی مقدام کا نام ثابت بن ہرمز تھا اور وہ لوہار تھے۔
۲۶۰ اور جو کچھ اس میں ابراہیم بن ابو یحییٰ مدائنی سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے محمد بن حسن رضی اللہ عنہ سے انہوں نے محمد بن حسن صفّار سے انہوں نے محمد بن عبدالجبّار سے انہوں نے حسن بن علی بن فضّال سے انہوں نے ظریف بن ناصح سے اور انہوں نے ابراہیم بن ابو یحییٰ مدائنی سے روایت کی ہے۔
۲۶۱ اور جو کچھ اس میں عبدالملک بن اعین سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے محمد بن علی ماجیلویہ رضی اللہ عنہ سے انہوں نے اپنے چچا محمد بن ابو قاسم سے انہوں نے احمد بن ابو عبداللہ سے انہوں نے اپنے والد سے انہوں نے یونس بن عبدالرحمٰن سے اور انہوں نے عبدالملک بن اعین سے روایت کی ہے جن کی کنیّت ابو ضریس تھی اور امام جعفر صادق علیہ السلام اپنے اصحاب کے ساتھ مدینہ میں ان کی قبر پر تشریف لائے تھے۔
۲۶۲ اور جو کچھ اس میں علی بن اسباط سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے محمد بن حسن رضی اللہ عنہ سے انہوں نے محمد بن حسن صفّار سے انہوں نے محمد بن حسین بن ابی خطّاب سے اور انہوں نے علی بن اسباط سے روایت کی ہے۔
۲۶۳ اور جو کچھ اس میں ابی ربیع شامی سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد رضی اللہ عنہ سے انہوں نے سعد بن عبداللہ سے انہوں نے محمد بن حسین بن ابی خطّاب سے انہوں نے حکم بن مسکین سے، انہوں نے حسن بن رباط سے اور انہوں نے ابی ربیع شامی سے روایت کی ہے۔
۲۶۴ اور جو کچھ اس میں عمّار بن مروان کلبی سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے محمد بن موسیٰ بن متوکّل رضی اللہ عنہ سے، انہوں نے عبداللہ بن جعفر حمیری سے انہوں نے محمد بن حسین بن ابی خطّاب سے انہوں نے حسن بن محبوب سے انہوں نے ابوایوب خزّاز سے اور انہوں نے عمّار بن مروان سے روایت کی ہے۔

۲۶۵ اور جو کچھ اس میں بکر بن صالح سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد رضی اللہ عنہ سے انہوں نے علی بن ابراہیم بن ہاشم سے انہوں نے اپنے والد اور انہوں نے بکر بن صالح رازی سے روایت کی ہے۔

۲۶۶ اور جو کچھ اس میں ایوب بن اعین سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد رضی اللہ عنہ سے انہوں نے سعد بن عبداللہ سے انہوں نے محمد بن حسین بن ابی خطاب سے انہوں نے حکم بن مسکین سے اور انہوں نے ایوب بن اعین سے روایت کی ہے۔

۲۶۷ اور جو کچھ اس میں مُنذِر بن جُنیفَر سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد رضی اللہ عنہ سے انہوں نے محمد ابن یحییٰ عطّار سے انہوں نے ابراہیم بن ہاشم سے انہوں نے عبداللہ بن مغیرہ سے اور انہوں نے منذر بن جیفر سے روایت کی ہے۔

۲۶۸ اور جو کچھ اس میں عبداللہ بن میمون سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد اور محمد بن حسن رضی اللہ عنہما سے انہوں نے سعد بن عبداللہ سے انہوں نے ابراہیم بن ہاشم سے اور انہوں نے عبداللہ بن میمون سے روایت کی ہے۔

نیز روایت کیا ہے میں نے اپنے والد اور محمد بن موسیٰ بن متوکّل اور محمد بن علی ماجیلویہ رضی اللہ عنہم سے انہوں نے علی بن ابراہیم سے انہوں نے اپنے والد سے انہوں نے عبداللہ بن میمون سے روایت کی ہے۔

۲۶۹ اور جو کچھ اس میں جعفر بن قاسم سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد اور محمد بن حسن رضی اللہ عنہما سے انہوں نے سعد بن عبداللہ اور محمد بن یحییٰ اور احمد بن ادریس سے اور ان سب نے احمد بن ابی عبداللہ سے انہوں نے اپنے والد سے اور انہوں نے جعفر بن قاسم سے روایت کی ہے۔

۲۷۰ اور جو کچھ اس میں منصور صیقل سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد رضی اللہ عنہ سے انہوں نے سعد بن عبداللہ سے انہوں نے محمد بن عبدالجبّار سے انہوں نے ابو محمد ذہلی سے انہوں نے ابراہیم بن خالد عطّار سے انہوں نے محمد بن منصور صیقل سے اور انہوں نے اپنے والد منصور صیقل سے روایت کی ہے۔

۲۷۱ اور جو کچھ اس میں علی بن میرہ سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد رضی اللہ عنہ سے انہوں نے سعد بن عبداللہ سے انہوں نے محمد بن عیسیٰ سے انہوں نے حسن بن علی وشّاء سے اور انہوں نے علی بن میرہ سے روایت کی ہے۔

۲۷۲ اور جو کچھ اس میں محمد بن قاسم استرآبادی سے ہے تو میں نے ان سے براہ راست روایت کی ہے۔

۲۷۳ اور جو کچھ اس میں حماد نوآء سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے محمد بن علی ماجیلویہ رضی اللہ عنہ سے انہوں نے اپنے چچا محمد بن ابو قاسم سے انہوں نے اپنے والد سے انہوں نے محمد بن خالد برقی سے انہوں نے محمد بن سنان سے انہوں نے ابن مسکان سے اور انہوں نے حماد نوآء سے روایت کی ہے۔

۲۷۴ اور جو کچھ اس میں خالد بن ابی علاء خفّاف (چمڑے کے موزے بنانے والے) سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے محمد بن حسن رضی اللہ عنہ سے انہوں نے محمد بن حسن صفّار سے انہوں نے یعقوب بن یزید سے انہوں نے محمد بن ابی عمیر سے اور انہوں نے خالد بن ابی علاء خفاف سے روایت کی ہے۔

۲۷۵ اور جو کچھ اس میں کابلی سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد رضی اللہ عنہ سے انہوں نے سعد بن عبداللہ سے انہوں نے احمد بن محمد بن عیسیٰ سے، انہوں نے احمد بن محمد بن ابی نصر بزنطی سے اور انہوں نے عبداللہ ابن یحییٰ کابلی سے روایت کی ہے۔

۲۷۶ اور جو کچھ اس میں اسماعیل بن فضل سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے جعفر بن محمد بن مسرور رضی اللہ عنہ سے انہوں نے حسین بن محمد بن عامر سے انہوں نے اپنے چچا عبداللہ بن عامر سے انہوں نے محمد بن ابی عمیر سے انہوں نے عبدالرحمٰن بن محمد سے انہوں نے فضل بن اسماعیل بن فضل سے انہوں نے اپنے والد اسماعیل بن فضل ہاشمی سے روایت کی ہے۔

۲۷۷ اور جو کچھ اس میں ابو حسن نہدی سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد رضی اللہ عنہ سے انہوں نے سعد بن عبداللہ سے انہوں نے احمد بن محمد بن عیسیٰ سے انہوں نے حسن بن علی وشّاء سے اور انہوں نے ابو حسن نہدی سے روایت کی ہے۔

۲۷۸ اور جو کچھ اس میں عمران حلبی سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد رضی اللہ عنہ سے انہوں نے سعد بن عبداللہ سے انہوں نے محمد بن حسین بن ابی خطّاب سے انہوں نے جعفر بن بشیر سے انہوں نے حمّاد بن عثمان سے اور انہوں نے عمران حلبی سے روایت کی ہے جن کی کنیّت ابو فضل تھی۔

۲۷۹ اور جو کچھ اس میں حسن بن ہارون سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے محمد بن حسن رضی اللہ عنہ سے انہوں نے محمد بن حسن صفّار سے انہوں نے احمد بن محمد بن عیسیٰ سے انہوں نے احمد بن محمد بن ابی نصر بزنطی سے انہوں نے عبدالکریم بن عمرو سے اور انہوں نے حسن بن ہارون سے روایت کی ہے۔

۲۸۰ اور جو کچھ اس میں ابراہیم بن سفیان سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے محمد بن علی ماجیلویہ رضی اللہ عنہ سے انہوں نے اپنے چچا محمد بن ابو قاسم سے انہوں نے محمد بن علی کوفی سے انہوں نے محمد بن سنان سے اور انہوں نے ابراہیم بن سفیان سے روایت کی ہے۔

۲۸۱ اور جو کچھ اس میں حسین بن سالم سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد رضی اللہ عنہ سے انہوں نے سعد بن عبداللہ سے انہوں نے محمد بن حسین بن ابی خطّاب سے انہوں نے عبداللہ بن جبلہ سے انہوں نے ابی عبداللہ خراسانی سے اور انہوں نے حسین بن سالم سے روایت کی ہے۔

۲۸۲ اور جو کچھ اس میں یوسف طاطری سے ہے تو اسے میں نے اپنے والد رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے سعد بن عبداللہ سے انہوں نے ابراہیم بن ہاشم سے انہوں نے محمد بن سنان سے اور انہوں نے یوسف بن ابراہیم طاطری سے روایت کی ہے۔

۲۸۳ اور جو کچھ اس میں فضالہ بن ایّوب سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد رحمہ اللہ سے انہوں نے سعد بن عبداللہ سے انہوں نے احمد بن محمد بن عیسیٰ سے انہوں نے حسین بن سعید سے اور انہوں نے فضالہ بن ایّوب سے روایت کی ہے۔ نیز میں نے اسے روایت کیا ہے محمد بن حسن رضی اللہ عنہ سے انہوں نے حسین بن حسن بن ابان سے انہوں نے حسین بن سعید سے اور انہوں نے فضالہ بن ایّوب سے روایت کی ہے۔

۲۸۴ اور جو کچھ اس میں یحییٰ بن ازرق سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد رضی اللہ عنہ سے انہوں نے علی بن ابراہیم بن ہاشم سے انہوں نے اپنے والد سے انہوں نے محمد بن ابی عمیر سے انہوں نے ابان بن عثمان سے اور انہوں نے یحییٰ ابن حسان ازرق سے روایت کی ہے۔

۲۸۵ اور جو کچھ اس میں علی بن نعمان سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد اور محمد بن حسن رضی اللہ عنہما سے انہوں نے سعد بن عبداللہ سے انہوں نے احمد بن محمد بن عیسیٰ اور ابراہیم بن ہاشم سے اور ان دونوں نے علی بن نعمان سے روایت کی ہے۔

۲۸۶ اور جو کچھ اس میں احمد بن محمد بن مطہّر صحابی ابی محمد علیہ السلام سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد اور محمد بن حسن رضی اللہ عنہما سے انہوں نے سعد عبداللہ اور عبداللہ بن جعفر حمیری سے اور ان دونوں نے احمد بن محمد بن مطہّر صحابی حضرت ابی محمد علیہ السلام سے روایت کی ہے۔

۲۸۷ اور جو کچھ اس میں ابو عبداللہ خراسانی سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد رضی اللہ عنہ سے انہوں نے سعد بن عبداللہ سے انہوں نے ابراہیم بن ہاشم سے اور انہوں نے ابو عبداللہ خراسانی سے روایت کی ہے۔

۲۸۸ او جو کچھ اس میں حارث، غالیچوں کے تاجر، سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے محمد بن علی ماجیلویہ رضی اللہ عنہ سے انہوں نے علی بن ابراہیم بن ہاشم سے انہوں نے اپنے والد سے انہوں نے محمد بن سنان سے اور

انہوں نے حارث سے جو غالیچوں کی تجارت کرتے تھے روایت کی ہے۔

۲۸۹ اور جو کچھ اس میں عمرو بن سعید ساباطی سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے احمد بن محمد بن یحییٰ عطّار رضی اللہ عنہ سے انہوں نے سعد بن عبداللہ سے انہوں نے احمد بن حسن بن علی بن فضّال سے اور انہوں نے عمرو بن سعید ساباطی سے روایت کی ہے۔

۲۹۰ اور جو کچھ اس میں علی بن محمد حصینی سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے محمد بن علی ماجیلویہ رضی اللہ عنہ سے انہوں نے اپنے چچا محمد بن ابو قاسم سے انہوں نے محمد بن علی کوفی سے انہوں نے محمد بن سنان سے اور انہوں نے علی بن محمد حصینی سے روایت کی ہے۔

۲۹۱ اور جو کچھ اس میں سوید قلاّء سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے محمد بن حسن رحمہ اللہ سے انہوں نے محمد بن حسن صفّار اور حسن بن متیل سے انہوں نے محمد بن حسین بن ابی خطّاب سے انہوں نے علی بن نعمان سے اور انہوں نے سوید قلاّء سے روایت کی ہے۔

۲۹۲ اور جو کچھ اس میں مثنیٰ بن عبدالسلام سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے محمد بن حسن رضی اللہ عنہ سے انہوں نے محمد بن حسن صفّار سے انہوں نے معاویہ بن حکیم سے انہوں نے عبداللہ بن مغیرہ سے اور انہوں نے مثنیٰ بن عبدالسلام سے روایت کی ہے۔

۲۹۳ اور جو کچھ اس میں جعفر بن ناجیہ سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے محمد بن حسن رضی اللہ عنہ سے انہوں نے حسن بن متیل دقاق (آٹا بیچنے والے) سے انہوں نے محمد بن حسین بن ابی خطّاب سے انہوں نے جعفر بن بشیر بجلی سے اور انہوں نے جعفر بن ناجیہ سے روایت کی ہے۔

۲۹۴ اور جو کچھ اس میں ذریح محاربی سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد رضی اللہ عنہ سے انہوں نے علی بن ابراہیم سے انہوں نے اپنے والد سے انہوں نے محمد بن ابی عمیر سے اور انہوں نے ذریح بن یزید بن محمد محاربی سے روایت کی ہے۔

نیز میں نے اسے روایت کیا ہے اپنے والد رضی اللہ عنہ سے انہوں نے علی بن ابراہیم سے انہوں نے اپنے والد سے انہوں نے حسن بن محبوب سے انہوں نے صالح بن رزین سے اور انہوں نے ذریح سے روایت کی ہے۔

۲۹۵ اور جو کچھ اس میں کلیب اسدی سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد رضی اللہ عنہ سے انہوں نے سعد بن عبداللہ سے انہوں نے احمد بن محمد بن عیسیٰ سے انہوں نے محمد بن خالد سے انہوں نے فضالہ بن ایّوب سے اور انہوں نے کلیب بن معاویہ اسدی صیداوی سے روایت کی ہے۔

۲۹۶ اور جو کچھ اس میں عبداللہ بن جعفر حمیری سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد اور محمد بن حسن اور محمد بن موسیٰ بن متوکل رضی اللہ عنہم سے اور انہوں نے عبداللہ بن جعفر بن جامع حمیری سے روایت کی ہے۔

۲۹۷ اور جو کچھ اس میں محمد بن عثمان عمری سے قدس اللہ روحہ سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد اور محمد بن حسن اور محمد بن موسیٰ بن متوکل رضی اللہ عنہم سے انہوں نے عبداللہ بن جعفر حمیری سے اور انہوں نے محمد بن عثمان عمری (قدس اللہ روحہ) سے روایت کی ہے۔

۲۹۸ اور جو کچھ اس میں صالح بن عقبہ سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے محمد بن موسیٰ بن متوکل رضی اللہ عنہ سے، انہوں نے علی بن حسین سعد آبادی سے انہوں نے احمد بن محمد بن خالد سے انہوں نے اپنے والد سے انہوں نے محمد بن سنان اور یونس بن عبدالرحمٰن سے اور ان دونوں نے صالح بن عقبہ بن قیس بن سمعان بن ابی ربیحہ سے روایت کی ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے غلام تھے۔

۲۹۹ اور جو کچھ اس میں حسین بن محمد قمی سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے محمد بن علی ماجیلویہ رضی اللہ عنہ سے انہوں نے علی بن ابراہیم بن ہاشم سے انہوں نے اپنے والد سے انہوں نے حسین بن محمد قمی سے اور انہوں نے حضرت امام رضا علیہ السلام سے روایت کی ہے۔

۳۰۰ اور جو کچھ اس میں حسین بن زید سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے محمد بن علی ماجیلویہ رضی اللہ عنہ سے انہوں نے محمد بن یحییٰ عطار سے انہوں نے ایوب بن نوح سے انہوں نے محمد بن ابی عمیر سے اور انہوں نے حسین بن زید بن علی بن حسین بن علی بن ابی طالب علیہم السلام سے روایت کی ہے۔

۳۰۱ اور جو کچھ اس میں نعمان بن سعد صحابیِ امیرالمومنین علیہ السلام سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے محمد بن موسیٰ بن متوکل رضی اللہ عنہ سے انہوں نے علی بن حسین سعد آبادی سے انہوں نے احمد بن ابی عبداللہ برقی سے انہوں نے اپنے والد سے انہوں نے محمد بن سنان سے انہوں نے ثابت بن ابی صفیّہ سے انہوں نے سعید بن جبیر سے اور انہوں نے نعمان بن سعد سے روایت کی ہے۔

۳۰۲ اور جو کچھ اس میں حمدان دیوانی سے ہے تو اسے روایت کیا ہے میں نے احمد بن زیاد بن جعفر ہمدانی رضی اللہ عنہ سے انہوں نے علی بن ابراہیم بن ہاشم سے انہوں نے اپنے والد سے اور انہوں نے حمدان دیوانی سے روایت کی ہے۔

۳۰۳ اور جو کچھ اس میں حمزہ بن حمران سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے محمد بن حسن رضی اللہ عنہ سے انہوں نے محمد بن حسن صفار سے انہوں نے یعقوب بن یزید سے انہوں نے محمد بن ابی عمیر سے اور انہوں

نے حمزہ بن حمران بن اعین سے روایت کی ہے جو بنی شیبان کوفی کے غلام تھے۔

۳۰۴ اور جو کچھ اس میں محمد بن اسماعیل برکی سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے علی بن احمد بن موسیٰ اور محمد بن احمد سنانی اور حسین بن ابراہیم بن احمد بن ہشام (کتابت کی تعلیم دینے والے) رضی اللہ عنہم سے انہوں نے محمد بن ابی عبداللہ کوفی سے اور انہوں نے محمد بن اسماعیل برکی سے روایت کی ہے۔

۳۰۵ اور جو کچھ اس میں اسماعیل بن فضل سے ذکرِ حقوق از علی بن حسین سید العابدین علیہما السلام کے بارے میں ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے علی بن احمد بن موسیٰ رضی اللہ عنہ سے ان کا کہنا ہے کہ بیان کیا ہم سے محمد بن جعفر کوفی اسدی نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا ہم سے محمد بن اسماعیل برکی نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا ہم سے عبداللہ بن احمد نے ان کا کہنا ہے کہ بیان کیا ہم سے اسماعیل بن فضل نے انہوں نے ثابت بن دینار ثمالی سے اور انہوں نے سید العابدین علی بن حسین بن علی بن ابی طالب علیہم السلام سے روایت کی ہے۔

۳۰۶ اور جو کچھ اس میں امیرالمومنین علیہ السلام کی وصیت کے بارے میں ہے جو آپ علیہ السلام نے اپنے صاحبزادے محمد بن حنفیہ رضی اللہ عنہ سے کی تھی تو اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد رضی اللہ عنہ سے انہوں نے علی بن ابراہیم بن ہاشم سے انہوں نے اپنے والد سے انہوں نے حمّاد بن عیسیٰ سے انہوں نے اس سے جس سے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ذکر کیا اور ان اسناد میں اکثر لوگوں نے غلطی کی ہے کہ حمّاد بن عیسیٰ کی جگہ حمّاد بن عثمان کو لیا ہے جبکہ ابراہیم بن ہاشم نے حمّاد بن عثمان سے ملاقات نہیں کی تھی بلکہ انہوں نے حمّاد بن عیسیٰ سے ملاقات کی تھی اور انہی سے روایت کی ہے۔

۳۰۷ اور جو کچھ اس میں عطاء بن سائب سے ہے تو میں نے اسے روایت کیا ہے حسین بن احمد بن ادریس رضی اللہ عنہ سے انہوں نے اپنے والد سے انہوں نے محمد بن ابی صہبان سے انہوں نے ابی احمد محمد بن زیاد ازدی سے انہوں نے ابان احمر سے اور انہوں نے عطا بن سائب سے روایت کی ہے۔

۳۰۸ اور جو کچھ اس میں احمد بن عائذ سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد رضی اللہ عنہ سے انہوں نے سعد بن عبداللہ سے انہوں نے احمد بن محمد بن عیسیٰ سے انہوں حسن بن علی وشّاء سے اور انہوں نے احمد بن عائذ سے روایت کی ہے۔

۳۰۹ اور جو کچھ اس میں ابراہیم بن محمد ثقفی سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد رضی اللہ عنہ سے انہوں نے عبداللہ بن حسین مؤدِّب سے انہوں نے احمد بن علی اصبہانی سے اور انہوں نے ابراہیم بن محمد ثقفی سے روایت کی ہے۔ نیز میں نے اسے روایت کیا ہے محمد بن حسن رضی اللہ عنہ سے انہوں نے احمد

بن علویہ اصبہانی سے اور انہوں نے ابراہیم بن محمد ثقفی سے روایت کی ہے۔

۳۱۰ اور جو کچھ اس میں عمرو بن ثابت سے ہے جنہیں عمرو بن ابی مقدام بھی کہا جاتا ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے محمد ابن حسن رضی اللہ عنہ سے انہوں نے محمد بن حسن صفار اور حسن بن متیل اور ان دونوں نے محمد بن حسین بن ابی خطّاب سے انہوں نے حکم بن مسکین سے اور انہوں نے عمرو بن ثابت ابی مقدام سے روایت کی ہے۔

۳۱۱ اور جو کچھ اس میں علاء بن سیابہ سے تو اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد رضی اللہ عنہ سے انہوں نے سعد بن عبداللہ سے انہوں نے احمد بن محمد بن عیسیٰ سے انہوں نے حسن بن علی وشّاء سے انہوں نے ابان بن عثمان سے اور انہوں نے علاء بن سیابہ سے روایت کی ہے۔

۳۱۲ اور جو کچھ اس میں عبداللہ بن حکم سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے حسین بن احمد بن ادریس رضی اللہ عنہ سے، انہوں نے اپنے والد سے انہوں نے محمد بن احمد بن یحییٰ سے انہوں نے سہل بن زیاد آدمی سے انہوں نے جریری سے جن کا نام سفیان تھا، انہوں نے ابی عمران ارمنی سے اور انہوں نے عبداللہ بن حکم سے روایت کی ہے۔ نیز میں نے اسے روایت کیا ہے اپنے والد اور محمد بن حسن رضی اللہ عنہما سے انہوں نے احمد بن ادریس سے انہوں نے محمد بن حسّان سے انہوں نے ابی عمران موسیٰ بن زنجویہ ارمنی سے اور انہوں نے عبداللہ بن حکم سے روایت کی ہے۔

۳۱۳ اور جو کچھ اس میں علی بن احمد بن اشیم سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے محمد بن علی ماجیلویہ رضی اللہ عنہ سے انہوں نے اپنے چچا محمد بن ابی قاسم سے انہوں نے احمد بن محمد بن خالد سے اور انہوں نے علی بن احمد بن اشیم سے روایت کی ہے۔

۳۱۴ اور جو کچھ اس میں علی بن مطر سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے احمد بن زیاد بن جعفر ہمدانی رضی اللہ عنہ سے انہوں نے علی بن ابراہیم بن ہاشم سے انہوں نے اپنے والد سے، انہوں نے محمد بن سنان سے اور انہوں نے علی بن مطر سے روایت کی ہے۔

۳۱۵ اور جو کچھ اس میں یاسین ضریر سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد اور محمد بن حسن رضی اللہ عنہما سے ان کا ارشاد ہے کہ بیان کیا ہم سے سعد بن عبداللہ اور عبداللہ بن جعفر حمیری نے، ان دونوں نے روایت کی محمد بن عیسیٰ بن عبید سے اور انہوں نے یاسین ضریر بصری سے روایت کی ہے۔

۳۱۶ اور جو کچھ اس میں علی بن غراب سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد اور محمد بن حسن رضی اللہ عنہما سے انہوں نے احمد بن ادریس سے انہوں نے محمد بن حسّان سے انہوں نے ادریس بن حسن سے اور

انہوں نے علی بن عزاب سے روایت کی ہے جو ابن ابی مغیرہ ازدی کہلاتے تھے۔

۳۱۷ اور جو کچھ اس میں قاسم بن برید سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے محمد بن موسیٰ بن متوکل رضی اللہ عنہ سے انہوں نے علی بن حسین سعد آبادی سے ، انہوں نے احمد بن محمد بن خالد سے انہوں نے اپنے والد سے انہوں نے محمد بن سنان سے اور انہوں نے قاسم بن برید بن معاویہ عجلی سے روایت کی ہے۔

۳۱۸ اور جو کچھ اس میں احمد بن ہلال سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد اور محمد بن حسن رضی اللہ عنہما سے انہوں نے سعد بن عبداللہ سے اور انہوں نے احمد بن ہلال سے روایت کی ہے۔

۳۱۹ اور جو کچھ اس میں ابوہاشم جعفری سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے محمد بن موسیٰ بن متوکل رضی اللہ عنہ سے انہوں نے علی بن حسین سعد آبادی سے انہوں نے احمد بن ابی عبداللہ برقی سے انہوں نے ابوہاشم جعفری سے روایت کی ہے۔

۳۲۰ اور جو کچھ اس میں علی بن عبدالعزیز سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد رضی اللہ عنہ سے انہوں نے سعد بن عبداللہ سے انہوں نے احمد بن ابوعبداللہ برقی سے انہوں نے اپنے والد سے ، انہوں نے حمزہ بن عبداللہ سے انہوں نے اسحاق بن عمّار سے اور انہوں نے علی بن عبدالعزیز سے روایت کی ہے۔

۳۲۱ اور جو کچھ اس میں محمد بن عذافر سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد اور محمد بن حسن رضی اللہ عنہما سے انہوں نے سعد بن عبداللہ اور حمیری سے ان دونوں نے محمد بن حسین بن ابی خطّاب سے انہوں نے محمد بن اسماعیل بن بزیع سے اور انہوں نے محمد بن عذافر صیرفی سے روایت کی ہے۔

۳۲۲ اور جو کچھ اس میں سدیر صیرفی سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد رضی اللہ عنہ سے انہوں سعد بن عبداللہ سے انہوں نے محمد بن حسین بن ابی خطّاب سے انہوں نے حکم بن مسکین سے انہوں نے عمرو بن ابی نصر انماطی سے اور انہوں نے سدیر بن حکیم بن صہیب صیرفی سے روایت کی ہے جن کی کنیّت ابو فضل تھی۔

۳۲۳ اور جو کچھ اس میں ایّوب بن حر سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے محمد بن حسن رضی اللہ عنہ سے انہوں نے محمد بن حسن صفّار سے انہوں نے احمد بن ابی عبداللہ برقی سے انہوں نے اپنے والد سے انہوں نے نضر بن سوید سے انہوں نے یحییٰ حلبی سے اور انہوں نے ایّوب بن حر جعفی کوفی سے روایت کی ہے جو ادیم بن حر کے بھائی تھے اور غلام تھے۔

۳۲۴ اور جو کچھ اس میں حسن بن علی بن ابی حمزہ سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے محمد بن علی ماجیلویہ رضی اللہ عنہ سے انہوں نے اپنے چچا محمد بن ابی قاسم سے انہوں نے محمد بن علی صیرفی سے انہوں نے اسماعیل

بن مہران سے اور انہوں نے حسن بن علی بن ابی حمزہ بطائنی سے روایت کی ہے۔

۳۲۵ اور جو کچھ اس میں فضل بن ابی قرۃ سمندی کوفی سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے محمد بن موسیٰ بن متوکل رضی اللہ عنہ سے انہوں نے علی بن حسین سعد آبادی سے انہوں نے احمد بن ابی عبداللہ برقی سے انہوں نے شریف بن سابق تفلیسی سے اور انہوں نے فضل بن ابی قرۃ سمندی کوفی سے روایت کی ہے۔

۳۲۶ اور جو کچھ اس میں عبدالحمید بن عوّاض طائی سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد رضی اللہ عنہ سے انہوں نے محمد بن یحییٰ عطار سے انہوں نے محمد بن احمد سے انہوں نے عمران بن موسیٰ سے انہوں نے حسن بن علی بن نعمان سے انہوں نے اپنے والد سے اور انہوں نے عبدالحمید بن عوّاض طائی سے روایت کی ہے۔

۳۲۷ اور جو کچھ اس میں عبدالصمد بن بشیر سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے محمد بن حسن رضی اللہ عنہ سے انہوں نے حسن بن متیل دقاق سے انہوں نے محمد بن حسین بن ابی خطّاب سے ، انہوں نے جعفر ابن بشیر سے اور انہوں نے عبدالصمد بن بشیر کوفی سے روایت کی ہے۔

۳۲۸ اور جو کچھ اس میں عبداللہ بن محمد جعفی سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد رضی اللہ عنہ سے انہوں نے سعد بن عبداللہ سے انہوں نے محمد بن حسین بن ابی خطّاب سے انہوں نے جعفر بن بشیر سے اور انہوں نے عبداللہ بن محمد جعفی سے روایت کی ہے۔

۳۲۹ اور جو کچھ اس میں میثمی سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے محمد بن حسن رضی اللہ عنہ سے انہوں نے محمد بن حسن صفّار سے انہوں نے یعقوب بن یزید سے انہوں نے محمد بن حسن بن زیاد سے اور انہوں نے احمد ابن الحسن میثمی سے روایت کی ہے (جن کا پورا نام احمد ابن الحسن بن اسماعیل بن شعیب بن میثم تمار کوفی تھا)

۳۳۰ اور جو کچھ اس میں ابی ثمامہ سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے محمد بن علی ماجیلویہ اور محمد بن موسیٰ بن متوکل اور حسین بن ابراہیم رضی اللہ عنہم سے انہوں نے علی بن ابراہیم بن ہاشم سے انہوں نے اپنے والد سے اور انہوں نے ابو جعفر ثانی امام محمد تقی جواد علیہ السلام کے صحابی ابی ثمامہ سے روایت کی ہے۔

۳۳۱ اور جو کچھ اس میں اسماعیل بن ابی فدیک سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے حسین بن احمد بن ادریس رضی اللہ عنہ سے انہوں نے اپنے والد سے انہوں نے ابراہیم بن ہاشم سے انہوں نے محمد بن سنان سے انہوں نے مفضّل ابن عمر سے اور انہوں نے اسماعیل بن ابی فدیک سے روایت کی ہے۔

۳۳۲ اور جو کچھ اس میں صباح بن سیابہ سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے محمد بن حسن رضی اللہ عنہ سے

انہوں نے محمد بن حسن صفّار سے انہوں نے محمد بن حسین بن ابی خطّاب سے انہوں نے جعفر بن بشیر بجلی سے انہوں نے حمّاد بن عثمان سے اور انہوں نے صباح بن سیابہ سے روایت کی ہے جو عبدالرحمن بن سیابہ کوفی کے بھائی تھے۔

۳۳۳ اور جو کچھ اس میں ابراہیم بن ہاشم سے ہے تو اسے میں نے اپنے والد اور محمد بن حسن رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے انہوں نے سعد بن عبداللہ اور عبداللہ بن جعفر حمیری سے اور ان دونوں نے ابراہیم بن ہاشم سے روایت کی ہے۔ نیز میں نے اسے روایت کیا ہے محمد بن موسیٰ بن متوکّل رضی اللہ عنہ سے انہوں نے علی بن ابراہیم سے اور انہوں نے اپنے والد ابراہیم بن ہاشم سے روایت کی ہے۔

۳۳۴ اور جو کچھ اس میں روح بن عبدالرّحیم سے ہے اسے میں نے روایت کیا ہے جعفر بن علی بن حسن ابن علی بن عبداللہ بن مغیرہ کوفی سے انہوں نے اپنے دادا حسن بن علی کوفی سے انہوں نے حسن بن علی بن فضّال سے انہوں نے غالب بن عثمان سے اور انہوں نے روح بن عبدالرّحیم سے روایت کی ہے۔

۳۳۵ اور جو کچھ اس میں عبداللہ بن حمّاد انصاری سے ہے ہو تو اسے میں نے روایت کیا ہے محمد بن موسیٰ بن متوکّل رضی اللہ عنہ سے انہوں نے علی بن حسین سعد آبادی سے انہوں نے احمد بن ابی عبداللہ برقی سے انہوں نے اپنے والد سے انہوں نے محمد بن سنان سے اور انہوں نے عبداللہ بن حمّاد انصاری سے روایت کی ہے۔

۳۳۶ اور جو کچھ اس میں سعید بن یسار سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے محمد بن حسن رضی اللہ عنہ سے انہوں نے محمد بن حسن صفّار سے انہوں نے احمد بن محمد بن عیسیٰ سے انہوں نے احمد بن محمد بن ابی نصر بزنطی سے انہوں نے مفضّل سے اور انہوں نے سعید بن یسار عجلی اعرج سے روایت کی ہے جو کوفہ کے گیہوں فروش تھے۔

۳۳۷ اور جو کچھ اس میں بشّار بن یسار سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے حسین بن احمد بن ادریس رضی اللہ عنہ سے انہوں نے اپنے والد سے انہوں نے محمد بن ابی صہبان سے انہوں نے محمد بن سنان سے اور انہوں نے بشّار بن یسار سے روایت کی ہے۔

۳۳۸ اور جو کچھ اس میں محمد بن عمرو بن ابی مقدام سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے احمد بن زیاد بن جعفر ہمدانی رضی اللہ عنہ سے انہوں نے علی بن ابراہیم سے انہوں نے اپنے والد سے انہوں نے محمد بن سنان سے اور انہوں نے محمد بن عمرو بن ابی مقدام سے روایت کی ہے۔

۳۳۹ اور جو کچھ اس میں عبدالملک بن عمرو سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد رضی اللہ عنہ سے

انہوں نے سعد بن عبداللہ سے انہوں نے محمد بن حسین بن ابی خطاب سے انہوں نے حکم بن مسکین سے اورانہوں نے عبدالملک بن عمرو احول کوفی سے روایت کی ہے جو عرب تھے۔

۳۴۰ اور جو کچھ اس میں یوسف بن یعقوب سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد رحمہ اللہ سے انہوں نے سعد بن عبداللہ سے انہوں نے محمد بن عیسیٰ بن عبید سے انہوں نے محمد بن سنان سے اور انہوں نے یوسف بن یعقوب سے روایت کی ہے جو یونس بن یعقوب کے بھائی تھے اور دونوں بڑے سردار تھے۔

۳۴۱ اور جو کچھ اس میں محمد بن علی بن محبوب سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد اور محمد بن حسن اور محمد بن موسیٰ بن متوکل اور احمد بن محمد بن یحییٰ عطّار اور محمد بن علی ماجیلویہ رضی اللہ عنہم سے انہوں نے محمد بن یحییٰ عطّار سے اور انہوں نے محمد بن علی بن محبوب سے روایت کی ہے۔ نیز میں نے اسے روایت کیا ہے اپنے والد اور حسین بن احمد بن ادریس رضی اللہ عنہما سے انہوں نے احمد بن ادریس سے اور انہوں نے محمد بن علی بن محبوب سے روایت کی ہے۔

۳۴۲ اور جو کچھ اس میں محمد بن سنان سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے محمد بن علی ماجیلویہ رضی اللہ عنہ سے انہوں نے اپنے چچا محمد بن ابی قاسم سے انہوں نے محمد بن علی کوفی سے اور انہوں نے محمد بن سنان سے روایت کی ہے۔ نیز میں نے اسے روایت کیا ہے اپنے والد رضی اللہ عنہ سے انہوں نے علی بن ابراہیم سے انہوں نے اپنے والد سے اور انہوں نے محمد بن سنان سے روایت کی ہے۔

۳۴۳ اور جو کچھ اس میں محمد بن ولید کرمانی سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے احمد بن زیاد بن جعفر ہمدانی رضی اللہ عنہ سے انہوں نے علی بن ابراہیم بن ہاشم سے اور انہوں نے محمد بن ولید کرمانی سے روایت کی ہے۔

۳۴۴ اور جو کچھ اس میں محمد بن منصور سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے محمد بن علی ماجیلویہ رضی اللہ عنہ سے انہوں نے محمد بن یحییٰ عطّار سے انہوں نے محمد بن ابی صہبان سے انہوں نے محمد بن سنان سے اور انہوں نے محمد بن منصور سے روایت کی ہے۔

۳۴۵ اور جو کچھ اس میں عبداللہ بن قاسم سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے حسین بن احمد بن ادریس رضی اللہ عنہ سے ، انہوں نے اپنے والد سے ،انہوں نے محمد بن احمد بن یحییٰ سے جن کا بیان ہے کہ بیان کیا ہم سے ابو عبداللہ رازی نے انہوں نے عبداللہ بن احمد بن محمد بن خشنام اصبہانی سے روایت کی اور انہوں نے عبداللہ بن قاسم سے روایت کی ہے۔

۳۴۶ اور جو کچھ اس میں عبداللہ بن جبلہ سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد اور محمد بن حسن اور محمد

بن موسیٰ بن متوکّل رضی اللہ عنہم سے انہوں نے عبداللہ بن جعفر حمیری سے انہوں نے محمد بن عبدالجبار سے اور انہوں نے عبداللہ بن جبلہ سے روایت کی ہے۔

۳۴۷ اور جو کچھ اس میں محمد بن عبداللہ بن مہران سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے محمد بن موسیٰ بن متوکّل رضی اللہ عنہ سے، انہوں نے علی بن حسین سعدآبادی سے انہوں نے احمد بن ابی عبداللہ برقی سے اور انہوں نے محمد بن عبداللہ بن مہران سے روایت کی ہے۔

۳۴۸ اور جو کچھ اس میں محمد بن فیض سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے جعفر بن محمد بن مسرور رضی اللہ عنہ سے انہوں نے حسین بن محمد بن عامر سے انہوں نے اپنے چچا عبداللہ بن عامر سے انہوں نے ابن ابی عمیر سے اور انہوں نے محمد بن فیض سے روایت کی ہے۔

۳۴۹ اور جو کچھ اس میں ثعلبہ بن میمون سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد اور محمد بن حسن اور محمد بن موسیٰ بن متوکّل رضی اللہ عنہم سے انہوں نے عبداللہ بن جعفر حمیری سے انہوں نے محمد بن حسین بن ابی خطّاب سے انہوں نے عبداللہ بن محمد بن حجّال اسدی سے اور انہوں نے ابو اسحاق ثعلبہ بن میمون سے روایت کی ہے۔ نیز میں نے اسے روایت کیا ہے انہی بزرگواروں سے انہوں نے حمیری سے انہوں نے عبداللہ بن محمد بن عیسیٰ سے انہوں نے حجّال سے اور انہوں نے ثعلبہ سے روایت کی ہے۔

۳۵۰ اور جو کچھ اس میں عباس بن عامر قصبانی سے ہے تو اسے میں نے اپنے والد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے اور انہوں نے علی بن حسن بن علی کوفی سے انہوں نے اپنے والد سے اور انہوں نے عباس بن عامر قصبانی سے روایت کی ہے۔ نیز میں نے اسے روایت کیا ہے جعفر بن علی بن حسن بن علی کوفی سے انہوں نے اپنے دادا حسن بن علی سے اور انہوں نے عباس ابن عامر قصبانی سے روایت کی ہے۔

۳۵۱ اور جو کچھ اس میں رومی بن زرارہ سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے جعفر بن محمد بن مسرور رضی اللہ عنہ سے انہوں نے حسین بن محمد بن عامر سے انہوں نے اپنے چچا عبداللہ بن عامر سے انہوں نے محمد بن ابی عمیر سے اور انہوں نے رومی بن زرارہ سے روایت کی ہے۔

۳۵۲ اور جو کچھ اس میں داؤد بن اسحاق سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے محمد بن علی ماجیلویہ رضی اللہ عنہ سے انہوں نے اپنے چچا محمد بن ابی قاسم سے انہوں نے احمد بن ابی عبداللہ سے انہوں نے اپنے والد سے انہوں نے محمد بن سنان سے اور انہوں نے داؤد بن اسحاق سے روایت کی ہے۔

۳۵۳ اور جو کچھ اس میں بکار بن کردم سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے محمد بن حسن رحمہ اللہ سے انہوں نے محمد بن حسن صفّار سے انہوں نے احمد بن محمد بن عیسیٰ سے انہوں نے محمد بن سنان سے اور انہوں نے

بکارؒ بن کردم سے روایت کی ہے۔

۳۵۴ اور جو کچھ اس میں مختلف مقامات پر حضرت امیرالمومنین علیہ السلام کے فیصلوں کے متعلق ہے تو اسے میں نے اپنے والد اور محمد بن حسن رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے انہوں نے سعد بن عبداللہ سے انہوں نے ابراہیم بن ہاشم سے انہوں نے عبدالرحمٰن ابن ابی نجران سے انہوں نے عاصم بن حمید سے انہوں نے محمد بن قیس سے اور انہوں نے ابی جعفر حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے۔

۳۵۵ اور جو کچھ اس میں ادریس بن عبداللہ قمی سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد رحمہ اللہ سے انہوں نے سعد بن عبداللہ سے انہوں نے محمد بن حسین بن ابی خطاب سے انہوں نے جعفر بن بشیر سے انہوں نے حمّاد بن عثمان سے اور انہوں نے ادریس بن عبداللہ بن سعد اشعری قمی سے روایت کی ہے۔

۳۵۶ اور جو کچھ اس میں سلمہ بن خطّاب سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد اور محمد بن حسن رضی اللہ عنہما سے انہوں نے سعد بن عبداللہ سے اور انہوں نے سلمہ بن خطّاب براوستانی سے روایت کی ہے۔

۳۵۷ اور جو کچھ اس میں ادریس بن زید سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے احمد بن علی بن زیاد رضی اللہ عنہ سے انہوں نے علی بن ابراہیم سے انہوں نے اپنے والد سے اور انہوں نے ادریس بن زید قمی سے روایت کی ہے۔

۳۵۸ اور جو کچھ اس میں محمد بن سہل سے ہے تو اسے میں نے اپنے والد اور محمد بن حسن رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے سعد بن عبداللہ سے انہوں نے احمد بن محمد بن عیسیٰ سے اور انہوں نے محمد بن سہل بن یسع اشعری سے روایت کی ہے۔

۳۵۹ اور جو کچھ اس میں جعفر بن عثمان سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد رضی اللہ عنہ سے انہوں نے علی بن موسیٰ کمندانی سے انہوں نے احمد بن محمد بن عیسیٰ سے انہوں نے حسین بن سعید سے انہوں نے محمد بن ابی عمیر سے انہوں نے ابو جعفر شامی سے اور انہوں نے جعفر بن عثمان سے روایت کی ہے۔

۳۶۰ اور جو کچھ اس میں عثمان بن زیاد سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے عبدالواحد بن محمد بن عبدوس عطّار نیشاپوری سے انہوں نے علی بن محمد بن قتیبہ سے انہوں نے حمدان بن سلیمان سے انہوں نے محمد بن حسین سے انہوں نے عثمان بن عیسیٰ سے انہوں نے عبدالصمد بن بشیر سے اور انہوں نے عثمان بن زیاد سے روایت کی ہے۔

۳۶۱ اور جو کچھ اس میں امیہ بن عمرو سے ہے کہ انہوں نے روایت کی ہے شعیری سے تو میں نے اسے روایت کیا ہے احمد بن محمد بن یحییٰ عطّار رضی اللہ عنہ سے، انہوں نے سعد بن عبداللہ سے انہوں نے احمد بن ہلال

سے انہوں نے امیہ بن عمرو سے اور انہوں نے اسماعیل بن مسلم شعیری سے روایت کی ہے۔

۳۶۲ اور جو کچھ اس میں منہال قصّاب سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد رضی اللہ عنہ سے انہوں نے محمد بن یحییٰ عطّار سے انہوں نے احمد بن محمد بن عیسیٰ سے انہوں نے حسن بن محبوب سے اور انہوں نے منہال قصّاب سے روایت کی ہے۔

۳۶۳ اور جو کچھ اس میں مسعدہ بن زیاد سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد اور محمد بن حسن رضی اللہ عنہما سے انہوں نے سعد بن عبداللہ اور حمیری اور ان دونوں نے ہارون بن مسلم سے اور انہوں نے مسعدہ ابن زیاد سے روایت کی ہے۔

۳۶۴ اور جو کچھ اس میں داؤد بن ابی یزید سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد رضی اللہ عنہ سے، انہوں نے سعد بن عبداللہ سے انہوں نے احمد بن محمد بن عیسیٰ سے انہوں نے عبّاس بن معروف سے انہوں نے ابی محمد حجّال سے اور انہوں نے داؤد بن ابی یزید سے روایت کی ہے۔

۳۶۵ اور جو کچھ اس میں ثویر بن ابی فاختہ سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد اور محمد بن حسن رضی اللہ عنہما سے انہوں نے سعد بن عبداللہ سے، انہوں نے ہثیم بن ابی مسروق نہدی سے انہوں نے حسن بن محبوب سے انہوں نے مالک بن عطیّہ سے اور انہوں نے ثویر بن ابی فاختہ سے روایت کی ہے اور ابی فاختہ کا نام سعید بن علاقہ تھا۔

۳۶۶ اور جو کچھ اس میں عیسیٰ بن اعین سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد رضی اللہ عنہ سے انہوں نے محمد بن احمد بن علی بن صلت سے انہوں نے ابی طالب عبداللہ بن صلت سے انہوں نے عبداللہ بن مغیرہ سے اور انہوں نے عیسیٰ ابن اعین سے روایت کی ہے۔

۳۶۷ اور جو کچھ اس میں محمد بن حسّان سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد اور محمد بن حسن اور حسین بن احمد بن ادریس رضی اللہ عنہم سے انہوں نے احمد بن ادریس سے اور انہوں نے محمد بن حسّان سے روایت کی ہے۔

۳۶۸ اور جو کچھ اس میں احمد بن محمد بن عیسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد اور محمد بن حسن رضی اللہ عنہما سے انہوں نے سعد بن عبداللہ اور عبداللہ بن جعفر حمیری سے اور ان دونوں نے احمد بن محمد بن عیسیٰ اشعری سے روایت کی ہے۔

۳۶۹ اور جو کچھ اس میں عمر بن ابی شعبہ سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے محمد بن علی ماجیلویہ رضی اللہ عنہ

سے، انہوں نے محمد بن یحییٰ سے، انہوں نے محمد بن حسین بن ابی خطاب سے انہوں نے جعفر بن بشیر سے انہوں نے حماد بن عثمان سے اور انہوں نے عمر بن ابی شعبہ حلبی سے روایت کی ہے۔

۳۷۰ اور جو کچھ اس میں عمر بن قیس بن ماصر سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد اور محمد بن حسن رحمہما اللہ سے انہوں نے سعد بن عبداللہ سے انہوں نے احمد بن ابی عبداللہ برقی سے انہوں نے اپنے والد سے انہوں نے محمد بن سنان وغیرہ سے اور انہوں نے عمر بن قیس ماصر سے روایت کی ہے۔

۳۷۱ اور جو کچھ اس میں ابی سعید خدری سے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حضرت علی علیہ السلام کی وصیت کے بارے میں ہے جس کے شروع میں ہے کہ "یا علی جب دلہن تمہارے مکان میں داخل ہو" تو اسے میں نے روایت کیا ہے محمد بن ابراہیم بن اسحاق طالقانی رضی اللہ عنہ سے انہوں نے ابو سعید حسن بن علی عدوی سے انہوں نے یوسف بن یحییٰ اصبہانی ابو یعقوب سے انہوں نے ابو علی اسماعیل بن حاتم سے جن کا بیان ہے کہ بیان کیا ہم سے ابوجعفر احمد بن صالح بن سعید مکی نے کہ بیان کیا ہم سے عمرو بن حفص نے انہوں نے اسحاق بن نجیح سے انہوں نے حصیف سے انہوں نے مجاہد سے اور انہوں نے ابو سعید خدری سے جن کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وصیت کی حضرت علی ابن ابی طالب علیہ السلام کو اور فرمایا "یا علی جب دلہن تمہارے گھر میں داخل ہو" اور یہ حدیث طوالت کے ساتھ اس کتاب میں درج ہے۔

۳۷۲ اور جو کچھ اس میں علی بن حسان سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے محمد بن حسن رضی اللہ عنہ سے انہوں نے محمد بن حسن صفار سے اور انہوں نے علی بن حسّان واسطی سے روایت کی ہے۔ نیز میں نے اسے روایت کیا ہے اپنے والد رضی اللہ عنہ سے انہوں نے سعد بن عبداللہ سے انہوں نے حسن بن موسیٰ خشّاب سے اور انہوں نے علی بن حسان واسطی سے روایت کی ہے۔

۳۷۳ اور جو کچھ اس میں اسماعیل بن مہران سے کلام حضرت فاطمہ علیہا السلام کے بارے میں ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے محمد بن موسیٰ بن متوکّل رضی اللہ عنہ سے انہوں نے علی بن حسین سعد آبادی سے انہوں نے احمد بن محمد بن خالد برقی سے انہوں نے اپنے والد سے انہوں نے اسماعیل بن مہران سے انہوں نے احمد بن محمد خزاعی سے انہوں نے محمد بن جابر سے انہوں نے عبّاد عامری سے انہوں نے حضرت زینب بنت امیرالمومنین علیہما السلام سے اور انہوں نے حضرت فاطمہ علیہا السلام سے روایت کی ہے۔

۳۷۴ اور جو کچھ اس میں شعیب بن واقد سے ممانعت کے بارے میں ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے حمزہ بن محمد بن احمد ابن جعفر بن محمد بن زید بن علی بن حسین بن علی بن ابی طالب علیہم السلام سے ان کا بیان

ہے کہ ہم سے بیان کیا ابو عبداللہ عبدالعزیز بن محمد بن عیسیٰ ابہری نے کہ بیان کیا مجھ سے ابو عبداللہ محمد بن زکریا جوہری غلابی بصری نے ان کا بیان ہے کہ بیان کیا ہم سے شعیب بن واقد نے کہ بیان کیا ہم سے حسین بن زید نے انہوں نے حضرت صادق جعفر بن محمد سے انہوں نے اپنے والد گرامی سے انہوں نے اپنے آباء کرام سے اور انہوں نے حضرت امیرالمومنین علی ابن ابی طالب علیہم السلام سے روایت کی ہے آپ علیہ السلام کا ارشاد ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جنابت کی حالت میں کھانے سے منع کیا اور فرمایا کہ یہ وراثت میں فقر کا باعث ہوتا ہے اور یہ طویل حدیث ہے جو اس کتاب میں موجود ہے۔

۳۷۵ اور جو کچھ اس میں علی بن اسماعیل میثمی سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد رضی اللہ عنہ سے انہوں نے سعد بن عبداللہ سے انہوں نے محمد بن حسین بن ابی خطّاب سے انہوں نے صفوان بن یحییٰ سے اور انہوں نے علی بن اسماعیل میثمی سے روایت کی ہے۔

۳۷۶ اور جو کچھ اس میں یعقوب بن یزید سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد اور محمد بن حسن رضی اللہ عنہما سے انہوں نے سعد بن عبداللہ اور عبداللہ بن جعفر حمیری اور محمد بن یحییٰ عطّار اور احمد بن ادریس رضی اللہ عنہم سے اور انہوں نے یعقوب بن یزید سے روایت کی ہے۔

۳۷۷ اور جو کچھ اس میں حسن بن علی بن نعمان سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد اور محمد بن حسن رضی اللہ عنہما سے انہوں نے سعد بن عبداللہ سے اور انہوں نے حسن بن علی بن نعمان سے روایت کی ہے۔

۳۷۸ اور جو کچھ اس میں عبدالحمید سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے محمد بن علی ماجیلویہ رضی اللہ عنہ سے انہوں نے اپنے چچا محمد بن ابو قاسم سے انہوں نے محمد بن علی قرشی سے انہوں نے اسماعیل بن بشّار سے انہوں نے احمد بن حبیب سے انہوں نے حکم خیّاط سے اور انہوں نے عبدالحمید ازدی سے روایت کی ہے۔

۳۷۹ اور جو کچھ اس میں سلمیٰ بن تمام صحابیِ امیرالمومنین علیہ السلام سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد رضی اللہ عنہ سے انہوں نے سعد بن عبداللہ سے انہوں نے محمد بن حسین بن ابی خطّاب سے اور انہوں نے سلمہ بن تمام سے روایت کی ہے (علی اکبر غفاری کا کہنا ہے کہ یہاں سلسلہ روایت میں غلطی ہوئی ہے کیوں کہ محمد بن حسین بن ابی خطّاب اور سلمہ بن تمام میں زمانی طور پر بہت فاصلہ ہے اور ان کا ایک دوسرے سے روایت کرنا ناممکن ہے)

۳۸۰ اور جو کچھ اس میں محمد بن اسلم جبلی سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے محمد بن حسن رضی اللہ عنہ سے انہوں نے حسن بن متیل سے انہوں نے محمد بن حسان رازی سے انہوں نے محمد بن زید رزامی خادم امام رضا علیہ السلام اور انہوں نے محمد بن اسلم جبلی سے روایت کی ہے۔ نیز میں نے اسے روایت کیا ہے اپنے

والد رضی اللہ عنہ سے انہوں نے سعد بن عبداللہ سے انہوں نے محمد بن حسین بن ابی خطّاب سے اور انہوں نے محمد بن اسلم جبلی سے روایت کی ہے۔

۳۸۱ اور جو کچھ اس میں محمد بن یعقوب کلینی رحمہ اللہ علیہ سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے محمد بن عصام کلینی اور علی بن احمد بن موسیٰ اور محمد بن احمد سنانی رضی اللہ عنہم سے اور انہوں نے محمد بن یعقوب کلینی سے روایت کی ہے۔

۳۸۲ اور جو کچھ اس میں محمد بن حسین بن ابی خطّاب سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد اور محمد بن حسن رضی اللہ عنہما سے انہوں نے سعد بن عبداللہ اور حمیری اور محمد بن یحییٰ اور احمد بن ادریس سے اور ان سب نے محمد بن حسین بن ابی خطّاب زیّات سے روایت کی ہے جن کا نام ابی خطّاب زید تھا۔

۳۸۳ اور جو کچھ اس میں عبّاس بن معروف سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے محمد بن حسن رضی اللہ عنہ سے انہوں نے محمد بن حسن صفّار سے اور انہوں نے عبّاس بن معروف سے روایت کی ہے۔ نیز میں نے اسے روایت کیا ہے اپنے والد رحمہ اللہ سے انہوں نے سعد بن عبداللہ سے انہوں نے احمد بن محمد بن عیسیٰ اور احمد بن ابو عبداللہ برقی سے اور ان دونوں نے عبّاس بن معروف سے روایت کی ہے۔

۳۸۴ اور جو کچھ اس میں معاویہ بن حکیم سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد اور محمد بن حسن رضی اللہ عنہما سے انہوں نے سعد بن عبداللہ سے اور انہوں نے معاویہ بن حکیم سے روایت کی ہے۔ نیز میں نے اسے روایت کیا ہے محمد بن حسن رضی اللہ عنہ سے انہوں نے محمد بن حسن صفّار سے اور انہوں نے معاویہ بن حکیم سے روایت کی ہے۔

۳۸۵ اور جو کچھ اس میں ابی جوزاء سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد اور محمد بن حسن رضی اللہ عنہما سے انہوں نے سعد بن عبداللہ سے اور انہوں نے ابی جوزاء منبہ بن عبداللہ سے روایت کی ہے۔ نیز میں نے اسے روایت کیا ہے محمد بن حسن رضی اللہ عنہ سے انہوں نے محمد بن حسن صفّار سے اور انہوں نے ابی جوزاء سے روایت کی ہے۔

۳۸۶ اور جو کچھ اس میں حمدان بن حسین سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے علی بن حاتم اجازہ سے ان کا بیان ہے کہ "ہمیں خبردی قاسم بن محمد نے "کہ" بیان کیا ہم سے حمدان بن حسین نے"

۳۸۷ اور جو کچھ اس میں حمّاد بن عمرو اور انس بن محمد سے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امیرالمومنین علیہ السلام سے وصیت کے بارے میں ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے محمد بن علی الشّاہ سے ان کا کہنا ہے کہ بیان کیا ہم سے ابو حامد احمد بن محمد بن احمد بن حسین نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا ہم سے ابو یزید احمد بن خالد

خالدی نے ان کا کہنا ہے کہ بیان کیا ہم سے محمد بن احمد بن صالح تمیمی نے ان کا کہنا ہے کہ ہمیں خبر دی میرے والد احمد بن صالح تمیمی نے ان کا کہنا ہے کہ ہمیں خبر دی محمد بن حاتم قطان نے انہوں نے روایت کی حماد بن عمرو سے انہوں نے حضرت جعفر بن محمد علیہ السلام سے انہوں نے اپنے والد گرامی سے انہوں نے اپنے دادا سے اور انہوں نے علی ابن ابی طالب علیہم السلام سے روایت کی۔ اس کے علاوہ میں نے اسے روایت کیا ہے محمد بن علی الشاہ سے ان کا کہنا ہے کہ بیان کیا ہم سے ابو حامد نے انہوں نے کہا کہ ہمیں خبر دی ابو یزید نے انہوں نے کہا کہ ہمیں خبر دی محمد بن احمد بن صالح تمیمی نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا ہم سے میرے والد نے ان کا کہنا ہے کہ مجھ سے بیان کیا انس بن محمد ابو مالک نے انہوں نے روایت کی اپنے والد سے انہوں نے حضرت جعفر بن محمد سے انہوں نے اپنے والد سے انہوں نے اپنے دادا سے اور انہوں نے علی ابن ابی طالب علیہم السلام سے اور انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے روایت کی کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے آنجناب علیہ السلام سے فرمایا "اے علی (علیہ السلام) میں تم سے وصیت کرتا ہوں اس کی حفاظت کرو۔ اور یہ طویل حدیث ہے۔

۳۸۸ اور جو کچھ اس میں احمد بن محمد بن سعید ہمدانی سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے محمد بن ابراہیم ابن اسحاق طالقانی رضی اللہ عنہ سے اور انہوں نے احمد بن محمد بن سعید ہمدانی کوفی سے روایت کی ہے جو بنی ہاشم کے غلام تھے۔

۳۸۹ اور جو کچھ اس میں معلّی بن محمد بصری سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد اور محمد بن حسن اور جعفر بن محمد بن مسرور رضی اللہ عنہم سے انہوں نے حسین بن محمد بن عامر سے اور انہوں نے معلّی ابن محمد بصری سے روایت کی ہے۔

۳۹۰ اور جو کچھ اس میں عبدالواحد بن محمد بن عبدوس نیشاپوری سے ہے تو اسے میں نے براہ راست ان سے روایت کیا ہے۔

۳۹۱ اور جو کچھ اس میں سعد بن طریف خفّاف سے ہے تو اسے میں نے اپنے والد رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے انہوں نے سعد بن عبداللہ سے انہوں نے ہیثم بن ابی مسروق نہدی سے انہوں نے حسین بن علوان سے انہوں نے عمرو بن ثابت سے اور انہوں نے سعد بن طریف خفّاف سے روایت کی ہے۔

کتاب من لایحضرہ الفقیہ کے تمام اسناد اللہ کے شکر اور احسان کے ساتھ تمام ہوئے۔

والصلاۃ علی محمد وآلہ الطّاہرین۔

کمال الدین وتمام النعمۃ

مولفہ

شیخ صدوقؒ

(۱) کیا آپ جانتے ہیں کہ امام زمانہؑ کے بارے میں یہ وہ واحد کتاب ہے جسے خود امام زمانہؑ کی خواہش پر تحریر کیا گیا؟

(۲) کیا آپ جانتے ہیں کہ خلیفہ منتخب کرنے کا اختیار کس کو ہے؟

(۳) کیا آپ جانتے ہیں کہ غیبت کے اثبات اور اس کی حکمت کیا ہے؟

(۴) کیا آپ جانتے ہیں کہ امام زمانہؑ کے وجود اور ان کی امامت پر اللہ تعالی کی نص کیا ہے؟

(۵) کیا آپ جانتے ہیں کہ امام قائمؑ پر رسول خداؐ کے نصوص کیا ہیں؟

(۶) کیا آپ جانتے ہیں کہ امام زمانہؑ کے بارے میں جو مولائے کائنات حضرت علی ابن ابی طالب نے فرمایا ہے؟

(۷) کیا آپ جانتے ہیں کہ امام زمانہؑ کے بارے میں تمام ائمہؑ نے کیا فرمایا ہے؟

(۸) کیا آپ جانتے ہیں وہ روایت جو حضرت خضرؑ کی غیبت کے بارے میں آئی؟

(۹) کیا آپ جانتے ہیں وہ روایت جو حضرت ذوالقرنین کی غیبت کے بارے میں وارد ہوئی؟

(۱۰) کیا آپ جانتے ہیں کہ کن لوگوں نے حضرت قائمؑ کا انکار کیا؟

(۱۱) کیا آپ جانتے ہیں اُن لوگوں کے بارے میں جنہوں نے حضرت قائمؑ کی زیارت کی؟

(۱۲) کیا آپ جانتے ہیں کہ غیبت امام زمانہؑ کا سبب کیا ہے؟

(۱۳) کیا آپ جانتے ہیں کہ نائبین کے لیے کیا توقیعات جاری کی گئیں؟

(۱۴) کیا آپ جانتے ہیں کہ امام زمانہؑ کی طول عمر کے اثبات کیا ہیں؟

(۱۵) کیا آپ جانتے ہیں دجّال اور دوسری علامات ظہور کے بارے میں؟

(۱۶) کیا آپ جانتے ہیں کہ انتظار ظہور کا ثواب کتنا ہے؟

(۱۷) کیا آپ جانتے ہیں کہ امام زمانہ کا نام لینے کی ممانعت کیوں کی گئی ہے؟

یہ اور انہی سے متعلق دیگر سوالات کے جوابات کے لئے الکساء پبلشرز کی مندرجہ بالا کتاب سے رجوع فرمائیں۔

خصال

مولفہ

شیخ صدوقؒ

شیخ صدوق۔ نے اعداد کی مناسبت سے احادیث جمع کی ہیں جن میں مندرجہ ذیل حقائق کی طرف توجہ دلائی گئی ہے۔

(۱) کیا آپ جانتے ہیں کہ نیکی اور بدی کی حقیقت کیا ہے؟

(۲) کیا آپ جانتے ہیں کہ بہترین جہاد کیا ہے؟

(۳) کیا آپ جانتے ہیں اس تحفہ کے بارے میں جو امت محمدیہ کو دیا گیا؟

(۴) کیا آپ جانتے ہیں اس عادت کے بارے میں جو دلوں کو زندہ کرتی ہے؟

(۵) کیا آپ جانتے ہیں اس شخص کے بارے میں جو ذلیل ہو کر جنت میں داخل ہوگا؟

(۶) کیا آپ جانتے ہیں اُس عادت کے بارے میں جو مومن میں نہیں ہوتی؟

(۷) کیا آپ جانتے ہیں کہ رسولؐ اللہ نے اعضائے وضو کو ایک ایک مرتبہ دھویا؟

(۸) کیا آپ جانتے ہیں کہ کون دو اشخاص جنت کی بو تک نہ سونگھیں گے؟

(۹) کیا آپ جانتے ہیں اس عادت کے بارے میں جو شیعوں میں ہوتی ہے؟

(۱۰) کیا آپ جانتے ہیں کہ کون سچا مومن ہے؟

(۱۱) کیا آپ جانتے ہیں اس عادت کے بارے میں جو فقر و فاقہ دور کرتی ہے اور عمر کو طویل کرتی ہے؟

(۱۲) کیا آپ جانتے ہیں ان عادتوں کے بارے میں جو ایمان کی حقیقتیں ہیں؟

(۱۳) کیا آپ جانتے ہیں کہ ان عادتوں کے بارے میں جو رزق لاتی ہیں؟

(۱۴) کیا آپ جانتے ہیں کہ حج کرنے کا کیا ثواب ہے؟

(۱۵) کیا آپ جانتے ہیں کہ حضورؐ کے پاس جو انگوٹھیاں تھیں ان پر کیا لکھا ہوا تھا؟

(۱۶) کیا آپ جانتے ہیں کہ کن تین باتوں کے بارے میں اللہ مومن سے نہیں پوچھے گا؟

(۱۷) کیا آپ جانتے ہیں ان اشخاص کے بارے میں جو اللہ کے زیادہ قریب ہونگے؟

(۱۸) کیا آپ جانتے ہیں کہ کن تین مقامات پر جھوٹ بولنا جائز ہے؟

(۱۹) کیا آپ جانتے ہیں کہ تمام خوبیاں کن تین عادتوں میں ہیں؟

(۲۰) کیا آپ جانتے ہیں کہ چار باتوں میں عورت کی بات ماننے والے کی کیا سزا ہے؟

(۲۱) کیا آپ جانتے ہیں کہ حضرت علیؑ کے پاس کون سی چار انگوٹھیاں تھیں؟

(۲۲) کیا آپ جانتے ہیں کہ جنت میں کون بہترین چار عورتیں ہیں؟

(۲۳) کیا آپ جانتے ہیں کہ گناہ کی کیا چار وجوہات ہیں؟

(۲۴) کیا آپ جانتے ہیں کہ کون سی چار چیزیں دل کو برباد کر دیتی ہیں؟

(۲۵) کیا آپ جانتے ہیں کہ کن پانچ باتوں سے مال جمع ہوتا ہے؟

(۲۶) کیا آپ جانتے ہیں کہ کن پانچ چیزوں پر خمس دینا واجب ہے؟

(۲۷) کیا آپ جانتے ہیں کہ وہ کون سے کام ہیں جو عید کے دن سب سے بہتر ہیں؟

یہ اور انہی سے متعلق دیگر سوالات کے جوابات کے لئے الکساء پبلشرز کی مندرجہ بالا کتاب سے رجوع فرمائیں۔

الکساء پبلیشرز کی آئندہ پیشکش

قصص العلماء

مولفہ

میرزا محمد تنکابنیؒ

مذہب تشیع کے مقتدر علماء کے حالات پر مبنی کتاب جس میں ان کی زندگی کے عام حالات پر بھی روشنی ڈالی گئی ہے اور دینی خدمات پر بھی نیز مناظرے، مباحثے، مواعظ، مزاح، حاضر جوابی، انکسار، جلال، وقار، ایثار، اخلاق، جو عالم کی طبعیت کا خاصہ ہیں اس کتاب میں دل نشین انداز میں بیان کیے گئے ہیں۔ جنہیں پڑھ کر نہ صرف ہم ان کے واقعات سے آگاہ ہو سکتے ہیں بلکہ ان کی زندگیوں کے لائحہ عمل کو اپنا کر دنیا اور آخرت کے فوائد بھی حاصل کر سکتے ہیں۔

مذکورہ کتاب ان شاءاللہ جلد آپ کے مطالعہ کے لئے پیش کی جائے گی۔

رابطہ: فیضیاب رضوی

7/10 - 5-B

Nazimabad Karachi

Tel: 6610547

انصار حسنین نقوی

R-159

Sec. 5-B/2

North Karachi

Cell: 0300-2406150